خدا بخش لائبریری

جرنل

۴۵

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ

خدا بخش لائبریری

جرنل

پٹنہ

۴۵

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

رجسٹریشن نمبر: ۳۳۴۴۲/۷۷ | قیمت فی شمارہ : پچیس روپے
شمارہ : پینتالیسواں | سالانہ : ۱۰۰ روپے (ہند)
قیمت : پچیس روپے | ۲۰ ڈالر (ایشیا)، ۳۰ ڈالر (دیگر ممالک)

مخطوطات طب کے موضوع پر پہلے جنوبی ایشیائی علاقائی سیمینار کے مقالات کا ایک حصہ خدا بخش لائبریری کا جرنل کے شمارہ ۲۹-۳۱ میں شائع ہوا تھا۔ اس شمارے میں اس سیمینار کے بقیہ مقالات شائع کیے جا رہے ہیں۔

حکیم ظل الرحمن کے طویل مقالہ "علی گڑھ کے نادر طبی مخطوطات" کی پہلی قسط جرنل شمارہ ۲۹-۳۱ میں شائع ہوئی تھی۔ صفحہ ۱/۱۲۸ تا ۶۴/۱۲۸ اس مقالہ کی دوسری اور آخری قسط ہے۔

صفحہ ۱۵۹-۲۲۰ میں متفرق مقالات ہیں جن کا سلسلہ بھی جرنل شمارہ ۲۹-۳۱ میں صفحہ ۱۵۸ تک شائع شدہ مقالات سے جڑتا ہے۔

پچھلے شمارے میں ہندو پاک کے طبی مخطوطات کی تین جامع فہرستوں کے علاوہ چار مقالے شائع ہو چکے ہیں بقیہ ۲۴ مقالے اس شمارے میں شامل ہیں۔ کل ملا کر ۲۸ طبی مقالے نادر مخطوطات کے سلسلے میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔

۱۹۸۸ء

محبوب حسین نے پٹنہ لیتھو پریس، رمنا لین، پٹنہ ۴ سے چھپوا کر خدا بخش لائبریری، پٹنہ سے شائع کیا۔
ایڈیٹر: عابد رضا بیدار

فہرست

مختلف کتب خانوں اور ذاتی ذخیروں میں محفوظ اہم طبی مخطوطات:

علیگڑھ کے نادر طبی مخطوطات

حکیم سید ظل الرحمن
(علیگڑھ)

اجمل خاں طبیہ کالج لائبریری مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

عربی و فارسی طبّی ذخیرے کے نوادر

عربی مخطوطات

۱۔ تقویم الادویہ، مؤلفہ محمد بن علی اسفرائنی: علم الادویہ پر بیش قدر کتاب ہے۔ یہ مفردات و مرکبات دونوں کے بیان میں ہے۔ کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ جدول کے طرز پر ہے۔ اس میں بارہ جدولیں پیش کی گئی ہیں:

۱۔ عربی و یونانی نام، ۲۔ فارسی نام، ۳۔ بیان دوائیت و خاصیت، مثلاً دوا و متعلق یا دوا و غذائی وغیرہ، ۴۔ شناخت، ۵۔ انواع و اقسام، ۶۔ بہترین قسم، ۷۔ درجات مزاج، ۸۔ مقدار خوراک، ۹۔ منافع، ۱۰۔ مضر، ۱۱۔ مصلح، ۱۲۔ بدل۔

پہلا باب ادویہ مفردہ پر ہے جو کتاب کی اصل جان ہے۔ یہ بہت طویل ہے اور اس میں پانچ فصلیں ہیں۔ فصل اول ادویہ نباتیہ، فصل دوم لحوم اور شحوم اور اسی طرح مختلف اقسام کے دودھ ان کے منافع، فصل سوئم روٹی، فصل چہارم کھانے کے طریقوں اور فصل پنجم مختلف قسم کے پانیوں کے بیان میں ہے۔

کتاب کا دوسرا باب ادویہ مرکبہ سے متعلق ہے جو بہت مختصر ہے۔ خاتمہ بھی طویل نہیں ہے۔ اس میں حشرات اور کیڑوں مکوڑوں کے کاٹنے کا علاج تحریر کیا گیا ہے۔ جن کتابوں سے اس کی تالیف میں مدد لی گئی ہے ان میں جامع ابن بیطار، قانون، حاوی، منہاج، نجیبیات، قرابادین، تلمانسی، خجندی، موجز، وغیرہ ہیں۔ ترقیمہ کے مطابق جمادی الاول ۱۰۱۱ھ جلوس اکبر شاہ کتابت ہوئی ہے۔ تقویم الادویہ کے نام سے کمال الدین ابوالفضل حبیش بن ابراہیم محمد التفلیسی (وفات تقریباً ۶۰۰ھ / ۱۲۰۳ء) کی بھی ایک مشہور کتاب ہے۔

۲۔ حاشیہ شرح اسباب، مؤلفہ حکیم شریف خاں: حکیم شریف خاں بن حکیم اکمل خاں بن حکیم واصل خاں سے پہلے اگرچہ خاندان میں طب کی تین پشتیں گزر چکی تھیں مگر ان کی بے مثال شخصیت، حذاقت اور تبحر کی وجہ سے یہ خاندان ان کے نام سے موسوم ہوا۔ خاندانی شریفی کے متقدمین میں خواجہ عاذر

محمود اور متاخرین میں مسیح الملک حکیم اجمل خاں نہایت گرامی حیثیت شخصیتیں ہیں۔ حکیم شریف خاں ۱۱۳۸ھ/۱۷۲۵ء میں پیدا ہوئے۔ شارح اسباب و علامات حکیم عابد سرہندی سے تلمذ کا موقع ملا۔ شاہ عالم کے زمانہ میں ۱۲۳۱ھ/۱۷۹۹ء میں انتقال ہوا۔ مادر کب الحکیم یعنی حاشیہ نفیسی، حاشیہ قانون، اسرار العلاج، علاج الامراض، عجالۂ نافعہ، تالیف شریفی، رسالہ خواص الجواہر، تحفۂ عالم شاہی وغیرہ ان کی تصانیف ہیں۔

حاشیہ شرح اسباب ۵۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ آخر کے کافی صفحات کی عبارت دیمک کی نذر ہو گئی ہے اور اس پر سادہ کاغذ چسپاں کر دیا گیا ہے۔ مخطوطہ کے شروع اور آخر میں حکیم مظفر حسین خاں لکھنوی کی مہریں ثبت ہیں۔

۳۔ **حاشیہ شرح اسباب**، مؤلفہ حکیم اسد علی: حکیم اسد علی حکیم درویش محمد کے صاحبزادے اور عارف حکیم نجم اللہ الملقب بہ حافظ عالم خاں کے پوتے ہیں۔ یہ شاہجہاں آباد کے مضافات کے رہنے والے تھے۔ حکیم شریف خاں کا حاشیہ شرح اسباب چونکہ بہت طویل اور بسیط ہے۔ اس کے مضامین کے مطالعہ میں طلبا کی دشواری کے پیش نظر حکیم اسد علی نے یہ حاشیہ لکھا ہے۔ اس میں اس بات کا لحاظ ہے کہ کتاب کا نفس مطالب اور مجمل توضیحات طلباء کے سامنے تمام ضروری مباحث آجائیں۔ یہ شرح ۱۲۲۶ھ/۱۸۱۱ء میں کی گئی ہے اور یہ ۵۲ صفحات پر مشتمل ہے ترقیمہ ندارد ہے۔

۴۔ **شرح قانون جلد سوم**، مؤلفہ علاء الدین قریشی: علاء الدین علی بن ابی الحزم قرشی المعروف بہ ابن نفیس جسے جالینوس ثانی کے نام سے یاد کیا گیا ہے، طبی مصنفین اور شارحین قانون کے درمیان بہت عظیم المرتبت نام ہے۔ دمشق میں مہذب الدین الدخوار سے طب کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد قاہرہ کے طبی مدرسہ منصوری سے متعلق رہا۔ اور وہیں بروز جمعہ ۱۱ ذیقعدہ ۶۸۷ھ/۱۲۸۸ء کو وفات پائی۔ ابن نفیس نے شادی نہیں کی تھی۔ اپنا عالیشان مکان، دوسری جائداد اور کتابیں سب بیمارستان منصوری کے لئے وقف کیں۔

ابن نفیس نے زندگی بھر تدریسی و تصنیفی مشغلہ جاری رکھا۔ تقریباً دو درجن کتابوں کے اس مصنف نے قانون کی پانچوں جلدوں کی شرح کے علاوہ موجز القانون جیسی مشہور زمانہ کتاب اپنی یادگار چھوڑی۔ اس کے بے شمار شاگرد تھے، جو امین الدولہ ابن القف، اسدید الدمیاطی، ابو الفرج سکندری، ابن البرہان، ابراہیم، شامی قاہری نگار المصری جیسی شخصیتیں ہیں۔ عام شارحین قانون کا انداز بجا طور اور

حمایت کی ہے جس میں ابن سینا کی ہر مسئلہ میں تائید اور مخالفت کی گئی ہے۔ وہ نہ نئی بات کہہ سکے اور نہ ان کی شرحوں میں مزید اضافہ اور تحقیق کی گنجائش محسوس کی جاسکی۔ علاء الدین قرشی اس خالص اعتقادی اور تقلیدی طرز سے مستثنیٰ سمجھا جاتا ہے۔ مگر اس کے ہاں اعتدال باقی نہیں رہ سکا۔ شیخ پر تنقید میں وہ حد سے زیادہ بڑھا ہوا نظر آتا ہے۔ بقول حکیم غلام حسنین کنتوری قانون کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جسے اس نے مخدوش نہ قرار دیا ہو۔ جبکہ آملی اور گیلانی نے یہ روش اختیار کی کہ شیخ کی اغلاط میں قرشی کے ہر اعتراض کا جواب ضروری سمجھا۔

قرشی کی شرح کلیات کا ایک نفیس مخطوطہ حکیم محمد احمد خاں دہلی کے پاس راقم نے دیکھا تھا۔ اس پر دوسری مہروں کے ساتھ ایک مہر عنایت خان شاہجہانی ۱۰۴۲ھ کی تھی۔ خدا بخش لائبریری میں اس کی صرف جلد اوّل و دوم کی شرح ہے۔ جلد دوم پر ایک مہر ۱۰۸۴ھ کی ثبت ہے۔ کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں شرح قرشی کے چار مکمل حصے موجود ہیں۔ وہاں صرف جلد پنجم کی شرح نہیں ہے۔ حیدرآباد میں معالجات کی شرحیں ہیں۔ راقم الحروف کا ذخیرہ بھی جلد سوم چہارم اور پنجم کی شرح سے مزین ہے۔ ادارہ تاریخ و تحقیق طب تغلق آباد میں جلد سوم و چہارم یعنی معالجات کی دونوں شرحیں ہیں۔ رضا لائبریری رام پور کا یہ امتیاز ہے کہ وہاں اس کے پانچوں حصے محفوظ ہیں۔

طبیہ کالج علی گڑھ میں شرح معالجات جلد سوم کا یہ نسخہ نہایت نفاست و اہتمام سے لکھا گیا ہے۔ اس ضخیم کتاب کے قلم کا حسن آخر تک اسی پرکاری کے ساتھ برقرار رہا ہے۔ پہلا صفحہ مطلّیٰ ہے اور اس کی تزئین دیدہ زیب ہے۔ ہندوستان میں موجود نسخوں میں یہ سب سے عمدہ اور نفیس مخطوطہ ہے۔ یہ مخطوطہ سلاطین اودھ کے کتب خانہ میں رہا ہے۔ اس پر امجد علی شاہ اور واجد علی شاہ کی مہریں ہیں۔ احمد نگر میں یہ کسی صاحبِ ذوق کی ملکیت رہا ہے اس کے ۱۱۱۵ھ/ ۱۷۰۳ء کے دستخط ہیں۔ ۲۱۰ قیمت درج ہے۔ دوسرے دستخط ۱۱۶۷ھ/ ۱۷۵۳ء کے ہیں۔ مولانا آزاد لائبریری میں شرح قرشی کلیات کے ناتمام نسخہ کے علاوہ شرح قرشی جلد سوم بھی محفوظ ہے۔ یہ امراض جگر کے بیان سے شروع ہوتی ہے۔ سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

۵۔ **شرح قانون** جلد چہارم و پنجم، مؤلفہ علاء الدین قرشی: یہ حمیات قانون (جلد چہارم) اور قرابادین قانون (جلد پنجم) کی شرح ہے۔ اس کے ذریعہ نہ صرف ابن سینا بلکہ علاء الدین قرشی کی حمیات اور ادویہ مرکبہ کے سلسلے میں نئی کاوشیں سامنے آتی ہیں۔ قرابادینی مطالعہ میں جلد پنجم کی

یہ شرح نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ قانون کے اس حصّہ کو زیادہ موضوع نہیں بنایا گیا ہے حالانکہ مختلف اعتبارات سے یہ اہل فن کی توجہ کا مستحق ہے۔

طبیہ کالج میں موجود یہ دونوں شرحیں ایک جلد میں مجلد ہیں۔ ترقیمہ موجود نہیں ہے اور نہ جلد سوم کی شرح کے مخطوطہ کی طرح اس میں کوئی ندرت ہے۔

۶۔ شرح قانون جلد چہارم، مؤلفہ علی گیلانی: علی گیلانی کو مکمل قانون کی شرح کا عزت حاصل ہے۔ اس کی جلد اوّل یعنی کلیات کی شرح آملی کی شرح کلیات کے ساتھ جامع الشرحین کے نام سے طبع ہو چکی ہے۔ باقی چاروں جلدیں ہنوز غیر مطبوعہ ہیں۔ طبیہ کالج لائبریری میں صرف جلد چہارم یعنی حمیات کی شرح موجود ہے۔ گیلانی معانی کی تحقیق اور ندرت کے خیال میں اگرچہ اپنے پیش رو شارح علاء الدین قرشی ابن نفیس کے مرتبہ کا نہیں ہے لیکن مکمل قانون کی شرح کے امتیاز کے ساتھ ہی اس کے بعض اضافے قابل قدر ہیں۔ اجمل خاں اس کی شرح قانون کے بہت معترف تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ گیلانی نے قانون کی شرح میں ہر عضو کے امراض کی تشریح کر کے آخر میں بہت سے نئے امراض، اسباب، علامات و معالجات اپنی طرف سے اضافہ کئے ہیں جنہیں شیخ نے نہیں لکھا ہے۔

شرح گیلانی کے نسخوں کے سلسلہ میں ایک دلچسپ لطیفہ اجمل خاں کے استاد حکیم جمیل الدین صدّیقی نگینوی کے حوالہ سے ملتا ہے۔ "حکیم گیلانی نے جو دربار اکبری کے نورتنوں میں سے تھے جب قانون کی شرح لکھی تو اپنے غلاموں کو ایک خاص طرح کے خط نسخ کی مشق کرا کے شرح مذکور کی متعدد نقول ان سے لکھوائیں۔ ان میں کا ایک نسخہ حکیم اجمل خاں کے کتب خانہ میں بھی تھا۔ اس شرح کا خط حکیم صاحب کو بہت پسند آیا۔ وہ اس کی پوری پوری نقل کر لیا کرتے تھے۔ حکیم عبدالمجید خاں مزاحاً ان کے اس شوق کو "کار غلاماں" کہا کرتے تھے"۔ راقم الحروف نے حکیم محمود احمد خاں مرحوم کے پاس شرح مذکور کا یہ نسخہ دیکھا تھا۔

حکیم اجمل خاں نے ایک کتاب المحاکمۃ بین القرشی والعلامۃ کے نام سے لکھی تھی۔ خدا جانے اس کے مسودے کا کیا حشر ہوا۔ انھوں نے اس کتاب پر قرشی و گیلانی کے درمیان متنازعہ مسائل میں اپنی فیصلہ کن رائے ظاہر کی ہے۔ قرشی کی ذہانت اور قانون پر تنقیدی اعتراضات اور گیلانی کی شیخ کی طرف سے صفائی کی کوشش اور ان سے اجمل خاں کے تاثر کو پیش نظر یہ محاکمہ بہت دلچسپ اور اہم ہوگا۔

۷۔ شرح مسائل حنین، مؤلفہ ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن علی بن ابی صادق: ابن ابی صادق ابن

سینا کے ممتاز شاگردوں میں ہے۔ یہ نیشاپور کا باشندہ اور صاحب فن طبیب تھا۔ بقراط اور جالینوس کی تصانیف پر گہری نظر تھی۔ اس نے ۴۵۹ھ/۱۰۶۶ء میں جالینوس کی کتاب منافع الاعضاء کی شرح کی۔ بقراط کی کتاب الفصول اور کتاب تقدمۃ المعرفۃ پر بھی اس کی شرحیں ہیں۔ حنین بن اسحٰق کی کتاب المسائل کی اس نے بڑی مفصل شرح لکھی ہے۔

شرح مسائل دس فصول پر مشتمل ہے۔ کلیات، معالجات، قوانین ادویہ مفردہ و مرکبہ، حمیات اور اورام وغیرہ اس کے مباحث میں شامل ہیں۔ کتاب المسائل کی پوری عبارت لکھنے کے بعد شرح تحریر کی گئی ہے۔ اس طرح اس کے ذریعہ نہ صرف ابن ابی صادق کی شرح بلکہ اصل کتاب بھی سامنے آجاتی ہے۔ ابن ابی صادق کی کتابوں میں اس شرح کا اختصار بھی ملتا ہے۔ شرح مسائل کا یہ نسخہ ۳۱۲ صفحوں میں ہے۔ ناقل کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں ہے۔ یہ کتاب ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء میں حکیم عابد حسین بن حکیم محمد حسین بن مسیح الدولہ حکیم مرزا علی حسن خاں لکھنوی کی ملکیت میں پہنچی ہے۔

۸۔ **کشف الاشکالات**، مؤلفہ حکیم محمد ہاشم بن حکیم محمد احسن بن حکیم محمد افضل دہلوی:
برہان الدین نفیس کی کتاب شرح الاسباب والعلامات جو معالجات کے نصاب کی مشہور کتاب ہے۔ اس کے مشکل مقامات کی توضیح میں حکیم محمد ہاشم نے عربی ہی میں یہ ضخیم کتاب تالیف کی ہے۔ شرح اسباب کی تشریح اور حل مطالب میں یہ کتاب شاہ عالم کے عہد میں لکھی گئی ہے۔ ہندوستانی طب کے عربی سرمایہ اور بالخصوص معالجاتی ذخیرہ کی ایک اچھی کتاب ہے۔ نام سے تاریخ تالیف برآمد ہوتی ہے۔ شرح اسباب کا یہ حاشیہ انھوں نے اپنے زمانۂ شباب میں ۱۱۸۴ھ میں لکھا تھا۔ مخطوطہ ۵ محرم بروز شنبہ ۱۲۸۱ھ کو نقل کیا گیا ہے۔ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور کتب خانہ دار العلوم دیوبند میں بھی اس کے نسخے موجود ہیں۔ ذخیرۂ سبحان اللہ مولانا آزاد لائبریری کا نسخہ ۱۲۶۱ھ کا مکتوبہ ہے۔ فضل رسول بن حکیم سید امام بخش حسینی واسطی بلگرامی اس کے ناقل ہیں۔ صفحات کی تعداد ۸۷۴ ہے۔

۹۔ **کتاب المیامیر**، مؤلفہ فخر الدین محمد بن علی بن ابی نصر نیشاپوری اسفرائنی: معالجات پر ایک قابل قدر کتاب ہے جس میں اس فن کی معتبر کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اس میں ۲۲ میامر ہیں اور ہر میمر متعدد مقالات اور انواع پر مشتمل ہے۔ مرض کی ماہیت اور اسباب سے بہت اچھے انداز میں گفتگو کی گئی ہے۔ مثلاً خناق کے مختلف اسباب گناتے ہوئے ایک سبب حلق کے داخلی عضلات کا

کا زرم یا فقرات العنق میں سے سقطہ ضرب یا عضلات کے زرم کی وجہ سے کسی فقرہ کا ہٹنا ہے۔

۱۵ صفحات کی اس کتاب کو ۲۵ رجادی الاولیٰ ۱۳۰۸ھ کو سید حامد حسین نے نقل کیا ہے۔

فخر الدین اسفرائنی نے ۱۳۴۹/۷۵۰ھ میں قال اقول کے نام سے الفصول الایلاقیہ کی شرح بھی لکھی ہے۔ ان کی کتاب تقویم الادویہ کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں آچکا ہے۔

۱۰۔ مجربات خواص، مؤلفہ ابو العلا ابن زہر: یہ ابن زہر کے مجربات ہیں۔ ترتیب حروف تہجی کے مطابق ہے۔ حرف الف کی ابتداء انسان سے ہوتی ہے۔ انسان کے بال، ناخون، دودھ، بول و عرق کے خواص بیان کئے ہیں۔ اس میں اگرچہ ادویہ مفردہ تحریر ہیں لیکن ابن زہر نے صرف انہی دواؤں کو لیا ہے جو اس کی ذاتی تجربہ میں مفید ثابت ہوئی ہیں۔ حیوانی ادویہ کی تعداد کافی ہے۔ جن اطبا کے حوالے ہیں ان میں عرب اطبا علی بن ربن الطبری، محمد بن زکریا رازی، یوحنا بن سرابیون اور مسیحی کے علاوہ بیشتر یونانی عہد کے مصنفین ہیں مجربات ابن زہر کے حوالے بعد کے لوگوں کے ہاں کثرت سے ملتے ہیں۔ ڈیڑھ سو صفحات کا یہ مخطوطہ کافی خوشخط ہے۔ ترقیمہ اگرچہ نہیں ہے لیکن نسخہ زیادہ قدیم نہیں معلوم ہوتا ہے۔

۱۱۔ مدارک الحکیم: مؤلفہ حکیم شریف خاں دہلوی: حکیم شریف خاں (وفات ۱۲۳۱ھ/ ۱۷۹۹ء) جنہوں نے طبع زاد کتابوں کے علاوہ درسی کتابوں کے حاشیئے شرح اور ترجمے کے فرائض انجام دیئے ہیں، جہاں انہوں نے حاشیہ قانون، ترجمہ حمیات قانون، شرح موجز، حاشیہ شرح اسباب لکھا وہاں مدارک الحکم کے نام سے نفیسی کا حاشیہ بھی تحریر کیا۔ یہ نفیسی کے فقرات کی عالمانہ توضیح ہے جس سے ان کی مہارت فنی اور اعلیٰ علمی قابلیت کا اظہار ہوتا ہے۔

ترقیمہ نہیں ہے۔ مدارک الحکم کے نسخے رضا لائبریری رامپور، اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد اور خدابخش پٹنہ میں ہیں۔ اس کا ایک مخطوطہ حکیم محمود احمد خاں دہلوی کے ذخیرہ میں راقم کو دیکھنے کو ملا تھا اس پر ان کے جد بزرگوار حکیم محمود خاں کے دستخط تھے جو حکیم شریف خاں کے پوتے ہیں۔

۱۲۔ منتخب کتاب الارشاد فی مصالح الانفس والاجساد، یہ کتاب الارشاد کا صرف تیسرا مقالہ ہے۔ اسی لئے اس کو منتخب کتاب الارشاد کا نام دیا گیا ہے۔ یہ تیسرا مقالہ حفظ صحت و مداواۃ امراض میں ہے اور اس میں ۲۴ فصلیں ہیں۔ پہلی فصل مثلاً قوانین حفظ صحت، دوسری حمیات، تیسری وبا، چوتھی بحران، پانچویں جدری و حصبہ، چھٹی جرب و حکہ اسی طرح پھر دوسری فصلیں امراض سے متعلق ہیں۔ آخری فصل

امراض ناخن کے بیان میں ہے۔ ان فصلوں میں مرض کی مختصر ماہیت کے بعد علاج تحریر کیا گیا ہے۔ یہ تیسرا مقالہ ۲۰۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ ترقیمہ ندارد ہے۔

۱۳۔ معالجات ایلاقی: سید محمد بن محمد بن یوسف ایلاقی نیشاپوری (وفات ۴۶۰ھ/۱۰۶۷ء) گیارہویں صدی کا معروف طبیب از ابن سینا کا شاگرد ہے۔ اس کی ذات علمی و عملی کمالات کا مجموعہ تھی۔ جس طرح اس کے رفیق درس ابو عبید جوزجانی نے تفسیر مشکلات قانون لکھ کر قانون کی پیچیدہ مقامات کو سمجھانے کی کوشش کی ہے اسی طرح اس نے الفصول الایلاقیہ کے نام سے استاد کی کتاب کا اختصار تیار کیا اسی کی یہ تلخیص طب کے علمی حلقوں میں بہت مقبول ہوئی۔ متعدد دانشوروں نے اس کی شرحیں لکھیں۔ اس کے شارحین میں محمد بن علی المعروف فخر الدین اسفرائنی، سدید الدین محمد سمنانی، محمد آملی، ابو الثنا منظفر بن محمد تبریزی، نیز ابن عمران وغیرہ ہیں۔

فصول ایلاقیہ کے علاوہ اس نے معالجات قانون جلد سوم و چہارم کی بھی تلخیص کی ہے جو معالجات ایلاقی کے نام سے موسوم ہے۔ یہ امراض کے لحاظ سے مرتب ہے۔ طبیہ کالج کا یہ نسخہ ۱۰۰۵ھ/۱۵۹۶ء کا مکتوبہ ہے۔ اور یہ ۲۰۴ صفحات میں ہے۔ رضا لائبریری میں اس کا ایک زیادہ قدیم مخطوطہ ۸۹۴ھ/۱۴۸۹ء کا ہے۔ اسی لائبریری میں اس کا دوسرا نسخہ ۱۱۵۶ھ/۱۷۴۳ء کا بھی محفوظ ہے۔ مولانا آزاد لائبریری کے علاوہ ادارہ تاریخ و تحقیق طب تغلق آباد میں اس کا ۱۲۳۵ھ کا نقل شدہ نسخہ ہے۔

ذخیرہ سبحان اللہ خاں مولانا آزاد لائبریری میں اس کا نسخہ رسائل کے جس مجموعہ کے ساتھ شامل ہے، اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ رسالۂ بیخ چینی، عماد الدین محمود شیرازی

۲۔ رسالہ [illegible] عماد الدین محمود شیرازی۔

۳۔ رسالہ چوب چینی حکیم مرزا قاضی بن کاشف الدین۔ اس میں خواص تہوہ و چائے کا بیان بھی ہے۔ چوب چینی کے ذیل میں عماد الدین محمود کا حوالہ دیا گیا ہے۔ یہ رسالہ ۲۵ صفحات پر مشتمل ہے جبکہ عماد الدین کے رسالہ چوب چینی کے صفحات کی تعداد ۱۱ ہے۔

۴۔ اصول التراکیب محمد بن علی بن عمر سمرقندی عربی

۵۔ مطلع النیرین، بیراگی خاں

یہ مجموعہ حکیم مولوی تراب علی بلگرامی کی حسب فرمائش سید خیر علی نے یکم ذی قعدہ ۱۲۶۸ھ/۱۸۵۱ء کو نقل کیا ہے۔ اس کے سرورق پر مالک کی حیثیت سے حکیم تراب علی کی تحریر ہے۔ بعد میں یہ کتاب علی نقی بن سید مظہر احمد حسینی کی ملکیت میں آئی ہے۔ ان کے ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء کے دستخط ثبت ہیں۔

کتاب الطب الایلاقی کے نام سے مولانا آزاد لائبریری کے ذخیرہ سر شاہ سلیمان میں بھی اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔ ۶۸۶ صفحات پر پھیلا ہوا یہ بڑا بیش قدر مخطوطہ ہے۔ تجلید نو کے وقت درمیان میں باریک کاغذ لگا کر اسے محفوظ کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

۱۴۔ منافع الاعضاء جالینوس: علم منافع الاعضاء پر یونانی طب میں دوسرے مضامین کے مقابلہ میں بہت کم کتابیں لکھی گئیں ہیں۔ جالینوس ان مصنفین میں ہے جسے اس موضوع پر پہلے مصنف کا درجہ حاصل ہے۔ موجودہ زمانہ میں اس موضوع کو جدید مضمون سمجھ لیا گیا ہے جبکہ ماہیت الامراض اور حالیات وغیرہ یونانی مضامین کے بطور شامل ہیں۔ اور یونانی مصنفین نے ان موضوعات پر جو کام کیا ہے اسے اہل فن کے ہاں پوری اہمیت حاصل ہے۔ لیکن منافع الاعضاء جیسا اہم مضمون بالکل ہمارے ہاتھ سے نکلا ہوا ہے اور اس میں یونانی نظام طب کی روشنی میں کوئی قابل ذکر کام موجود نہیں ہے۔ جالینوس کی یہ کتاب اس مضمون کے مطالعہ میں ایک بنیادی اور ابتدائی خاکہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسے بنیاد بنا کر اس کام کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔

۵۹ صفحات کا یہ مخطوطہ اگرچہ قدیم نہیں ہے اور یہ سید ابوالقاسم عرف سید مولی کشمیری کا ۱۵ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء کا مکتوبہ ہے۔ لیکن یہ جس نسخے سے منقول ہے وہ نواب علوی خاں کے دست خاص سے لکھا ہوا تھا اس سے حکیم علوی خاں کے اس مضمون سے شغف کا پتہ چلتا ہے۔

••

فارسی مخطوطات

۱۔ آئینۂ سکندری: سلطان سکندر لودھی کے عہد میں جو علمی و فنی کام انجام پائے ان میں معدن الشفا سکندر شاہی نہایت معلوم کتاب ہے۔ جس کا اس عہد کی کتابوں کے ساتھ عام طور پر تذکرہ کیا جاتا ہے۔ لیکن اس عہد کی کتاب آئینۂ سکندری محتاج تعارف ہے اور عام طبی و تاریخی حلقے اس کے نشان سے بے خبر ہیں۔ دیباچہ میں مؤلف نے لکھا ہے۔ "چوں حضرت سلطان نشان، نشانی خاقانی ذات ملک سلیمانی علیین الشان عالم علیین الخلود آدم المنفرد بالدولۃ الابدیۃ المحقق بالسعادۃ السرمدیۃ من الملک المنان جلال الحق والسلطنۃ والدین الخاقان بن الخاقان سلطان سکندر بہادر اجری اللہ تعالیٰ آثار معدلہ علی مفارق العالمین در بط روابط دولۃ واطناب سرادقات الخلافۃ باوتاد الخلود الی یوم الدین از پیہ بکمینہ درگاہ عالم پناہ رسالہ مشتمل بر معالجات بیماریہا ی دیدہ طلب فرمودند ایں خاکسار با وجود عدم بضاعت بالعین والراس اطاعت نمودن واجب دیدہ بر تالیف آں اقدام نمود و ایں رسالہ را آئینۂ سکندری نام نہاد۔ وباللہ التوفیق۔"

معالجۂ عین کے بیان سے قبل بطور مقدمہ آنکھ کی تشریح بیان کی گئی ہے۔ پہلے باب میں ۲۵ فصلیں ہیں۔ اس میں رمد، ناسور، بیاض، تہیج، توتہ، ثولول، سکنہ، سلاق، شرناق، شعر زائد، انقلاب شعر، شترہ، التصاق وغیرہ امراض کا بیان ہے۔ دوسرا باب امراض طبقہ ملتحمہ سے متعلق ہے اور اس میں سات فصلیں ہیں۔ تیسرا باب امراض طبقہ قرنیہ پر ہے اور اس میں تین فصلیں ہیں۔ چوتھا باب امراض طبقہ عنبیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ تین فصلوں پر مشتمل ہے۔ پانچواں باب بینائی کے احوال میں ہے اور اس میں چار فصلیں ہیں چھٹا باب دردہائے چشم اور تدابیر ادویہ کے بیان میں ہے اس میں شادنج، توتیا، مرقشیشا اور سنگ سرمہ کا طریقہ استعمال درج کیا گیا ہے۔ ۱۷۰ صفحات کے اس رسالہ میں ہر صفحہ میں تقریباً ۱۱ سطریں ہیں۔ ترقیمہ موجود نہیں ہے۔ حکیم ضیاء الحسن بھوپال کے ذخیرہ کی کتاب ہے۔

۲۔ انتخاب التحفہ و منتخب التحفہ، مؤلفہ امیر علی: تحفۃ المومنین تصنیف ۱۰۸۰ھ/ ۱۶۶۹ء

حکیم میر محمد مومن تنکابنی کی علم الادویہ کی مشہور کتاب ہے۔ امیر علی نے اس ضخیم کتاب کا انتخاب تیار کیا ہے۔ انھوں نے لکھا بھی ہے کہ تحفۃ المومنین کی طوالت کی وجہ سے جس میں کہ خواص اشیاء ضروری و غیر ضروری کا ہر قوم ہے مطالعہ میں دقت پیش آتی ہے، طالب علموں کی آسانی کے لیے خاص طور پر اس اختصار کی ضرورت محسوس کی گئی۔ آخر کے صفحات موجود نہیں ہیں اور "ل" کی تختی میں حرف لبن تک کے بیان میں ہے۔

امیر علی حکیم سید محمد حسین زہری سانبھر والے کے صاحبزادے ہیں۔ اس کے مطالعہ سے ایک دلچسپ بات یہ ظاہر ہوتی ہے کہ اس کے مخطوطہ میں مرتب کے نام کی یہ عبارت "خواجہ عباس علی بن خواجہ محمد عظیم خاں نبیرہ خواجہ ایوب المخاطب نواب جمیل بیگ خاں اورنگ آبادی از شفقت و عنایت استاد من جناب حکیم صاحب قبلہ حکیم میر محمد حسین سانبھری" قلم زد کر کے اس کی جگہ امیر علی ولد حکیم میر محمد حسین لکھا گیا ہے۔ اس طرح خواجہ عباس علی کے قلم سے مرتب کردہ کو اپنے استاد زادہ کا نام دے دیا ہے۔

۳۔ احسن التجارب، مؤلفہ ہردیال منشی ہندسی: منشی ہردیال طب، ادب، ہندسہ اور نجوم کے ماہر تھے۔ انھوں نے اپنے اور دوسرے ماہرین فن کے تجربات احسن التجارب کے نام سے مرتب کیے ہیں۔ ان کا یہ کام ۱۱۷۲ھ/ ۱۷۹۸ء میں انجام پایا ہے۔ اس میں امراض کے نسخے نہیں ہیں بلکہ اس کے فن اول کے باب اول میں بعض ادویہ کا امتحان، باب دوم میں اصلاح ادویہ، باب سوم میں کیفیت ترتیب ادویہ مرکبہ، باب چہارم کی فصل اول میں طریق گرفتن ادویہ، فصل دوم میں مدت بقائے ادویہ مرکبہ، فصل سوم میں خواص مجربات، باب پنجم میں تکلیس معدنیات، باب ششم میں تدبیر ادویہ، باب ہفتم میں آخر لنخ و ترتیب اجزاء کا بیان ہے۔ فن دوم معالجات امراض میں ہے۔ اس مجموعہ میں رسالہ نفسہ محمد بیگ بھی شامل ہے۔

۴۔ النسخ المجربات المنتشرات، مؤلفہ رحمت اللہ: مرتب نے اس رسالے میں منتشر مجرب نسخے جمع کیے ہیں۔ یہ کسی ترتیب کے بغیر ہے۔ پہلا نسخہ خضاب کا ہے، پھر شب کوری، آتشک اسی طرح متفرق نسخے مختلف امراض کے تحریر ہیں۔ جن لوگوں کے حوالوں سے نسخے بیان کیے ہیں ان میں مرزا یار علی، رمضان علی، حکیم محمد خاں کے علاوہ زیادہ نسخے حکیم ولی اللہ کے حوالے سے ہیں۔ نسخوں کی کتابت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے، بہت خوش خط لکھا ہوا ہے۔ ۵۰ صفحات کا مجموعہ ہے۔

۵۔ بیاض حکیم نورالحسن، حکیم سید نورالحسن بھوپال کے گرامی منزلت طبیب ہیں۔ ان کے والد حکیم سید حسن نواب سکندر بیگم کے عہد میں بھوپال پہونچے تھے۔ حکیم نورالحسن نے حاذق الملک حکیم عبدالمجید خاں دہلوی

اور حکیم محمد محسن (بھوپال) سے طبی تعلیم حاصل کی۔ نواب سلطان جہاں بیگم کے زمانہ میں افسر الاطباء ریاست ہوئے۔ بھوپال میں بڑی شان سے انھوں نے طبی روایات کو آگے بڑھایا۔ ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء میں آصفیہ طبیہ کالج کے قیام میں ان کا بڑا حصہ رہا۔ انہیں کے زیر نگرانی اس نے اپنی ابتدائی منزلیں طے کیں۔ ۱۹۱۲ء میں ان کے انتقال پر فرمانروائے وقت نواب سلطان جہاں بیگم نے ان الفاظ میں انہیں خراج عقیدت پیش کیا تھا۔

"ان کا دماغ طب کے لیے نہایت موزوں تھا۔ اور اس کے ساتھ خلق و انکسار اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کی صفت بھی بدرجہ اتم ان میں موجود تھی۔ وہ میرے زمانہ ولی عہدی میں میری ڈیوڑھی کے طبیب تھے جب میں مسند نشین ریاست ہوئی اور حکیم فرزند علی نے انتقال کیا تو میں نے بلحاظ استحقاق و قابلیت افسر الاطباء کے عہدہ پر مامور کیا۔ ان کا وجود ایثار و خلق کا ایک بہترین نمونہ تھا جو بھوپال کے ہاتھ سے جاتا رہا۔"

افسر الاطبا حکیم سید ضیاء الحسن اور حکیم سید قمر الحسن مدیر اطبا روزنامہ قدیم ان کے عالی قدر صاحبزادے تھے۔ حکیم نور الحسن کی یہ بیاض ادویہ باہ کا ایک مجموعہ ہے۔ ۱۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ ——————

—————— اس کی تاریخ اختتام ۲۴ ذی قعدہ ۱۳۰۷ھ تحریر ہے ——————

—————— اس میں متعدد نسخے ان کے استاذ حکیم غلام محمد کے حوالے سے مذکور ہیں، ایک جگہ شیخ قطب الدین کو بھی اپنا استاذ لکھا ہے۔

اس جلد میں حکیم نور الحسن کی مرکبات پر مشتمل ایک بیاض بھی ہے جس میں قرابادینی طرز پر ادویہ مرکبہ درج ہیں۔ طبیہ کالج لائبریری میں حکیم نور الحسن کی ایک بیاض تجربات ڈاکٹری بھی موجود ہے۔ اس میں فارسی میں مختلف امراض کی ایلوپیتھی دوائیں لکھی ہیں۔

۶۔ بیاض علوی خاں: یہ دراصل علوی خاں کی قرابادین ہے۔ اس میں حروف تہجی کے لحاظ سے مرکبات درج ہیں۔ مثلاً پہلا مرکب اطریفل اسطوخودوس ہے۔ دوسرا اطریفل زمانی۔ اسی طرح مختلف شکلوں کے مرکبات احب، جوارش، لعوق، معجون، مفرح وغیرہ شامل کتاب ہیں۔ یاقوتی مرکبات پر کتاب ختم کی گئی ہے۔

مخطوطہ بروز یکشنبہ ۵ رجمادی الثانی ۱۲۲۵ھ فضلی کو نقل ہوا ہے۔ حکیم ضیاء الحسن کے ذخیرہ کی کتاب ہے۔

٧۔ **تذکرہ شریفی:** حکیم شریف خاں دہلوی ہندوستان کے مایۂ ناز طبیب ہیں۔ ان کی متعدد کتابیں علاج الامراض، تالیف شریفی وغیرہ طبع ہو چکی ہیں۔ یہ کتاب دراصل ان کے اقوال اور نسخہ ہائے مطب کا مجموعہ ہے جسے ان کے کسی شاگرد نے مرتب کیا ہے۔ نہایت تجربہ پر مبنی ہے یہ طبی ارشادات دوران درس یا دوران مطب طلباء کے افادہ کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ اس میں علاج امراض سے متعلق بڑی کام کی باتیں آگئی ہیں۔ ان کے مطب کے علاجی واقعات بھی مذکور ہیں۔ اس سے تشخیص و تجویز کے سلسلہ میں خاص طور پر رہنمائی ملتی ہے۔ ١٧٦ صفحات کی یہ کتاب شریف خانی سلسلہ کی ایک لائق مطالعہ کتاب ہے۔ اس کا تعلق بھی حکیم ضیاء الحسن کے ذخیرہ سے ہے۔

٨۔ **جامع المجربات**، مؤلفہ حکیم امام بخش: حکیم امام بخش بن شیخ پیر محمد ساکن بلوا گھاٹ جونپور، حکیم سید غلام علی جونپوری (محلہ سپاہ) کے شاگرد ہیں۔ انھوں نے اپنے استاد حکیم غلام علی کے مجربات کے علاوہ دوسری بیاضوں اور حواشی کتب متفرقہ کے ذریعہ اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ اس کی ترتیب میں انہیں استاد کے صاحبزادہ قاضی سلامت علی خاں سے بھی مدد ملی ہے۔ اس کا سال تالیف ١٢٦٦ھ/١٨٢٠ء ہے۔ دوسری حوالہ جاتی کتابوں میں علاج الامراض بطور خاص شامل ہے۔ ٢١٧ صفحے کے اس مجموعہ کو قاضی احمد حسین نبیرہ قاضی سلامت علی خاں نے ربیع الاول ١٢٩٤ھ/١٨٧٧ء میں برائے حکیم احمد حسین ساکن دہلی نقل کیا ہے۔

٩۔ **خزینۃ المجربات**، مؤلفہ حکیم امان: حکیم امان علی علوی دہلی اطبائے حاذقین میں تھے۔ دہلی میں پیدا ہوئے۔ شاہ عبدالقادر سے حدیث اور دوسرے علوم کی کتابیں پڑھیں۔ درس و افادہ اور معالجہ میں عام شہرت تھی۔ آثار الصنادید میں ان کا تذکرہ ہے۔ حکماء متقدمین و متاخرین کے یہ مجربات حکیم محمد صادق کی فرمائش پر مرتب کئے ہیں۔ حکیم صادق کا نام کافی احترام سے لیتے ہوئے انہیں حکمت پناہ لکھا ہے۔ اس سے یقیناً حکیم صادق خاں دہلوی مراد ہیں۔ اس میں بلحاظ امراض ترتیب قائم کرکے مجرب دوائیں تحریر کی گئی ہیں۔ نسخہ کی اہمیت یہ ہے کہ یہ افسر الاطباء حکیم سید نور الحسن بھوپالی کے قلم کی یادگار ہے۔

١٠۔ **خلاصۃ العلاج**، مؤلفہ حکیم علی بن محمد المشہور بہ عوض: مصنف نے لکھا ہے کہ ارباب فضل و کمال کی خدمت میں عمر کا بڑا حصہ صرف ہوا ہے۔ معالجہ امراض میں یہ کتاب لوگوں کے فائدے کے لئے تصنیف کی ہے۔ یہ ایک مقدمہ، اکیس ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں قانون معالجات کو بیان

گیا ہے۔ ابواب امراض کی ماہیت، اسباب، علامات اور علاج کے لئے وقف ہیں۔ آخری باب تدبیر سموم پر ہے۔ خاتمہ میں امراض صبیان اور ان کے معالجہ کا ذکر ہے۔

علاج میں نسخے نہیں پیش کئے گئے ہیں بلکہ باقاعدہ اصولی طور پر معالجہ کے بارے میں لکھا ہے۔ اصول علاج کے لحاظ سے یہ ایک اچھی کوشش ہے۔

مخطوطہ کی کتابت شیخ عبدالرحمن ساکن محلہ گوجر ٹولہ رامپور نے بروز پنجشنبہ غرہ ذی قعدہ ۱۲۷۰ھ کو کی ہے۔

۱۱- **دستور العلاج**، مؤلفہ حکیم شفائی خاں: یہ دستور العلاج فوائد شافیہ کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں بیس ابواب ہیں۔ پہلا باب امراض راس میں اور آخری باب اورام و بثور میں ہے۔ جسے جدری وحصبہ کے علاج پر ختم کیا گیا ہے۔ معالجہ امراض میں یہ حکیم شفائی خاں کا دستور مطب ہے جس میں علاج کے ساتھ ہی علامات اور تشخیصی نکات بھی درج ہیں۔

۱۲۷ صفحہ کا اس مخطوطہ کی کتابت سید اولاد علی بخاری نے حکیم سید حسن علوی (جد گرامی حکیم سید ضیاء الحسن بھوپال) کے حسب فرمائش بروز یکشنبہ ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء میں کی ہے۔

۱۲- **دستور العلاج**، مؤلفہ سید محمد علی نقی: سید محمد علی نقی مولوی سید بندہ حسن کے صاحبزادہ ہیں۔ اپنے زمانہ کے مشہور معالج تھے۔ انھوں نے معالجات و ضروریات مطب کے لحاظ سے نسخہ جات مجربہ اور تراکیب نادرہ کا انتخاب کرکے یہ دستور علاج مرتب کیا ہے۔ نسخوں کے ساتھ ہی اس میں مرض کی وضاحت اور سبب وغیرہ بھی مختصر طور پر لکھا ہے۔ ترتیب امراض روایتی طریقہ پر ہے۔ امراض راس سے شروع کرکے اورام و بثور اور تدبیر سموم پر کتاب کو ختم کیا گیا ہے۔

اس مجموعہ میں دوسری کتاب رسالہ فصد ہے جو کل بارہ صفحات کا رسالہ ہے۔ اس میں تعریف و شرائط فصد، عروق کے نام اور ان کے حدود، کیفیت فصد اور مختلف امراض میں ان کی منفعتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ۲۷ رجمادی الثانی ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء روز سہ شنبہ کو یہ نقل کیا گیا ہے۔

۱۳- **دستور العمل**، مؤلفہ حکیم مسیح الدولہ: مسیح الدولہ حکیم مرزا علی حسن خاں اپنے عہد کے لکھنؤ کے سربرآوردہ طبیب تھے۔ ان کے والد حکیم الملوک حکیم مرزا علی بن جواد علی المعروف مرزا جھجو منطق فلسفہ اور طب میں بڑا تجربہ رکھتے تھے۔ مولانا دلدار علی مجتہد سے تلمذ تھا۔ امراض متشابہ کی تفریق اور

ادویہ متشابہ کی شناخت میں خاص امتیاز حاصل تھا۔ شاہان اودھ کے درباروں میں معزز رہے اور حکیم الملک کے خطاب سے نوازے گئے۔ ان کے شاگردوں کی بہت تعداد ہے، جن میں حکیم مسیح الدولہ بھی شامل ہیں۔ جمعرات ۱۵ر صفر ۱۲۴۹ھ کو فوت ہوئے۔ ناسخ نے "اے والے مرزا علی خاں بہادر" سے تاریخ نکالی۔

سلطان الحکماء حیوٰۃ الملک حکیم مسیح الدولہ شاہی شفاخانہ کے طبیب اعلیٰ اور سلاطین اودھ کے خصوصی معالج رہے۔ مطب اور درس کا بڑا وسیع حلقہ تھا۔ ان کے مطب کے متعدد نسخے ہندوستان کے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ ۶ – ۱۲۷۰ھ میں انتقال ہوا۔ امیر لکھنوی کے مصرعہ "رفت از جہان جناب مسیحا بر آسمان" سے تاریخ نکلتی ہے۔ حکیم مرزا مظفر حسین (وفات ۲ر صفر ۱۲۹۸ھ) ان کے عالی قدر بیٹے تھے۔ اس خاندان کے طبی اثرات بہت بعد تک قائم رہے۔ ان کے تلامذہ میں مشہور طبیبوں کے نام ملتے ہیں۔

مسیح الدولہ کا یہ دستور العمل دراصل ان کے معمولات پر مشتمل ہے۔ اس میں ۲۸۱ نسخے درج ہیں۔ حکیم سید حسن اور ان کے صاحبزادہ حکیم سید نور الحسن (بھوپالی) نے اسے نقل کیا ہے۔ مسیح الدولہ کا مطب نظامیہ طبیہ کالج اور اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں بھی ہے۔

۱۴۔ دستور العمل حمیات، مؤلفہ حکیم محمد محسن خیرآبادی: اس پر قانون کلی کے طور پر علاج حمیات کے ساتھ ہی معمولات مطب بھی تحریر ہیں۔ اسے ان کے شاگرد نجف حسین نے نقل کیا ہے۔ نجف حسین حکیم خادم حسین (بھوپالی) کے بھائی ہیں۔ اس میں حکیم محمد محسن فاروقی خیرآبادی کے والد محمد نذیر کو حاذق الحکماء اور بطلیموس عہد جیسے القاب سے مخاطب کیا ہے۔ ۶۴ صفحات کا رسالہ ہے۔ یہ کتاب حکیم ابن حسن (عم مکرم حکیم سید ضیاء الحسن) کی ملکیت ہی ہے۔ ان کے ۸ر رجب ۱۳۱۸ھ کے دستخط ہیں۔ اس میں دوسرا رسالہ فرحت العیون مجلد ہے۔

۱۵۔ رسالہ اطریفلات، مؤلفہ حکیم علوی خاں: اطریفلات کے علاوہ اس میں انوشدارو اور اقلونیا کے نسخے بھی درج ہیں۔ جو یا علوی خاں کے مرتب کردہ ہیں یا قدیم نسخوں میں علوی خاں نے ترمیم کی ہے۔ علاء الدین محمود شیرازی اور ان کے صاحبزادہ محمد باقر کے مرتبہ نسخوں میں جو شاہ طہماسپ، شاہ عباس صفوی، شاہ سلیمان صفوی کے لئے لکھے گئے ہیں، ان میں انہوں نے خاص طور پر تصرف کیا ہے۔ سترہ صفحات کا یہ مختصر رسالہ ۲ر رمضان کو نقل ہوا ہے۔ کاتب کا نام اور سنہ درج نہیں ہے۔

۱۶۔ رسالہ حکیم شفائی خاں، حکیم شفائی خاں اودھ کے ممتاز طبیبوں میں ہیں۔ ان کا یہ

رسالہ علاج امراض پر ہے، جس میں اقسام مرض اور علامات مختصر طریقہ پر لکھ کر ان کا علاج درج کیا گیا ہے۔ اسی طرح بیان کے معمولات سے متعلق ایک مجرب ہے۔ ۱۲۲ صفحات کے اس رسالہ کو بروز چہار شنبہ ۷ رجب ۱۲۸۹ھ کو سید محمد عسکری نے نقل کیا ہے۔

رسالہ شفائی خاں کا ایک نسخہ مولانا آزاد لائبریری میں بھی محفوظ ہے۔

۱۷۔ رسالہ حدود الحمیات، مؤلفہ حکیم میر محبوب علی: حکیم میر محبوب علی حکیم معالج خان کے شاگرد ہیں۔ معالج خاں کشمیری دہلوی اپنے وقت کے اطبا کبار میں تھے۔ محمد شاہ کے دربار میں بڑی قدر و منزلت حاصل تھی۔ معالج خاں کے خطاب سے سرفراز ہوئے اور اسی سے شہرت پائی۔ شجاع الدولہ کے عہد میں فیض آباد پہنچے۔ شجاع الدولہ اور ان کی بیگم اختر النساء کے خصوصی معالج ہوئے۔ فیض آباد ہی میں پوری زندگی گزری۔ آصف الدولہ کے زمانہ میں وفات پائی۔ حکیم میر محبوب بھی اپنے علاج اور علمی صلاحیت کی وجہ سے ممتاز تھے۔ ان کا یہ مختصر رسالہ حدود الحمیات جو اگرچہ صرف گیارہ صفحات کا ہے لیکن حمیات مفردہ و مرکبہ کی تعریف و تقسیم کے لحاظ سے جامع ہے۔ اسے سید محمد عسکری نے پنجشنبہ ۲۹ شوال ۱۲۸۸ھ نقل کیا ہے۔ یہ درج بالا رسالہ کے ساتھ مجلد ہے۔

۱۸۔ رسالہ علاج حمی صفراوی، مؤلفہ حکیم محمد صادق رضوی: حکیم محمد صادق رضوی حکیم میر زین العابدین حسینی عرف میر نواب بن سید اصلح الدین خاں کے تلمیذ رشید ہیں۔ حکیم میر نواب اور ان کے والد حکیم سید اصلح الدین دونوں کو حکیم علوی خاں سے تلمذ حاصل تھا۔ اس طرح حکیم محمد صادق علوی خاں کے طبی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی منظوم کتاب کا تعارف آئندہ صفحات میں درج ہے۔

حکیم صادق نے اس رسالہ میں اپنے اساتذہ کے علاج حمی صفراوی سے متعلق قواعد تحریر کئے ہیں اور ان کے مطابق پہلے روز سے چالیسویں روز تک کے لئے دوائیں تجویز کی ہیں۔ ۱۰ صفحے کا یہ رسالہ بھی سید محمد عسکری کا ۱۵ شوال ۱۲۸۸ھ کا رقم کردہ ہے اور درج بالا رسالہ کے ساتھ مجلد ہے۔

۱۹۔ ریاض الشفاء، مؤلفہ حکیم شفائی خاں: ریاض الشفاء میں ان جڑی بوٹیوں اور پھلوں کے خواص تحریر کئے گئے ہیں جن کا قدیم کتابوں میں تذکرہ نہیں ہے۔ یہ زیادہ تر ہندوستانی پیداوار ہیں مفردات کی ترتیب حروف تہجی کے لحاظ سے ہے۔ اس میں مثلاً آم، امرود، اناس، آلو، اردی، ارموسہ، لوبیا، ناشپاتی، اکرم کلہ، الکرونده، گل عباسی، عشبہ، شلجم، شریفہ، جل نیم، تنباکو، پلاس، پیپل، پستہ، بھنڈی،

پنڈ کھجور، انبرہلدی وغیرہ ہیں۔ ادویہ مفردہ کے سلسلہ میں شفائی خان کی یہ قابل ستائش کوشش ہے۔

۲۲۷ صفحات کے اس نسخہ کی کتابت ۱۲۶۲ھ/۱۸۴۶ء میں ہوئی۔

۲۰۔ ریاض عالمگیری، مؤلفہ محمد ریاض شیرازی: یہ کتاب سات ریاض پر مشتمل ہے اور عالم گیر کے نام پر ریاض عالم گیری کے نام سے موسوم ہے۔ محمد رضا شیرازی بن ابوالفضل المشہور بہ سلیمان اس کے مؤلف ہیں۔ تاریخ تالیف کے بارے میں انھوں نے کہا ہے ؎

از پے تاریخ آن چوں متفکر شدم عقل بگفتا کہ شد "سبز ریاض ابد"

مؤلف کے ذوق شعری کا اظہار نہ صرف اس میں پیش کردہ اشعار سے ہوتا ہے بلکہ ہر ریاض مختلف چمنوں پر مشتمل ہے ایک، جس چمن میں متعدد نخل اور ایک نخل میں متعدد شگوفے ہیں۔ اطبائے قدیم مثلاً بقراط، جالینوس حنین بن اسحٰق محمد بن زکریا رازی وغیرہم کے حوالے کثرت سے پیش کیے گئے ہیں۔

ریاض اوّل حفظان صحت کے موضوع پر ہے۔ اس میں تبدیل بدن، سبب وبا، تدبیر برائے ہوائے وبائی، مختلف مزاجوں کے لئے اغذیہ واشربہ، حرکت و سکون بدنی و نفسانی، مادہ برائے حفظ حرارت غریزی، نوم و یقظہ، استفراغ واحتباس وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ کتاب کا خاص حصہ مختلف اعضاء کی حفظ صحت کی دواؤں کے بیان سے متعلق ہے۔ اس میں مثلاً حفظ عین، حفظ ذہن، حفظ انف، حفظ زبان و حفظ دندان، حفظ معدہ، حفظ قلب، حفظ کبد، حفظ طحال، وغیرہ کا بیان ہے اور اس کے لئے مختلف دوائیں تجویز کی گئی ہیں۔ تدبیر اشخاص مولود، امرضعہ، مسافر اور معرفت سوء مزاج کے علاوہ مختلف مزاج و درجات کی دوائیں تحریر ہیں۔

زیر نظر مجموعہ صرف ریاض اوّل کے چار چمنوں پر مشتمل ہے اور اس میں ۱۲۵ صفحات ہیں۔ جہاں تک اس ریاض اوّل کا تعلق ہے یہ خود ایک مکمل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے اور اس میں حفظان صحت سے متعلق سارے ضروری عنوانات آگئے ہیں۔ طبیہ کالج لائبریری میں ریاض دوم بھی موجود ہے۔ یہ معالجات پر ہے۔ اس کے شروع کے صفحات غائب ہیں۔ اسے ۱۷ شوال ۱۲۴۴ھ بروز یکشنبہ رام چند کائستھ نے لکھا ہے۔

ریاض عالمگیری کا ایک نسخہ کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں عہد محمد شاہی کا مکتوبہ موجود ہے۔ سالار جنگ اسٹیٹ لائبریری اور نظامیہ طبیہ کالج حیدرآباد میں بھی اس کے نسخے محفوظ ہیں۔

۲۱۔ سلم الدرجات، مؤلفہ احمد اللہ: استخراج درجہ مرکب اور قدر شربت پر اگرچہ کچھ کتابیں

لکھی گئی ہیں، لیکن اس فرع کی کتابوں کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔ حکیم احمد اللہ صاحب کا یہ قابل قدر کام ہے۔ اس میں مرکب دوا کے مزاج نکالنے کے طریقہ کے ساتھ ہی تعداد خوراک کے استخراج پر بھی قلم اٹھایا ہے، انھوں نے لکھا ہے اکثر اوقات طبیب کو ان دونوں باتوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ لیکن کسی کتاب یا رسالہ میں اس سلسلہ میں شافی معلومات نہیں تھی، اسی ضرورت کی تکمیل کے لیے یہ رسالہ تالیف کیا گیا۔ ۱۱۷۰ھ/۵۶-۱۷۵۷ء تاریخ تالیف ہے۔ ۲۱ صفحہ کے اس مختصر رسالہ کی کتابت عبد الباسط نے برائے خاطر میاں فراج الدین ۱۹ر شعبان ۱۲۵۹ھ کو کی ہے۔ عثمانیہ یونیورسٹی اور اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں بھی اس کے نسخے موجود ہیں۔ ان کی دوسری کتابوں میں شفاء المجدد اور تفریح القلوب ہیں۔

۲۲۔ شرح محسنی، مؤلفہ حکیم محمد محسن خیرآبادی: حکیم محمد محسن نادر زبان خیرآبادی بھوپال کے صاحب علم و فضل طبیب تھے۔ موجز کے درس کے دوران اپنے تلمیذ رشید سید وزیر علی باقری کی درخواست پر انہوں نے موجز کی یہ شرح مرتب کی ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ یہ شرح دوسری شروح مثلاً سدیدی، نفیسی اور مفرح القلوب سے بے نیاز کرے گی اور اس کی موجودگی میں ان کی احتیاج باقی نہیں رہے گی۔ یہ شرح ۱۹۸ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور سید وزیر علی کی مکتوبہ ہے۔ انھوں نے بھوپال میں نواب سکندر بیگم کے عہد میں ۲۴ر محرم ۱۲۸۲ھ کو اسے لکھا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اس کتاب کا اصل نسخہ ہے اور غالباً واحد بھی ہے۔

۲۳۔ شفاء المریض، مؤلفہ حکیم محمد نور عالم: حکیم محمد نور عالم سکندر آباد بلند شہر کے رہنے والے تھے۔ انھوں نے بپاس خاطر محمد قطب عالم اپنے اساتذہ کے نسخہ ہائے مطب جمع کیے ہیں۔ ان اساتذہ میں خصوصیت کے ساتھ حکیم ذکاء اللہ خاں المشتہر بہ طبیب اعظم اور میر قدرت اللہ تلمیذ حکیم شریف خاں دہلوی شامل ہیں۔ ۱۹۰ صفحہ کے اس مطب بطریق دستور العمل کو افسر الاطباء حکیم نور الحسن نے ۱۰ر محرم ۱۳۰۲ھ بروز جمعہ مکمل کیا ہے۔ اس کی کتابت انہوں نے ۲۸ ذی قعدہ ۱۳۰۱ھ کو شروع کی تھی۔ کتاب کے سادہ اوراق پر حکیم نور الحسن کے صاحبزادہ حکیم ضیاء الحسن کے قلم سے کچھ نسخے تحریر ہیں۔ سکندر آباد میں حکیم نور عالم کا خاندان آج بھی طبی اعتبار سے معروف و ممتاز ہے۔ ان کے بھائی حکیم قطب عالم کے احفاد میں حکیم مسعود عالم آنریری مجسٹریٹ اور مشہور طبیب تھے۔ حکیم مسعود عالم کے والد حکیم افضل عالم بھی آنریری مجسٹریٹ تھے۔ حکیم افضل عالم کے والد حکیم صدر عالم اور دادا حکیم قطب عالم تھے (بحوالہ محب مکرم شیخ عصمت اللہ قادری سکندر آبادی)

۲۴۔ طب النبی، مؤلف کا نام کتاب سے ظاہر نہیں ہوتا۔ پنجم در شعبان ۹۵۸ھ کو اس

کی تکمیل سے فراغت ہوئی ہے۔ سرورق مطلّیٰ و مذہب ہے۔ سرخیاں سرخ روشنائی سے اور حاشیہ سرخ آسمانی اور سنہری لائنوں سے مزین ہے۔ کتاب میں ۱۱۵ ابواب ہیں جو امراض کے لحاظ سے مرتب ہیں۔ سال کتابت ندارد ہے۔

۲۵۔ غیاث الطب، مؤلفہ حکیم محمود بن الیاس: طبیہ کالج لائبریری میں طب محمودی اور غیاث الطب و غیاثی، کے نام سے دو کتابیں محفوظ ہیں۔ دونوں میں بطور مصنف حکیم محمود بن الیاس کا نام ہے۔ یہ دراصل دو علیحدہ کتابیں نہیں ہیں بلکہ ایک ہی کتاب کو دو ناموں سے موسوم کیا گیا ہے۔ طب محمودی کے نام سے اس کا نسخہ ناقص الآخر ہے۔ اور غیاث الطب کے نام سے جو نسخہ ہے اس کا صرف آخری ورق موجود نہیں۔ دیباچہ کے مطابق مصنف نے اس کا نام غیاثی رکھا ہے اور یہ غیاث الدین کے لیے تصنیف کی گئی ہے۔ نجم الدین محمود بن الیاس شیرازی کی کتاب کے حوالے بعد کے اطباء کے ہاں پڑھنے کو ملتے ہیں۔

یہ چار مقالوں پر مشتمل ہے۔ مقالہ اوّل علم نظری، مقالہ دوم جز عملی، مقالہ سوم ادویہ مفردہ و فوائد اور مقالہ چہارم ادویہ مرکبہ میں ہے۔ ہر مقالے کے تحت متعدد ابواب ہیں۔ مخطوطہ ۶۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس مخطوطہ کو حکیم محمد حسین شیرازی نے دہلی میں بعہد اکبر شاہ ثانی نقل کیا ہے۔ اس مجموعہ میں کفایہ مجاہدیہ جلد اول منصور بن احمد اور خلاصۃ العلاج علی بن محمد عوض شامل ہیں۔ یہ دونوں کتابیں بھی حکیم محمد حسینی کی مکتوبہ ہیں۔ ان پر حکیم محمد حسینی کے بیٹے حکیم محمد حسن کی ۱۲۶۲ھ کی مہریں اور ان کے نبیرہ حکیم سید ضیاء الحسن کے دستخط ہیں۔ دوسرا نسخہ جو ناقص الآخر ہے اس کے ساتھ کوکا پنڈت کی تالیف لذت النساء (فارسی) بھی مجلد ہے جو ۲۹ رجب ۱۲۱۵ھ کی مکتوب ہے۔

طب غیاثی کا ایک نسخہ سالار جنگ حیدرآباد اور ایک نسخہ ادارہ تاریخ و تحقیق طب تغلق آباد میں بھی ہے۔

۲۶۔ فوائد المرضیٰ، مؤلفہ حکیم غلام امام اکبرآبادی: علاج الغرباء کے مصنف حکیم غلام امام کی تصنیف ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ ان کے آباؤ اجداد اس علم پر مہارت رکھتے تھے۔ اور ان کا فیض عام تھا۔ اس کتاب میں کتب سلف کے اقوال و مجربات جمع کیے گئے ہیں۔ فوائد المرضیٰ تاریخی نام ہے جس سے سال تالیف ۱۱۷۳ھ برآمد ہوتا ہے۔ جالینوس، ابن سینا، علی بن عباس مجوسی، ابوسہل مسیحی، محمد بن زکریا، علاء الدین قرشی، نفیس کرمانی، فخر الدین رازی، داؤد انطاکی، فضل اللہ تبریزی، اکبر ارزانی، نور الدین عبد اللہ کے حوالے ملتے ہیں۔ یہ امور طبیعیہ، علم الاحوال و الاسباب و الاعراض، ادویہ، معالجات وغیرہ کے بیان میں ہے۔ ۲۵۰ صفحات کے اس مخطوطہ کی ۲۶ رمضان ۱۲۲۸ھ کو کتابت ہوئی۔ حکیم ضیاء الحسن بھوپال کے ذخیرہ کی کتاب ہے۔

۲۷- قرابادین فرحت العیون، مؤلفہ سید محمد شرف: حکیم سید محمد شرف مشہور بہ سید سید لطف رسول بن سید غلام اشرف سندیلوی کے جد امجد حضرت مخدوم سید علاء الدین اجاجیزی واسطی تھے جنہوں نے حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے حسب ہدایت سندیلہ میں اقامت کی۔ حکیم سید محمد شرف شاہجہاں پور کے حکیم سید شمس الدین مشہور بہ سعدی کے شاگرد ہیں۔ حکیم سعدی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادۂ عالیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حکیم شرف کا لکھنؤ میں قیام رہا۔ اس کتاب کی تالیف کے وقت ان کی عمر کا صحیح علم ہوتا ہے اس لئے کہ انھوں نے لکھا ہے کہ لکھنؤ میں ۴۰ سال سے معالجہ کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ ۸۶ صفحہ کی یہ کتاب لکھنؤ ہی میں ۱۲۳۸ھ میں تالیف کی ہے۔

اس قرابادین میں مرکبات کی وجہ تسمیہ بھی درج ہے۔ مثلاً قرابادین کے لئے لکھا ہے کہ یہ یونانی لفظ "اکرابادین" کا معرب ہے جس کا اطلاق اس دفتر پر ہوتا ہے جس میں ادویہ مرکبہ لکھی جاتی ہیں۔ انوشدارو کے بارہ میں لکھا ہے کہ ہندی ترکیب ہے اور انوشی دارو سے معرب ہے۔ مرکبات کی ترتیب حروف تہجی کے مطابق ہے۔

سید وزیر علی باقری قادری نے ۵ شوال ۱۲۸۴ھ بروز جمعہ اس مخطوطہ کی کتابت کی ہے۔ سید وزیر علی خواجہ باقی باللہ کی اولاد سے ہیں۔ یہ بھوپال میں حکیم محسن خیرآبادی کے شاگردوں میں تھے۔ اس رسالہ کے ساتھ غلام امام اکبرآبادی کی کتاب کا ایک باب جو اغذیہ سے متعلق ہے مجلد ہے۔ اسے سید وزیر علی نے بھوپال کے نامور طبیب حکیم مولوی سید خادم حسین سندیلوی کی کتاب سے ۱۹ شوال ۱۲۸۴ھ کو نقل کیا ہے۔ مخطوطہ کا تعلق افسر الاطباء حکیم سید ضیاء الحسن کے کتب خانہ سے ہے۔

۲۸- جامع الامراض طب اورنگ شاہی، مؤلفہ حکیم درویش محمد امنابادی: کتاب میں شیخ فرید الدین گنج شکر سے ارادت کا اظہار کیا گیا ہے اور اورنگ زیب عالمگیر کی مدح کرتے ہوئے اسے طب اورنگ شاہی کے نام سے موسوم کیا ہے۔ باب اوّل میں ارکان، اخلاط، خلقت جنین، اعضاء رئیسہ اور دوسرے کلیاتی مباحث کے علاوہ نبض، بول و براز اور باب دوم میں امراض کا تفصیلی بیان ہے۔ یہ دوسرا حصہ ضخیم ہے اور ۱۱ فصلوں پر مشتمل ہے۔ باب سوم امراض زنان پر ہے۔ باب چہارم دھاتوں کے کشتوں اور انہیں صاف کرنے کے طریقوں پر ہے اور اس میں مختلف دھاتوں کے کشتوں کی تیاری پر بہت اچھے انداز میں لکھا ہے۔ باب پنجم اسہال، قے، فصد، حجامت و حقنہ وغیرہ کی تدابیر پر، باب ششم معاجین، سفوف، اشربہ، حبوب اور مرکبات پر اور باب ہفتم مرکبات پر ہے، جو حروف تہجی کے لحاظ سے ہے۔ مخطوطہ ضخیم ہے

اور ۶۳۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کا ایک نسخہ نظامیہ طبیہ کالج حیدرآباد میں بھی ہے۔

۲۹- گنج بادآورد صاحب قرانی، مؤلفہ امان اللہ خاں المخاطب بہ خان زمان فیروز جنگ۔ ہندوستانی قرابادین سلسلہ کی نہایت اہم بالشان تصنیف ہے۔ قرابادین خان زمانی اور قرابادین داراشکوہی کے نام سے بھی مشہور ہے۔ یہ کتاب شاہ جہاں کے زمانہ میں ۱۰۴۰ھ میں تصنیف ہوئی ہے۔

سال ختمش از خرد جستم بگفت   ختم شد تاریخ ختم ایں کتاب

سے تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ دیباچہ میں شاہ جہاں کی توصیف کے علاوہ تینوں بیٹوں داراشکوہ، شاہ شجاع اور اورنگ زیب کو منظوم خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ داراشکوہ کو شاہجہاں ثانی لکھا ہے۔ یہ دفتر دراصل اطباء دارالشفار کے لئے بطور دستور ہے۔ یہ سولہ مفتاح اور تین گنجور پر مشتمل ہے۔ فتح اول ماخذ کے بیان میں فتح دوم تعریف غذا و غذا و دم، فتح سوم التقاط و ادخار، فتح چہارم مزاج و درجات ادویہ، فتح پنجم مختار و معادلینی دوا کا کون جزاور کونسی قسم اختیار کی جائے، فتح ششم امتحان دوا۔ فتح ہفتم صناعت ادویہ و اجساد (اسی میں دو صنعتیں مثلاً تدبیر ادویہ، ترتیب ادویہ، قتل اجساد، غسل احجار، ترکیب حرق بریاں، استخراج اجساد، سحق وصلاء، حل اجساد، تنقیہ و مغشوشات)، فتح ہشتم کیفیت ترکیب و استعمال ادویہ، فتح نہم یافتن درجہ ادویہ مرکبہ، فتح دہم اوزان و کیال۔ فتح یازدہم قدر شربت۔ دوازدہم مصطلحات و ابدال ادویہ۔ سیزدہم اعمار و لقب ادویہ چہاردہم اعراب و اسمار ادویہ پانزدہم معانی بعض اسامی ترکیب شانزدہم بعض مخصوص ادویہ مفردہ۔

گنجور اول ادویہ مفردہ مرکبہ، اس گنجور میں متعدد عقد ہیں اور ان عقدوں میں مختلف نظام کی ادویہ درج ہیں۔ گنجور دوم دراصل قرابادین ہے۔ یہ بھی بہت سے عقدوں پر مشتمل ہے۔ مثلاً تریاقات، معاجین اطریفلات وغیرہ۔ گنجور سوم عطریات، اغذیہ، حلوی، اچار، نمک، اکھار، تیاری سموم و دار دے بیہوشی وغیرہ اس پر بھی متعدد عقود ہیں۔ اس طرح تقریباً گیارہ سو صفحات کی اس کتاب میں نہایت شرح و بسط سے قرابادین اور ادویہ مرکبہ کے متعلق تفصیلات پیش کی گئی ہیں۔ کتاب بڑے سائز میں ہے اور ہر صفحہ میں زیادہ تر ۲۴ سطریں ہیں۔ کاتب کا نام اور سنہ درج نہیں ہے۔ ادارہ تاریخ و تحقیق طب تعلق آباد اور ندوۃ العلماء لکھنؤ میں بھی اس کے نسخے ہیں۔

۳۰- ماہیت عظام سر، مؤلفہ مفتی شرف الدین: رام پور کے مولانا مفتی شرف الدین نے یہ

رسالہ تشریح راس پر لکھا ہے۔ یہ اگرچہ ۱۶ صفحات کا مختصر سا رسالہ ہے اور اس میں کوئی خاص اور نئی بات بھی نہیں ہے لیکن اس موضوع پر علیحدہ سے رسالے نہ لکھے جانے کی وجہ سے اسے ایک قسم کی ندرت حاصل ہے۔ مفتی شرف الدین رام پور کے ممتاز عالم اور صاحب فن طبیب تھے۔ رام پور ہی کے سراج الدین خاں نے ۱۱ جمادی الاول ۱۲۶۹ھ میں اس کی کتابت کی ہے۔ اس رسالہ کے ساتھ ترکیب ملا الجبن، خوردن چوب چینی، رسالہ در علاج حمیات، حکیم محمد عثمان خاں اور رسالہ تبریہ بھی مجلد ہیں جو سب سراج الدین کے مکتوبہ ہیں۔ آخری رسالہ انھوں نے ریاست جاورہ (مدھیہ پردیش) میں ۱۶ ربیع صفر ۱۲۷۱ھ کو لکھا ہے۔

۳۱۔ **مجموعۃ الصنائع**، مؤلفہ حکیم شمس الدین محمد فیلسوف اندلسی مغربی: حکیم شمس الدین اندلسی (وفات ۶۷۶ھ/۱۲۷۷ء) کی صنعت تکلیس پر ایک اہم تصنیف ہے۔ یہ ۴۲ ابواب اور ۱۴۰ فصول پر مشتمل ہے۔ اس میں معدنی دواؤں کے ترکیب استعمال، طریقہ تیاری اور کشتہ سازی پر بہت تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ صنعت تکلیس پر یہ ایک قابل ماخذ کتاب ہے اور چونکہ یہ ایک ایسے مصنف کے قلم کی یادگار ہے جس کا ہندوستان سے تعلق نہیں ہے اس لئے اس کا مطالعہ اور بھی زیادہ اس لئے اہم ہے کہ اس موضوع کے ہندوستانی مصنفین نے آیورویدک معلومات اور مقامی تراکیب کو بھی اپنی کتابوں میں شامل کر دیا ہے اور اس مضمون کی بیشتر معلومات ہندی محققین سے منسوب ہیں۔ اس کتاب کے ذریعہ یہ تجزیہ کیا جا سکے گا کہ قدیم یونانی ذخیرہ میں فن تکلیس سے متعلق کس قدر مواد موجود تھا۔ اور بعد میں طب کے ہندوستانی دور میں اس پر کتنا اضافہ کیا گیا۔

مخطوطہ بہت خوش خط اور نہایت اہتمام سے لکھا گیا ہے اور پہلے صفحہ پر کافی تزئین و آرائش کی گئی ہے۔ سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

۳۲۔ **مخزن الجواہر**، مؤلفہ حکیم سید حسن: حکیم سید حسن ابن حکیم محمد حسین علوی شیرازی صاحب مخزن الادویہ و قرابادین کبیر دہلی سے سکندر بیگم کے عہد میں بھوپال آئے۔ بھوپال میں طبیب کے طور پر ملازم ہوئے۔ آس پاس کی ریاستوں، کوروائی، کھلچی پور، راج گڑھ، نرسنگھ گڑھ، محمد گڑھ، باسودہ، چندر گڑھ وغیرہ میں بحیثیت طبیب خدمات انجام دیں۔ ایک جگہ مستقل قیام نہیں رہا، بھوپال میں فوت ہوئے۔ تیتر، بٹیر اور لوے لڑانے کا شوق تھا، سکندر بیگم کے دربار میں پان کھانا آداب کے منافی تھا مگر انہیں بطور خاص اجازت تھی، اس لئے یہ دو بیڑے والے طبیب کے نام سے مشہور تھے۔ سکندر بیگم کے زمانہ میں

میں ریاست کی ملازمت سے استعفیٰ دیدیا تھا۔

حکیم حیدر حسن، حکیم محمد حسن، حکیم احمد حسن، حکیم صدیق حسن، حکیم شریف حسن اور حکیم نورالحسن چھ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں۔

اس کتاب میں اہل ہند کے امراض اور امزجہ کا لحاظ کرتے ہوئے نسخہ جات مرکبہ تحریر کئے گئے ہیں۔ اس میں متقدمین و متاخرین اطباء بالخصوص ہندوستانی طبیبوں کے معمولات کثرت سے ملتے ہیں۔ ان میں حکیم علی گیلانی، حکیم سعداللہ گیلانی، حکیم اکمل خاں، حکیم علوی خاں، شریف خاں، حکیم محمد جعفر، حکیم ذکاءاللہ، حکیم ارزانی، حکیم محمد تقی لاہوری، حکیم علی اکبر وغیرہ ہیں۔ لیکن یہ کافی ضخیم مخطوطہ بے ربط نسخوں کا مجموعہ ہے۔ اور اس میں کوئی ترتیب قائم نہیں ہے۔

۳۳۔ مطب حکیم مرزا محمد علی لکھنوی: حکیم مرزا محمد علی اپنے ہم عصروں میں طبی علوم میں فائق اور کبار علماء میں تھے۔ لکھنؤ میں حکیم سید محمد اصغر حسینی سے طبی درسیات کی تکمیل کی۔ مسند درس پر اسی طرح فائز ہوئے کہ طبی ریاست ان پر ختم تھی۔

علاج کے معاملے میں امیر اور وزیر کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ نصیرالدین حیدر ایک مرتبہ ان کے زیر علاج تھے۔ بتلائے ہوئے پرہیز پر جب انہوں نے عمل نہیں کیا تو حکیم صاحب نے علاج ترک کر دیا۔ آخر میں خود وزیر نے ان کی خدمت میں پہنچ کر علاج کے لئے اصرار کیا۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ بادشاہ کی حکومت اجسام پر ہے اور میری حکومت دلوں پر ہے اگر میں صحرا میں بھی بیٹھ جاؤنگا تو لوگ میرے پاس آئیں گے۔

غرباء کی طرف ان کی توجہ مبذول رہتی تھی۔ طلباء کی توقیر کرتے تھے۔ ان کی ضرورتوں اور اخراجات کے کفیل رہتے تھے۔ ملوک اور امراء کی طلبی کے باوجود اوقات درس کا ناغہ نہیں کرتے تھے۔

جمعرات ۶ ذی الحجہ ۱۲۶۲ھ بعمر ۸۶ برس فوت ہوئے۔ علی اوسط لکھنوی نے "افسوس طبیب ہائے حاذق افسوس" اور "طبیبے بے نظیرے بودہ ہے ہے" سے تاریخ نکالی ہے۔

ان کی تصانیف میں ایک کتاب حکیم درویش محمد کی مباحث الاطباء کے جواب میں ہے۔ کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں ان کی کتاب تبصرۃ الاطباء محفوظ ہے۔ ۲۳۸ صفحات کی اس کتاب میں امراض اور اسباب پر اطباء کے اقوال نقل کر کے ان کی تشریح کی گئی ہے۔ یہ نسخہ وفات کے دو سال بعد ۱۲۶۴ھ کا منقولہ ہے۔ دیوبند ہی میں ان کی ایک کتاب منتخبات حیدری بھی ہے۔ یہ ادویہ مفردہ و مرکبہ کے بیان میں

ہے اور ۱۲۹۹ھ کی مکتوبہ ہے۔ ان کا ایک دستور العمل مولانا آزاد لائبریری میں محفوظ ہے۔

طبیہ کالج میں موجود ان کے اس مطلب میں امراض راس سے امراض ظاہرہ بدن تک مختلف بیماریوں کے ان کے معمولہ نسخے تحریر ہیں۔ مخطوطہ نہایت خوشخط ہے اور بڑی تختی کے تیس صفحات پر مشتمل ہے۔ حاشیے میں بھی نسخے نقل ہیں۔

(۲) اس مجموعہ پر قرابادینی انداز پر سو صفحے کی ایک بیاض شامل ہے اس میں اطریفل سے یاقوتی تک مختلف مرکبات درج ہیں۔ نسخوں کی ترکیب بہت عمدہ ہے۔ یہ نسخے جن لوگوں کے لئے تجویز کئے گئے ان میں سلطان عالم واجد علی شاہ "خلد اللہ ملکہ" حضور عالم (علی نقی خاں وزیر اعظم)، شرف الدولہ، امین الدولہ، چھوٹی شہزادی کی صاحبہ، میر قمر الدین حسین، محمد مصطفیٰ خاں، خورد محل صاحبہ، حبیب اللہ خاں صدر امین، نواب سلطنت محل، نواب سرفراز محل، اقبال الدولہ، راجہ کندن لعل، میر مخلص حسین، شیخ مفضل علی، شیخ رجب علی، نواب سردار محل، گلشن الدولہ، مقبول الدولہ، مولوی جعفر علی، دیوان رام چرن، میر ابوالحسن وغیرہ ہیں۔ مؤلف واجد علی شاہ کے معالج خاص ہیں اس لئے کہ اس میں زیادہ نسخے انہیں کے لئے تجویز کئے گئے ہیں۔

(۳) اس قرابادین کے علاوہ مجموعہ میں اور بھی معمولات اور دستورات علاج شامل ہیں اگرچہ ناموں کی وضاحت نہیں ہے، لیکن ان میں جن اطبا کے تجویز کردہ نسخے تحریر ہیں، ان میں اطبائے لکھنؤ میں حکیم محمد یعقوب، حکیم محمد ابراہیم، حکیم میر محمد صادق وغیرہ ہیں۔

۳۴- مطب حکیم فرزند علی فرخ آبادی، مؤلفہ حکیم سید امیر بخش: حکیم فرزند علی بن امام الدین بن غریب اللہ متوطن فرخ آباد میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد سے تحصیل علم کی اور انہیں سے مطب سیکھا۔ پھر درس وافادہ اور معالجہ میں ان کے جانشین ہوئے اور بڑی تعداد میں لوگوں نے ان سے استفادہ کیا۔ مفتی ولی اللہ نے تاریخ فرخ آباد میں لکھا ہے کہ یہ جالینوس عصر اور بقراط زمانہ تھے۔

حکیم سید امیر بخش فرخ آبادی ان کے تلامذہ میں تھے۔ امیر بخش کو ان کے علاوہ حکیم تیغ علی سے بھی تلمذ تھا۔ امیر بخش کے والد سید علی بخش اپنے زمانہ کے اچھے خوش نویس تھے۔ فرخ آباد سے وہ گلاؤٹھی (بلند شہر) منتقل ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد جب ان کے والد کی مراجعت ہوئی تو اس درمیان استاد کا انتقال ہو چکا تھا۔ فرخ آباد پہنچ کر استاد کے صاحبزادہ حکیم امداد علی سے ان کے پراگندہ اور منتشر نسخے

حاصل کر کے انھیں مرتب کیا۔ اس میں خاص بات یہ ہے کہ ہر مرض کے تحت متعلقہ مرض کے تعلق سے استاد کے معمولات درج کئے ہیں۔ جس سے کتاب کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔ مثلاً صداع کے تحت لکھا ہے "ایلوا اور مرکی کی بو باعث درد سر ہے۔ صاحب صداع کو ان سے باز رکھا جائے" "اشیاء باردہ سر کے پچھلے حصہ پر ضماد نہ کریں یہ اعصاب دماغ کے لئے موجب مضرت ہوتا ہے۔"

مخطوطہ دو شنبہ ۴ صفر ۱۲۹۹ھ/۲۶ دسمبر ۱۸۸۱ء کو حکیم کریم بیگ ولد محمد بیگ ساکن بانپور نے نقل کیا ہے، حکیم ضیاء الحسن کی ملکیت رہا ہے۔

۳۵۔ **مطب علوی خاں**: معتمد الملک حکیم علوی خاں کا یہ مطب جو ان کے مخترعات اور مجربات روزمرہ کا مجموعہ ہے ان کے کسی شاگرد نے مرتب کیا ہے۔ نسخوں کی ترتیب امراض کے لحاظ سے ہے۔ اطباء کے جو معمولات ضبط تحریر میں لائے گئے ہیں ان میں یہ نہ صرف اپنی ضخامت کے لحاظ سے بلکہ اصول فن اور معیار نسخہ کے اعتبار سے بھی بہت اہم ہے۔ اس میں محض نسخے جمع کرنے پر اکتفا نہیں کیا گیا ہے بلکہ کلینک واقعات اور مریض کی روئداد درج کرتے ہوئے دوائیں تجویز کی گئی ہیں۔ نسخوں کے مجموعوں کے سلسلے میں اصل اہمیت اسی کی ہے۔ موقع اور محل سے بے پروا ہو کر اگر کسی مرض میں کوئی کتابی اور مجرب نسخہ استعمال کرایا جائیگا تو اس کے وہ فوائد سامنے نہیں آئیں گے۔ علم اصول ترکیب اور مواقع استعمال مرکبات کی اہمیت پوری طرح محسوس کرنی چاہیئے۔ اس کے بغیر نسخہ نویسی میں مہارت نہیں پیدا ہو سکتی۔ اطباء مجربین کے مطب اور ان کے نسخوں کے نمونے اسی وقت رہنمائی کا کام انجام دے سکتے ہیں جب تشخیص اور مواقع استعمال میں غلطی نہ ہو۔

اس مجموعہ کے ناقل نے ایک زیادتی یہ کی ہے کہ اس میں علوی خاں کے ساتھ حکیم شریف خاں کے معمولات بھی درمیان میں لکھ دیئے ہیں۔ اس طرح یہ نسخوں کا ایک اچھا مجموعہ ضرور بن گیا ہے لیکن یہ خالص علوی خاں کا مطب نہیں رہا۔

یہ خوش خط مجموعہ ۲۰۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ سید وزیر علی باقری قادری نے نواب سکندر بیگم کے عہد میں پنجشنبہ ربیع الاول ۱۲۸۳ھ کو اسے نقل کیا ہے۔ آخر میں ۲۷ صفحات میں اس کتاب سے کچھ علاجاتی نکات اخذ کر کے فائدہ کے عنوان سے درج کئے ہیں۔ مخطوطہ پر حکیم سید ضیاء الحسن کے دستخط ہیں۔ علوی خاں کا ایک مختصر مطب طبع ہو چکا ہے راقم کے پیش نظر فخر المطابع کی اس کی ایک قدیم اشاعت ہے۔

جس میں صرف ۱۸ صفحات ہیں۔

۳۶۔ معالجات حسینی، مؤلفہ حکیم احسن اللہ اکبرآبادی: حکیم احسن اللہ حکیم عطاء اللہ اکبرآبادی کے صاحبزادہ ہیں۔ دونوں اپنے زمانہ میں علم اور حذاقت میں معاصرین میں امتیاز رکھتے تھے۔ حکیم عطاء اللہ کے دامن فیض سے سینکڑوں شاگردوں نے استفادہ کیا۔ ان کے تلامذہ میں حکیم احسن اللہ کے علاوہ سید حمزہ بن آل محمد حسینی مارہروی اور حکیم ثناء اللہ وغیرہ ہیں۔ صفر ۱۱۵۹ھ/ ۱۷۴۶ء میں ۹۷ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ (کاشف الاشیاء نزہتہ الخواطر)۔

حکیم احسن اللہ نے اس کتاب میں امراض کے اسباب و علامات وغیرہ سے مختصر بحث کی ہے۔ زیادہ زور نسخوں پر ہے۔ عنوانات امراض کے لحاظ سے قائم کئے گئے ہیں۔ اور ان کے تحت مختلف قسم کے مرکبات درج ہیں۔ اس ضخیم کتاب کی جلد اوّل امراض معدہ تک ہے اور یہ ۴۸۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ دوسری جلد میں امراض معدہ سے امراض ظاہرہ بدن تک کا بیان شامل ہے۔ یہ ۱۰۱ صفحات میں ہے۔ معالجہ امراض کے تعلق سے ہندوستان میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں یہ ایک اہم اور موکثر الآثار کتاب ہے۔

مخطوطہ صاف اور خوشخط ہے۔ جلد دوم کی کتابت جگو رکشور ولد دست سنگھ ساکن مارہرہ نے بروز پنجشنبہ ۵ صفر ۱۲۵۲ھ کی ہے۔ اس پر ۱۲۵۲ھ ہی کے محمد عطا مارہروی کے دستخط ہیں۔ کاتب نے لکھا ہے کہ اس نے مصنف کے خطی نسخہ سے اسے نقل کیا ہے۔ اس جلد میں عمادالدین محمود شیرازی کا رسالہ چوب چینی بھی مجلد ہے۔

۳۷۔ مجربات نعیمی، مؤلفہ حکیم وسیم اللہ: ایک جگہ مجربات سلیمی المعروف بہ نعیمی درج ہے۔ یہ حکیم مولوی نعیم اللہ کے مجربات ہیں۔ جنھیں حکیم مولوی وسیم اللہ علی گڑھ نے مرتب کیا ہے۔ ایک جگہ اپنے جد امجد کی بیاض کا ذکر کیا ہے: "از بیاض جد امجد در موضع کلواپور ضلع پوریاں محلہ شاہجہاں پور" ایک جگہ "راقم محمد وسیم اللہ بن حکیم علیم اللہ بن حکیم امین اللہ ساکنان" لکھا ہوا ہے۔ آخر کتاب میں حکیم وسیم اللہ کی شان میں بصنعت توشیح ایک قصیدہ ہے۔ اس میں الحقیں آفتاب سپہر حکمت ماہتاب، رشادت، ارسطو فطرت، لقمان حکمت، دریائے سخاوت، اختر سمائے ذہانت رئیس علی گڑھ" لکھا ہے اور راقم میں محمد عظیم اللہ۔ عظیم اللہ غالباً ان کے لڑکے ہیں عظیم اللہ کی تاریخ وفات ۳ مارچ ۱۹۱۸ء ہے۔ حکیم وسیم اللہ کے داماد حکیم مجید اللہ کے نام کا بھی کتاب کے صفحات سے پتہ چلتا ہے۔ صفحات کی تعداد ۸۰ ہے۔

۳۸۔ مفردات محسنی، مؤلفہ سید نذیر علی باقری قادری: سید نذیر علی میر ظہور اللہ سالار کے بیٹے اور خواجہ باقی باللہ دہلوی کی اولاد میں ہیں۔ انھوں نے اپنے استاد حکیم محمد محسن کے نام سے اس کتاب کو موسوم کیا ہے۔ حکیم محمد محسن خیرآباد کے رہنے والے تھے، بھوپال میں قیام رہا اور وہاں بحیثیت معالج اور استاد طب بڑی شہرت پائی۔ ۱۳ر شعبان ۱۳۰۰ھ میں انتقال ہوا۔ حکیم محمد محسن کے والد حکیم محمد نظیر کو مسیح الزماں کا شاہی خطاب تھا۔

مفردات محسنی کے ابتدائی کافی صفحات میں باعتبار مزاج جدولوں کے طرز پر دوائیں درج کی گئی ہیں اس کے بعد نباتی حیوانی اور معدنی ادویہ کا ضروری تفصیلات کے ساتھ بیان ہے۔ کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عرف اور یہ ہندی کے خواص ان کے ہندوستانی ناموں کے عنوانات کے ساتھ تحریر کئے گئے ہیں۔ ماخذ کے طور پر بعض ہندی تصنیفوں کے علاوہ دسقوریدوس، ابن ماسویہ اسحق بن عمران، ابن بیطار وغیرہ کو استعمال کیا گیا ہے۔ حکیم شریف خاں کے حوالے کثرت سے ملتے ہیں۔

بعض جگہ انھوں نے متقدمین سے اختلاف کرتے ہوئے اپنی ذاتی تحقیق بھی پیش کی ہے۔ مثلاً ادرک کے مزاج کے بارہ میں لکھا ہے کہ "اس کی طبیعت گرم تیسرے درجہ کے آخر میں اور خشک دوسرے درجہ میں ہے۔ ابن ماسویہ نے تیسرے درجہ کے آخر میں گرم اور پہلے درجہ میں تر قرار دیا ہے۔ میرے نزدیک یہ پہلے درجہ میں تر نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر درجہ اوّل میں تر ہوتی تو تیسرے درجہ کی حرارت اس کو فنا کر دیتی اس لئے پہلا قول صحیح ہے۔"

ریاست بھوپال میں لکھی جانے والی طبی کتابوں میں یہ ایک بیش قدر کتاب ہے اور یہ غالباً اس کا واحد نسخہ ہے جو بخط مصنف ہے۔ اس کی کتابت نواب سکندر بیگم والیہ ریاست بھوپال کے عہد میں ۶ر شوال ۱۲۸۰ھ کو ہوئی ہے۔ مخطوطہ ۶۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۹۔ مفردات علوی خاں: علوی خاں کی مفردات کا یہ نسخہ ناقص الآخر ہے۔ الف کی تختی میں اطریلال سے اس کی ابتدا ہوتی ہے اور ب کی تختی میں عرف بنطافلن تک ہے۔ اسی طرح علم الادویہ میں مفردات اور مرکبات دونوں پر علوی خاں کی کتابیں ہیں۔ ہندوستانی عہد میں مفردات کے تعلق سے جو کام کیا گیا ہے یہ اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کا مکمل نسخہ جو ۲۵۰ اوراق پر مشتمل ہے کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں موجود ہے۔

۴۰۔ مغتنت المجربین، مؤلفہ سید ابوالقاسم عرف میر قدرت اللہ قادری: اپنے دیباچہ میں مؤلف نے لکھا ہے کہ مفصول الامراض ترجمہ حدود الامراض اور تفسیر ترتیب تالیف شریف (حکیم شریف خان دہلوی) سے جب فراغت ہوئی تو راجا جیت سنگھ نے فرمایا کہ وہ ایک عرصہ سے حصاۃ کلیہ میں مبتلا ہیں اور اکثر سیر و تفریح میں ان کا رہنا ہوتا ہے۔ اگر سنگ گردہ و مثانہ میں ایک کتاب لکھی جائے تو وہ بطور زاد راہ اپنے ساتھ رکھیں۔ ان کے حسب الحکم یہ کتاب تصنیف ہوئی۔ ۱۲۰۵ھ اس کا سال تصنیف ہے "سال جمش مغتنت المجربین" سے تاریخ برآمد ہوتی ہے۔

۲۶۰ صفحات کی یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے بے مثل ہے۔ زکریا رازی کا رسالہ حصاۃ کلیہ و مثانہ اگر نقش اول تھا تو اسے نقش ثانی کہا جا سکتا ہے۔ یہ ایک مقدمہ دو ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ اس میں حصاۃ و رمل کی ماہیت، حصاۃ کی پیدائش کے مقامات، تشریح گردہ و مثانہ، اسباب تولید حصاۃ، علامات، معالجات از ادویہ مفردہ و ادویہ مرکبہ پر خاص طور پر قلم اٹھایا ہے۔ اپنے ذاتی معمولات اور طریقہ علاج کے لئے ایک مستقل باب وقف کیا ہے۔ اس سے ان کی حذاقت اور کامیاب معالج کی حیثیت سے ان کی شخصیت پر روشنی پڑتی ہے۔ انھوں نے کلینکی طور پر مطب کے واقعات لکھے ہیں۔

مخطوطہ سلطان سنگھ ولد کنور سین نے ۱۹ ذی قعدہ ۱۲۰۵ھ کو مہاراجہ جیت سنگھ کے لئے "دار الامن" میں لکھا ہے۔ عجب نہیں یہ اس تصنیف کا واحد نسخہ ہو۔

۴۱۔ منتخب الاطبا، مؤلفہ کریم اللہ: مرتب کتاب کریم اللہ خود طبیب نہیں تھے وہ کسی مرض میں مبتلا ہوئے اور اطبا وقت نے علاج میں بے رخی اختیار کی تو انھوں نے ہر مرض کے مجرب معالجات عام لوگوں کے استفادے کے لئے طب کی معتبر کتابوں سے انتخاب کر کے یہ کتاب ترتیب دی۔ اس کا پہلا باب نبض کی شناخت، دوسرا قارورہ اس کے بعد کے ابواب معالجات کے بیان میں ہیں۔ نسخوں کے انتخاب میں طبیب نہ ہوتے ہوئے بھی سلیقہ سے کام لیا گیا ہے اس سے مؤلف کی ذہانت اور ان کے طبی ذوق کا اندازہ ہوتا ہے۔ مخطوطہ کی کتابت ۸ رجب ۱۱ جلوس اکبر شاہ بادشاہ غازی ہوئی ہے۔

۴۲۔ منظوم طب، مؤلفہ حکیم صادق بن کاظم رضوی: طب کے منظوم ذخیرہ کی رفیع الشان کتاب ہے (اس میں) امور طبیعہ، ستہ ضروریہ، نبض بول و براز اور معالجات کے تنی مباحث شاعرانہ

عظمت کی آئینہ دار ہے۔ فارسی میں متعدد منظوم طبی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ لیکن شیخ احمد قنوجی کی منظوم کتاب تحفۃ الاطبار (شرح قانونچہ) کے بعد یہ ہندوستان میں لکھی گئی سب سے ضخیم کتاب ہے۔ ساڑھے چار سو صفحے کا یہ نسخہ ہزاروں اشعار پر مشتمل ہے۔

حکیم سید محمد صادق محلہ اشرف آباد لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ ان کے صاحبزادہ حکیم سید یحییٰ خان گوالیار میں مقیم ہے۔ وہاں مطب اور درس کا سلسلہ تھا۔ ان کے ایک شاگرد سید اوصاف علی جلالی ضلع علی گڑھ نے اپنے بیٹے سید محمد حسین کے لیے اس کتاب کو حکیم یحییٰ خان کے مکان چاوڑی بازار لشکر گوالیار میں اصل کتاب سے ۱۳ر جمادی الاوّل ۱۲۵۶ھ میں نقل کیا ہے۔ "اغراض الطبیہ" کے نام سے اس کا ایک نسخہ کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں ہے۔ مولانا آزاد لائبریری علیگڑھ اور ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ میں بھی طب منظوم کے نسخے موجود ہیں۔

ذخیرۂ حکیم سیّد ظلّ الرّحمٰن

عربی و فارسی طبّی نوادر

عربی مخطوطات

۱- اختیارات العلاج، مؤلفہ ابوالفرج عبداللہ بن طیب: معاصرین ابن سینا میں ابوالفرج عبداللہ بن طیب نہایت مرتبہ کا طبیب ہے۔ ابن سینا اس کی طبی فضیلت کا معترف تھا لیکن فلسفہ میں اس کا قائل نہیں تھا۔ ابن سینا کی تصانیف میں ایک رسالہ ابوالفرج بن طیب کی تردید میں ہے۔ یہ بیمارستان عضدی بغداد سے وابستہ رہا۔ وہاں علاج کے علاوہ طبی درس کا سلسلہ بھی رہتا تھا۔ اس نے جہاں ارسطو کی فلسفیانہ کتابوں کی شرحیں لکھیں وہاں بقراط اور جالینوس کی طبی کتابوں کی بھی تشریح کی۔ تصنیف و تالیف خاص مشغلہ تھا۔ اس کی بیشتر کتابیں بطور املا تصنیف ہوئی ہیں۔ وہ بولتا تھا اور تلامذہ لکھتے تھے اس کے تلامذہ میں ابن بطلان جیسا فاضل زمانہ طبیب ہے۔ یہ کتاب بھی بطور املا لکھی گئی ہے۔

اختیارات علاج یونانی معالجہ کی ایک قدیم معتبر کتاب ہے۔ ۸۰ صفحہ کے اس مجموعے میں امراض کے منتخب نسخے تحریر ہیں۔ اسباب علامات وغیرہ سے بحث نہیں ہے۔ اس کی ابتدا امراض راس میں داء الثعلب سے ہوتی ہے۔

یہ کتاب ثمار الکتب الستہ عشر کے مجموعے میں شامل ہے۔

اسرار العلاج والسراج الوہاج، مؤلفہ حکیم مرزا علی شریف: حکیم مرزا علی شریف دہلی

محمد زمان : ذیلی لکھنوی) لکھنؤ کے حاذق طبیب ہیں - ان کے والد حکیم محمد زمان کو حکیم علوی خاں سے تلمذ تھا - حکیم مرزا علی شریف نے مولانا دلدار علی مجتہد نصیر آبادی اور دوسرے علماء لکھنؤ سے فقہ اور اطباء کبار سے طب کی تعلیم حاصل کی معالجہ میں کمال کے ساتھ منطق، فلسفہ اور علم کلام میں امتیاز رکھتے تھے - علم کلام کی کتابوں پر ان کے حواشی اور تعلیقات ہیں - لکھنؤ میں ۱۲۳۱ھ/۱۸۱۵ء کو وفات پائی - ان کی ایک کتاب مجموع الطب بھی ہے - غازی الدین حیدر نے انہیں "رئیس الاطباء" کا خطاب عطا کیا تھا -

تعلیقات علی حمیات قانون ایک نفیس کتاب ہے - یہ اسرار العلاج کے نام سے موسوم ہے - حمیات پر عربی میں یہ ضخیم کتاب انہوں نے اپنے فاضل دوست مولوی میر علی کے لیے تالیف کی ہے - ہندوستانی طبی مصنفین کی عربی کتابوں میں یہ ایک قابل قدر اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے - مقدمہ اور خاتمہ کے علاوہ اس میں پانچ فصلیں ہیں - اصول سے فروع کے استنباط کے طریقوں پر اچھے انداز میں لکھا ہے - اقسام بخار مثلاً حمی یوم، حمی خلطیہ اور حمی دق کا ان کی تمام تفصیلات کے ساتھ بیان ہے -

۱۸۷۱ء کا یہ مخطوطہ نامکمل ہے اور آخری چند ورق غائب ہیں -

ذخیرہ سبحان اللہ خاں مولانا آزاد لائبریری میں بھی اس کے دو مخطوطے موجود ہیں - ایک نسخہ مکمل ہے اور یہ ۳۶۶ صفحات پر مشتمل ہے - لیکن اس میں ترقیمہ نہیں ہے - دوسرا نسخہ جو عمدہ اور نفیس خط میں ہے اس کے پہلے ورق کے بعد دو ورق غائب ہیں - صفحات کی تعداد ۲۹۶ ہے - سید رسول بن سید احمد نے سہ شنبہ ۲۸ ذی قعدہ ۱۲۷۶ھ/۱۸۰۹ء کو اسے نقل کیا ہے - اس کا ایک مخطوطہ خدا بخش میں بھی ہے - حکیم علی شریف کے بیٹے حکیم جعفر بھی لکھنؤ کے مشہور طبیب تھے - انہوں نے اپنے والد سے طبی کتابیں پڑھی تھیں اور مطب حکیم مرزا محمد علی اصم سے سیکھا تھا - دار الشفا لکھنؤ کے طبیب اوّل رہے - مطب اور درس کا سلسلہ تھا - آخر محرم ۱۲۹۸ھ میں فوت ہوئے -

۲ - الطب الکلی: مؤلفہ ابوسہل مسیحی: ابوسہل مسیحی کی اگرچہ طب میں ۸ کتابوں کے نام ملتے ہیں لیکن کتاب المائۃ کے بعد اس کی جس کتاب کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی وہ الطب الکلی ہے - یہ کلیات اور معالجات دو مقالوں پر مشتمل ہے اور خاتمہ یہ ہے کہ دونوں مقالے اس کی اعلیٰ فنی قابلیت اور تجربے پر شاہد ہیں - یہ ابن سینا سے مختلف رازی اور مجوسی کی طرح خالص معالجات کا آدمی ہے اس لیے اس کے ہاں منطقی استدلال کے بجائے سادہ انداز میں فنی معلومات پیش کی گئی ہیں - اس کی دوسری

کتابیں ہیں مقالہ فی الجدری، کتاب فی الوباء، کتاب اظہار حکمۃ اللہ فی خلقۃ الانسان۔ (منافع الاعضاء) وغیرہ ہیں۔

۹۲ صفحات کا یہ مخطوطہ بھی شمار الکتب الستۃ عشر کے مجموعے میں شامل ہے۔ اس کا ایک نسخہ سالار جنگ حیدرآباد میں بھی ہے۔

۴۔ **بضاعۃ الاطباء**: مؤلفہ حکیم محمد علی کوجک۔ یہ دراصل حکیم محمد علی کوجک کے جوابات ہیں جو انھوں نے حکیم درویش محمد کے سوالات کی تردید میں لکھے ہیں۔ رد مباحث الاطباء کے نام سے بھی اسے موسوم کیا گیا ہے۔ اس میں انہی بیس مباحث پر گفتگو کی گئی ہے جو مباحث الاطباء میں ہیں۔ یہ ۹۲ صفحات پر محیط ہے۔ ان دونوں رسالوں میں متعلقہ مباحث پر بڑی دلچسپ اور کام کی باتیں آگئی ہیں۔ قدما کے حوالوں سے اپنے قول کی تائید میں جو دلیلیں پیش کی گئی ہیں وہ قاری کو بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کی زحمت سے بچاتی ہیں۔ اس طرح ان میں وہ بہت سا مواد جمع ہو گیا ہے جو کسی ایک کتاب میں پڑھنے کو نہیں ملتا۔

مخطوطہ یکشنبہ بتاریخ ۸ (مہینہ کا نام چھوٹا ہوا ہے) ۱۲۶۴ھ کا مکتوبہ ہے۔

۵۔ **تحریم الدفن**، مؤلفہ جالینوس: دس صفحے کے اس رسالہ میں جالینوس نے لکھا ہے کہ بعض امراض میں موت کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور غلط فہمی کی وجہ سے زندہ آدمی کو دفن کر دیا جاتا ہے۔ پہلے مقالہ میں اس نے دماغی عوارض دہیوشی دوسرے مقالہ میں وجع القلب، تیسرے میں غم مفرط یا فرح مفرط اور چوتھے مقالہ میں اور زہریلا یا بچھو وغیرہ کے کاٹنے پر موت جیسی علامت کا تذکرہ کیا ہے، اور بتایا ہے کہ دفن میں جلدی نہیں کرنا چاہیے۔ اس نے امراض کے علاج پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ مخطوطہ بروز جمعہ ۶ ذی قعدہ ۱۲۶۴ھ کو نقل کیا گیا ہے۔

کتب خانہ دیوبند میں اس کا ۱۱۶۰ھ کا مکتوبہ نسخہ ہے۔

۶۔ **ترویح الارواح**، مؤلفہ ابن سعد الدین: ابن سعد الدین کی کتاب شرح تلویح تنقیح المکنون مباحث القانون شروح قانون میں امتیازی مرتبہ کی حامل ہے۔ اس شرح کی تکمیل کے بعد اس نے دوسری کتاب ترویح الارواح تصنیف کی۔ یہ وزیر سعد اللہ کے نام معنون ہے۔ اس میں امراض کی تعریف اور اسباب و علامات اور متعلقہ غذاؤں اور مفرد و مرکب دواؤں اور ان کے مسلمات الابدال، اور قدر شربت سے نہایت شرح و بسط سے گفتگو کی گئی ہے۔ قانون ابن سینا کے بعض مقامات کی وضاحت اور اس کے معانی کی شرح بھی پیش کی ہے۔ یہ کتاب مقدمہ، ۲۰ اقوال اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں ۵ مسلک ہیں۔ ان میں سے

کئی مسلکوں میں مفردات و مرکبات کے بیان کے علاوہ اصول و قوانین ادویہ سے متعلق بڑی اچھی بحث کی گئی ہے کتاب کا انداز یہ ہے کہ مثلاً پہلا قول احوال دماغ میں ہے اور اس میں تین تعلیم ہیں۔ اس میں پہلی تعلیم اس کے امراض کی تعریف، دوسری تعلیم ان سے متعلق ادویہ مفردہ اور تیسری تعلیم ان کے علاج اور اسباب و علامات پر مشتمل ہے، اس طرح ہر قول جو مختلف نظام کے امراض سے متعلق ہے اس کی تعلیمات کی ترتیب اسی انداز پر قائم ہے، اور ہر دوسری تعلیم متعلقہ امراض کی ادویہ مفردہ کے لیے وقف ہے۔ معالجات کی کسی کتاب کا یہ ایک انوکھا اور مفید طرز ہے اس طرح نہ صرف معالجات بلکہ مفردات کے مطالعہ میں اس کتاب سے خاص رہنمائی ملتی ہے۔ ترویح الارواح کے مصنف کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔

مخطوطہ اگرچہ ۲۱ ذی قعدہ ۱۲۶۱ھ کا مرقومہ ہے لیکن اصل کتاب سے مقابلہ و محنت تام کے بعد تصحیح سے فراغت پائی گئی ہے۔

۷۔ **ثمار الکتب الستۃ عشر لجالینوس** (جوامع الاسکندرانیین)، مؤلفہ ابوالفرج عبداللہ بن الطیب :۔ جالینوس کی ۱۶ تصانیف پر مشتمل یہ دُرِ یکتا ہندوستان کے معلوم کتب خانوں کی فہرستوں کے مطابق ملک کے کسی کتب خانہ میں موجود نہیں ہے۔ اطبائے اسکندریہ نے جالینوس کی ۱۶ تصانیف پر مبنی جو طبی نصاب تیار کیا تھا اس کی نہ صرف رومی عہد میں متعدد شرحیں کی گئیں بلکہ عربی عہد میں بھی اس کے ترجمے شرح اور تلخیص پر فاضل اطباء کی بہترین علمی صلاحیتیں صرف ہوئیں۔ بیشتر عرب مصنفین کا کام ان میں سے بعض مخصوص کتابوں کی حد تک رہا۔

ابوالفرج عبداللہ بن الطیب ان مصنفین میں ہے جسے ان مکمل ۱۶ کتابوں کی شرح کا اعزاز حاصل ہے۔ یہ اپنے زمانہ کا زبردست عالم طب و فلسفہ، فاضل استاذ و مصنف اور حاذق معالج تھا۔ طب کی تعلیم اس نے ابوالحسن بن خمار سے حاصل کی تھی۔ ابن سینا سے معاصرانہ چشمک رہی بیمارستان عضدی بغداد میں جو طبی کتابیں کا وہ درس دیتا تھا ان میں اس کی یہ شرحیں بھی شامل تھیں جو اس نے جالینوس کی ۱۶ تصانیف پر لکھی ہیں۔ کتاب اغلوقن کے ایک نسخہ پر کسی شاگرد نے جو تاریخ درس بطور یادداشت درج کی ہے وہ روز پنجشنبہ ۱۱ رمضان ۴۰۶ھ / ۱۰۱۵ء ہے۔ ان سولہ کتابوں کے علاوہ اس نے بقراط کی کتاب الفصول، کتاب طبیعۃ الانسان، اور کتاب الاخلاط کی بھی شرح کی ہے۔ جالینوس کی کتاب المنافع للاعضاء

اور حنین بن اسحٰق کی کتاب المسائل کی شرح مرتبہ ۴۰۵ھ ۱۰۱۴ء بھی اس کی تالیف میں ہیں۔

جالینوس کی تصانیف کی یہ شرحیں اس نے حسب عادت املا کرائی ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

۱۔ کتاب الفرق ۲۔ کتاب الصناعۃ الصغیرۃ ۳۔ کتاب النبض الصغیر ۴۔ کتاب اغلوقن ۵۔ کتاب الاسطقسات (کتاب الارکان) ۶۔ کتاب المزاج ۷۔ کتاب القوی الطبیعیہ ۸۔ کتاب التشریح الصغیر ۹۔ کتاب العلل والاعراض ۱۰۔ کتاب علل الاعضاء الباطنۃ ۱۱۔ کتاب النبض الکبیر ۱۲۔ کتاب الحمیات ۱۳۔ کتاب البحران ۱۴۔ کتاب ایام البحران ۱۵۔ کتاب حیلۃ البرء ۱۶۔ کتاب تدبیر الاصحاء۔

ان کتابوں کی تہذیب و شرح کی وجہ سے اگرچہ جالینوس کی تحریرات اصل شکل میں باقی نہیں رہی ہیں پھر بھی ان کے اور حنین بن اسحٰق کے تراجم کے مطالعہ کے ذریعہ عہد جالینوس کی معلومات اور بعد کے عرب اضافات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ یونانی عہد کی قدیم نمائندہ کتابوں کے بطور ان کا مطالعہ علمی تحقیق کے لیے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

مخطوط میں ترقیمہ نہیں ہے لیکن اس کی قدامت کا اس سے اظہار ہوتا ہے کہ اصل کتاب کے کاغذ کو محفوظ کرنے کے لیے بعد میں کسی نے حاشیہ کے ساتھ جو دوسرا کاغذ لگایا تھا اس پر بھی دست برد زمانہ کے آثار نمایاں ہیں۔

تمت الکتب الستۃ عشر الطبیۃ لجالینوس من املاء ابی الفرج عبداللہ بن الطیب کے علاوہ اس مجموعے میں کتاب المائۃ اور کتاب الطب الکلی ابو سہل مسیحی، مقالہ قسطا بن لوقا فی الفرق بین الروح والنفس اور اختیارات العلاج من املاء ابی الفرج عبداللہ بن الطیب شامل ہیں۔

یہ مجموعہ حکیم حاذق خاں کی ملکیت رہا ہے۔ متعدد مہروں کے علاوہ ایک جگہ کتب خانہ میں داخل ہونے کی تاریخ ۱۱۱۶ھ اور دوسری جگہ دوسرے کتب خانہ میں داخل ہونے کی تاریخ ۱۹ جمادی الاول ۱۱۴۰ھ لکھی ہوئی ہے۔

۸۔ جوامع الاسکندرانیین، تصانیف جالینوس: جالینوس کی وہ ۱۶ تصانیف جنہیں اطباء اسکندریہ نے اس کی تمام تصانیف میں سے درس کے لیے منتخب کیا تھا جوامع الاسکندرانیین نام سے مشہور ہیں۔

ابوالحسن علی بن رضوان (وفات ۴۵۳ھ) نے کتاب النافع میں طب کی تعلیم کے بارہ میں لکھا ہے کہ اطباء اسکندریہ نے جالینوس کی جملہ کتابوں میں سے سولہ (۱۶) کتابیں درس کے لیے منتخب کی تھیں۔ یہ اختصار ایک طالب علم کے لیے کافی تھا اس کے ذریعہ سے فن کو سمجھنے کا شعور اور ضروری طبی معلومات حاصل ہوتی تھیں۔

نصاب اسکندریہ کے طبی مدرسہ میں رائج تھا۔

ابن بطلان (وفات ۴۵۴ھ) کے بیان کے مطابق اسکندریہ کے ان اطباء میں انقیلاؤس، اصطفن، جاسیوس، تاؤدوسیوس، اکیلاہاؤس، قلادیوس، اور یحییٰ نحوی جیسے ممتاز طبیب شامل ہیں جنہوں نے یہ سولہ کتابیں جمع کیں اور ان میں سے ہر ایک نے الگ الگ ان کتابوں کی شرح کی۔ ان میں جاسیوس کی شرح سب سے اچھی سمجھی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انقیلاؤس پہلا شخص ہے جس نے ۱۶ کتابوں کا نصاب مرتب کیا۔ اصطفن، انقیلاؤس اور جاسیوس یہ تینوں جالینوس کے معاصر طبیب ہیں۔ یہ ۱۶ کتابیں سات درجوں میں تقسیم کی گئی تھیں جن کی ترتیب درج ذیل ہے۔

درجہ اول:۔ کتاب فی الفرق الطبیہ، کتاب الصناعۃ الصغیرۃ، النبض الصغیر، کتاب اغلوقن۔

درجہ دوم:۔ کتاب الاسطقسات، کتاب المزاج، کتاب القوی الطبیعیہ، کتاب التشریح الصغیر۔

درجہ سوم:۔ کتاب العلل والاعراض۔

درجہ چہارم:۔ کتاب علل الاعضاء الباطنۃ (کتاب المواضع الآلمہ)، کتاب النبض الکبیر

درجہ پنجم:۔ کتاب الحمیات، کتاب البحران، کتاب ایام البحران

درجہ ششم۔ کتاب حیلۃ البرء

درجہ ہفتم:۔ کتاب تدبیر الاصحاء

جوامع الاسکندرانیین کے نام سے راقم الحروف کے ذخیرہ میں موجود اس دوسرے مجموعہ میں درج درج ذیل آٹھ کتابیں شامل ہیں:۔

۱۔ فرق الطب ۲۷ صفحات	۲۔ الصناعۃ الصغیرۃ ۳۷ صفحات
۳۔ النبض الصغیر ۳۵ صفحات	۴۔ کتاب الی اغلوقن ۱۲۳ صفحات
۵۔ کتاب العناصر ۲۸ صفحات	۶۔ کتاب المزاج ۴۲ صفحات
۷۔ کتاب القوی الطبیعیہ ۴۰ صفحات	۸۔ کتاب التشریح الصغیر ۶۶ صفحات

یہ کتابیں حنین بن اسحٰق کی ترجمہ شدہ ہیں۔ ترقیمہ موجود نہیں ہے اور نہ مجموعہ پر کوئی مہر یا کسی کے دستخط ہیں۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ جوامع الاسکندرانیین کا ایک مجموعہ جو رضا لائبریری رامپور میں محفوظ ہے

وہ بھی مکمل سو تصانیف کے بجائے اپنی درج بالا آٹھ تصانیف پر مشتمل ہے۔ اس کی کتابت ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء کو ہوئی ہے۔ ان میں سے دو رسالے فرق الطب اور کتاب الخمامرا (سقسات)، بخط حکیم علوی خاں ٹونک میں حکیم محمد عمران خاں کے ذخیرہ میں ہیں۔

۹۔ **رسالہ آتشک**، مؤلفہ عمادالدین محمود شیرازی: عمادالدین شیرازی علم وفن اور حذاقت طب کی وجہ سے ایک یادگار شخصیت اور ہند و ایران کے طبی رشتہ کی تاریخ میں بہت اہم نام ہے۔ اس کے تلامذہ میں خواجہ خاوند محمود، حکیم غیاث الدین بن منصور، اور حکیم ابوالفتح گیلانی جیسے یگانہ عصر شامل ہیں۔ عمادالدین نے شاہ طہماسپ اور شاہ اسماعیل صفوی کے درباروں میں طبی خدمات انجام دیں۔ ۱۰۰۰ھ/ ۱۵۹۲ء کے قریب وفات پائی۔ یہ کثیر التعداد کتابوں کا مصنف ہے۔

آتشک پر ۱۵۶۹ء سے قبل کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تھی۔ اس موضوع کی پہلی کتاب کی تصنیف کا سہرا عمادالدین کے سر ہے اس کے مطابق متقدمین کے یہاں اس مرض کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا ہے۔ امیر بہاء الدولہ نور بخشی پہلا مصنف ہے جس نے خلاصۃ التجارب میں اس کا ذکر کیا ہے۔

عمادالدین نے اپنے اس رسالہ میں غسل خانہ کے ذریعہ آتشک کی سرایت کو قلمبند کیا ہے۔ اس رسالہ سے اس کی آستانہ رضویہ مشہد سے وابستگی کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ ہندوستان میں رسالہ آتشک کے نسخے ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ، اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد اور خدا بخش پٹنہ میں بھی ہیں۔

ڈاکٹر سائرل الگوڈ نے اس کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو نیویارک سے ۱۹۳۱ء میں طبع ہوا ہے۔ اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں رسالہ آتشک کے نام سے سید محمود گیسو دراز کی ایک فارسی تصنیف مخطوطہ ہے۔

۱۰۔ **رسالہ اطعمۃ المرضیٰ**، مؤلفہ محمد بن زکریا رازی: اس میں مختلف امراض کی غذائیں تجویز کی گئی ہیں۔ چار صفحے کے اس رسالہ میں داء الثعلب، صداع حار، صرع، فالج، لقوہ، تشنج، سکتہ، اوجاع عین، خناق، سعال، اوجاع معدہ، اوجاع کبد، اوجاع طحال، خفقان و وحشت، اسہال، قولنج، ضعف باہ میں جو غذائیں مفید ہیں ان کا اندراج ہے۔ اسی طرح ان امراض میں جن غذاؤں سے اجتناب کرنا چاہیے انہیں بھی اس میں بیان کیا گیا ہے۔

۱۱۔ **رسالہ فی الفصل بین الروح والنفس**، مؤلفہ قسطا بن لوقا: قسطا بن لوقا عربی عہد کے طبی مترجمین کی صف اوّل میں شمار کیا جاتا ہے۔ مختلف زبانوں کا ماہر تھا۔ متعدد یونانی مصنفین کی کتابوں کے

اس نے عربی ترجمے کئے۔ ۹ صفحات کے اس مختصر رسالے میں روح اور نفس کے فرق کو واضح کیا گیا ہے۔ طبی منافع الاعضاء میں ان دونوں کو کافی اہمیت حاصل ہے۔ کلیاتی مباحث میں ان پر تفصیل گفتگو ملتی ہے۔ بعض لوگوں نے علٰحدہ سے ان پر مستقل رسالے تصنیف کئے ہیں۔ ابن سینا کی کتابوں میں رسالہ فی معرفۃ النفس والنبض کے نام سے ایک رسالہ ملتا ہے۔

یہ رسالہ ثمار الکتب الستۃ عشر کے مجموعے میں شامل ہے۔

۱۲۔ **رسالہ نقرس**، مؤلفہ قسطا بن لوقا: قسطا بن لوقا ابتدائی عربی عہد کے ممتاز ترجمہ نگاروں میں ہے اور اس کی متعدد علمی یادگاریں ہمارے درمیان موجود ہیں۔ کسی ایک مرض کو بنیاد بنا کر عرب اطباء نے جو تحقیقی کام کیا ہے، قسطا بن لوقا کا رسالہ نقرس اس کی ایک بہترین مثال ہے۔ اس میں نقرس کے اسباب، علامات، علاج کھانے پینے کی تدابیر، حمام، ریاضت، ادویہ مشروبہ، اطلیہ، ضمادات، فصد کے ذریعہ اخراج دم، حجامت وغیرہ کے علاوہ نقرس و وجع المفاصل کا فرق اور نقرس کے حدوث وغیرہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ یہ رسالہ ابو جعفر محمد بن یحییٰ کے لئے تالیف کیا گیا ہے۔

مخطوطہ کی کتابت ۱۰ رجمادی الاول ۱۱۵۸ھ کو ہوئی ہے۔

قسطا بن لوقا کی ایک کتاب "فی تدبیر البدن فی سفر الحج" رضا لائبریری اور اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں ہے۔

۱۳۔ **شفاء الاسقام**، مؤلفہ خضر بن علی الخطاب المعروف بالحاج پاشا: شفاء الاسقام و دواء الآلام دو ضخیم جلدوں میں معالجات کی بیش بہا اور کمیاب کتاب ہے، جلال الدین خضر بن علی نے برسوں بیمارستان منصوری قاہرہ میں معالجہ کے فرائض انجام دینے کے بعد اپنے تجربات اور اعمال طبیہ کی روشنی میں ۸۱۶ھ/ ۱۴۱۳ء میں اس کو تالیف کیا ہے، یہ متقدمین کی کتابوں کے گہرے مطالعہ کا عکس بھی ہے۔ اپنے استاذ شیخ جلال الدین المعروف ابن السویکی سے استفادہ کا دیباچہ میں خاص طور پر تذکرہ کیا ہے۔ کتاب کا انتساب سلطان عیسیٰ بن محمد بن آیدمر کے نام ہے۔ یہ چار مقالوں پر مشتمل ہے۔ پہلا مقالہ کلیات طب، دوسرا اغذیہ و اشربہ تیسرا امراض خاصہ اور چوتھا امراض عامہ کے بیان میں ہے۔

کتاب الشقائق النعمانیہ کے مطابق خضر بن علی روم کے علاقہ آیدین کا رہنے والا تھا۔ وہاں سے یہ قاہرہ منتقل ہوا جہاں اکمل الدین اور مبارک شاہ منطقی سے درسیات کی تکمیل کی۔ ایک شدید بیماری میں مبتلا ہونے کے بعد

طب کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوا اور اس فن میں مہارت پیدا کی۔ بیمارستان مصر میں طبی خدمات انجام دیں اور حسن معالجہ میں مشہور ہوا۔ طب میں کتاب الشفاء تصنیف کی اور کتاب التسہیل کے نام سے اس کا ایک اختصار لکھا۔ طب کی تعلیم کے حصول سے قبل اس نے قطب الرازی کی کتاب شرح المطالع پر حاشیہ لکھا تھا۔ اس کا یہ حاشیہ سید شریف کے حاشیہ شرح المطالع سے پہلے کا ہے۔ اس لئے سید شریف نے اس کے فضیلت کے اعتراف کے ساتھ بعض مقامات میں اس کی تردید کی ہے۔

مخطوطہ خوش خط اور دیدہ زیب ہے۔ ترقیمہ نہ ہونے کی وجہ سے سن کتابت کا پتہ نہیں چلتا۔ راقم کے ذخیرہ میں اس کا دوسرا نفیس خطی نسخہ بھی ہے۔ شفاء الاسقام کا ایک مخطوطہ نواب رحمت اللہ خان شروانی کے ذخیرہ میں ہے، سالار جنگ حیدرآباد میں بھی اس کا ایک نسخہ ہے۔

۱۴۔ صادقہ، مؤلفہ محمد یوسف بن عبداللطیف: بقراط کے مشہور رسالہ خمس وعشرون قضایا جو رسالہ قبریہ کے نام سے مشہور ہے اس کی یہ ایک جامع شرح ہے۔ یہ شرح ۹۵۴ھ/۴۷-۱۵۴۸ء میں کی گئی اور یہ شیخ الاسلام محمد صادق کے نام معنون ہے اور انہی کے نام پر تبرکاً اس کا نام رکھا گیا ہے۔ ۸۰ صفحہ کا یہ رسالہ یکشنبہ ۱۶ ذی قعدہ ۱۲۶۴ھ کو نقل ہوا ہے۔ خدابخش میں بھی اس کا مخطوطہ ہے۔

۱۵۔ طب الملوک، مؤلفہ محمد بن علی بن محمد النجدوانی: مؤلف محمد بن علی نے اس میں دراصل اپنے استاد فضل اللہ تبریزی کے افادات اور تجربات جمع کئے ہیں۔ اس طرح یہ فضل اللہ تبریزی کے فنی کمالات کا آئینہ ہے اور فضل اللہ کے مطالعہ میں اس کی نہایت اہمیت ہے۔ اس میں انہیں جامع الفضائل والکملات، محقق العلوم والاشارات، معتمد الامراء والسلاطین۔ استاذنا مولانا جلال الملۃ والدنیا والدین جیسے الفاظ سے مخاطب کیا گیا ہے، ابن سینا کی دونوں کتابوں قانون اور اشارات کی تحقیق میں انہیں جو امتیاز حاصل تھا اس کا خاص طور پر اشارہ ہے۔

معالجات کی اس کتاب میں اسباب وعلامات سے مختصر بحث کرتے ہوئے علاج پر تفصیل سے لکھا گیا اور یہی کتاب کا زیادہ اہم حصہ ہے۔ نہ صرف متقدمین اطباء اور اپنے استاذ کے آزمودہ اور کارآمد نسخے درج ہیں بلکہ تشخیصی واقعات اور ذاتی تجربات بھی مفید انداز میں بیان کئے ہیں۔

مخطوطہ ۲۹ رشعبان ۱۱۳۰ھ بروز جمعہ شاہ جہاں پور میں نقل ہوا ہے، ناقل کا نام محمد صالح عرف خلیفہ طاؤس ہے جسے انھوں نے محمد طاہر کیلئے لکھا ہے۔

۱۶- عین الحیوٰۃ، مؤلفہ محمد بن یوسف طبیب الہروی: عین الحیاۃ المعروف بہ رسالہ معرہ اپنے موضوع کے لحاظ سے نہایت اہم اور بلند پایہ عربی تصنیف ہے۔ ۹۳۹ھ/۱۵۳۲ء کی اس تصنیف میں حرارت غریزی کو تقویت دینے والی اور عمر بڑھانے والی دواؤں کو بیان کیا گیا ہے۔ تین مقالوں پر مشتمل اس کتاب کا پہلا مقالہ حرارت غریزی کی تخلیق، دوسرا مقالہ حرارت غریزی کو قوی کرنے اور عمر میں اضافہ کرنے والی ادویہ اور تیسرا مقالہ حرارت غریزی کو کمزور اور عمر کو کم کرنے والی ادویہ کے بیان میں ہے۔

اس موضوع پر مستقل حیثیت میں میری نظر سے کوئی کتاب نہیں گذری ہے اور نہ معلومات تاریخ سے اس نوعیت کی کسی کتاب کا علم ہو سکا ہے۔ یہ ایک اچھوتا اور ندرت کا کام ہے۔ علم الادویہ کے لحاظ سے اس کی اہمیت پوری طرح محسوس کیے جانے کے لائق ہے۔ ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے قائم کی گئی ہے۔

ترقیمہ کی عبارت دیمک کی نذر ہو گئی ہے، لیکن مخطوطہ کافی قدیم معلوم ہوتا ہے۔ پہلے صفحہ پر ۲۸ ربیع الاول ۱۰۱۶ھ کی تاریخ کے ساتھ کسی کے دستخط تھے جو مٹا دیے گئے ہیں۔ ایک اور مٹے ہوئے دستخط کے ساتھ تیسرا نام سید علی پڑھا جا سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کتاب مختلف لوگوں کی ملکیت رہی ہے۔

مولانا آزاد لائبریری میں بھی اس کا ایک نسخہ مخطوطہ ہے جو ترقیمہ سے خالی ہے۔ عین الحیاۃ کا نہایت بیش قدر خود مصنف کے قلم کا لکھا ہوا نسخہ حکیم محمد عمران خاں کے ذخیرہ میں ٹونک میں موجود ہے۔

۱۷- فروق الامراض، مؤلفہ نجیب الدین سمرقندی: امراض کی تشخیص فارقہ پر نہ صرف معالجات کی کتابوں میں لکھا گیا ہے بلکہ اس کی اہمیت کی وجہ سے علاحدہ سے بھی مستقل کتابیں تصنیف کی گئی ہیں۔ اسحٰق بن حنین (وفات ۲۹۸ھ/۹۱۰ء) کا ایک رسالہ اس سلسلہ میں عربی عہد کی ابتدائی کتابوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ نجیب الدین سمرقندی (وفات ۶۴۶ھ) جو اپنی کتاب اسباب و علامات اور اپنی قرابادین کی وجہ سے شہرہ آفاق ہے اس نے بھی اس کو موضوع بنایا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ اسباب و دلائل کے اشتراک کی وجہ سے امراض میں مشابہت پائی جاتی ہے اور ان کی تشخیص میں دشواری ہوتی ہے۔ اس لیے اس کتاب میں اشتراک اور تشابہ اور ان کے درمیانی فرق کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ۵ مقالوں پر مشتمل ہے۔ ۶۶ صفحات کا یہ مخطوطہ چہار شنبہ ۱۵ ذی قعدہ ۱۲۶۳ھ کو نقل ہوا ہے۔

نجیب الدین سمرقندی کی دوسری کتابوں میں اغذیۃ المرضیٰ علی ترتیب العلل، اصول التراکیب الادویہ، کتاب المفردات من الادویہ، کتاب المفردات من الاغذیہ وغیرہ ہیں۔ اس مجموعہ میں دوسرے

درج ذیل مخطوطات بھی شامل ہیں ۔ مجربات ابن بیطار ، رسالہ باہ ، اعادۃ قدا شرح رسالہ قبریہ) سوالات ۔ حکیم درویش محمد خاں (مباحث الاطبا) بضاعۃ الاطبا (رد مباحث الاطبا) جوابات حکیم محمد علی کوچک) اسرار العلاج (رسالہ حمیات) رسالہ تحریم اللافی جالینوس

۸ ۔ **کتاب المائۃ** ، مؤلفہ ابوسہل مسیحی : ابوسہل عیسیٰ بن یحییٰ بن ابراہیم مسیحی (وفات ۵۲ ۴ھ/ ۱۰۶۰ ء) ان سربرآوردہ طبع زاد عربی مصنفین میں ہے جنہوں نے عربی عہد میں طب کے ابتدائی نقوش قائم کئے ۔ یہ کتاب سو ابواب پر مشتمل ہونے کی وجہ سے کتاب المائۃ کہلاتی ہے ۔ اس میں امور طبیعیہ ، اغذیہ ، اشربہ اور معالجات پر بنہایت شرح و بسط سے لکھا گیا ہے ۔ اس کا پہلا حصہ ۱۹۶۳ء میں حیدرآباد سے طبع ہو چکا ہے لیکن دوسرا حصہ جو معالجات سے متعلق ہے غیر مطبوعہ ہے ۔ ابوسہل ابن سینا کا ہم عصر ہے ۔ اس کے بارہ میں یہ روایت کردہ ابن سینا کا استاد ہے صحیح نہیں ہے ۔ کتاب المائۃ طب کی قابل اعتماد ماخذ ہے اور اہل علم کے ہاں اسے قدر کی خاص نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ۔ معالجاتی حصہ کمیاب ہے ۔ کتاب المائۃ کی جن لوگوں نے شرحیں اور حاشیے لکھے ہیں ان میں ابن تلمیذ جیسا مرتبہ کا طبیب ہے ۔

یہ مخطوطہ ثمار الکتب الستۃ عشر کے مجموعہ میں شامل ہے ۔

۱۹ ۔ **کتاب المفتاح** مؤلفہ ابوالفرج علی بن حسن بن ہندو : ابوالفرج بن ہندو (وفات ۴۲۰ھ) اپنے زمانہ کا عالی مرتبہ اور فاضل اجل تھا ۔ طب کی تعلیم ابوالخیر حسن بن سوار المعروف ابن خمار سے پائی تھی ۔ طب کے علاوہ ادب اور بلاغت میں خاص دستگاہ حاصل تھی ۔ مفتاح الطب کے علاوہ اس کی کتابوں میں دیوان شعر ، رسالہ ہزلیہ اور الکلم الروحانیۃ فی الحکم الیونانیہ ہیں ۔ موخرالذکر کتاب مصر سے ۱۹۰۰ء میں طبع ہو چکی ہے ۔ کتاب المفتاح جسے اس نے اپنے تلامذہ کے لئے تصنیف کیا ہے دس ابواب پر مشتمل ہے ۔

باب اول : علی تعلیم الصناعات عموماً و تعلیم علم الطب خصوصاً ، باب دوم : فی اثبات صناعۃ الطب
باب سوم : فی حد الطب ، باب چہارم : فی شرف الطب ، باب پنجم : فی اقسام الطب
باب ششم : فی فرق الطب ، باب ہفتم : فی ذکر الطرق التی بہا استنبطت صناعۃ الطب
باب ہشتم : فی تحدید ما یجب علی الطبیب معرفتہ من العلوم لیکون کاملاً فی صناعتہ ،
باب نہم : فی کیفیۃ تدرج المتعلم الطب و ذکر مراتب الکتب فیہ ، باب دہم : فی العبارات و الحدود الطبیۃ

مخطوطہ میں ۸۳ صفحات ہیں۔ کاتب محمد حسینی۔ مکتوبہ ۲۰ رجمادی الثانی ۱۱۵۷ھ در شاہجہاں آباد۔ اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں بھی اس کا ایک مخطوطہ محفوظ ہے۔

۲۰۔ مباحث الاطباء، مؤلفہ درویش محمد: مختلف علوم و فنون کے ماہرین میں جو علمی چشمکیں اور محاذ آرائیاں رہی ہیں، اطباء کے ہاں بھی اس کی مثالیں ملتی ہیں۔ نہ صرف ابن سینا اور عربی عہد کے دوسرے ممتاز اطباء مثلاً ابن بطلان و ابن رضوان کو اس سے سابقہ پیش آیا بلکہ ہندوستان میں بھی معاصر اطبا کے درمیان اس قسم کے علمی مناظرے ہوئے۔ خاندان شریفی دہلی اور خاندان عزیزی لکھنؤ کے علمی مباحثے اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ طرفین کی طرف سے مخالفت و موافقت میں متعدد رسالے تصنیف کئے گئے ہیں۔ حکیم درویش محمد اور حکیم محمد علی کوچک اپنے زمانہ کے صاحب فن طبیب تھے، ان کے درمیان بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ حکیم درویش محمد بن علیم خاں صدیقی رامپوری مشہور بہ نجم اللہ صدیقی شاہجہاں پور کے رہنے والے تھے والی رام پور نواب سید احمد علی خاں کی سرکار سے وابستہ رہے ۱۲۳۲ھ / ۱۸۱۷ء میں رحلت کی۔ حکیم درویش محمد نے مباحث الاطباء میں جن مسائل پر قلم اٹھایا تھا حکیم محمد علی اعظم لکھنوی، حکیم محمد علی کوچک لکھنوی اور حکیم فتح الدین گوپاموی نے ان کے جوابات تحریر کئے۔ حکیم عاشق ابن بندہ حسن لکھنوی نے ان کا فارسی ترجمہ "النتائج الحسینیہ" کے نام سے کیا ہے۔ حکیم مظفر حسین لکھنوی نے "التحقیقات البہیتہ" میں اس کا جواب دیا ہے اور اطباء مذکور کا اس میں تعقب کیا ہے۔ حکیم درویش محمد کے صاحبزادے حکیم اسد علی لکھنؤ میں رہے، صاحب درس و افادہ تھے۔ ان کے شاگرد حکیم فتح الدین گوپاموی نے "حل مشکلات المباحث" لکھا ہے۔ ترکیب القوانین بھی فتح الدین کی ایک کتاب ہے۔

مباحث الاطباء میں پہلی بحث تعریف طب دوسری تقسیم طب (جزء علمی و عملی) تیسری موضوع طب، چوتھی ارکان، پانچویں مزاج، چھٹی اخلاط، ساتویں اعضاء، آٹھویں ارواح، نویں قویٰ، دسویں افعال تنفس، گیارہویں احوال بدن انسان، بارہویں اسباب، تیرہویں علامات، چودھویں قول کلی (متعلق علاج بالضد)، پندرھویں ادویہ مفردہ، سولہویں ادویہ مرکبہ، سترہویں امراض مخصوصہ، اٹھارہویں حمیات، انیسویں بحران، بیسویں امثلہ متفرقہ پر ہے۔

بروز جمعہ ۲۶ (مہینہ کا نام درج نہیں ہے) ۱۲۶۴ھ کو مخطوطہ کی کتابت ہوئی ہے اور یہ ۱۲۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ حکیم درویش محمد کا رسالہ فی الطب عربی کا ایک نسخہ رضا لائبریری میں ہے۔

۲۱۔ مجربات ابن بیطار، جامع الادویہ والاغذیہ جیسی عظیم کتاب کے مصنف ابن بیطار

کے مجربات یقیناً صاحبان فن کے لئے باعث قدر ہیں۔ اس میں امراض کے تحت مجرب و کارآمد دوائیں تحریر کی گئی ہیں۔ دیباچہ پر اس نے لکھا ہے کہ لوگوں نے معالجات پر ضخیم کتابیں تصنیف کی ہیں لیکن ان سے مجرب دواؤں کا انتخاب مشکل ہو جاتا ہے۔ اس کتاب میں ان دواؤں کو بیان کیا گیا ہے جن کی تجربہ نے شہادت دی ہے اور جو اگر ایک طبیب کے پیش نظر ہیں تو اسے علاج میں سہولیت حاصل ہوتی ہے۔ اس نے ہر مرض کی مختصر وضاحت کرتے ہوئے علاج تجویز کیا گیا ہے۔ علاج زیادہ تر متعلقہ مرض کی کارآمد مفرد دواؤں پر مشتمل ہے اور اگر مرکب نسخہ درج ہے تو وہ بھی چند مفردات سے زیادہ کا نہیں ہے۔ ایک حاذق اور ماہر ادویہ کی یہ تصنیف مجربات کی کتابوں میں اپنے مرتبہ کے اعتبار سے نہایت بلند ہے۔

سہ شنبہ ۱۰ ذی قعدہ ۱۲۶۴ھ کو اس مختصر کے اس نسخہ کی کتابت ہوئی ہے۔ دار العلوم دیوبند کے کتب خانہ میں بھی اس کا ایک خطی نسخہ موجود ہے۔

۲۲- معالجات البقراطیہ، مؤلفہ احمد بن محمد الطبری: ابن سینا (م ۱۰۳۷ء - ۹۸۰ء) سے پہلے کے طبی مصنفین میں ابو الحسن احمد بن محمد الطبری (وفات ۳۶۶ھ/ ۹۷۶ء) نہایت مرتبہ کا نام ہے۔ یہ امیر رکن الدولہ کا طبیب خاص اور اپنے وقت کا زبردست معالج تھا۔ طبی کتابوں میں اس کی تصنیف معالجات بقراطیہ (۳۵۸ھ/ ۹۶۸ء) کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس میں امراض اور علاج کا بڑی تحقیق کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اس نے پہلا مرتبہ بتلایا کہ سل ایک مادی عارضہ ہے اور یہ پھیپھڑے کے علاوہ دوسرے مقامات پر بھی ہو سکتا ہے۔ خارش کا سبب اس نے ایک قسم کے کیڑوں کو قرار دیا۔ یہ کتاب دس مقالوں میں منقسم ہے۔ اس کی جلد اول حکیم ضیاء الحسن کے ذخیرہ میں تھی جو اب طبیہ کالج لائبریری علی گڑھ میں ہے اور جلد دوم جو آٹھویں، نویں اور دسویں مقالہ پر مشتمل ہے۔ راقم الحروف کے ذخیرہ کی زینت ہے۔ آٹھواں مقالہ امراض صدر و پردہ غشاء حاجب، و جملہ آلات نفس و قلب، نواں مقالہ امراض معدہ اور دسواں مقالہ امراض کبد و طحال سے متعلق اس کے صفحہ اول پر افسر الاطباء حکیم عز الدین خاں کے قلم سے یہ عبارت تحریر ہے "ہر دو جلد کتاب ہذا بقیمت مبلغ بست و پنج روپیہ حالی از کتب خانہ حکیم محمد اعظم خان صاحب برائے دار الشفاء ریاست بھوپال خرید کردہ شد مورخہ سی ام جمادی الاول ۱۳۰۷ھ" اس عبارت کے نیچے حکیم عز الدین خاں کی ۱۲۹۸ھ کی مہر ثبت ہے۔ مخطوطہ صاف اور خوشخط ہے۔ بروز جمعہ ۵ رمضان ۱۲۴۳ھ میں کتابت ہوئی۔ کاتب کا نام ارشد علی بہاری ہے۔ حیدرآباد کے تین نسخوں کے علاوہ رضا لائبریری رامپور اور مولانا

آزاد لائبریری علی گڑھ میں بھی اس کے مخطوطے محفوظ ہیں۔

۲۳۔ معالجات محمد بن زکریا و علی بن عباس: معالجات محمد بن زکریا رازی و علی بن عباس مجوسی کے مرتب کا نام اس مجموعے سے ظاہر نہیں ہوتا۔ مرتب نے ان دونوں نامور طبیبوں کی کتابوں سے ان کے محض مجرب نسخے جمع کرنے پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ مریض کی پوری روداد اور مرض کی پوری نوعیت و صحت کے ساتھ علاج قلمبند کیا ہے۔ دوسرے مصنفین نے عام طور پر علاجی اقدامات کو ضبط تحریر میں لاتے ہوئے محض تجربات اور نسخے جمع کئے ہیں۔ اس میں چونکہ مرض کی کیفیت کے بیان کے بعد علاج درج کیا گیا ہے اس لیے مطلب علمی اور سریریاتی نقطۂ نظر سے یہ ایک اہم مجموعہ ہے۔ زکریا رازی کے علاجی واقعات "قصص وحکایات مرضی" کے نام سے ایران سے طبع ہوئے جس میں عربی کے ساتھ فارسی ترجمہ بھی شامل ہے۔

مخطوطہ ۲۹ ربیع الاول ۱۲۵۲ھ کا مکتوبہ ہے کتابت اولاد علی موہانی کی ہے۔ اس کاتب کی دوسری کتاب بیانو علی گیلانی راقم کے ذخیرہ میں ہے۔ یہ مخطوطہ بھی اکبر حسین کی ملکیت رہا ہے۔ ان کے ۱۲۹۶ھ کے دستخط آخر پر ثبت ہیں۔ معالجات محمد بن زکریا و علی بن عباس کا کوئی اور نسخہ کہیں میری نظر سے گذرا ہے۔

۲۴۔ مقالہ نبیذ مؤلفہ روفس: جالینوس سے پہلے کے مشہور یونانی طبیب روفس کے مقالہ نبیذ کا عربی ترجمہ عباسی عہد میں دوسری یونانی کتابوں کی طرح عربی جامہ پہنایا گیا ہے۔ اس کا مترجم قسطا بن لوقا البعلبکی ہے۔ سات صفحے کے اس رسالہ میں نبیذ کے منافع، اصناف و طریق استعمال پر بہت اچھے انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

۲۰ رجمادی الاولیٰ کا مکتوبہ یہ نسخہ جس مخطوطے سے منقول ہے وہ بروز منگل ۲ شوال ۶۹۱ھ کا لکھا ہوا تھا۔

فارسی مخطوطات

احسن القرابادین، مؤلفہ حکیم احسن اللہ خاں دہلوی: حکیم احسن اللہ خاں بن عزیز اللہ صدیقی دہلوی شیخ زین الدین ہروی کی اولاد سے تھے۔ ان کے بزرگ ہندوستان میں پہلے کشمیر آئے، وہاں سے دہلی پہنچے۔ حکیم احسن اللہ خاں مغلیہ عہد کے آخری عظیم المرتبت طبیب ہیں۔ ابتدا میں نواب فخر الدولہ کی سرکار سے وابستہ ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد نواب فیض اللہ خاں جھجھر کے معالج خاص سے اور ان کی آخر زندگی تک وہاں طبی خدمات انجام دیں۔ پھر اکبر شاہ ثانی کے عہد میں شاہی طبیب کا اعزاز ملا۔ اور عمدۃ الملک حاذق الزماں کے خطاب سے نوازے گئے۔ بعد میں بہادر شاہ کے طبیب خاص مقرر ہوئے۔ احترام الدولہ، ثابت جنگ کے خطابات عطا ہوئے، اور وزیر اعظم کے عہدہ سے سرفراز کئے گئے۔ یہ بڑے دانشور، صاحب تدبیر و سیاست تھے۔ حسن معالجہ اور درس میں جواب نہیں رکھتے تھے۔ جہاں رہے وہاں درس کا سلسلہ جاری رہا۔ ۱۸۵۷ء کے بعد بھوپال میں نواب سکندر بیگم کے عہد میں افسر الاطبا مقرر ہوئے۔ وہ ریاست کے پہلے افسر الاطبا تھے۔ اس سے قبل یہ عہدہ وضع نہیں ہوا تھا۔ کچھ ہی عرصہ بعد مہاراجہ بڑودہ کی دعوت پر گراں قدر مشاہرہ پر بڑودہ گئے جہاں بڑا اعزاز و افتخار حاصل ہوا۔ بڑودہ ہی میں ۱۲۹۰ھ میں وفات پائی۔ "وائے بقراط وقت مرد افسوس" سے تاریخ برآمد ہوتی ہے۔

راقم کے ذخیرہ میں حکیم احسن اللہ خاں کی بیاض کا ۱۱۲ صفحات کا انتخاب ہے۔ حکیم سید کرم حسین (تجارہ، الور) کو حکیم بدیع بھائے میرٹھی کے واسطہ سے ان سے تلمذ کی نسبت حاصل تھی۔ ان کے معمولات میں نہ صرف احسن اللہ خاں کے مجربات شامل تھے بلکہ ان کے تجارہ کے ذخیرہ میں احسن القرابادین کا ایک نسخہ بھی تھا جو فسادات تجارہ کی نذر ہو گیا۔ حکیم بدیع بھائے کے شاگرد حکیم محمد حسن حاذق میرٹھی نے اپنی قرابادین میں حکیم احسن اللہ خاں کے متعدد نسخے تحریر کئے ہیں۔ میرے علم میں حکیم احسن اللہ خاں کی قرابادین کے درج ذیل نسخے ہیں۔

۱۔ کتب خانہ محل مہاراجہ جے پور ۲۔ نواب صابر قلی خاں، نواب محمد گڑھ

۳۔ ڈاکٹر عبد الحمید راجہ لائل پور

۴۔ رضا لائبریری رام پور میں اس کا جو نسخہ ہے اس کی اہمیت یہ ہے کہ اس کا سال کتابت ۱۲۷۵ھ ہے جو قرابادین کا سال تالیف ہے۔

۲۔ **انیس العشاق**، مؤلفہ میر نوازش علی خاں: میر نوازش علی نے امور تعشق، مقدمات باہ اور اس کے متعلقات پر مختلف کتابوں سے انتخاب کرکے اسے مرتب کیا ہے۔ رسالہ حکیم گیلانی، رسالہ ناجیہ در قوانین جامع تالیف حکیم ابو نصر علی بن ابی سعد، وصیت امام علی بن امام علی بن موسیٰ رضا کا اس میں حوالہ ہے۔ اسی ۲۴ صفحہ کے مختصر رسالہ میں نسخے مختلف مرکب شکلوں میں مثلاً معجون، طلاء، حبوب وغیرہ تحریر ہیں۔

ترقیمہ ندارد ہے۔

۳۔ **بیاض**، مؤلفہ برادر میر سید وارث علی الہ آبادی: اس بیاض میں فہرست امراض کے ساتھ نسخے درج ہیں۔ صاحب بیاض کا نام معلوم نہیں ہو سکا لیکن اس کے صفحات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ الہ آباد کے رہنے والے تھے۔ ان کے بڑے بھائی کا نام میر وارث علی تھا جو مورام میں تحصیل دار تھے۔ صاحب بیاض کے دو لڑکوں سید وارث حسن اور محمد ضامن اور ایک لڑکی لکوں کا نام بھی اس میں ملتا ہے۔ ان کے آرہ اور عظیم آباد کے سفر پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ مشہور معاصر اطباء جن سے ان کی ملاقاتیں ہوئیں اور جن کے مجوزہ نسخے تاریخ کے حوالے کے ساتھ انھوں نے درج کیے ہیں ان میں حکیم فخر الدین عرف حکیم بادشاہ صاحب، حکیم مسیح الدولہ لکھنوی اور حکیم خلیل الدین خاں لکھنوی وغیرہ ہیں۔ ایک نسخہ حکیم احسن اللہ خاں دہلوی وزیر اعظم بہادر شاہ ظفر کا ہے جو انھوں نے ۲ر فروری ۱۸۷۲ء بروز یکشنبہ الہ آباد میں بروانگی بڑودہ و گجرات، مولوی سمیع اللہ خاں وکیل ہائی کورٹ کے مکان پر بطور مہمان قیام کے دنوں میں لکھا ہے۔ حکیم مسیح الدولہ بہادر لکھنوی کا نسخہ ۱۰ر فروری ۱۸۵۷ء مطابق ۲۲ر جمادی الاول ۱۲۷۱ھ بروز شنبہ لکھا ہے جسے انھوں نے ان کے بھائی سید وارث علی کے لئے تجویز کیا ہے۔

بیاض کے نسخوں کی تاریخیں ۱۸۵۲ء/۱۲۶۹ھ اور ۳۰ر اگست ۱۸۷۳ء (۶ر رجب ۱۲۹۰ھ) کے درمیان کی ہیں۔

۴۔ **بیاض اشرف محمد خاں**، حکیم اشرف محمد خاں بھوپال کے ذی علم حاذق طبیبوں میں تھے۔ نسخہ نویسی میں ملکہ اور درست شعاری کی وجہ سے ان کا مطب مرجع خلائق تھا۔ یہ حکیم محمد یوسف خاں (وفات ۱۲ر ربیع الاول ۱۲۶۴ھ) کے صاحبزادے تھے اور ریاست کے نواب خاندان سے قرابت قریبہ رکھتے تھے

ان کی پیدائش کی خوشی میں نواب سکندر بیگم نے قیدیوں کو رہا کیا تھا اس لیے یہ "بندی چھوڑ" کہلاتے تھے۔ بھوپال میں اسی نام سے شہرت ہوئی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ میں انھوں نے مجاہدین کا ساتھ دیا۔ نواب سکندر بیگم نے جو انگریزوں کی طرف دار تھیں "باغیوں اور مفسدوں" کے خلاف کارروائی کی اور بعض دوسرے افراد کے ساتھ حکیم بندی چھوڑ بھی قید میں مبتلا ہوئے۔ انھوں نے بیاض میں ایک جگہ لکھا ہے "۲۸ ربیع الثانی ۱۲۷۴ھ ایام غدر میں مردمان ذیل کو نواب سکندر بیگم صاحبہ نے بطور حوالات پریشنی صاحب اجنٹ روانہ سیہور کیا۔ فریدالدین، سعیدالدین، حکیم بندی چھوڑ خاں، منصب علی بخشی محمد طاہر، قاضی کوثر علی، دیوان پربھوں لال، باقر علی اور گڑھی سیہور میں نظربند ہوئے۔ اور ۹ جمادی الاول ۱۲۷۴ھ گڑھی سے اٹھ کر چھاؤنی سیہور میں مقیم ہوئے، اور تاریخ ۲ صفر ۱۲۷۵ھ کو پھر گڑھی میں آکر قیام کیا اور تاریخ ۵ ذی الحجہ ۱۲۷۵ھ کو حکیم بندی چھوڑ خاں اور فریدالدین گڑھی سیہور سے فتح گڑھ آئے اور تاریخ ۱۰ ذی قعدہ ۱۲۷۹ھ رہائی پاکر حکیم بندی چھوڑ خاں اپنے گھر بخیر و عافیت آئے، اور فریدالدین نے فتح گڑھ میں خودکشی کی۔"

حکیم بندی چھوڑ نے دو سو (۲۰۰) صفحہ کی اس بیاض میں اپنے ذاتی مجرب و قابل اعتبار نسخے درج کئے ہیں۔ راقم کے ذخیرہ میں حکیم بندی چھوڑ کی درج ذیل اردو کتابوں کے بھی خطی نسخے ہیں جو سب بخط مصنف ہیں۔

۱۔ اشرف الاسرار: اس میں امراض کے دلائل اور ردی و محمود علامات کا بیان ہے یہ دلائل اطباء متقدمین کے تجربات کے علاوہ ان کے ذاتی تجربوں پر مبنی ہیں۔ یہ کتاب انھوں نے اپنے صاحبزادہ عنایت محمد خاں کی تعلیم کے لئے مرتب کی تھی۔ یہ بھی تقریباً دو سو (۲۰۰) صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۔ دبحث بحران: یہ رسالہ بھی انھوں نے اپنے صاحبزادہ عنایت محمد خاں کے لیے تالیف کیا ہے۔ اس میں ۲۲ (بائیس) صفحات ہیں۔

۳۔ رسالہ حمیٰ دق: نواب شاہ جہاں بیگم اور نواب صدیق حسن خاں کے نام معنون ہے۔ شعبان ۱۲۹۵ھ میں یہ رسالہ انھوں نے اپنے صاحبزادہ عنایت محمد خاں کی طبی تعلیم کی غرض سے مرتب کیا ہے۔ اس میں انھوں نے جو تجربات پیش کئے ہیں دیباچہ کے مطابق وہ ان کے چالیس سالہ مطب کا نچوڑ ہے۔

۵۔ بیاض علی گیلانی: حکیم علی گیلانی عہد اکبری کا مشہور طبیب اور مصنف ہے۔ دوسرے

علمی کارناموں کے علاوہ عربی میں قانون کی شرح کی وجہ سے وہ ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ بیشتر شروح کا تعلق قانون کے کلیاتی حصّہ سے ہے لیکن مکمل قانون کی شرح کا شرف صرف دو شارحین کے حصّہ میں آیا ہے ایک علاء الدین قرشی المعروف بہ ابن نفیس اور دوسرے ہندوستان کا مایہ ناز طبیب علی گیلانی۔ جامع الشرحین کے نام سے شرح آملی کے ساتھ گیلانی کی شرح کلیات طبع ہو چکی ہے لیکن باقی حصوں کی شرح مخطوطات کی شکل میں ہندوستان کے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہے۔ شرح قانون کی تصنیف کے علاوہ بیاض کی شکل میں اس نے اپنے مجربات بھی جمع کئے ہیں۔ اس بیاض کی نایابی کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اطباء عہد مغلیہ میں حکیم کوثر چاندپوری نے لکھا ہے "اکثر طبی کتابوں میں مجربات گیلانی کا نام بھی گزرا ہے لیکن مجربات حکیم علی کے متعلق وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی کوئی مجلد کسی لائبریری میں ہے یا نہیں۔" روغن دیودار حکیم علی کے اختراعات میں ہے۔

حکیم علی علوم متداولہ میں شیخ عبدالنبی اور طب میں اپنے ماموں حکیم الملک شمس الدین گیلانی اور فتح اللہ شیرازی کا شاگرد تھا۔ حذاقت اور معالجہ کے ساتھ ہی سیاسی طور پر بھی اس کی شخصیت ممتاز تھی۔ لاہور میں حکیم علی کا حوض مشہور تھا جس میں اس نے کمال فن کا مظاہرہ کیا تھا۔ آگرہ میں بھی اس نے اس قسم کا ایک حوض بنوایا تھا۔ عہد اکبری میں اسے ہفت صدی منصب، جالینوس الزمان کا خطاب اور صوبہ بہار کی صدارت حاصل تھی۔ جہانگیر کے زمانہ میں دو ۲/۱ ہزاری منصب عطا ہوا۔ ۵ رمحرم ۱۰۱۸ھ تاریخ وفات ہے۔

زیر نظر مخطوطہ کی کتابت اولاد علی نے ۲۹ ربیع الاول ۱۲۵۲ھ کو فرخ آباد میں کی ہے۔ یہ نسخہ ۱۲۹۰ھ میں اکبر حسین کی ملکیت رہا ہے۔ صفحہ آخر پر ان کے دستخط ہیں۔

راقم کے ذخیرہ میں اس بیاض کا دوسرا نسخہ بھی ہے جسے نواب محمد شاہجہاں خاں نے ۵ جمادی الاول ۱۲۵۱ھ کو نقل کیا ہے اور ۲۰ جمادی الاول ۱۲۵۱ھ کو سید احمد حسین نے اس کے مقابلہ موازنہ کے فرائض انجام دیئے ہیں۔

۶- **تحفہ دوستان**، مؤلفہ سید ماجد علی عظیم آبادی: مؤلف کتاب عظیم آباد (پٹنہ) کے رہنے والے ہیں۔ والد کا نام سید امام علی رضوی ہے۔ اپنے استاذ حکیم امام بخش اور ان کے بیاض کے حوالے سے متعدد نسخے نقل کئے ہیں۔ منشی قاسم علی کا بھی بطور استاذ ذکر ہے اور انہیں طبیب حاذق لکھا ہے ایک

مجرب نسخہ لالہ رام دیال اور ایک نسخہ محی الدین خاں کے حوالہ سے مرقوم ہے۔ تحفۂ دبستانی "ساغر چپاہ" سے تاریخ تالیف ۱۲۶۵ھ برآمد ہوتی ہے۔

علاج امراض پر نسخوں کا اچھا مجموعہ ہے۔ معمولات کے علاوہ اصول علاج سے بھی گفتگو کی گئی ہے۔ کتاب دو مقالوں اور خاتمہ پر مشتمل ہے، لیکن یہ نسخہ ناقص الآخر ہے۔ اس مجموعہ میں درج ذیل دیگر رسائل شامل ہیں۔

(۱) خمسۂ عشرون تقضایا بقراط (۲) دلائل نبض یوسفی (۳) دلائل بول یوسفی تالیف ۹۴۲ھ (۴) مختصر البیان فی ضروریات البحران۔ محمد بدرالدین بن خواجہ جمال الدین۔ (۵) انیس التشریح (علم تشریح کی مشہور جامع کتاب ہے) (۶) رسالہ ستہ ضروریہ یوسفی۔ تالیف ۹۴۴ھ (۷) رسالہ ماکول و مشروب یوسفی (منظوم) (۸) رسالہ حمیات مفردہ و مرکبہ۔ حکیم سید حیدر علی تلمیذ حکیم میر محبوب علی (نامکمل)۔

ان میں صرف رسالہ ماکول و مشروب میں تاریخ کتابت ۱۲ ربیع الاول ۱۲۶۶ھ بروز یکشنبہ درج ہے، لیکن چونکہ پورے مجموعے کا کاغذ اور خط یکساں ہے اس لئے تمام رسائل کی کتابت تقریباً اسی زمانہ سے تعلق رکھتی ہے۔

ترجمہ عین الخواص' امیر ابونصر اسفارینی بن رستم دیلمی کی عربی کتاب "عین الخواص" کا فارسی ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ ۶۲۶ھ میں سلطان دیالم احمد بن ہوشنگ بن اسفندیار کے حکم سے کیا گیا ہے۔ کتاب تین مقالوں پر مشتمل ہے۔ مقالہ اول میں حیوانات، مقالہ دوم میں نباتات، اشجار و خشائش اور مقالہ سوم میں جواہر و احجار کے خواص لکھے گئے ہیں۔ مترجم کا نام کتاب سے ظاہر نہیں ہوتا۔ دیلمی کی کتاب عین الخواص کا ذکر کشف الظنون میں ہے۔

ترکیبات طعومات: مصنف کے نام کا پتہ نہیں چلتا۔ اس میں مختلف کھانوں مثلاً مغلئی گوشت، مختلف قسم کے دو پیازے، دو پیازہ کدو، دو پیازہ بادنجان، دو پیازہ کریلہ، دو پیازہ تلیر، دو پیازہ کچنال، دو پیازہ، ساگ چولائی، مختلف قسم کے بھرتے، پلاؤ، تبولی، متنجن، نان ورقی، بورانی، حلوہ کی تیاری کے طریقے تحریر ہیں۔ خصوصیت یہ ہے کہ محض پکانے کا طریقہ درج نہیں بلکہ ہر غذا کو طبی لحاظ سے مفید بنانے کے لئے انہیں مختلف ادویہ کی آمیزش کے ساتھ ترکیب دیا گیا ہے۔ خوشبودار ادویہ

اور مسالوں مثلاً قرنفل، دار چینی، زعفران، ادرک، مرچ سیاہ، کشنیز، الائچی، بادام، کشمش، پستہ شنگرف وغیرہ کی شمولیت سے ذائقہ کی لذت کے علاوہ طبی فوائد حاصل کئے گئے ہیں۔ اپنے موضوع کے لحاظ سے منفرد کتاب ہے۔ کتابت ۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ترجمہ موجود نہیں ہے۔

تریاق فاروق، مؤلفہ حکیم کمال الدین حسین شیرازی: حکیم کمال الدین بن حکیم نور الدین بن مولانا کمال الدین صفوی عہد کے ایران کے نامور طبی اساتذہ میں ہیں۔ حکیم کمال الدین نے شاہ اسماعیل صفوی کے ہاں طبی خدمات انجام دیں۔ یہ شاہ نور الدین نعمۃ اللہ الباقی الحسینی کا مرید و معتقد تھا۔ یزد میں جہاں ان کا قیام تھا وہاں ایک مدت تک یہ طبی معالجہ میں مشغول رہا۔ شاہ اسماعیل صفوی کی وفات تک وہاں اس کی اقامت رہی۔ شاہ طہماسپ حسینی صفوی کے سریر آرائے سلطنت ہونے کے بعد یہاں کے دربار سے وابستہ ہوا پھر شاہ اسماعیل ثانی کے زمانہ میں اسے اور عروج حاصل ہوا۔ لیکن بعض مخالفتوں کی وجہ سے اسے قزوین چھوڑنا پڑا اور وہ گیلان خان احمد خاں شاہ کی خدمت میں پہونچا جہاں اس کا نہایت اعزاز و اکرام ہوا۔ خان احمد نے اسے اپنا طبیب اور مصاحب خاص بنایا اور عہدہ صدارت پر فائز کیا۔

یزد کے زمانہ قیام میں شاہ نعمت اللہ کے ایما پر اس نے تریاق فاروق تصنیف کی۔ اس کتاب میں تریاق کبیر یعنی تریاق فاروق پر شرح و بسط لکھا ہے۔ یہ ایک مقدمہ، تین رکن اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں اس کی وجہ تسمیہ اور محاسن پر روشنی ڈالی ہے پہلے رکن میں اس کے نسخوں پر تفصیلی بحث ہے، دوسرے رکن میں اس کی مفردات دویہ کا بیان ہے جس میں ان کی ماہیت، درجات اور جزئی و کلی افعال سے بحث کی گئی ہے۔ اس طرح نسخہ میں شامل ہر دوا کی کافی تفصیل آگئی ہے۔ یہ حصہ ادویہ مفردہ سمیہ کے لحاظ سے خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ تیسرے رکن میں سبب ترکیب تریاق اور اس کے اجزا کے انتخاب کی وجہ لکھی گئی ہے۔ خاتمہ میں تریاق کی عمر اور قواعد امتحان اور فوائد تریاق بیان کئے ہیں۔ علم السموم کے مطالعہ میں یہ ایک اہم کتاب ہے، طب یونانی میں سموم و تریاق کو سمجھنے میں اس سے بہت مدد ملتی ہے۔ اس موضوع پر اس قدر مکمل اور جامع انداز میں دوسروں نے نہیں لکھا ہے۔ مخطوطہ میں ۶۶ صفحات ہیں۔

تعلیمات بہادر شاہی، مؤلفہ حکیم عسکری: تعلیم الطب بہادر شاہ اور تعلیمات عسکری

سے بھی اس کتاب کو موسوم کیا گیا ہے ۔ مؤلف کتاب حکیم عسکری کے بارہ میں کتاب سے اس قدر پتہ چلتا ہے کہ ان کی ایک کتاب مقدمۃ الطب بھی ہے ۔ ۶۰۷ صفحات کی ضخیم کتاب "تعلیمات بہادر شاہی" طبیات طب سے تعلق رکھتی ہے ۔ اس کی ترتیب کلیات کی عام کتابوں سے مختلف ہے ۔ یہ سات اظہار پر منقسم ہے ۔ اظہار اول فضیلت طب ، دوم آداب و اخلاق اطبار ، سوم ضروری علوم برائے طبیب ، چہارم حد طب ، پنجم احوال بدنی (صحت و مرض وغیرہ) ششم موضوعات طب ، ہفتم تقسیم طب (جزو علمی و جزو عملی) پھر جزو علمی میں امور طبیعیہ ، علم الاحوال و الاسباب و الاعراض ، نبض و بول و براز کا بیان شامل ہے ۔

دوسرا حصہ جو جزو عمل سے بطریق کلی متعلق ہے اس میں بحث اول بیان حیات و موت بحث دوم تدبیر مولود اور بحث سوم حفظان شبان میں ہے ۔ جزو علمی کی کتابت حکیم فیضی علی خاں نے کی ہے ، اور جزو عملی سید احمد علی کے قلم سے بروز دوشنبہ ۱۲۲۰ھ کو مکمل ہوا ہے ۔ ایک ورق پر ۱۲۱۹ھ کی مہر کندہ ہے ۔

خلاصۃ الادویہ ، مؤلفہ حکیم میر جان : حکیم میر جان لکھنؤ کے فاضل طبیب تھے ۔ ان کی مہارت فن اور حذاقت کا عام شہرہ تھا ، شوال ۱۲۶۱ھ وفات پائی ۔ سید علی اوسط لکھنوی نے "ماہ شوال حیف لیل خمیس" سے تاریخ نکالی ۔

یہ مختصر تالیف جدول کے طرز پر ادویہ موزوعہ کے بیان میں ہے اور اسے سات دوائر میں تقسیم کیا گیا ہے ۔ منشا یہ ہے کہ بیک نظر دوا کے اقسام کی تفصیل سامنے آجائے ۔ مؤلف نے غرہ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ سے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا اور غرہ جمادی الثانی میں اس کی تکمیل کی ۔ یہ کتاب غازی الدین حیدر کی بارگاہ میں پیش کی گئی ہے ۔ ۱۹ رمضان ۱۲۵۱ھ کے اس مکتوبہ نسخہ کے کاتب کا نام مظہر علی ہے ۔ اس طرح یہ نسخہ مؤلف کی حیات میں لکھا گیا ہے ۔

دستور الاطباء ، مؤلفہ امان اللہ حسینی المخاطب بخان زمان فیروز جنگ : مؤلف کتاب خان خاناں مہابت خاں (وفات ۱۰۴۴ھ/۱۶۳۴ء در برہانپور) سپہ سالار شاہجہان کے صاحبزادے ہیں ۔ امور سلطنت کے ساتھ ہی طب میں دستگاہ کامل رکھتے تھے ۔ ابتداءً میں کابل کے گورنر رہے سہ ہزاری منصب عطا ہوا بعد میں بنگال کے گورنر بنائے گئے ۔ شاہجہاں نے پنج ہزاری منصب خان زماں کا خطاب

اور مالوہ کی صوبیداری سے سرفراز فرمایا۔ آخر میں دکن میں مامور ہوئے اور وہیں بالاگھاٹ میں ۱۰۲۶ھ/ ۱۶۳۶ء میں سفر آخر اختیار کیا۔ یہ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ ام العلاج کے علاوہ جو طبع ہو گئی ہے، گنج بادآورد ان کی مشہور طبی کتاب ہے۔ تاریخ عالم، چہار عنصر دانش اور ایک دیوان بھی ان کی تصانیف میں ہے۔

دستور الاطباء ۱۰۳۸ھ میں برہان پور میں تصنیف کی گئی ہے۔ دیباچہ کے مطابق یہ دستور الاطباء دراصل "دستور العمل اطباء ہند" ہے، اس میں غذا اور شراب کے فوائد اور نقصانات پر بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ غذا میں گوشت، شہد اور سبزیوں کے تعلق سے کافی معلومات فراہم کی گئی ہیں اور کتاب کی ۹ تدبیریں اس سے متعلق ہیں۔ دسویں اور گیارہویں تدبیر ادویہ کے بیان میں ہے۔ پہلے استفراغ کرنے والی دوائیں اس کے بعد ادویہ مسہلہ بیان کی گئی ہیں۔ بارہویں تدبیر سے معالجات امراض کا بیان شروع ہوتا ہے، اور مختلف نظام کے امراض کا علاج ترتیب کے ساتھ لکھا ہے۔ اس طرح کتاب ۶۱ تدبیروں پر تقسیم ہے۔

مخطوطہ ۹ رجب ۱۲۵۳ھ کو فرخ آباد میں بندہ علی نے نقل کیا ہے۔

دستور الصید، مؤلفہ خواجہ محمد رضا بن خواجہ محمد یوسف: یہ کتاب اگرچہ شکار کے قوانین اور جانوروں کے احوال میں ہے اور یہ ۱۹۹ ابواب پر مشتمل ہے لیکن اس میں متعدد باب جانوروں کی دوا و علاج کے بیان کے لئے مخصوص ہیں۔ علم الادویہ کے نقطۂ نظر سے ان دواؤں کے مطالعہ کی اپنی جگہ اہمیت ہے۔ آخری بات فرہنگ اسامی ادویہ سے متعلق ہے۔

یہ اورنگ زیب عالم گیر کے عہد کی ۱۰۹۹ھ کی تالیف ہے۔ اورنگ زیب کے علاوہ حسن علی خان بہادر کی بارگاہ میں بھی نذرانۂ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ مؤلف دہلی کا باشندہ تھا اس نے شاہجہاں آباد عرف دہلی استعمال کیا ہے۔ نسخہ بہت خوش خط اور اہتمام سے لکھا ہوا ہے۔ سرخیاں روشنائی سے ہیں۔ ۲۲۸ صفحات کی اس کتاب کا پہلا اور آخری ورق غائب ہے۔

دستورات علاج علوی خاں: حکیم محمد ہاشم شیرازی المعروف بہ نواب معتمد الملوک حکیم علوی خاں ۱۰۸۰ھ/ ۱۶۶۹ء میں شیراز میں پیدا ہوئے۔ ۱۱۱۱ھ میں ہندوستان آئے پہلے اورنگ زیب کی خدمت سے اس کے بعد محمد اعظم کی سرکار سے وابستہ ہوئے۔ پھر بہادر شاہ کے زمانے میں بھی وہ بلند مرتبہ رہے اور علوی خاں کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ محمد شاہ کے عہد میں انہیں چاندی سے تولا گیا۔ چھ ہزاری منصب اور معتمد الملوک کا خطاب عطا ہوا۔ ۱۱۵۱ھ میں نادر شاہ انہیں اپنے ہمراہ

نے گیا، وہاں سے حج بیت اللہ سے فارغ ہوتے ہوئے ۱۱۵۶ھ میں وہ ہندوستان واپس آئے اور ۲۵ رجب ۱۱۶۰ھ / ۱۷۴۷ء کو فوت ہوئے۔ درگاہ حضرت نظام الدین میں آسودۂ خاک ہیں۔ نہ صرف شہرۂ آفاق معالج کی حیثیت سے ان کی حذاقت اور مسیحائی کے بہت سے واقعات تاریخوں میں مذکور ہیں بلکہ ان کے درس کی وسعت کا یہ عالم رہا کہ ہندوستان کے بیشتر گرامی منزلت طبیبوں کا سلسلہ ان پر منتہی ہوتا ہے۔ بے شمار طلباء نے ان سے استفادہ کیا۔

تذکرۃ العلاج: کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں دو جلدوں پر مشتمل اس کا مخطوطہ علوی خان کی حیات میں لکھا گیا ہے۔ اس پر محمد شاہ کی ۱۱۳۲ھ کی مہر کندہ ہے۔ عشرۂ کاملہ، قرابادین علوی خانی، مفردات علوی خان وغیرہ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ مطب علوی خان ان کی عام مقبول کتاب ہے۔ دستور العلاج میں امراض مثلاً سوء القنیہ، استسقاء، قرحہ کلیہ و مثانہ اور بواسیر کے علاج کے قوانین پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

مظہر علی نے ۱۹ محرم ۱۲۴۶ھ اس نسخہ کی کتابت کی ہے۔

دستور العمل، حکیم شفائی خان: طبی دستور العمل پر متعدد مشہور ماہرین طب نے قلم اٹھایا ہے۔ اس موضوع کا تعلق اعلیٰ علمی یا کتابی قابلیت سے زیادہ فنی حذاقت، معالجانہ شعور اور مطب و نسخہ نویسی میں مہارت سے ہے۔ اس لئے عام مصنفین کے بجائے حاذق طبیبوں نے اپنے تجربات اور معالجات کی روشنی میں اس موضوع پر لکھا ہے۔ اس قسم کی کتابوں میں مطب میں کام آنے والے رموز و نکات ملتے ہیں اور ایک معالج کے لیے وہ ضروری باتیں جن سے وہ کامیابی کے ساتھ علاجی فرائض انجام دے سکتا ہے۔

حکیم محمد ارشد بن عبد الشافی خان مسیح الملک دہلوی المعروف بہ شفائی خان (وفات ۱۲۳۰ھ) مشہور معالج اور مصنف ہیں۔ دہلی سے احمد شاہ درانی کے حملے کے وقت فیض آباد منتقل ہوئے۔ اس دستور العمل میں بسبب مرض پر مختصر روشنی ڈالتے ہوئے علامات، تشخیصی نکات اور اصول علاج کے بعد معمولات مطب نسخے تحریر کئے گئے ہیں۔ علامات مرض کے بیان میں خوبی یہ ہے کہ ان سے تشخیص مرض میں خاص رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ شفاء الجمیل، فوائد شفائیہ شرح موجز القانون کے علاوہ جواہر المعانی بھی ان کی ایک کتاب ہے۔ اس میں ادویہ غذائیہ کے جرم کے عدم بقا پر لکھا ہے۔

مرزا حیدر نے ادتاد المجانین کے نام سے اس کی تردید میں مولانا دلدار علی (وفات ۱۲۳۵ھ / ۱۸۱۹ء) کی حیات میں ایک کتاب لکھی ہے۔ یہ اسٹیٹ لائبریری اور رضا لائبریری میں ہے۔ تنبیہ المجانین فی رد جراحۃ الملاحدۃ فی کے نام سے ایک کتاب دار العلوم دیوبند میں بھی ہے۔ دستور العمل کا یہ نسخہ ۱۶۳ صفحات پر مشتمل ہے اور ۸ رجمادی الثانی ۱۲۶۹ھ کا مکتوب ہے۔ کاتب کا نام باقر علی ہے۔

دستور العمل قرابادین شفائی کا ایک نسخہ جواہر میوزیم مولانا آزاد لائبریری میں بھی ہے۔ عہد اکبری کا طبیب مظفر بن محمد الحسینی وفات ۱۰۳۷ھ بھی اپنے تخلص "شفائی" سے مشہور ہے۔ قرابادین شفائی اس کی مقبول عام کتاب ہے۔

رسالہ ادویہ مفردہ و مرکبہ امراض عین، مؤلفہ حکیم باقر۔ عماد الدین محمود شیرازی کا بیٹا حکیم محمد باقر بھی اپنے وقت کا حاذق معالج اور ماہر امراض چشم تھا۔ یہ شاہ عباس صفوی کے دربار سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے آنکھ کی بیماریوں کے علاج پر شہنشاہ کے لیے یہ کتاب تصنیف کی، اس کی فرمائش شاہ نے اس وقت کی تھی جب وہ ۱۶۰۲ء میں تبریز پر حملہ کرنے کے لیے اصفہان چھوڑ رہا تھا اور حکیم باقر اس کے ہمراہ تھا۔ حکیم باقر کے تلامذہ میں صدر الدین بن فخر الدین شیرازی المشہور بہ مسیح الزماں (وفات ۱۰۶۱ھ) ہیں۔ صدر الدین شیرازی عہد رسالت کے طبیب حارث بن کلدہ کی اولاد میں سے تھے۔

۸۶ صفحات کا یہ رسالہ امراض عین اور قروح اورام اور جراحات کی مفردہ و مرکب دواؤں پر مشتمل ہے۔ فصل سوم میں مفردہ دواؤں کا بیان ہے اور یہی اس کتاب کا اصل حصہ ہے۔ اس میں امراض کے متعلق مفردات درج ہیں۔ مرکبات میں شیافات، اکحال، ذرور، برود، باسلیقون، معل وغیرہ کے بہت سے نسخے بیان کیے ہیں۔ ادویہ مفردہ قروح و جراحات کی تعداد ۲۰ ہے۔ علم الجراحت کے مطالعے میں یہ حصہ نہایت قابل قدر ہے۔ مرکب ادویہ میں مراہم اور طلاء وغیرہ کے کافی نسخے درج ہیں۔ تدبیر الاستفراغ کے نام سے بھی حکیم محمد باقر کا ایک رسالہ ہے۔

رسالہ افیون، مؤلفہ عماد الدین محمود شیرازی: متاخرین اطبا میں عماد الدین محمود شیرازی مرزا بزرگ نہایت قدآور شخصیت ہے۔ اس کی تصانیف و مؤلفات اس کے فضائل اور کمال فن کا آئینہ ہیں۔ طبی علوم کے دقائق میں اسے ید طولیٰ حاصل تھا۔ سلاطین و امرا کے دربار سے وابستگی رہی وہ شاہ اسماعیل صفوی کا طبیب خاص تھا۔ ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا کے آستانہ سے بھی منسلک رہا۔ اس کی تصانیف میں رسالہ

افیون اپنی نوعیت اور مضمون کے اعتبار سے منفرد ہے ۔ ۸۲ صفحات کے اس خاصے ضخیم رسالہ میں افیون کی ماہیئت، طبیعت، کیفیت استخراج، خالص افیون کی صفات و طریق امتحان، مدت عمر، کیفیت استعمال، منافع و مضار، علاج سمیت افیون، سبب نشہ و نشاط، رفع عادت افیون، عوارضات بعد از ترک افیون کے استعمال سے لاحق ہونے والے امراض کا علاج، افیون کے استعمال کا طریقہ، مرکبات افیون مثلاً برشعشا وغیرہ کے علاوہ دوسری نشہ آور دوائیں مثلاً اجوائن خراسانی، جوز ماثل، شوکران، لفاح، بیروج الصنم، کے علاوہ مفرح اور مسکر مثلاً زعفران، حرمل، کاکنج، کشمش، قہوہ کو بھی مختصر بیان کیا ہے۔ سمیات کے مطالعہ کے لیے نہایت اہم کتاب ہے ۔

خدا بخش پٹنہ کے ناقص الطرفین نسخہ کے علاوہ ادارہ تاریخ و تحقیق طب نئی دہلی اور اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں اس کے نسخے ہیں ۔ رضا لائبریری رامپور میں اس کا ایک تخمینی موجود ہے ۔ صاحب تخمین کا نام رسالہ سے معلوم نہیں ہوتا ۔

راقم الحروف کے ذخیرہ کا نسخہ ۱۰۵۰ھ اور ۱۱۰۵ھ کے درمیان کا مکتوبہ ہے ۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں عمادالدین کے رسالہ جدری، آتشک کے علاوہ رسالہ بیخ چینی، رسالہ افیون اور رسالہ امراض صبیان بھی محفوظ ہیں ۔

رسالہ جراحی، مؤلفہ حکیم جزی ڈسلوا: فن جراحت پر ہندوستانی اطباء نے زیادہ کام نہیں کیا ہے اور یوں بھی اس موضوع پر طب یونانی میں کم کتابیں لکھی گئی ہیں ۔ حکیم جزی ڈسلوا کی ۱۲۴ صفحات کی یہ کتاب اسی مضمون میں ایک قابل قدر اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے ۔ اس میں امراض جراحیہ کو شرح و بسط سے بیان کرنے کے ساتھ ہی ان کے مفید اور کارآمد نسخے تحریر ہیں ۔ یہ مخطوطہ مصنف کے قلم کی یادگار ہے ۔ بعہد تیرہ رہیں ۲۷ جولائی بروز دوشنبہ ۱۸۲۷ اس کی کتابت ہوئی ہے ۔ راقم کے ذخیرہ میں اس کا دوسرا نسخہ بھی محفوظ ہے ۔

رسالہ چوب چینی، مؤلفہ حکیم عمادالدین محمود شیرازی: چوب چینی (SMILAX) جو SARSAPARILLA کا مشرقی بدل ہے ۔ زہر کے تریاق کے طور پر معلوم کی گئی ہے ۔ اس سے پہلے متعدد تریاق دریافت کئے گئے تھے ۔ لیکن مصنفین نے ان کی زود اثری کے بارے میں بہت زیادہ وثوق سے کوئی بات نہیں لکھی تھی ۔ چوب چینی ایرانی اطباء کی دریافت ہے ۔ جس سے ایران و ہند

کی علمی دنیا کو سب سے پہلے عمادالدین کے اس رسالہ نے متعارف کرایا۔ اس نے لکھا ہے کہ مشہور و معروف دواؤں پر علمی کتابوں میں کافی معلومات پیش کی گئی ہیں لیکن چوب چینی کے خواص و منافع چونکہ ابھی معلوم ہوئے ہیں اس لیے اس رسالہ میں اس پر لکھنے کی کوشش کی ہے۔ یہ رسالہ شاہ سلیمان صفوی کے حسب الامر تصنیف ہوا ہے۔ تاریخ تصنیف ۹۹۲ھ/۱۵۸۵ء ہے۔ اس میں چوب چینی کی دریافت، مزاج، مختلف امراض میں اس کی افادیت، استعمال کی شرطوں اور کھانے کے طریقوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

مخطوطہ تیس صفحات پر مشتمل ہے۔ کاتب کا نام سید ہدایت ہے۔ کتابت صفر سنہ ۳ جلوس شاہ عالم میں ہوئی ہے۔

رسالہ چوب چینی، مؤلفہ حکیم نوراللہ: عمادالدین محمود شیرازی کا ہم عصر حکیم نوراللہ علاءالدین چوب چینی پر پہلے لکھنے والوں میں ہے۔ اس کے رسالہ نے بعد کے مصنفین کے لئے رہنمائی کا کام کیا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ حکمائے فرنگ نے چوب چینی کی اگرچہ بیس[۲۰] خاصیتیں لکھی ہیں لیکن ان کے علاوہ بھی اور دوسرے منافع ہیں۔ اطبائے فرنگ نے جن بیس امراض میں اس کی افادیت بیان کی ہے ان میں آتشک کہنہ، استسقاء، مالیخولیا، برص، بہق، جذام، فالج، لقوہ، قروح، بواسیر، حمی ربع، جرب دحکہ، داءالفیل، داءالثعلب، اورام احشاء، صرع، خدر وغیرہ ہیں۔ رسالہ سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا حکیم نوراللہ کا بیس برس ہندوستان میں قیام رہا اور یہاں کے اطباء سے انھیں اس کے جو فوائد معلوم ہوئے انہیں انھوں نے قلمبند کیا۔

نسخہ کی کتابت ۱۶ ربیع الاوّل ۱۱۴۹ھ کو ہوئی ہے۔

رسالہ چوب چینی و قہوہ و چائے، مؤلفہ مرزا قاضی بن کاشف الدین: مرزا قاضی بن کاشف الدین محمد حوی یزدی (وفات ۱۰۷۵ھ/۱۶۶۴ء) شاہ عباس صفوی کے طبیب کا بیٹا اور اصفہان کا قاضی القضاۃ تھا۔ اس کے رسالہ چوب چینی کی تاریخ تصنیف تقریباً ۱۰۶۵ھ ہے، اور یہ شاہ عباس صفوی کے نام معنون ہے۔ اس کے مطابق چوب چینی ۱۴۹۴ء میں شاہ اسمٰعیل صفوی کے زمانہ میں اطبائے فرنگ کی تصانیف کے ذریعہ بلاد عراق میں متعارف ہوئی۔ یہ وہی سال ہے جس میں آتشک کا ظہور ہوا لیکن جیسا کہ ڈاکٹر الگوڈ نے بھی لکھا ہے قاضی کا یہ بیان بہت مشتبہ ہے اور اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک یہ کہ سترہویں صدی کے وسط سے قبل خود یورپ میں چوب چینی سے کوئی واقفیت نہیں تھی۔ دوسرے یہ کہ بہاءالدولہ نے جس نے نہ صرف یہ کہ پہلی مرتبہ آتشک کو بیان کیا ہے بلکہ اس کے علاج نے اپنی کتاب خلاصۃ التجارب میں تفصیل

سے بحث کی ہے۔ اس دور کا ذکر نہیں کیا ہے اجب کہ چوب چینی اس مرض کی خاص دوا قرار دی گئی ہے۔ اس لیے عمادالدین کے سر ہی سب سے پہلے اس سے متعارف کرانے کا سہرا جاتا ہے۔ الگوڈ کا اندازہ ہے کہ اس کا رسالہ چوب چینی ۱۵۵۰ء کے قریب لکھا جانا چاہئے لیکن الگوڈ کا یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ رسالہ کی تاریخ تصنیف ۹۹۳ھ / ۱۵۸۵ء ہے۔

مرزا قاضی نے لکھا ہے کہ اطبائے فرنگ کے یہاں اس کے مزاج کا ذکر نہیں تھا۔ عمادالدین محمود نے اس کا مزاج متعین کیا اور حار رطب قرار دیا۔ قاضی کا بیان ہے کہ اس کے والد کاشف الدین اس کے قائل تھے اور حکیم کمال الدین حسین شیرازی نے بھی اسی کو نقل کیا ہے۔ لیکن مرزا قاضی نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے اس کا مزاج دلیل و تجربہ کی روشنی میں مرکب القوی بتایا ہے، اور کہا ہے کہ یہ حار نہیں ہے۔ بلکہ سرد جزہی اس میں غالب ہے اور یہ بیخ خشک ہے نہ کہ رطب۔ چونکہ یہ آتشک کی مخصوص دوا تھی اور خود آتشک کا شمار ان امراض میں ہے جس کا تقریباً اسی زمانہ میں ظہور ہوا تھا۔ اس لیے عمادالدین نے نہ صرف چوب چینی بلکہ آتشک پر بھی مستقل کام کیا۔

مرزا قاضی نے تجربات و معالجات کی روشنی میں اس کے استعمال و منافع پر لکھا ہے۔ اس رسالہ میں جہاں وہ ایک تجربہ کار معالج کی حیثیت سے نظر آتا ہے وہاں اس سے اس کی ندرت ذہنی اور ذوق تحقیق کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ یہ جگہ جگہ اپنے پیشرو مصنفین سے اختلاف کرتا ہے۔ اس نے نتائج تک پہونچنے کی خود کوشش کی ہے۔ اور عمادالدین کی باتوں کو دہرایا نہیں ہے اسی لیے اس کے یہاں بعض نئی چیزیں پڑھنے کو ملتی ہیں۔ اس رسالہ کے آخر میں قہوہ اور چاء کے منافع پر بھی مختصر طور پر لکھا گیا ہے۔ بعد کے مصنفین کے یہاں مرزا قاضی کے کثرت سے حوالے ملتے ہیں۔ مخطوطہ نہایت خوش خط مطلیٰ و مذہب ہے۔ ۲۱ صفحات کے پورے مخطوطہ کی زمین طلائی ہے۔ حاشیہ کی لائنیں بھی دوسرے رنگوں کے علاوہ سنہری ہیں پہلے صفحہ کا لاجوردی و طلائی کام اور اس کی زینت و آرائش دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ تاریخ کتابت درج نہیں ہے لیکن یہ یقیناً شاہی خاندان کے کسی فرد کے لئے لکھا گیا ہے۔

راقم کے ذخیرہ میں اس کا دوسرا خطی نسخہ بھی ہے جو ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اس کی کتابت ۷ ربیع الاول ۱۱۴۹ھ کو ہوئی ہے۔

چوب چینی کے علاوہ "نادر زہرا" اور رسالہ "جام جہاں نمائی عباسی" بھی اس کی تصانیف ہیں۔ جام

جہاں نما شاہ عباس صفوی کی فرمائش پر لکھا گیا ہے۔ یہ شراب کے منافع، پینے کے آداب و قواعد اور اس کی مضرتوں کو دور کرنے کے بیان میں ہے۔ اس رسالہ میں مرزا قاضی نے بہاء الدین محمد العاملی کو اپنا استاد بتایا ہے۔ اس سے مرزا قاضی کے خطاب حکیم الملک کا بھی پتہ چلتا ہے۔ ۱۰۳۷ھ/۱۶۲۷ء کی یہ تالیف رضا لائبریری رامپور اور اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں ہے۔

رسالہ در حمیات مرکبہ، مؤلفہ مولانا رستم جرجانی: مولانا رستم جرجانی اپنے وقت کے کامل طبیب تھے۔ خان احمد بادشاہ گیلانی کے اطباء و معالجین میں انہیں امتیاز خاص حاصل تھا۔ کچھ ایسے حالات پیدا ہوئے کہ انھیں وطن کو خیرباد کہنا پڑا۔ پہلے حج بیت اللہ کے لیے گئے وہاں سے ہندوستان کا رخ کیا اور دکن میں سلطان نظام شاہ کی سرکار سے وابستہ ہوئے۔ یہ رسالہ انھوں نے علاقہ بیجاپور کے قیام میں ۹۷۴ھ میں اس وقت قلمبند کیا ہے جب نظام شاہ نے اس کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ یہ کل ۶ صفحہ کا رسالہ ہے۔ اس میں جدول کے طرز پر حمیات کو بیان کیا ہے اور بخار کی نوبت اور وقفہ راحت پر جس خاص انداز میں لکھا ہے وہ حمیات سے متعلق دوسرے مصنفین کے ہاں پڑھنے کو نہیں ملتا۔ یہ ان کا اچھوتا طرز ہے۔ تاریخ کتابت ۱۲ ربیع الاول ۱۱۳۹ھ ہے۔

مولانا رستم جرجانی کی ایک کتاب رفیعہ کا مخطوطہ حکیم علیم الدین بلخی ندوی پٹنہ کے ذخیرہ میں ہے۔ یہ نبض، دلائل احوال تنفس، بول، عرق، علاجات سموم کے بیان میں ہے۔ یہ بڑا خوبصورت مطلّی و مذہب نسخہ ہے اس کی کتابت ربیع الاول ۹۵۲ھ/۱۵۴۵ء میں دولت آباد میں علی کرمانی کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ ان کی ایک کتاب ذخیرہ نظام شاہی ہے جو سالار جنگ میوزیم میں موجود ہے۔

رسالہ عالم شاہی، مؤلفہ حکیم محمد شریف خاں: خاندان شریفی دہلی کے گل سرسبد از حکیم اکمل خاں کے بیٹے حکیم محمد شریف خاں ۱۱۳۸ھ/۱۷۲۵ء میں بعہد محمد شاہ پیدا ہوئے۔ خاندانی بزرگوں کے علاوہ محشی و شارح اسباب و علامات حکیم عابد سرہندی (۱۱۵۱ھ/۱۷۳۹ء) جیسے فاضل زمانہ استاذ کی شاگردی کا موقع ملا۔ شاہ عالم کے زمانہ میں ان کی علمی شہرت عروج کو پہونچی۔ دہلی میں ان کے مطب اور درس کی دھوم تھی۔ ہندوستان بھر سے مریض اور طلباء ان کی خدمت حاضر ہوتے تھے۔ ۸۴ سال کی عمر میں ۸ محرم ۱۲۲۱ھ/۱۷۹۹ء میں فوت ہوئے۔ شاہ عبدالعزیز نے "دخل الجنۃ بلا حساب" تاریخ وفات کہی۔ مہرولی میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی

درگاہ میں مدفون ہیں۔

یہ رسالہ ہندوستانی غذاؤں پر ہے اور اس میں مقامی پھلوں اور ترکاریوں کے خواص اور ان کی طبی منفعتوں پر تفصیل سے لکھا ہے نام بھی ہندوستانی استعمال کئے گئے ہیں۔ طب یونانی کو ہندوستانی بنانے اور یہاں پیدا ہونے والی جڑی بوٹیوں سے استفادہ کے سلسلہ میں حکیم شریف کی جو مساعی رہی ہیں یہ مختصر رسالہ انہی کا ایک حصہ ہے اور اسی کی تالیف میں اسی جذبہ کی کارفرمائی ہے کہ اطباء کو زیادہ سے زیادہ مقامی پیداوار کی طبی منفعتوں سے روشناس کرایا جائے۔

رسالہ شاہ عالم کے نام معنون ہے۔ ترقیمہ نہیں ہے لیکن کتابت میں خاص حسن اور اہتمام سے کام لیا گیا ہے۔ پیشانی طلائی اور خوش نما رنگوں سے آراستہ ہے۔ ہر صفحہ میں سنہرا اور آسمانی حاشیہ ہے۔ اور سرخیاں سرخ روشنائی سے تحریر ہیں۔ مخطوطہ جن لوگوں کی ملکیت رہا ہے ان میں کسی نے عدالت ہردوئی کے کسی مقدمہ کی تاریخ ۱۳ر اگست ۱۸۶۶ء بطور یادداشت درج کی ہے۔

اس مجموعہ میں حکیم شریف خاں کا دوسرا رسالہ خواص الجواہر الموسوم تحفۂ عالم شاہی بھی شامل ہے۔ خواص جواہر پر ان کا یہ رسالہ تالیف شریفی کے حاشیہ پر طبع ہو چکا ہے لیکن ان کی دوسری کتابوں کی طرح طبی حلقوں میں معروف نہیں ہے۔

مخطوطہ کی پیشانی دیدہ زیب حسین اور دلکش بیل بوٹوں اور رنگوں سے مزین ہے۔ اور اس کے بھی ہر صفحہ میں خوبصورت سنہرا اور آسمانی حاشیہ ہے۔ دونوں رسالے ایک ہی کاتب کے حسن کتابت کا مرقع ہیں۔ ان کے علاوہ حکیم شریف خاں کی دوسری طبی تصانیف میں حاشیہ شرح اسباب علاج الامراض، فوائد شریفیہ، حاشیہ کلیات نفیسی، عجالۂ نافعہ، تالیف شریفی، ترجمہ و شرح حیات قانون اور غیر طبی کتابوں میں ترجمہ قرآن مع تفسیر، کاشف المشکوٰۃ (حدیث)، سوالات اربعہ (تصوف)، آثار نبوت، حاشیہ حمد اللہ (منطق) ہیں۔

ان کی تصانیف میں رسالہ چوب چینی، رسالہ قوت باہ، رسالہ مار انجینی انتقال کے بعد اور ترجمہ کلیات قانون، ترجمہ معالجات بقراطیہ کے مسودے ان کی زندگی ہی میں ضائع ہو گئے تھے۔ حکیم شریف خاں کے پوتے حکیم غلام محمد خاں کی تصانیف میں بھی ایک رسالہ عجالۂ غریب یعنی چوب چینی میں ہے۔ یہ تالیف شریفی کے حاشیہ پر طبع ہو چکا ہے۔ رسالہ ستر ضروریہ، رسالہ زبدۃ الاخلاق، رسالہ احوال خنثیٰ کے علاوہ

ان کا ایک رسالہ ماکول و مشروب بھی ہے۔

شفاء المجدور، مؤلفہ حکیم احمد اللہ: حکیم احمد اللہ حکیم علوی خاں کے صاحب فضل اور صاحب تصنیف تلامذہ میں ہیں۔ حیدرآباد میں قیام رہا۔ ابن سینا کی کتاب الادویۃ القلبیہ کا فارسی میں تفریح القلوب کے نام سے انہوں نے ترجمہ کیا ہے۔ تفریح القلوب کے تین خطی نسخے اسٹیٹ لائبریری، سالار جنگ اور نظامیہ طبیہ کالج حیدرآباد میں محفوظ ہیں۔ شفاء المجدور میں چیچک کی ماہیت، اقسام، اسباب و علامات، علاج، حفظ اعضاء اور دفع نشانات پر سیر حاصل کلام کیا گیا ہے اور یہ ۴۳ صفحات پر منقسم ہے۔

نسخہ کی کتابت ۱۰ رمضان ۱۲۲۹ھ بروز پنجشنبہ ہوئی ہے۔ کاتب کا نام نوازش علی ہے۔

شفاء المرض، مؤلفہ حکیم یونس ڈسلوا: بھوپال کے مشہور پرتگالی طبی خاندان ڈسلوا کے ممتاز طبیب حکیم یونس ڈسلوا کی ۱۶۰ فصلوں پر مشتمل یہ تصنیف نہ صرف طب کے منظوم سرمایہ میں ایک اضافے کے طور بلکہ ایک غیر ملکی خانوادہ کی طب کے علاوہ فارسی زبان و ادب میں مہارت کی بنا پر خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ خاندان جس طرح اپنی طبی خدمات کی وجہ سے شہرت یافتہ رہا اسی طرح اپنی شعری و ادبی خدمات کے لحاظ سے بھی اسے امتیاز حاصل ہے۔

حکیم یونس ڈسلوا کے جد امجد حکیم دون پیڈرو ڈسلوا پرتگال سے ہندستان آئے اور شہنشاہ محمد شاہ کی بیٹی کے کامیاب علاج پر خردمند خاں کے خطاب سے نوازے گئے۔ پالکی جھالردار اور منصب عطا ہوا پھر سوائی جے سنگھ مہاراجہ جے پور بحصول اجازت محمد شاہ اپنے ہمراہ جے پور لے گئے بعد میں خاندان بھوپال منتقل ہوا ______ حکیم یونس ڈسلوا (ابن حکیم دون الیشس ڈسلوا ابن حکیم دون جزی ڈسلوا ابن حکیم شویرڈ ڈسلوا ابن حکیم دون پیڈرو ڈسلوا) کے دادا حکیم دون جزی ڈسلوا معالجات پر مجربات فرنگی (مجربات مسیحی) جیسی اہم بالشان کتاب کے مصنف ہیں۔

حکیم یونس کے بھائی حکیم جوان ڈسلوا کو نواب سکندر بیگم والیہ ریاست بھوپال نے ارسطوئے زماں کا خطاب دیا تھا۔ حکیم جوان ڈسلوا کے پوتے حکیم الیاس ڈسلوا عبرت (وفات ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۲ء، بعمر تقریباً ۸۰ سال) اس خاندان کے آخری اہم فرد تھے۔ یہ بھی صاحب تصنیف ہیں۔ ان کا ایک رسالہ "آفتاب بنفی" (تاریخی نام ۱۳۲۳ھ) اور دوسرا تعلیم المبتدی ہے جس سے ان کا آغاز ترتیب

۱۳۳۲ھ برآمد ہوتا ہے۔ اس کا دوسرا نام قلم مخزن حکمت ہے جس سے سن اختتام ترتیب ۱۳۳۵ھ نکلتا ہے۔ یہ دونوں رسالے اردو میں ہیں اور بخط مصنف یکم جولائی ۱۹۱۶ء کے لکھے ہوئے ہیں۔ راقم کے ذخیرہ میں ہیں۔

حکیم ونس ڈسلوا کے بیٹے حکیم فرانسیس ڈسلوا فطرت اور حکیم تبیس ڈسلوا (وفات نومبر ۱۹۱۷ء) اپنے زمانہ کے اچھے شاعر و طبیب تھے۔ حکیم ونیس ڈسلوا نے ۱۳۱۵ھ میں وفات پائی۔ حکیم فرانسیس ڈسلوا فطرت نے قطعہ تاریخ وفات کہا ہے:-

بماہ محرم کہ چوں بست و ہفت   سنہ سیزدہ پانزدہ با کریم
نماندہ بعالم فلاطون زماں   ارسطو منش ونسی صاحب حکیم

ادارہ تاریخ و تحقیق طب تغلق آباد نئی دہلی میں تالیف ڈسلوا اکتوبر ۱۸۸۰ء، تالیف ڈسلوا اردو ترجمہ اکتوبر ۱۸۸۸ء، خلاصہ علم طب ونسی ڈسلوا اکتوبر ۱۸۹۸ء تین کتابیں محفوظ ہیں۔

طب صدیقی، مؤلفہ ابوبکر صدیق ناگوری: ابوبکر صدیق حنفی ناگوری حاذق طبیب تھا۔ ادویہ ہندیہ کی شناخت و معرفت میں اسے خاص مہارت حاصل تھی۔ اہل ہند کے اصول پر معالجات میں یہ عہد جہانگیری کی منظوم کتاب ہے جسے ۱۰۲۴ھ میں مرتب کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں امراض اور ادویہ کے ہندی نام استعمال کیے گئے ہیں۔ اور حتی الامکان عربی و فارسی الفاظ سے گریز کیا ہے۔ اس نے خود بھی کہا ہے:-

ع نوشتم دوا ہا بہندی زباں   کہ حاجت بفرہنگ نبود دراں

آیورویدک سے بھی اس میں استفادہ کیا گیا ہے۔ ۱۰۵ صفحات کا یہ مخطوطہ مکمل ہے لیکن ترقیمہ نہ ہونے کی وجہ سے سال کتابت معلوم نہیں ہو سکا۔ کتب خانہ ندوۃ العلماء لکھنؤ میں اس کا ۱۰ رجب ۱۱۸۳ھ کا مکتوبہ نسخہ ہے۔ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ ذخیرہ حبیب گنج میں اس کے ۲۱ صفر ۱۲۳۸ھ کو لکھے ہوئے نسخہ کی اشری لال گوڑ نے قصبہ بہٹ میں کتابت کی ہے۔ اس کے ساتھ خیر التجارت نواب خیر اندیش خاں کا نسخہ بھی مجلد ہے وہ بھی اشری لال گوڑ ساکن لکھنؤ نے قصبہ بہٹ میں ۸ محرم ۱۲۲۷ھ کو نقل کیا ہے۔

طب فیروز شاہی، مؤلفہ شاہ تقی: ہندوستان کے ابتدائے مسلم عہد میں جو طبی کتابیں

لکھی گئی ہیں ان میں ایک مشہور کتاب طب فیروز شاہی ہے۔ اس کے نام سے اگرچہ ذہن فوراً فیروز شاہ تغلق کی طرف منتقل ہوتا ہے لیکن یہ فیروز شاہ تغلق کے عہد ۷۹۰ - ۷۵۵ھ سے تقریباً سو سال قبل ۶۸۰ھ کی تصنیف ہے، دہلی میں اس زمانہ میں سلطان معز الدین کیقباد سریر آرائے سلطنت تھا۔ مگر اس کا خطاب فیروز شاہ نہیں تھا۔ جلال الدین خلجی جس کا عہد حکومت ۶۸۷ سے ۶۹۵ھ تک ہے اس کا خطاب البتہ فیروز شاہ ملتا ہے۔ ممکن ہے اس کا تعلق اسی عہد سے ہو۔ رہبر فاروقی نے جلال الدین خلجی کے عہد سے اسے منسوب کرتے ہوئے ۶۸۰ھ کو کتابت کی غلطی کا امکان ظاہر کیا ہے۔ لیکن ۶۸۰ھ کا اندراج صرف ان کے پیش نظر حیدرآبادی کے نسخے میں نہیں ہے، جسے انھوں نے اس تصنیف کا واحد نسخہ خیال کیا ہے۔ راقم کے ذخیرہ میں موجودہ نسخہ میں بھی سال تصنیف ۶۸۰ھ ہی منقول ہے۔ یہ نسخہ ۲۶؍ شوال ۱۰۶۵ھ جلوس ۴۰ کا لکھا ہوا ہے۔ اکبر نگر میں نور محمد عبد الحق نے اس کی کتابت کی ہے۔

طب فیروز شاہی اگرچہ پرندوں کے معالجے میں ہے لیکن علم الادویہ کے نقطہ نظر سے اس کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ نہ صرف لسانی اعتبار سے بلکہ ادویہ کے ہم معنی ناموں کے لحاظ سے بھی اس میں استعمال کیے گئے مقامی دیسی نام خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ چنانچہ اس میں الائچی، پھٹکری، سر پھوکہ، پیپل دراز، سہاگہ، گھونگچی، لونگ، بیر بہوٹی، میتھی، کافور، بھیم سینی، برگ مہندی جیسے نام ملتے ہیں۔ جو آج بھی اطبا کے درمیان اپنے فارسی ناموں کے ساتھ مستعمل ہیں۔

علاج الاطفال، مؤلفہ سید فضل علی المخاطب بہ شفائی خاں:۔ حکیم سید فضل علی شفائی خاں حیدرآباد کے گرامی منزلت طبیب ہیں۔ ان کا اصلی وطن شاہ جہاں پور تھا۔ شاہ جہاں پور ہی میں پیدا ہوئے۔ مولانا عبد العلی لکھنوی سے درسیات پڑھی پھر مدراس گئے اور حکیم احمد اللہ مدراسی سے طبی تعلیم حاصل کی۔ وہاں سے حیدرآباد پہنچے۔ راجہ چندو لعل کا تقرب حاصل ہوا۔ پھر نواب سکندر جاہ آصف جاہ ثالث (وفات ۱۷؍ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ) کے دربار سے وابستہ ہوئے اور معتمد الملوک کے خطاب سے نوازے گئے۔ ایک ہزار روپیہ ماہانہ مشاہرہ مقرر ہوا، یہ زبردست عالم، حاذق طبیب اور صاحب فہم و فراست تھے۔ ۱۲۵۷ھ وفات پائی۔ نواب ناصر الدولہ (وفات ۲۳؍ رمضان ۱۲۷۳ھ) کے عہد حکومت اور راجہ چندو لعل کے دور وزارت میں انھوں نے یہ کتاب تالیف کی ہے۔ جن احباب کی حسب فرمائش یہ عمل انجام پایا ہے ان میں حکیم میر محمد علی خاں بھی شامل

ہیں۔ حکیم احمد اللہ چیچک پر شفاء المجدور نام کی ایک کتاب کے مؤلف ہیں۔ علاج الاطفال کے خاص مآخذ اگرچہ حکیم احمد اللہ، حکیم علوی خاں، حکیم اکبر ارزانی، بہاء الدولہ اور ابن سینا ہیں لیکن مؤلف نے اپنے ذاتی تجربات اور علاجی واقعات بھی بیان کیے ہیں۔ اس سے نہ صرف کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے بلکہ اس سے ان کی حذاقت اور حسن معالجہ کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ حیدرآباد میں ۶ ربیع الاول ۱۲۵۷ھ کو ۲۱۰ صفحات کے اس نسخہ کی کتابت ہوئی ہے۔ اور ۲۹ شعبان ۱۲۶۳ھ کو اس کی تصحیح و مقابلہ کا کام انجام پایا ہے۔ ذخیرہ سبحان اللہ، مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں بھی تحفۃ العاشقین (علاج الاطفال) کا ایک مخطوطہ محفوظ ہے۔

عین الحیوٰۃ (فوائد و منافع چوب چینی)، مؤلفہ محمد ہاشم بن محمد طاہر: چوب چینی ان دواؤں میں ہے جس سے اطباء قدیم لاعلم تھے، یہ سولہویں صدی میں دریافت ہوئی۔ متعدد طبی محققین نے اس پر مستقل رسالے تصنیف کیے۔ ان میں عماد الدین محمود شیرازی، حکیم نور اللہ، مرزا قاضی کے ساتھ ہی محمد ہاشم بن محمد طاہر، طبیب طہرانی بھی شامل ہیں۔ انھوں نے اپنے تجربات کی روشنی میں اس پر مجتہدانہ طور پر قلم اٹھایا ہے۔ یہ شاہ سلیمان صفوی کے نام معنون ہے۔ دیباچہ کے مطابق اس کی تالیف کے وقت ان کی طبی خدمات کو چالیس سال کا عرصہ گذر گیا تھا۔ مقدمہ کے بعد اس رسالہ کے پہلے مقالہ میں ۸ صفحات پر محیط ہے۔ چوب چینی کے مزاج و خاصیت اور مختلف امراض، انسان و فصول میں اس کے منافع و نقصانات، ضرورت فصد و تنقیہ، قدر خوراک، مدت استعمال، دستور خوردن اور قانون استعمال پر تفصیل سے لکھا ہے۔ ۶۰ صفحات کا دوسرا مقالہ عشبہ مغربی کے بیان میں ہے جو اکثر منافع میں چوب چینی سے مشابہ ہے اور بعض امزجہ و امراض میں اس سے زیادہ نافع اور بہتر ہے اور قدیم طبی کتابوں میں اس کا بیان مذکور نہیں ہے۔ کتاب کے دیباچہ میں دو ہی مقالوں کا ذکر ہے لیکن اس میں تیسرا مقالہ بھی شامل ہے جس کا باب اوّل خواص جدوار، باب دوم فادزہر، باب سوم مومیائی پر ہے۔ یہ دراصل ان کی دوسری تصنیف ہے جسے اس رسالہ میں تیسرے مقالے کے طور پر شامل کر دیا گیا ہے۔ فادزہر پر عماد الدین شیرازی اور مرزا قاضی کے بھی رسائل ہیں۔ محمد ہاشم کا یہ رسالہ المعروف، تحفۂ سلیمانی شاہ سلیمان صفوی کے نام منسوب ہے اور اس کا سال تصنیف ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء ہے۔ محب گرامی حکیم علیم الدین بلخی ندوی پرنسپل گورنمنٹ طبی کالج پٹنہ کے ذخیرہ میں عین الحیوٰۃ اور تحفۂ سلیمانی در خواص جدوار و فادزہر کا ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۴ء کا مکتوبہ نسخہ موجود ہے

جو تصنیف کے صرف سترہ سال بعد کا نقل شدہ ہے۔ راقم کے ذخیرہ میں موجود عین الحیواۃ کا نسخہ سید ہدایت اللہ نے حسب فرمائش حکیم مرزا محمد جان غرہ ماہ صفر ۳ جلوس شاہ عالم نقل کیا ہے۔

راقم کے ذخیرہ میں "رسالہ طریق خوردن چوب چینی" کے نام سے بھی ایک خطی نسخہ موجود ہے۔ یہ مظہر علی کا ۱۷ محرم ۱۲۴۶ھ کا مکتوبہ ہے۔

طبیہ کالج لائبریری علی گڑھ میں عین الحیواۃ کا ایک بہت عمدہ نسخہ موجود ہے۔ اسے مقبول نبی نے مہاراجہ اجیت سنگھ بہادر کے حسب الامر ۲۷ رجب سنہ ۲۵ جلوس شاہ عالم نقل کیا ہے۔ چونکہ اس کی کتابت ایک فرمانروا کے لیے ہوئی ہے اس لیے نفاست اور حسن تحریر میں یہ واقعی ایک حکمراں کے شایان شان ہے۔ اس کتاب کا ایک نسخہ مولانا آزاد لائبریری میں بھی ہے۔

فصول الاعراض، مؤلفہ سید ابوالقاسم میر قدرت اللہ قادری:۔ فصول الاعراض حکیم اکبر ارزانی حدود الامراض کی شرح ہے۔ اس میں نہ صرف تشریح و توضیح کا حق ادا کیا گیا ہے بلکہ مؤلف نے بعض مقامات میں جہاں اسباب علامات اور وجہ تسمیہ امراض سے اعراض اختیار کیا تھا شارح نے اس کو بھی بر سبیل اجمال تحریر کیا ہے۔

حکیم قدرت اللہ قادری سید احمد بن محمد کے سلسلہ میں داخل تھے درسیات کی تکمیل مولوی خواجہ احمد جان سے کی اور طب میں حکیم شریف خاں دہلوی کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ ریاست بلم گڑھ و فرید آباد میں انھوں نے طبی خدمات انجام دیں اور وہاں کے علم پرور فرمانروا مہاراجہ اجیت سنگھ (ابن چودھری کشن سنگھ بن راؤ بلرام) کی حسب فرمائش حدود الامراض کی شرح کی۔ تاریخ ۱۲۹۳ھ اس شعر سے برآمد ہوتی ہے:۔

شد نام بدیں چو خارج از وی گفت ‌‌‌ ہاتف تاریخ از فصول الاعراض

مخطوطہ میں ترقیمہ موجود نہیں ہے۔

فوائد الانسان، مؤلفہ حکیم دوائی: حکیم دوائی گیلانی عہد اکبری کا مشہور طبیب ہے۔ اکبر کے دربار میں رسائی اور بلند مرتبہ رکھتا تھا۔ طب اور شاعری میں امتیاز کے علاوہ صاحب درس و افادہ بھی تھا۔ اس کے تلامذہ میں حکیم علیم الدین چنیوٹی (وفات ۱۰۵۰ھ) کے علاوہ شاہجہاں بھی شامل ہے۔ شاہجہاں کہا کرتا تھا کہ دوسرے اساتذہ کے مقابلہ میں حکیم دوائی کی تعلیم کے حقوق

مجھ پر زیادہ ہیں۔ فوائد الانسان اس کی تین سال کی محنت کا نتیجہ ہے۔ اکبر نے جب اس کتاب کے نام کا ذکر کیا تو اس نے جواب میں کہا "شدہ امشی فوائد الانسان" اتفاق سے برجستگی سے ادا کئے ہوئے اس جملے سے اس کا سال تصنیف ۱۰۰۴ھ برآمد ہوتا ہے۔ طب کے منظوم ذخیرہ کی بہترین کتابوں میں شمار کی جاتی ہے۔ یہ نسخہ صاف خوشخط اور مکمل ہے لیکن ترقیمہ ندارد ہے۔ فوائد الانسان کا ایک دوسرا عمدہ مخطوطہ بھی راقم کے ذخیرہ کی زینت ہے۔ اس کی کتابت ۱۱۵۰ھ اور ۱۱۵۷ھ کے درمیان کی ہے۔

قرابادین، مؤلفہ خواہرزادہ حکیم عماد الدین محمود شیرازی: حروف تہجی کے مطابق ادویہ مرکبہ پر ایک بہترین کتاب ہے جو طب کے قرابادینی ذخیرہ میں توجہ اور قدر کی مستحق ہے۔ یہ استحقاق اسے نہ صرف ایک عالی مرتبت خانوادہ طب کے ایک فرد سے انتساب کی وجہ سے بلکہ اس کے نسخوں کے حسن اور ترکیب کی خوبی سے بھی ہے۔ مؤلف حکیم عماد الدین شیرازی کا بھانجہ اور شاگرد ہے اس نے "من اطوار خال مرحوم عماد الدین محمود" کہہ کر ان کے متعدد نسخے نقل کئے ہیں۔ ان کے علاوہ اپنے جن دوسرے اساتذہ کے نسخے انھوں نے درج کئے ہیں ان میں مثلاً مولانا شرف الدین حکیم شیرازی، مولانا جلال الدین محمد گیلانی، حکیم کمال الدین حسین شیرازی ہیں جن کے آگے اس نے زانوئے تلمذ تہہ کیا ہے۔ مزید برآں ایران کے اس عہد کے نامور اطبا، مثلاً حکیم صدر الدین محمد شیرازی، مولانا عبد الرزاق گیلانی، مولانا صدر شریعہ لاہیجانی، مرزا محمد حکیم شیرازی، حکیم تاج الدین شیرازی، حکیم غیاث الدین علی، حکیم رکن الدین کے نسخے اس میں پڑھنے کو ملتے ہیں۔ یہ نسخے زیادہ تر ایران کے شاہی خاندان کے افراد یا امراء مثلاً شاہ طہماسپ، شاہ اسماعیل، نواب شاہ رخ مرزا، نواب سلطان حسین مرزا، نواب سلطان سلیمان مرزا، نواب سلطان ابراہیم مرزا، نواب خان احمد وغیرہ کے لیے تجویز کیے گئے ہیں۔

تین سو (۳۰۰) صفحہ کی اس قرابادین کی کتابت ۱۷ جمادی الثانی ۱۰۷۵ھ میں بلدۂ اردبیل میں کی گئی ہے۔ اس پر ایک مہر غلام مسیح کی ۱۱۲۹ھ کی ثبت ہے۔

قرابادین جلالی، مؤلفہ مولانا حاجی جلال بن امین طبیب مرشدی گازرونی: یہ قرابادین اختیارات بدیعی کے حصہ مرکبات کی تہذیب یافتہ شکل ہے۔ اس کے دیباچہ میں مؤلف نے لکھا ہے کہ اختیارات بدیعی کے مقالہ دوم مرکبات میں جو فروگذاشتیں ہوتی ہیں۔ انھیں اس قرابادین میں دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ اختیارات بدیعی میں بہت سے مستعمل مرکبات کو چھوڑ دیا گیا ہے اور

بعض کو اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ان کی تکمیل بھی دوسرے اساتذہ کی کتب اور ذاتی تجربہ کے ذریعہ کی گئی ہے۔ اس طرح قرابادین پر ایک جامع کتاب لکھنے کا جذبہ جو مؤلف کے دل میں تھا وہ کامیاب شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ قرابادین ذخیرہ خوارزم شاہی اس کا خاص ماخذ ہے۔

مخطوطہ کی کتابت امام بخش ساکن جلالی ضلع علی گڑھ نے ہاتھرس میں ۱۲ محرم ۱۲۵۰ھ کو کی ہے۔ نسخہ کے پہلے صفحہ پر حکیم محمد عبدالحمید کے ۱۷ ستمبر ۱۸۹۸ء مطابق ۳۰ ربیع الثانی ۱۲۱۶ھ بروز سنیچر کے دستخط ہیں۔ یہ حکیم عبدالحمید شفاء الملک لکھنوی ہیں جن کی ملکیت میں یہ نسخہ رہا ہے۔

حیدرآباد میں قرابادین جلالی کا ایک زیادہ قدیم مخطوطہ موجود ہے۔ وہ دولت آباد میں ۲۶ شعبان ۱۰۹۰ھ میں لکھا گیا ہے۔ کاتب کا نام حافظ قلندر ہے۔ اس مخطوطہ پر صمصام الملک کے علاوہ شفا طلب خاں کی ۱۱۹۵ھ کی مہر ہے۔

راقم کے ذخیرہ میں حاجی جلال کی اس قرابادین کے انتخاب کا بھی ایک نامکمل نسخہ ہے جو چند صفحات پر مشتمل ہے۔ انتخاب کرنے والے کے نام کا اس سے پتہ نہیں چلتا۔ قرابادین جلالی کے نام سے حکیم جلال الدین امروہوی کی بھی ایک کتاب ہے۔

قرابادین فرنگی، مؤلفہ حکیم جرمی ڈسلوا: صاحب مجربات فرنگی حکیم ڈسلوا کی یہ قرابادین ایک فرنگی کتاب کا ترجمہ ہے جسے انھوں نے فارسی جامہ پہنایا ہے۔ انگریزی کی اصل کتاب کا نام یا مصنف کا اگرچہ پتہ نہیں چلتا لیکن اس کا مطالعہ اس اعتبار سے اہم ہے کہ اس میں جو مرکبات تحریر ہیں وہ عام قرابادینی مرکبات سے بالکل مختلف ہیں۔ ترتیب و ترکیب دونوں لحاظ سے ان کے نسخوں میں نہ صرف جدت اور ندرت ہے بلکہ افادیت و اثر کے اعتبار سے بھی یہ اہمیت کے حامل ہیں۔

یہ نسخہ خود مصنف کے قلم کا لکھا ہوا ہے اور اس کی کتابت بروز شنبہ ۲۹ نومبر ۱۸۲۸ء کو بھوپال کے قصبہ آشٹہ میں ہوئی ہے۔ اس مجموعہ میں ان کا ایک رسالہ جراحی مکتوبہ ۲۱ جولائی ۱۸۲۰ء در بھرتپور اور رسالہ چیچک (اردو) مکتوبہ ۳۱ جولائی ۱۸۲۹ء در بھرتپور شامل ہیں۔

راقم کے ذخیرہ میں مجربات فرنگی کا بھی ایک نسخہ بخط مصنف محفوظ ہے، جو ان کی عالمانہ حیثیت اور طبی فضیلت کے ساتھ ہی ان کے حسن تحریر کا آئینہ ہے۔ خط اس قدر پختہ، پاکیزہ اور دلکش ہے کہ صرف دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک غیر ملکی خاندان نے خطاطی میں بھی اس قدر ملکہ حاصل کر لیا تھا کہ اچھے

اچھے اہل زبان خطاط اس کے آگے شرمائیں گے ۔ ۲۱ سطروں پر مشتمل ۲۴۰ صفحات کی اس کتاب میں جو انداز خط پہلے صفحہ کا ہے اس میں آخر تک سر مو فرق نہیں آیا ہے ۔ اور پوری آب و تاب کے ساتھ قلم کی وہی یکسانیت برقرار ہے ۔ شعر و ادب اور طب و سیاست کے علاوہ خط کی پاکیزگی بھی اس خاندان کے امتیازات میں ہے ۔ چنانچہ اس خانوادے کے ایک اور رکن حکیم اگسٹس ڈسلوا کی کتوبہ طب اکبر جو تقریباً ۸۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اس کے قلم کا حسن بھی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے اور طرز خط کی وہی یکسانیت آخر تک قائم ہے ۔ طب اکبر کا یہ نسخہ انھوں نے بھرتپور میں راجہ بلونت سنگھ کے عہد میں ۸ دسمبر ۱۸۴۴ء حکیم جزی ڈسلوا کیلئے نقل کیا ہے ۔

قرابادین معصومی، مؤلفہ معصوم بن کریم الدین شیرازی : حکیم محمد معصوم شیراز میں پیدا ہوا ۔ شاہ جہاں کے زمانہ میں ہندوستان آیا ۔ ۱۰۵۰ھ / ۱۶۴۰ء میں اس نے قرابادین معصومی تصنیف کی ۔ یہ طب کے قرابادینی ذخیرہ کی خاص کتابوں میں ہے ۔ مصنف نے جیسا کہ وہ دیباچہ میں رقم طراز ہے معمول مرکبات کے علاوہ جو کتب متداولہ میں مذکور ہیں اور جو تجربات اطبا رمیں مفید ثابت ہو چکے ہیں نہ صرف ان کا انتخاب اس قرابادین میں پیش کیا ہے بلکہ وہ تراکیب جن کا متقدمین کے ہاں ذکر نہیں ہے اور جنھیں متاخرین نے وضع کیا ہے اور وہ اہل ہند کے تجربہ و امتحان میں پوری اتری ہیں انھیں بھی اس کتاب میں شامل کیا ہے ۔

اس کی ترتیب قرابادین کے روایتی طرز حروف تہجی کے لحاظ سے نہیں ہے چنانچہ مثلاً مقالہ اوّل کا پہلا باب تریاقات، دوسرا مفرحات، تیسرا معاجین، چوتھا جوارشات، پانچواں اطریفلات، چھٹا ایارجات کے بیان میں ہے ۔

یہ تصنیف مقدمہ اور خاتمہ کے علاوہ سات مقالوں پر منقسم ہے ۔ مقدمہ کے بارہ فائدوں میں مثلاً فائدہ اوّل کیفیت ترکیب ادویہ، دوم غسل حجریات، سوم سوختن ادویہ و تکلیس وغیرہ ۔ مقالہ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ۔ مقالہ دوم شربت، لعوق، مربا، رُب، سکنجبین، حلوی، سفوف، سنون ۔ مقالہ سوم حب، بندق، قرص، ذرور، سنون، نفوخ، بخور، شموم ۔ مقالہ چہارم مائیات، جوشاندہ، خیساندہ، نطول، غرغرہ، قطور، سعوط، حقنہ ۔ مقالہ پنجم ضماد، طلا، خضاب، دہن، مرہم، فرزجہ ۔ مقالہ ششم مقیات، انواع حقنہ، شیاف وغیرہ ۔ مقالہ ہفتم ادویہ عین ۔ خاتمہ میں فاد زہر پر گفتگو کی گئی ہے ۔ نسخہ کرم خوردہ ہے لیکن عبارت صاف پڑھی جا سکتی ہے ۔ ترقیمہ نہیں ہے ۔ حکیم

غلام عباس کی ۱۲۳۹ھ کی مہر ثبت ہے۔ یہ نسخہ جن ہاتھوں میں رہا ہے ان میں سے کسی نے شروع اور آخر کے صفحات پر بعض نسخے بھی تحریر کئے ہیں۔ ایک نسخہ جو خضاب کا ہے جمیل خواص بہادر شاہ کیلئے لکھا گیا ہے۔ مولانا آزاد لائبریری میں اس کا ۱۲۵۸ھ کا مکتوبہ نسخہ ہے۔

معصوم بن کریم الدین کے ہم نام میر محمد معصوم سندھی (وفات ۱۰۱۵ھ/۱۶۰۶ء در سکھر) کی مفردات معصومیہ کے نام سے ایک کتاب ہے۔

مفردات، مؤلفہ حکیم سید نوازش علی: مؤلف نے یہ کتاب اپنے فرزندوں کی تعلیم کے لئے مرتب کی ہے۔ اس میں ہندی اور یونانی مفردات ادویہ بیان کی گئی ہے۔ ہندوستان میں مفردات پر لکھی جانے والی کتابوں کے سلسلہ کی یہ ایک کڑی ہے۔ مؤلف کی شخصیت کے بارہ میں کتاب کے اوراق سے روشنی نہیں پڑتی ہے۔

ترقیمہ کے مطابق ۳۰ رجمادی الثانی ۱۲۴۱ھ کو اس کی کتابت کی گئی ہے۔ مؤلف کی دوسری کتاب انیس العشاق ہے۔

مفردات ہندی، مؤلفہ حکیم جزی ڈسلوا: اگرچہ بعض دوسری کتابوں میں بھی ادویہ ہندیہ کو موضوع بنایا گیا ہے اور ہندوستانی دواؤں کے خواص تفصیل سے لکھے گئے ہیں لیکن ان کے علاوہ مشہور دواؤں کا بیان بھی ان میں شامل ہے۔ حکیم جزی ڈسلوا نے یہ اہتمام کیا ہے کہ اس کو صرف ہندی عقاقیر و نباتات کے خواص تک محدود رکھا ہے۔ چنانچہ مقامی دواؤں کے مطالعہ میں یہ ایک نہایت اہم اور کارآمد کتاب ہے جس سے ہندوستانی طبیبوں کے یہاں پیدا ہونے والی جڑی بوٹیوں سے دلچسپی اور ان کے خواص اور یونانی نقطہ نظر سے ان کے مزاج کے تعین کے سلسلہ میں کی جانے والی کوششوں کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک طویل فہرست ایسی ادویہ کی پیش کی جا سکتی ہے جنہیں اس سے قبل یونانی طب کے مصنفین کے ہاں نہیں بیان کیا گیا ہے۔ ترتیب حروف تہجی کے مطابق ہے۔ نباتی ادویہ کے ساتھ حیوانی اور معدنی دوائیں بھی درج کی گئی ہیں۔ ایک خاص بات یہ ہے کہ جن ادویہ کے مترادف عربی یا فارسی نام ملتے ہیں انہیں بھی مقامی ہندی ناموں کے عنوان کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ مخطوطہ کی کتابت ۵ شعبان ۱۲۲۰ھ مطابق ۶ جلوس اکبر شاہ ثانی کو ہوئی ہے۔

اس کا ایک دوسرا نسخہ بھی راقم کے ذخیرہ کی زینت ہے۔ اسے جزی ڈسلوا نے اپنے صاحبزادے

کے مطالعہ کیلئے ۱۸ مارچ ۱۸۴۹ء کو نقل کیا ہے۔ یہ پہلے نسخہ کے مقابلہ میں زیادہ مکمل ہے۔

مفردات ہندی، مؤلفہ شرف الدین: ادویہ مفردہ پر ہندوستان میں جو چند بہترین کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سے اس کتاب کا شمار کیا جانا چاہیے۔ ۴۰۰ صفحات کی اس ضخیم کتاب میں خواص ادویہ کے بیان میں کافی احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ ان کے مآخذ میں تحفۃ المومنین، اختیارات بدیعی، ریاض الادویہ یوسفی تالیف شریفی، خلاصۃ المفردات، تالیف میر نجم الدین علی وغیرہ ہیں۔ لیکن انھوں نے تحفۃ المومنین پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ اگرچہ اس فن کی جامع کتاب ہے لیکن صاحب تحفہ نے اکثر دواؤں کے خواص جہاں سے بھی انہیں دستیاب ہوئے تحقیق یا عدم تحقیق کی پرواہ کیے بغیر اس میں جمع کر دیے ہیں۔ اسی لیے ان کے اقوال بیشتر محققین کے نزدیک قابل اعتماد نہیں ہیں۔ ہاں اگر دوسری معتبر کتابوں کے ذریعہ اس کی تائید ہو تو وہ درجہ پذیرائی رکھتے ہیں۔ انھوں نے یہ بھی خیال رکھا ہے کہ مفردات کے بعض مصنفین کی طرح اپنی کتاب میں مرکبات کا بیان شامل کر کے اسے زیادہ طول نہیں ہونے دیا ہے۔ مرکبات کی کتابوں میں انھوں نے قرابادین شفائی کی خاص طور پر تعریف کی ہے۔

حکیم شرف الدین سہاور ضلع ایٹہ کے باشندہ تھے ان کے والد کا نام قاضی شمس الدین تھا انھوں نے اپنے دو بیٹوں علیم الدین اور ولی الدین کی تعلیم کے لیے ۱۲۲۱ھ میں یہ کتاب تالیف کی ہے۔ اور اس میں انہیں دواؤں کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے جو عام طور پر استعمال میں آتی ہیں۔ اور جن کی دستیابی آسان ہوتی ہے۔ وجہ تسمیہ کے بارے میں انھوں نے لکھا ہے "چونکہ اس میں مفردات کے ہندی نام تحریر کیے گئے ہیں اور ادویہ ہندیہ کے خواص طور پر درج کیے گئے ہیں اور مؤلف اسی سرزمین کا باشندہ ہے۔ لہذا اسے مفردات ہندی کے نام سے موسوم کیا ہے۔

حکیم محمد شرف الدین مشہور طبیب حکیم رحم علی خاں سکندرپوری (وفات ۱۲۲۶ھ) کے شاگرد ہیں۔ حکیم رحم علی متعدد کتابوں کے مصنف ہیں ان کی دو کتابوں بدیع النوادر اور بضاعۃ الاطبا کا حکیم شرف الدین نے حوالہ دیا ہے۔ ان کے علاوہ بدیع التجارب اور بعض دوسری کتابیں بھی ان کی یادگار ہیں۔ ۷ ربیع الثانی ۱۲۲۴ھ کو وفات پائی۔ "الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند" میں ایک جگہ ان کا سال وفات ۱۲۲۴ھ اور دوسری جگہ ۱۲۲۵ھ لکھا ہوا ہے۔ نزہۃ الخواطر ج ۷ صفحہ ۲۰۶ پر ان کا تذکرہ ہے۔

مخطوطہ کی کتابت ۲ جمادی الثانی ۱۲۷۴ھ کو ہوئی ہے اس کی اہمیت یہ ہے کہ یہ انیسویں صدی

کے نصف آخر کے مشہور معالج اور مصنف افسر الاطباء حکیم اصغر حسین فرخ آبادی (وفات ۱۳۱۴ھ) کے ہاتھوں میں رہ چکا ہے۔ سالار جنگ اور اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد، نیشنل باٹنیکل گارڈن لائبریری لکھنؤ اور رضا لائبریری رام پور میں اس کے مخطوطات محفوظ ہیں۔

معالجات النبوی معروف بہ مجربات امامی مؤلفہ حکیم غلام امام اکبرآبادی: طب نبوی پر مختلف مصنفین نے مختلف انداز سے کام کیا ہے۔ اور اس موضوع پر سیوطی، حنینی، ذہبی جیسے صاحبان علم کی کتابیں ہیں۔ غلام امام اکبرآبادی نے اس کتاب میں نہ صرف ان ادویہ کے خواص تحریر کیے ہیں جو احادیث پر متضمن ہیں بلکہ خواص ادویہ یونانی کے بجائے خواص ادویۂ ہندی بھی بیان کیے ہیں۔ ادویہ کی ترتیب حروف تہجی کے مطابق ہے۔ حکیم سید غلام امام کی دوسری کتابوں میں مصباح المجربات موسوم بہ سراج الحکمت، خلاصۃ الشروح مقاصد المرض تالیف ۱۱۸۲ھ علاج الغرباء وغیرہ ہیں۔ غلام امام کا سال وفات ۱۲۱۴ھ ہے۔

معالجات النبوی کے کافی مخطوطات ملتے ہیں۔ رضا لائبریری رام پور (دو نسخے)، ذخیرہ سبحان اللہ خاں مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، سالار جنگ حیدرآباد، نیشنل باٹنیکل گارڈن لائبریری لکھنؤ کے علاوہ بھی حکیم صیانت اللہ امروہہ کے پاس بھی اس کا ایک نسخہ ہے۔

معدن تجربات، مؤلفہ حکیم محمد مہدی بن محمد جعفر اکبرآبادی: ۱۱۷۰ھ کی ادویہ مرکبہ اور ہندوستانی ادویہ مفردہ کے ذخیرہ کی قابل قدر کتاب ہے۔ مرکبات کے تفصیل بیان کے علاوہ اختیارات بدیعی، تحفۃ المؤمنین اور الفاظ الادویہ کی ان غلطیوں کی خاص طور پر نشاندہی کی گئی ہے جو ان کے مصنفین نے مفردات کے عربی و فارسی ناموں کے ہندی مترادفات کے سلسلہ میں کی ہیں۔ ادویہ کی شناخت اور ہم معنی ناموں کے مطالعہ میں مؤلف کی کوشش نظرانداز نہیں کی جا سکیں گی۔ درج بالا پیش رو مؤلفین کی عدم تحقیق پر جس تنقیدی انداز میں لکھا گیا ہے اس سے صاحب کتاب کی تحقیقی کاوشوں کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ مخطوطہ کتاب کی فصل سوم پر مشتمل ہے جس کا تعلق مفرد ادویہ سے ہے۔ شروع کا حصہ جو مرکبات سے متعلق ہے وہ اس مخطوطہ میں نہیں ہے۔ اس طرح یہ نامکمل مخطوطہ ادویہ مفردہ کے لحاظ سے ایک مکمل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ "معدن تجربات" تاریخی نام ہے۔

ترقیمہ کے مطابق "کتاب طب فرہنگ ادویہ مفردات من کتاب معدن تجربات" کی قاضی امداد علی بن فتح علی ساکن جکوا ٹانڈہ نے ادویہ ہندی وولایتی کے مطالعہ اور دریافت احوال کی خاطر ۲۱ ذی الحجہ

۱۲۱۲ھ میں کتابت کی ہے۔

ذخیرہ سبحان اللہ علی گڑھ میں اسکا جو نسخہ محفوظ ہے وہ بھی فصل سوم سے متعلق ہے "فصل سوم از قرابادین خان صاحب و قبلہ حکیم یار علی خان در ابدال و مزاج و مصلح و شربت اور مفردہ بترتیب حروف تہجی بقید حرف اول و ثانی"۔ پہلی دوا اطریلال ہے۔ گلزار خاں نے ۴ر صفر ۱۲۵۲ھ ۲ر جون ۱۸۲۷ کو سکرول بنارس میں اسے نقل کیا ہے۔ اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد، خدابخش پٹنہ، اور حکیم سید کمال الدین حسینی ہمدانی جلالی ضلع علیگڑھ کے پاس اسکا مکمل نسخہ موجود ہے۔ مفردات ہندیہ کے نام سے مولانا آزاد میں انکی جو کتاب ہے، وہ معدن تجربات ہی کا ایک حصہ ہو۔ حکیم مہدی کی ایک کتاب مخزن اسرار الطبا اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں موجود ہے۔

نسخہ جات، مؤلفہ حکیم فریدالدین عرف حکیم کلو کے معمولات اور معالجاتی تجربات پر مشتمل یہ ضخیم مجموعہ ان کے پوتے نے مرتب کیا ہے۔ حکیم کلو اپنے زمانہ کے مشہور طبیب اور حاذق معالج تھے۔ ان کا ایک مطبوعہ رسالہ بھی ہے۔ دوسرے مصنفین کے ہاں بھی ان کے حوالے سے مجرب نسخے پڑھنے کو ملتے ہیں۔ ترقیمہ ندارد ہے۔

نورالفواد، مؤلفہ شیخ طاہر: اس کتاب میں مختلف امراض کے نہایت مختصر اور مجرب نسخے تحریر ہیں۔ حکماء ہند کی متداولہ تراکیب اور معمولات کو خاص طور پر پیش کیا گیا ہے۔ معالجہ امراض کے لحاظ سے ۱۰۶۶ھ کی یہ تالیف مغلیہ عہد کی عمدہ کتابوں میں شمار کئے جانے کے لائق ہے۔ ۱۶۰ صفحات کی اس کتاب میں ۴۹ فصلیں ہیں۔ ہر فصل کا تعلق مختلف نظام کے امراض سے ہے۔ نسخوں کا اختصار کتاب کی خاص خصوصیت ہے۔ یہ نسخے محض کتابی نہیں ہیں بلکہ کامیاب مطب اور عملی تجربہ کا آئینہ دار ہیں۔

کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

اس کتاب کا ایک نسخہ قرابادین شیخ طاہر کے نام سے مولانا آزاد لائبریری علیگڑھ میں ہے۔ یہ نسخہ بہت سرسری انداز میں لکھا گیا ہے۔

ہدایۂ محمدیہ، مؤلفہ ابن عبدالقادر: طب نبوی کو موضوع بنا کر عربی، فارسی، ترکی اور اردو میں متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں۔ جن میں سے بعض میں ادویہ، بعض میں امراض اور بعض میں احادیث کا عنوان قائم کیا گیا ہے۔ ہدایۂ محمدیہ میں امراض مثلاً صداع، سرسام، طاعون، نسیان، صرع، جنون، عشق، وجع الاسنان، رعاف، بخر، ذات الجنب، وجع القلب، غشی، امراض معدہ، یرقان، جرب، بثور، جذام، برص، بہق، تولیع کی فصلوں کے علاوہ حمام اور حجامت کے عنوانات کے تحت ارشادات رسولؐ کے بعد طبی اعتبار سے ان کی توضیح کی گئی ہے۔

۶۳ صفحہ کے اس مخطوطے کے شروع کا ایک ورق اور آخر کے چند صفحات غائب ہیں۔ کتاب سے مؤلف کے بارے میں صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ اس کے والد کا نام عبدالقادر ہے۔

ذخیرۂ نواب رحمت اللہ خاں شیروانی

عربی و فارسی طبّی نوادر

عربی

کتاب الکافی فی الکحل، مردن بن الحکیم موفق الدولہ بن ابی الحسن الحلبی

طب یونانی کے ہنرمندت وارتقا کے زمانہ میں جو موضوعات اطبا کی خاص توجہ کا مرکز رہے، ان میں ایک علم العین بھی ہے۔ امراض چشم کو مستقل موضوع بنا کر جہاں جیسی قدر تحقیقی کام کیا گیا، وہاں اس پر کثرت سے کتابیں تصنیف کی گئیں۔ ان کثیر التعداد تصانیف میں کتاب الکافی فی الکحل ایک نہایت اہم مرتبہ تصنیف ہے۔

مصنف نے اس کی تیاری میں جن مآخذ کو پیش نظر رکھا ہے ان میں عشر مقالات فی العین حنین بن اسحٰق، کتاب تعریف امراض العین حبیش بن الاعسم، تذکرہ علی بن عیسیٰ الکحال، کتاب العین رازی، مقالہ ابن ذہبیل مصری فی العین، کتاب موسیٰ بن ابی ماہر الکحال، مقالہ ابن سیار فی العین، کتاب عبدان الکحال، تذکرہ منصور، مقالہ ابو المطرق ذوالوزارتین المغربی، نزہۃ الافکار فی علاج الابصار، کتاب اصلاح الباصر والبصیرہ، ارجوزہ للحفی فی العین و امراضہا جیسی بلند پایہ کتابیں ہیں، جن سے مصنف کے تبحر اور اعلیٰ علمی مذاق کا اظہار ہوتا ہے۔ کتاب دو جملوں پر مشتمل ہے۔ جملہ اول میں درج ذیل چھ فصلیں ہیں۔

۱۔ حد العین وموضعہا والوانہا واسباب ذالک ۲۔ تشریح طبقات العین
۳۔ رطوبات العین ۴۔ روح باصرہ، اعصاب وکیفیت ابصار ۵۔ عصب محرک عینی ۶۔ تشریح عضل العین وعضل الجفن

جملہ ثانی میں بھی چھ فصلیں ہیں۔ ان میں حفظ صحت، امراض عین اور ادویہ مفردہ و مرکبہ پر سیر حاصل طور پر لکھا گیا ہے۔

۲۳۸ صفحات کی اس کتاب میں دماغ اور آنکھ کی تصاویر کے ساتھ آلات عین کی تصاویر بھی پیش کی گئی ہیں۔ یہ تصویریں رنگین اور دیدہ زیب ہیں۔ ان کی تیاری میں جس تزئین واہتمام سے کام لیا گیا ہے۔ اس سے فن مصوری کی مہارت کا پتہ چلتا ہے۔ آلات کی تعداد ۳۶ ہے۔

یہ مخطوطہ اس لحاظ سے بھی بیحد بیش قیمت ہے کہ یہ شاہی کتب خانوں کی زینت رہا ہے۔ اس پر شاہجہاں اور عالمگیر کی مہریں ثبت ہیں۔ دوسری مہروں کے علاوہ جن لوگوں کے دستخط ہیں ان میں عبداللہ بن عین الملک بن حیدر علی شیرازی بھی ہیں۔ ایک دستخط کے نیچے ۲۴ رجب ۱۱۱۵ھ/۱۷۰۳ء کی تاریخ درج ہے۔

رضا لائبریری رامپور کے نسخہ میں اس کے مصنف کا نام "خلیفہ بن ابی المحاسن الاسیرائی الحلبی" (وفات ۶۷۴ھ/۱۲۷۵ء) سے قبل تحریر ہے۔

۱۲۸
۷۴

فارسی

حادی الدستور، حکیم احمد بخش

پہلا مقالہ امور طبیعیہ، ستہ ضروریہ، احوال بول و براز کے بیان میں ہے۔ دوسرا مقالہ ادویہ مفردہ و مرکبہ، ماہیت و علامات امراض اور نسخ امراض مختلفہ پر مشتمل ہے۔ مرکبات کا بیان خاص طور پر اہم ہے اور کافی تعداد میں امراض کے مرکب نسخے درج ہیں۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ مرکب ادویہ کے بیان سے پہلے ہر مرض کی مفرد دوائیں تحریر کی ہیں۔ یہ بڑا اچھا طریقہ ہے، اس سے ترتیب نسخہ میں مدد ملتی ہے۔

اس ضخیم کتاب کے علاوہ اس مجلد میں دو رسالے اور شامل ہیں۔ ایک رسالہ شفاء الصبیان (نامکمل)، دوسرے خلاصۃ الطب امام بخش، جو صرف چودھویں فصل پر مشتمل ہے۔

طب عملیات

ظہور اسلام سے پہلے بھی جادو، منتر اور دعا تعویذ کے ذریعہ ازالہ امراض کی کوشش کی جاتی تھی۔ حصول صحت کے لئے مذہب کا سہارا اختیار کرنے کی تاریخ کا تعلق بعید ترین انسانی تہذیب کے زمانہ سے ہے۔ اسلام میں دوسرے مذہبی عقائد و اعمال کی طرح طبی عملیات کی شکل میں بھی تبدیلی واقع ہوئی۔ اور مخصوص دینی عقیدوں کی روشنی میں علاج و مداوے کی تدبیریں اختیار کی گئیں۔ قرآنی آیات، دعا، تعویذ، اسماء، بزرگوں سے منقول بعض اعمال سے اس سلسلہ میں مدد لی گئی۔

سینہ بہ سینہ منتقلی کے علاوہ اس موضوع پر کافی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ زیر نظر کتاب روحانی طبی ذخیرہ کی کتابوں میں سے ایک ہے۔ اسمیں جہاں مختلف بیماریوں کے نسخے تحریر ہیں، وہاں کافی تعداد میں متعلقہ دعائیں اور تعویذ بھی درج ہیں۔

مطلع النیرین، بیراگی خاں

کتاب کا تعلق طبی کیمیا و اکسیری اعمال سے ہے۔ مختلف دھاتوں اور اُپ دھاتوں کے تصعید، تحلیل، تکلیس، تنقیہ وغیرہ کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ ۱۹ ابواب پر مشتمل یہ مختصر رسالہ اس موضوع کی اچھی کتابوں میں شمار کئے جانے کے لائق ہے۔ نذیر الدین حسن بن غلام جیلانی نے مولوی حافظ سید محمد ولی حیدر کے لئے ۱۲ جمادی الاول ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء کو مین پوری میں اسے نقل کیا ہے، محمد ولی حیدر حسینی کے ۱۲۵۱ھ/۱۸۳۵ء کے دستخط اور مہر ثبت ہیں۔ صفحات کی تعداد ۳۲ ہے۔

اس مجموعہ میں اسی صنعت میں دوسرا رسالہ برہان اور تیسرا رسالہ فن کیمیا پر جو زکریا رازی کی کسی کتاب کا ترجمہ ہے، شامل ہیں۔

مطلع النیرین کا ایک نسخہ ذخیرہ سبحان اللہ خاں مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں ہے۔

حکیم محمد زماں حسینی (کلکتہ)

محمد بن زکریا رازی کی

کتاب الفاخر

۴۰-۳۹ ۱۹ء کی بات ہے، میں "شرح الاسباب والعلامات" کا طالب العلم تھا کہ پہلی مرتبہ صداع ریحی کی علامات کے ذیل میں، دوران درس قرأت عبارت کے وقت — "قال الرازی فی الفاخر ...." کی عبارت سامنے آئی اور اس کے بعد بار بار متعدد مواضع میں الرازی فی الفاخر یا کتابہ المشہور بالفاخر کے الفاظ، دورانِ اسباق سامنے آتے رہے اور حافظہ میں یہ حقیقت محفوظ ہو گئی کہ مشہور زمانہ، طبیب یگانہ محمد بن زکریا رازی (المتوفی ۳۲۰ھ) کی مصنفات طب میں ایک اہم کتاب الفاخر بھی ہے۔

مرور ایام کے ساتھ ساتھ طبی تدریس اور اشتغال مطالعہ نے اس حقیقت کو اور استحکام عطا کیا کہ "الفاخر" رازی کی ایک اہم طبی اور فنی کتاب ہے۔ مگر چونکہ الفاخر خطی اور کمیاب ہے اس لئے اس کی زیارت کی نوبت نہیں آئی تھی۔

میرے ایک برگزیدہ اور بزرگ کرمفرما ملک کے نامور محقق اور فرد یگانہ ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی (مرحوم) متوفی ۱۹۷۶ء، صدر شعبۂ عربی و فارسی کلکتہ یونیورسٹی نے اپنی وفات سے تقریباً سال بھر پہلے از راہ دلنوازی، حسب عادت، میرے کاشانۂ طب قاسمی دواخانہ، کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ کو اپنی تشریف آوری سے رونق بخشی، یوں طرفین کی آمد و رفت از راہ مودت و محبت لگی رہتی تھی اور علمی مذاکروں سے قلب و دماغ کو سرور بے پایاں حاصل ہوتا رہتا تھا، مگر آج کی ملاقات کے جلو میں ایک جدید مبارک اضافہ دکھائی پڑا — ڈاکٹر صاحب مرحوم نے میری میز پر ایک ضخیم جلد، فل اسکیپ سائز سے کچھ سوا، رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ "کتاب الفاخر" کا قلمی نسخہ ہے! یہ سنتے ہی میرے منھ سے برجستہ یہ نکلا کہ "محمد بن زکریا رازی کی؟" کیونکہ ایک دوسرے مصنف عمر بن عبد المجید اندلسی کی بھی اس نام کی ایک کتاب ہے، اس لئے میں نے یہ استفسار کیا۔ ڈاکٹر صاحب کا شاہکار کارنامہ "فردوس الحکمۃ" کی شکل میں برابر میرے ذہن میں گھومتا رہتا تھا۔ اس بنا پر میرا ذہن

ماذہی ہی کی کتاب کی طرف فوراً منتقل ہو گیا۔

میرے اس استفسار پر ڈاکٹر صاحب تعجب و خوشی کے انداز میں کہنے لگے کہ تم تو باخبر نکلے، مجھ کو بہت خوشی ہوئی، تم اسے دیکھ لو، دو چار دن کے بعد تم سے مشورہ کروں گا۔ حکیم عبدالحمید صاحب دہلوی متولی ہمدرد دواخانہ نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں اس کو ایڈیٹ کردوں، تاکہ وہ اس کی طباعت و اشاعت کرا سکیں۔ میرے لئے یہی تقریب ہے "کتاب[1] الفاخر" کی زیارت کی۔

اس کی تحقیق کے لئے ڈاکٹر صاحب اپنی ضعیفی کی معذوری کی بنا پر مجھے اس کام میں اپنا معاون بنانا چاہتے تھے، جس کے لئے میں تیار تھا۔ لیکن ناساعدت حالات و مقدرات کی بنا پر میں نہیں لگ سکا، اور دوسری متبادل شکل پر ڈاکٹر صاحب قادر نہ ہو سکے، تا آنکہ ان کی رحلت کا حادثۂ فاجعہ پیش آگیا۔ اِنا للہ واِنا الیہ راجعون۔

مجھے جب خدا بخش لائبریری کی جانب سے اس طبی سیمینار میں شرکت کا دعوت نامہ ملا، تو میں نے کتاب الفاخر کے تعارف اور اس کی قدر و قیمت پر چند سطریں حوالۂ قلم کرنے کا ارادہ کرلیا۔ مگر آغاز کار سے پہلے یہ لازم تھا کہ الفاخر کا خطی نسخہ پیش نظر ہونا چاہیے کہ کتاب کا افتتاحیہ اور اختتامیہ اور مافی الکتاب کا صحیح جائزہ لینا ممکن ہو سکے۔ میں نے ڈاکٹر صدیقی مرحوم کے فرزند اکبر، ماہر امراض قلب، ڈاکٹر خالد صدیقی نیابت معالیہ کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ قبلہ حکیم عبدالحمید صاحب متولی ہمدرد دواخانہ دہلی کی تحویل میں 'الفاخر' واپس جا چکی ہے۔

میں نے قبلہ حکیم عبدالحمید صاحب زید مجدہٗ کو دہلی خط لکھ کر 'الفاخر' کے بارے میں معلومات چاہیں، حکیم صاحب نے جواب دیا:

> "کتاب الفاخر ابھی ایڈیٹ بھی نہیں ہو سکی، اس کے تمام مسودات ادصاف صاحب کے پاس ہیں، ان سے چند دن بعد معلوم کرنے کی کوشش کی جائے گی اور آپ کو مناسب جواب دیا جائے گا۔"

حکیم صاحب کے اس گرامی نامے کے بعد میں یکسو ہو گیا اور رجال طب کی کتابوں کی اوراق گردانی میں لگ گیا۔

---

[1] کتاب الفاخر، ایک اور مصنف 'عمر بن عبدالجید اندلسی' المتوفی ۷۰۵ھ کی بھی ہے جس کا پورا نام "الفاخر فی شرح جمل عبدالقادر" ہے (ایضاح المکنون، ذیل کشف الظنون جلد ثانی ص۱۴۳)

اس علمی جد وجہد اور کد وکاوش کے نتیجے میں جو معلومات حاصل ہوئیں وہ پیش کر رہا ہوں۔

مجھے الفاخر کے سلسلہ میں بزرگوں کی تین طرح کی علمی روشیں دکھائی پڑی ہیں جنھیں میں بترتیب بیان کرتا ہوں:

پہلی روش:- (الف) اقدم ترین ماخذ "کتاب الفہرست لابن ندیم" (المتوفی ۳۸۵ھ) ہے، اس میں مصنف نے صفحہ ۴۱۶ تا صفحہ ۴۱۹ ذکریا رازی کی ۱۳۰ مصنفات کی طویل فہرست دی ہے مگر ان کتابوں میں 'الفاخر' کا ذکر نہیں ہے۔

(ب) قاضی صاعد اندلسی (المتوفی ۴۶۲ھ) کی کتاب "طبقات الامم" میں رازی کا دو جگہ[۲] تذکرہ ہے۔ انھوں نے صفحہ ۹۱ پر یہ صراحت کی ہے کہ سو سے اوپر رازی کی کتابیں ہیں، جن میں سے اکثر فن طب میں ہیں اور باقی علوم طبیعیات و الٰہیات میں ــــ بس اسی پر انھوں نے اکتفا کر لیا ہے اور فہرست کتب سے صرف نظر کیا ہے۔

(ج) نظامی عروضی (المتوفی درحدود ۵۵۰ھ) نے چہار مقالہ صفحہ ۶۰-۵۹ پر محمد بن زکریا رازی کی ان کتابوں کا تذکرہ کیا ہے جو عروضی کی نگاہوں میں فنی اور طبی افادہ کے اعتبار سے مفید ترین ہیں (۱) برشد (۲) منصوری (۳) حاوی (۴) تحفۃ الملوک۔ "الفاخر" کے ذکر سے چہار مقالہ بھی خالی ہے۔

(د) ظہیر الدین ابوالحسن علی ابن ابی القاسم زید البیہقی (المتوفی ۵۶۵ھ):- انھوں نے بھی تتمہ صوان الحکمۃ میں رازی کے تذکرے میں بس یہی تحریر کیا ہے: "واشتغل بعلم الطب حتی نسخت تصانیفہ تصانیف من قبلہ من الاطباء المتقدمین" (تتمہ صوان الحکمۃ ص۸) انھوں نے بھی فہرست کتب نہیں دی ہے۔

(ہ) جمال الدین القفطی (المتوفی ۶۴۶ھ) انھوں نے بھی 'الفاخر' کا ذکر نہیں کیا ہے۔

(و) ابن خلکان (المتوفی ۶۸۱ھ) کی کتاب وفیات الاعیان جلد خامس صفحہ ۱۵۷ پر رازی کے تذکرے میں صرف یہ تحریر کیا ہے: "ولہ مصنفات کثیرۃ"

(ز) طاش کبری زادہ (المتوفی ۹۶۸ھ) نے مفتاح السعادہ جلد اول ص۳۴۴ پر رازی کا ذکر کیا ہے، بیان فضائل وکمالات کے بعد تحریر فرمایا ہے: "وتصانیفہ تبلغ مایۃ وست عشر من الکتب والرسائل فی الطب والفلسفۃ کلہا نافع فی بابہ" انھوں نے

بھی الفاخر کا ذکر نہیں کیا ہے۔

(ح) موجودہ صدی کے ڈاکٹر غلام جیلانی خاں لاہوری نے بھی تاریخ الاطباء میں رازی کی فہرست کتب میں الفاخر کا ذکر نہیں کیا ہے۔

منقولہ ماخذ میں بنیادی ماخذ ابن ندیم ہی ہے۔ اس کی فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ "کتاب الفاخر" سے ناواقف ہے اور دوسرے بزرگوں نے تتبع کیا ہے۔

پس! ان حضرات کی یہ روش "عدم ذکر" کی ہوئی۔ اس بنا پر محمد بن زکریا کی جانب اس کتاب کا انتساب ان حضرات کے اعتبار سے درست نہیں ہوگا

"عیون الانباء فی طبقات الاطباء" کے نامور مصنف ابن ابی اصیبعۃ الخزرجی (المتوفی ۶۶۸ھ) کی روش "الفاخر" کے بارے میں تشکیکی ہے۔

محمد بن زکریا رازی کی فہرست کتب کی تعداد ان کے نزدیک ۱۹۱ ہے۔ اس فہرست میں انھوں نے صرف اسامی کتب کی نقل پر اکتفا نہیں کیا ہے، بلکہ مواد کتاب، درجۂ کتاب، انتساب کتاب پر موقع بموقع رائے زنی بھی کرتے جاتے ہیں۔ زکریا رازی کے حقیقت پسند ہمدرد ہیں جس کا یوں پتہ چلتا ہے کہ رازی کی فہرست کتب میں ایک کتاب مسمّٰی بہ "کتاب فیما یرویہ من اظہار ما یدعی من عیوب الاولیاء" کا جب ذکر آیا ہے تو اس موقع پر پرجوش حمایت میں تحریر فرماتے ہیں: "اقول وھذا الکتاب ان کان قد الف واللہ اعلم فربما ان بعض اشرار المعادین للرازی قد الفہ ونسبہ الیہ لیسئی من یری ذالک الکتاب او یسمع بہ الظن بالرازی والا فالرازی اجل من ان یحاول ھذا الامر وان یصنف فی ھذا المعنی وحتّی ان بعض من یذم الرازی بل یکفرہ کعلی بن رضوان المصری وغیرہ یسمون ذالک الکتاب کتاب الرازی فی مخاریق الانبیا (صفحہ ۳۳۰ عیون الانباء فی طبقات الاطباء ج ۱)۔ یعنی یہ کتاب رازی کی نہیں ہے کسی سخت دشمن نے لکھ کر اس کو بدنام کرنے کے لئے اس کی جانب منسوب کر دی ہے۔ رازی اس قسم کی جعل سازی سے بہت بلند اور بری ہے۔ علی بن رضوان مصری وغیرہ نے عناداً رازی کی تکفیر کا ذریعہ اسی کتاب کو بنایا۔

.... ایسے ہمدرد، محقق نے مصنفات رازی میں الفاخر کا نام شمار کیا ہے مگر واقعی یہ

کتاب رازی ہی کی ہے؟ اس باب میں انھیں تردد و شبہ ہے جس کا انھوں نے اظہار یوں کیا ہے:
"اقول وانما اثبت ہذا الکتاب فی جملة کتبه لکونه قد نسب الیه واشتهر انه له" (عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد اول صفحہ ۳۱۸) الفاخر کو میں رازی کی مصنفات میں محض اس لئے برقرار رکھتا ہوں کہ اس کی نسبت انہی کی جانب لوگ کرتے ہیں اور اسی کی شہرت ہوگئی ہے۔

افسوس انھوں نے وجہ شک کی وضاحت نہیں کی ہے جس سے نفس حقیقت پر کچھ روشنی پڑتی، اس تردد و شبہ کے باوجود انھوں نے مواد کتاب اور اس کی افادیت پر اظہار اطمینان کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: "وبالجملة فانه کتاب جید قد استوعب فیه مؤلفه ذکر الامراض ومداواتها واختیار معالجاتها علی انحاء ما یکون وافضله" (عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد اول صفحہ ۳۱۸)۔

بہرصورت الفاخر نہایت ہی عمدہ کتاب ہے۔ مؤلف نے اس میں نہایت جامعیت اور عمدگی سے بیماریوں اور اس کے ازالہ کی تدبیروں اور علاجوں کو سمیٹ کر بیان کر دیا ہے۔ اس کے بعد مندرجات کتاب پر فرماتے ہیں: "وجمهور ما فیه منقول من کتاب التقسیم والتشجیر للرازی ومن کناش ابن سرابیون وکل ما فیه من کلام الرازی فاوله قال محمد .... (عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد اول صفحہ ۳۱۸) الفاخر میں کل مواد طبی محمد بن زکریا رازی کی کتاب التقسیم والتشجیر سے منقول اور کناش ابن سرابیون سے ماخوذ ہے۔ ان دونوں حضرات کے مضامین میں امتیاز یوں ہوتا ہے کہ رازی کے کلام کے آغاز میں قال محمد لکھا ہے۔

کتاب التقسیم والتشجیر کا شمار رازی کی مسلمہ کتابوں میں ہے، اس کی وضاحت بھی صاحب عیون نے کی ہے۔ اس کے طریق بیان کے بارے میں فرماتے ہیں: یذکر فیه تقاسیم الامراض واسبابها وعلاجها بالشرح والبیان علی سبیل تقسیم وتشجیر" الحاصل "الفاخر" اپنے مواد و شمولات کے لحاظ سے صاحب عیون کی نگاہوں میں گو مفید و معتبر کتاب ہے لیکن محمد بن زکریا کا، اس کا مصنف ہونا ان کے نزدیک مشکوک ہے ——— بزرگوں کی باتوں کا دائرۂ اثر بڑھتا اور پھیلتا ہے کہ اس کی گرفت میں بعد کے اکابر بھی آجاتے ہیں۔ چنانچہ صاحب عیون کے اظہار شک و تردد نے دوسرے محققین کو بھی متاثر کیا اور ان کی رائے بھی الفاخر کے انتساب میں تشکیکی ہوگئی۔ مثال کے طور پر میں اس موقع

صرف ایڈورڈ جی براؤن کا اسم گرامی پیش کرتا ہوں۔ انھوں نے اربین میڈیسن میں رازی کی مبسوط طبی کتابوں کی فہرست میں الفاخر کا ذکر کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے "لیکن فاخر کے بارے میں یقین کے ساتھ یہ کہنا مشکل ہے کہ اس کا مصنف رازی ہی ہے" (طب العرب ص ۶۶) مترجم کتاب مرحوم حکیم نیر واسطی نے بھی ڈاکٹر صاحب کی اس رائے کو بلا نقد و تبصرہ چھوڑ دیا ہے، ممکن ہے ان کی بھی یہی رائے ہو۔

۳ تیسری روش: امین الدولہ ابن تلمیذ (المتوفی ۵۶۰ھ) ایک عظیم طبیب گزرا ہے، صاحب عیون نے اس کی شان میں لکھا ہے: "اوحد زمانه فی صناعة الطب وفی مباشرة اعمالها ویدل علی ذلک ما هو مشهور من تصانیفه وحواشیه علی الکتب الطبیة" (عیون الانباء فی طبقات الاطبا جلد اول ص ۲۵۹) ابن تلمیذ فن طب اور سرجری میں یکتائے زمانہ تھا۔ اس کی مشہور کتابیں اور طبی کتابوں پر اس کے حواشی کی شہرت اس کی عظمت پر شاہد عدل ہیں۔ اس نے یقین کے ساتھ الفاخر کو محمد بن زکریا رازی کی تصنیف قرار دیا ہے۔ صاحب عیون نے لکھا ہے: ولامین الدولة بن تلمیذ حاشیة علی هذا الکتاب (الفاخر) وانه للرازی قال الذی کثیراً یذکره الرازی فی کتاب الفاخر (عیون الانباء فی طبقات الاطبا جلد اول صفحہ ۳۱۸) امین الدولہ نے الفاخر پر حواشی بھی لکھے ہیں اور صراحت کی ہے کہ کتاب الفاخر رازی کی ہے!

ایک دوسرے طبیب محمد حسن طبیب مقتدر باللہ بغدادی نے بھی کہا ہے "وله کناش عجیب فی تجاربه الکنه قلیل الوجود الا ببغداد المحروسة" (عیون الانباء فی طبقات الاطبا جلد اول صفحہ ۳۱۸) زکریا کی ایک عجیب کتاب اس کے تجارب پر مشتمل ہے مگر قلیل الوجود ہے۔ صرف بغداد میں ملتی ہے، اس کی مراد الفاخر سے ہے۔

ایک تیسرے محقق دوراں طبیب ہیں، علامہ نفیس بن عوض۔ ان کی بھی قطعی اور جارحانہ رائے الفاخر کے بارے میں یہ ہے کہ یہ اہم کتاب محمد بن زکریا رازی ہی کی ہے۔ اس میں انہیں کوئی تردد و شبہ نہیں ہے۔ علامہ نفیس ابن عوض کی ایک اہم کتاب "شرح الاسباب والعلامات" ہے جو سن ۸۲۷ ہجری میں لکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں مسائل طب پر نہایت ہی محققانہ بحثیں ہیں، مصنف نے سو سو سے زیادہ اکابر اطباء کی کتابوں اور رایوں سے استفادہ کیا ہے، اکابر کے نام اور کتابوں کی صراحت کا برابر خیال رکھا ہے۔ ارباب فن "مصنف" اور کتاب کی عظمت سے خوب واقف ہیں، انہوں نے اس کتاب میں

الفاخر کا ذکر بنام محمد زکریا رازی صرف جلد اول میں نو مقامات پر کیا ہے تفصیل یوں ہے،

جلد اول صفحہ ۱۷ قال الرازی فی الفاخر
" " " ۳۵ و محمد بن زکریا الرازی فی کناشہ المشہور بالفاخر
" " " ۵۷ قال الرازی فی الفاخر
" " " ۱۰۶ والرازی نقل من هذا الکلام فی کناشہ المشہور بالفاخر
" " " ۱۶۴ ونقل الرازی فی الفاخر
" " " ۲۰۹ وقد ذکرہ الرازی فی الفاخر
" " " ۲۱۵ هکذا قال الرازی فی الفاخر
" " " ۲۵۱ وکذلک قال الرازی فی الفاخر
" " " ۲۵۳ لکنه ذکر ههنا عبارة الرازی فی الفاخر

(شرح اسباب مطبع یوسفی لکھنؤ مطبوعہ ۱۹۲۱ء)

مصنف کا یہ طرز عمل الفاخر کو زکریا رازی کی تصنیف قرار دینے کے لئے کافی ہے۔

عصر حاضر کے محققین کی رائیں بھی علامہ نفیس کی ہمنوائی اور تائید میں ہیں

(۱) ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی مرحوم نے فردوس الحکمۃ کے مقدمہ میں تحریر کیا ہے "ان ابابکر محمد بن زکریا الرازی تلمیذہ وان کان قد سبقہ ونبذہ فی الطب لم یزل یردد صدی فردوس الحکمۃ فی بعض تالیفہ ویغترف من بحرہ ویستفید من متنہ ویشیر الی ما استفاد منہ بقولہ قال الطبری کما ھو فی کتاب الفاخر وکتاب الحاوی فقد استفاد فی الاول بالنقل من الباب الثالث والرابع للمقالۃ الثانیہ فی النوع الرابع من فردوس الحکمۃ (مقدمہ فردوس الحکمۃ صفحہ ۱۵) اس مقام پر ڈاکٹر صاحب مرحوم کا حاشیہ ملاحظہ ہو..... لکھتے ہیں، "Browne Ar. Ms. P.2.F.F. 57.a-58b هذا الکتاب لابی بکر زکریا الرازی لم یطبع الی الآن والنسخ القلمیۃ لہ ایضا قلیلۃ الوجود جدا وانی وجدت هذہ الاقتباسات فی نسخۃ پروفیسر براؤن المرحوم وهو رحمۃ اللہ اهدی کتبہ الخطیۃ لخزینۃ الکتب الجامعۃ کیمبرج (حاشیہ فردوس الحکمۃ صفحہ ۱۵) پوری عبارت کا خلاصہ یہ ہے

کہ رازی نے اپنی کتاب الفاخر میں اپنے استاد ابن ربن طبری کی کتاب "فردوس الحکمۃ" کے بعض اقتباسات لئے ہیں، الفاخر کا خطی نسخہ ڈاکٹر براؤن کے پاس تھا جن کو صدیقی صاحب نے برتا ہے، ڈاکٹر براؤن نے اس نسخہ کو کیمبرج یونیورسٹی کو ہدیہ کر دیا۔

اس موقع پر میرے ذہن میں یہ بات آرہی ہے کہ فردوس الحکمۃ پر صدیقی صاحب کا کل کام جب براؤن کی نگرانی میں ہوا ہے تو ضرور الفاخر کے انتساب والی عبارت مذکورہ براؤن کی نگاہوں سے گذر کر طبع ہوئی ہے جو اربین میڈیسن والی رائے کے خلاف ہے۔ ممکن ہے ۱۹۲۱ء کی براؤن کی رائے ۱۹۲۸ء میں بدل گئی ہو اور الفاخر کے بارے میں صدیقی صاحب کی رائے بھی براؤن کی بدلی ہوئی رائے ہی کا چربہ ہو۔

(۲) ہندوستان کے صاحب تصانیف حکیم محمد اعظم خاں رامپوری (المتوفی ۱۳۲۰ھ) نے بھی الفاخر کو محمد بن زکریا رازی کی کتاب قرار دیا ہے۔ حکیم صاحب کی عظیم کتاب اکسیر اعظم جو ہزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اس کے دیباچہ میں ایک سو چھپن کتب ماخذ کی طویل فہرست میں تحریر فرماتے ہیں "وکتاب حاوی کبیر، من لا یحضرہ الطبیب، وبرء الساعۃ، وشامل الادویہ، ومقالات وکناش فاخر ہم از از محمد بن زکریا رازی (دیباچہ اکسیر اعظم جلد اوّل صفحہ ۵)۔

(۳) ڈاکٹر محمود نجم آبادی (ایرانی مصنف) نے بھی اپنے رسالے میں رازی کی کل تصنیفات کی طویل فہرست دی ہے۔ اور ہر کتاب پر جدید معلومات کی روشنی میں مفصل تبصرے کئے ہیں وہ بھی تحریر فرماتے ہیں "کتاب الفاخر فی الطب" اس میں سر سے پاؤں تک کی تمام بیماریوں کا بیان ہے اور قانون شیخ کی اکثر شرحوں میں اس کا نام آیا ہے (حکماء اسلام جلد اوّل صفحہ ۲۱۴ مطبوعہ دار المصنفین)

(۴) ملا چلپی صاحب کشف الظنون (المتوفی ۱۰٦۷ھ) نے بھی الفاخر کا دو جگہ تذکرہ کیا ہے پہلی مرتبہ "علم الطب" کے زیر عنوان "الکتب المولفۃ فیہ" کے ذیل میں لکھا ہے (ف فصول بقراط وشروحہ ــــ الفاخر۔ (جلد ثانی صفحہ ۱۰۹۴)) اس مقام پر گویا مصنف کے نام کا ذکر کیا ہے لیکن مقام ذکر کی اہمیت کے اعتبار سے یہ قابل لحاظ ہے، دوسری مرتبہ جلد ثانی ہی میں صفحہ ۱۲۱۵ پر ذکر کیا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں "الفاخر فی الطب۔ للفیلسوف الفاضل ابی بکر محمد بن زکریا الرازی (المتوفی ۳۱۱ھ احدی عشرۃ وثلثمائۃ)۔

(۵) اسماعیل پاشا بغدادی مصنف هدیۃ العارفین ضمیمۃ کشف الظنون نے بھی جلد سادس صفحہ ۲۰۲ بر عنوان الرازی، اس کا مفصل تذکرہ کیا ہے اور الفاخر فی طب کو رازی کی تصانیف میں شمار کیا ہے۔

الفاخر کے حجم و ضخامت اور تعداد جلد کے لحاظ سے درج ذیل معلومات حاصل ہوئیں

(۱) حکیم عبد الحمید صاحب دہلوی متولی ہمدرد دہلی کا نسخہ صرف ایک مجلد ہے۔

(۲) صاحب شرح الاسباب والعلامات علامہ نفیس بن عوض کے پیش نظر صرف ایک جلد ہے جو امراض راس سے لیکر امراض معدہ کو حاوی ہے۔

میری رائے ہے کہ ان کو صرف یہی حصہ کتاب خطی نسخے کا ملا ہے شرح اسباب جلد ثانی پوری سطروں کی سطریں دیدہ ریزی سے دیکھ ڈالیں مگر دوسرے حصے میں کہیں الفاخر کا ذکر نہیں ملا پھر خیال ہوا کہ علامہ نفیس کی معرکۃ الآراء کتاب "نفیسی" کا جائزہ لوں۔ اس کتاب کو شرح الاسباب والعلامات کے بعد علامہ نے تصنیف کیا ہے، جس کی صراحت معالجات نفیسی صفحہ ۲۰۲ میں انہوں نے ان الفاظ میں کی ہے" وادلۃ الفریقین واجوبتہا مذکورۃ فی شرح الاسباب والعلامات چنانچہ میں نے مطبوعہ نولکشور، کلیات و معالجات کے ہزار سے اوپر صفحات کی سطر خوانی نہایت جگر کاوی سے کی مگر اس میں الفاخر کا کہیں بھی سراغ نہیں ملا تب میں نے وہ رائے قائم کی جس کا اوپر ذکر کیا ہے۔

(۳) ڈاکٹر محمود نجم آبادی نے صراحت کی ہے کہ الفاخر کے قلمی نسخے کتبخانہ لینن گراڈ (روس) کتب خانہ شہید علی پاشا (استنبول) اور کتب خانہ آقا حسین ملک (ایران) میں ہیں، ملک کے کتب خانہ کا نسخہ ۳۷۲ صفحوں میں ہے اور ہر صفحے میں ۲۵ سطریں ہیں اس کتاب کے دو حصے ہیں اس کا دوسرا حصہ برلن کے سرکاری کتب خانہ میں موجود ہے، (حکمائے اسلام جلد اول صفحہ ۲۱۲ مطبوعہ دار المصنفین اعظم گڑھ)۔

(۴) مگر علامہ چلپی نے لکھا ہے کہ وھو مجلد ـــ اولہ الحمد للہ رب العلمین الخ یہ صرف ایک جلد ہے۔ جس کی ابتدا ہے الحمد للہ رب العالمین الخ سے

ممکن ہے کہ ان کی دسترس میں علامہ نفیسی کی طرح یہی ایک حصہ رہا ہو۔

مشمولات الفاخر کے لئے صرف تین چیزیں پیش کر سکتا ہوں۔

(۱) علامہ چلپی کی صراحت ذکر انہ جمع فیہ آراء الفلاسفۃ فیما ینفع ویضر من الادویۃ والاغذیۃ واضاف الی ذالک آراء المحدثین والمتقدمین فی الصنعۃ علی نحو ما وردت بمصنفاتھم من عوارض ما یلحق الانسان من الفرق الی القدم لیکون دستوراً یرجع الیہ ورتبہ علی ستۃ وعشرین باباً (کشف الظنون جلد ثانی صفحہ ۱۲۱۵) گو لفظ ذکر سے مجھے شبہ ہو رہا ہے کہ چلپی نے مندرجات کا خود مطالعہ نہیں کیا ہے۔ اس کی عبارت منقولہ میں "من الفرق الی القدم" کے الفاظ واضح کرتے ہیں کہ تصنیفی اعتبار سے کتاب مکمل ہے صرف امراض معدہ تک نہیں ہے۔ اس کی تائید ڈاکٹر محمود نجم آبادی کے حوالوں سے بھی ہوتی ہے۔

(۲) صاحب عیون الانباء نے الفاخر کے مشمولات کے بارے میں جو صراحت کی ہے اس کو نقل کر چکا ہوں۔

(۳) علامہ نے شرح الاسباب والعلامات میں الفاخر کی جو عبارتیں استشہاد کے لئے نقل کی ہیں، انہیں بحوالہ صفحات میں بھی ہدیہ ارباب فن کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ الفاخر کی مندرجہ ذیل عبارتیں شرح الاسباب میں منقول ہیں:

(۱) قال الرازی فی الفاخر ویلزمہ شدۃ ضربان الصداع لما ان الطبیعۃ تروم نقض تلک الابخرۃ وتنقیۃ الروح منھا فتنبض الشرائین وتتحرک حرکۃ شدیدۃ مستکرھۃ لذالک (شرح الاسباب والعلامات جلد اوّل ص۱۷ بحث امراض راس زیر عنوان وقد یکون الصداع من ریاح غلیظۃ)

(۲) وصفۃ علی ما قال الرازی فی الفاخر ان یوخذ عند المغرب لبن معز حمراء فتیۃ صحیحۃ ولدت من اربعین یوماً او اکثر من ذالک بیسیر قد علفت بالخیار والکزبرۃ الرطبۃ والخس وورق بزرقطونا ویغلی فی قدر برام غلیۃ شدیدۃ ثم ینزل عن النار ویصب علی کل رطلین ثلث رطل من السکنجبین الصادق الحموضۃ او ماء الحصرم ویحرک بقضیب رطب من شجر التین مرضوض ماخوذ لحارۃ لیتعلق بما ما الجبن من اللبنیۃ والیتوعیۃ التی فی الخشب

قوة تعينه على الاسهال، حتى يتحلل ثم يلقى فى كرباس صفيقة ويعلق حتى يصفو ويسيل منه الماء ثم يصفى من الغد ويغلى ويخرج رغوته فاذا انقطعت الرغوة يصفى ويشرب مع السكنجبين (شرح الاسباب والعلامات جلد اول صـ٥٧ زیر عنوان دوار بحث امراض راس)

(٣) لان ابن سرافيون ذكر فى كتابه ان الدماغ مقسوم بقسمين يفرق بينهما خط مستوى ليكون مضاعفا حتى اذا اصابه جانب بقى الجانب الآخر على صحته كالعينين والاذنين ووعائى الصدر والخصيتين وما اشبه ذالك والرازى نقل منه هذا الكلام فى كتابه المشهور بالفاخر (شرح الاسباب والعلامات جلد اول صـ١٠٦ بحث امراض راس

(٤) نقل الرازى فى الفاخر عن سرافيون ان فى هذا النوع من الجرب تحدث فى جفن العين ثقب يشبه الثقب الكائنة فى اسافل القصب من التين والذى سمى به معنى هذا يكون التينى بالباء منقوطة بواحدة لكن الاسم اليونانى يخالف هذا القول (شرح الاسباب والعلامات جلد اول صـ١٦٣) امراض چشم میں جرب -

(٥) قال الرازى فى الفاخر وسببه ان مادة السرسام والبرسام حارة لطيفة سريعة التحليل فاذا انصبت الى اللسان وهو عضو سخيف متخلخل مستعد لان يتحلل ما فيه بسرعة تحلل لطيف المادة وصار الباقى صلباً غليظاً غير مستعد للاستفراغ ويزداد يوماً فيوماً ويعين على ذالك ايضاً حرارة موضعه فيتحجر ويبقى على ذالك بخلاف البلغم (شرح الاسباب والعلامات جلد اول صـ٢١٥) امراض اللسان والعينين والفم

کتاب الفاخر کے تعارف اور اس کی افادی قدر و قیمت کے اندازہ کے لئے میری چند سطریں انشاء اللہ کافی ہوں گی۔ مذکورہ بالا تفصیلات کی بنا پر میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ الفاخر واقعی رازی ہی کی تصنیف ہے۔

خاتمہ کلام پر میں اپنی اس آرزو کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ اے کاش! "الفاخر" طباعتی لباس

فاخرہ سے مزین و مرصع ہو کر سامنے آجاتی، اس کے مطالعے سے میرے دیرینہ دلی منورنہ شاد کام ہو جاتے۔

جس طرح رازی کی الحاوی نے دائرۃ المعارف العثمانیہ کی کاوشوں کے نتیجہ میں زیور طبع سے آراستہ ہونے کے بعد ارباب طب و حکمت کی دنیا میں نئی روشنی پیدا کر دی، الفاخر کی روشنی اس میں مزید اضافے کا سبب بن جاتی، نورٌ علی نور۔

فللہ الحمد اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ و آلہ و صحبہ اجمعین۔

••

مسائل حُنین ابن اسحاق

(حکیم) صیانت اللہ، امروہہ

حُنین ابن اسحاق نام ہے اور کنیت ابو زید۔ عرب کے مشہور قبیلہ بنی عاد کی نسل میں ہے، عیسائی مذہب کا پیرو و پابند رہا۔ حیرہ جو عراق کا مشہور شہر ہے اس میں اس کی سکونت تھی، لیکن بغداد میں بھی خاصی زندگی گزری۔ بغداد میں خلیفہ مامون رشید کا درباری طبیب رہا اور خلیفہ متوکل علی اللہ کے عہد تک دربار سے وابستگی رہی۔ ۱۹۴ھ میں پیدا ہوا اور ۷۰ سال کی عمر میں ۲۶۴ھ میں انتقال کیا۔ حنین نہایت ذہین وفطین تھا، اسی لئے اپنے تعلیمی دور میں اپنے استادوں سے محیر العقول سوالات کیا کرتا تھا جس کی وجہ سے اپنے ایک استاد یوحنا ابن ماسویہ کی سرزنش بھی برداشت کرنا پڑی۔

حنین کی تصنیفات و تالیفات اور تراجم کی فہرست خاصی طویل ہے۔ کتاب المسائل بھی اس کی تالیفات کا ایک جز ہے جو مبتدئین و طالبین علم طب کے لئے لکھی گئی ہے۔ زیر نظر کتاب میں طبی درسیات کے بطور، تشجیر کا جو اسلوب اختیار کیا گیا ہے، وہ طالب علموں کے ذہن نشین کرانے کا اس دور کا ایک جدید و بہتر طریقۂ تعلیم ہے۔ لیکن یہ ابھی تحقیق طلب ہے کہ اس کتاب میں جو عمل تشجیر اختیار کیا گیا ہے وہ حنین کا اپنا اسلوب ہے یا حنین کے بعد اس کو اس قالب میں ڈھالا گیا ہے، کیونکہ کتاب المسائل کا جو مخطوطہ رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے وہ تشجیر سے خالی ہے اور عرف عام کی کتابت ہے۔ لیکن اس تحقیق طلب مسئلہ کے باوجود تشجیر کا یہ اسلوب اور طریقۂ تعلیم، مضامین و مسائل کی ترتیب و تقسیم کو سمجھنے اور ذہن نشین کرانے کا آج بھی ایک احسن و اسہل تعلیمی طریقۂ کار ہو سکتا ہے۔

اس کتاب کی تدوین میں بعض شارحین کی رائے ہے کہ حنین اس کتاب کی تسوید کی تکمیل اپنی حیات میں نہ کر سکا اور اس ناتمام تسوید کو اس کے بھانجہ اور شاگرد حُبیش الاعثم نے مکمل کیا، اور اپنی طرف سے بعض اضافات بھی کیے۔ اسی لئے اس کتاب کو کتاب المسائل بزیادات حُبیش الاعثم سے بھی شہرت ملی۔ کن کن مقامات پر حُبیش نے اضافات کیے اس میں محققین کی مختلف آراء ہیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ امراض کے

اوقاتِ اربعہ کے بعد جیش نے اضافات کیے ہیں۔ ایک تحقیق یہ بھی کہ جیش نے صرف تریاقات کا اضافہ کیا ہے۔ ورنہ مکمل کتاب حنین ہی کا مسودہ ہے۔ یہ دونوں رائیں قیاسی معلوم ہوتی ہیں جس کا اثبات کسی مستحکم دلیل سے نہیں کیا گیا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ہر دو محققین کے پاس کتاب کا کوئی ایسا نسخہ موجود نہیں تھا، جس سے اصل مسودہ اور اضافات جیش کا تعین ہو سکتا۔ لیکن زیر نظر کتاب میں ایک ایسی) واضح عبارت بھی موجود ہے۔ جس سے مسودۂ حنین اور اضافاتِ جیش کا تعین ہوتا ہے۔ ادویۂ مرکبہ میں ادویۂ مفردہ کی تعداد کیا ہو اس کے اصول کے بیان میں اصحابِ تجارب واصحاب القیاس کی بحث کے بعد بطور تتمہ یہ عبارت موجود ہے :

"ھھنا انقضی کلام حنین وتبعہ بما ادی بہ جیش من کلامہ"

اس محولہ عبارت سے یہ ثبوت تو فراہم ہوتا ہے کہ حنین کا مسودہ کہاں تک ہے اور جیش نے اضافات کہاں سے شروع کیے۔ لیکن دلیلاً کسی نسخۂ معتبرہ کا ذکر نہیں کیا گیا جس سے یہ عبارت سند بن سکے۔ اگر اس عبارت کو قول فیصل تسلیم کر لیا جائے تو پھر یہ بھی مسلمات سے ہوگا کہ قریباً نصف کتاب حنین کی مرقومہ ہے اور نصف جیش کی۔ پھر بھی ہر دو مذکورہ آرا کے مقابلہ میں جن میں کسی عبارت کا ذکر نہیں کیا گیا ہے اس محولہ عبارت سے کسی حد تک اصل مسودہ اور اضافات کا تعین ہوتا ہے۔

کتاب کی خصوصیات :- نظریاتِ طب یونانی کے اعتبار سے اس میں اگرچہ طب کی نظری وعملی اُن تمام اصناف واقسام کا خصوصی لحاظ رکھا گیا ہے جن کا بطور مبادیات ایک طالب علم کے لئے جاننا از بس ضروری ہوتا ہے۔ لیکن مسائل کو تشریحاً جس طرح تقسیم کیا گیا ہے، وہ کتب متاخرہ سے جداگانہ وممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ نیز ایجازاً وضمناً ایسے مسائل کی نشاندھی ہوتی ہے جن سے شروع ہی سے ایک مبتدی کی ذہن سازی میں مدد مل سکتی ہے۔ مثلاً طب یونانی کے اساسی موضوع، اخلاط اربعہ کے بیان میں خلط سودا کی اقسام کا ذکر اس طرح کیا ہے :

اصناف السوداء صنفان

الطبیعۃ الجاریۃ المجری عکر الدم ویسمی خلطاً سوداویاً وھذا الصنف بارد یابس۔ والخارجۃ من الطبیعۃ ویتولد عن الاحتراق الاخلاط و یسمی فی الحقیقۃ مرۃ سوداء وھی حارۃ یابسۃ وکیفیتھا حادۃ مھلکۃ۔

(کتاب المسائل ص ــــ)

اطباء یونانیین کے یہاں خلط سوداکی اس تعریف و تقسیم میں کوئی اختلاف نہیں اور بعض امراض کا سبب مرۃ سوداکو قرار دیتے ہوئے ان کو عسیر البرأ اور مہلک بھی کہا ہے۔ لیکن سودا کی تعریف و لصفات کے بیان میں اس کو حنین کے علاوہ متاخرین میں کسی نے بھی "وکیفیتہا حادۃ مہلکۃ" نہیں کہا ہے۔ مگر ایک طالب علم کے ذہن میں ابتدائی تعلیم ہی سے مرۃ سوداکی ہلاکت آفرینی مستحضر ہے تو آئندہ امراض و اسباب کی تعلیم میں سرطان جیسے مہلک اور خنازیر و جذام جیسے موذی و عسیر البرأ امراض کے اسباب میں مرہ سوداکے عوامل کو سمجھنے میں آسانی ہو سکتی ہے۔

کتاب المسائل سے امراض آلیہ جن کو متاخرین نے امراض الترکیب سے تعبیر کیا ہے۔ ایک علمی و تحقیقی طلب بحث کا در بھی کھلتا ہے۔ یہ کہ حنین نے اپنے اساتذہ و متقدمین کی نظریاتی رہبری میں امراض آلیہ کی چار اقسام بیان کی ہیں:

مرض الخلقۃ ، مرض المقدار ، مرض العدد ، مرض الوضع

اس تقسیم کو متاخرین نے بھی مسلم قرار دیا ہے۔ حنین نے مرض الخلقۃ کی پانچ اقسام اسطرح بیان کی ہیں:-

(۱) مرض الشکل کالرأس المسفط
(۲) مرض التجویف مثل ان یکون اخمص القدم ممتلی
(۳) مرض المجاری وہذا بان یضیق ویتسع
(۴) مرض الخشونۃ کخشونۃ قصبۃ الریۃ
(۵) مرض الملابسۃ کملابسۃ الرحم
(کتاب المسائل مش)

لیکن متاخرین نے جن میں شیخ بوعلی سینا بھی شامل ہے۔ مرض الخلقۃ کو چار اقسام میں تقسیم کیا ہے اور مرض الخشونۃ اور مرض الملابسۃ کو امراض السطوح میں شامل کر کے ایک ہی مرض قرار دیا ہے۔ یہ ترمیم و تبدل کس دور میں اور کن ہاتھوں سے ہوا، یہ تحقیق طلب ہے اور بحث طلب بھی۔

نظریاتِ طب یونانی کے اعتبار سے طب یونانی کے دورِ عروج کو علاج بالدواء بطور مفردات و ترکیب نسخہ سے علحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح موجودہ فنی انحطاط و زوال بھی علاج بالمفردات و اصولِ ترکیب نسخہ سے اغماض و صرف نظر کو، ایک اہم سبب تسلیم کرنا ہوگا۔ علاج الامراض و ازالۂ علیب میں امامانِ فن نے علاج بالمفردات و مرکبات اور علم الادویہ کے جو اصول و قوانین کلیہ مرتب کیے تھے ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مگر آج کے طبی نصاب میں ابتدائی درجات کے لئے

علم الادویہ کی ضمنی معلومات کے بطور جو کتابیں جزءِ نصاب ہیں وہ یا تو اتنے ایجاز و اختصار پر مشتمل ہیں کہ ایک ابتدائی درجہ کے طالب علم کے لئے کفایت نہیں کرتیں، یا اتنے اطناب و مطوّلات پر محمول ہیں کہ ان کی طویل فہرستِ مضامین کو دیکھ کر ہی ایک مبتدی خوف زدہ ہو جائے۔

کتاب المسائل میں علم الادویہ کے جو عنوانات و مندرجات ہیں وہ قوانین کلّیہ و موضوعات کے اعتبار سے بہت حد تک ذہن رسا ہیں اور تشجیراً جو کلیات ادویہ بیان کیے گئے ہیں ترتیب و بیان کے لحاظ سے بھی حنین کو اس میں ایک امتیاز حاصل ہے۔ کلیات طب کے جزءِ عملی میں بطور مداوات و علاج تین امور کو اہمیت دی گئی ہے: اصلاح ستّہ ضروریہ، استعمال الادویہ، علاج بالید۔

حنین نے اوّل و آخر امور کا ضروری حد تک ذکر تو کیا، لیکن ان دونوں امور کے مقابلہ میں استعمال الادویہ پر بہت زیادہ توجہ صرف کی ہے۔ اگر شروع ہی سے ایک طالب علم کے ذہن پر یہ اصول کلیہ مرتسم ہو جائیں، تو آخر تک یہ اصول شمع رہ علم و عمل ثابت ہوں گے۔ علاج بالمفردات میں استخراج مزاج نسخہ ہمارا فنی سرمایہ افتخار و نشان امتیاز رہا ہے اور اطبائے حذاق کے لئے یہ خصوصیت نقطۂ انعطاف بھی تھا۔ یہی کلیاتِ ادویہ استخراج مزاج نسخہ کے رہنما اصول رہے ہیں اور آج بھی ہو سکتے ہیں۔

ابتدائی ہندوستان میں طبی نصاب تعلیم کی جو تدوین ہوئی ہے۔ اس پر اگر نظر ڈالی جائے تو مختلف درجات و ادوار میں مبتدیین و منتہیین کے لئے جو درسی کتب شامل نصاب رہی ہیں وہ قانونچہ، میزان الطب، طب اکبر، کفایۂ منصوری، مفرح القلوب، موجز القانون، سدیدی، اقسرائی، شرح الاسباب والعلامات، نفیسی، اور کتاب القانون پر مشتمل ملتی ہیں۔ لیکن اگر ان کتب کے مشمولات کا تجزیہ کیا جائے تو ان تمام کتب پر کتاب القانون کا عکس نظر آتا ہے۔ حتّٰی کہ بعض وہ کتب جن کی بطور مطالعہ خاص اہمیت رہی ہے اور رواج بھی ہے ان کی بعض عبارات تو کتاب القانون کا بعینہٖ عکس معلوم ہوتی ہیں۔ اس محل پر میں صرف ایک مثال پر اکتفا کروں گا جبکہ کچھ دیگر مثالیں بھی موجود ہیں۔ ذخیرۂ خوارزم شاہی اسماعیل جرجانی کی مشہور کتاب ہے۔ اس میں امراض وبائیہ کے ذیل میں ایک عبارت ہے کہ:

"ہرگاہ کہ بینند حشرات الارض و جانوران زمینی کہ از عفونت تولد کنند"

(ذخیرۂ خوارزم شاہی، جلد پنجم ص ۶۵)

یہ عبارت کتاب القانون کے اسی موضوع کی ایک عبارت کا ترجمہ معلوم ہوتی ہے کہ:

"وتری الحیوانات المتولدۃ من العفونۃ قد کثرت" (کتاب القانون ج ۲ ص ۹۵)

مذکورہ بالا مثال ماضی بعید کی تھی ۔ ماضی قریب کی دو مثالیں بھی دلچسپی سے خالی نہ ہونگی ۔

(۱) " لیکن فن طب کی تکمیل کے لحاظ سے یہ بات باقی رہتی ہے کہ عملی طور پر صحت کی حفاظت اور مرض کا ازالہ کیا جائے تو یہ ضروری ہے کہ دونوں حالتوں (حفظ صحت وازالۂ مرض) کے لئے بھی ان کے اسباب و ذرائع کے لحاظ سے کچھ موضوعات ہوں، اور وہ تین ہیں : اوّل : ستہ ضروریہ میں تصرف کرنا ۔ دوم : ادویہ کا استعمال کرنا ۔ سوم : دستکاری (اعمال ید) " (قانون عصری ص۲۰)

(۲) " علاج تین امور سے مکمل ہوتا ہے، یعنی علاج تین امور سے کیا جاتا ہے : (۱) تدبیر سے یعنی اسباب ستہ ضروریہ، یا چھ ضروری اسباب کھانا پینا ہوا، ریاضت وغیرہ میں تغیر و تبدل اور ہیر پھیر کرنے سے ۔ (۲) دواؤں سے (۳) اعمال ید یا دستکاری سے ۔"

(افادہ کبیر ص۱۲۵)

مذکورہ بالا دونوں مثالیں بعینہٖ ترجمہ ہیں کتاب القانون کی حسب ذیل عبارت کا :

" قول کلی فی العلاج ۔ نقول ان امر العلاج ۔ یتم من احد اشیاء ثلثہ احدھا التدبیر والتغذیہ والاخر استعمال الادویہ والثالث استعمال اعمال ید والتی بالتدبیر المتصرف فی الاسباب الضروریہ ..... الخ (کتاب القانون ج۱ ص۲۶۰)

چنانچہ یہ بات ثابت ہوئی کہ ہماری نصابی کتب کے ایک بڑے حصہ کا ماخذ کتاب القانون ہو تو پھر یہ سوال بھی پیدا ہوگا کہ خود کتاب القانون کے ماخذ کیا ہیں ۔ شیخ کی ذہنی افتاد طبع کے مطابق شیخ کی تصنیفات و تالیفات میں بعض متقدمین کو اگر اسماً کچھ مقام ملا ہے تو جالینوس کا نام زیادہ سامنے آتا ہے ۔ بقراط و دیگر متقدمین کے نام کم سے کم ملتے ہیں اور یہ بات شاید تعجب سے سُنی جائے کہ ابوبکر محمد ابن زکریا رازی کا نام لئے بغیر طنزاً " قد زعم بعض المتطببین " کہکر اس پر تنقید بھی کی اور فرصت لاحق ہوئی تو رازی کی مشہور کتاب ' الحاوی فی الطب ' سے استفادہ کرتے ہوئے پوری پوری عبارتیں معمولی ترمیم کے ساتھ کتاب القانون میں نقل کرلی ہیں ۔ نظیراً یہاں صرف ایک مثال کافی ہوگی :

" یقطع العضل ویجعل فی برنیۃ قد کان فیہا خل ویطین رأسہا وتوضع فی زاویۃ یستقبل الجنوب ولا یستقبل الشمال

البتة فی الصیف الشدید اربعین یوما عند طلوع الکلب و اقلبها فی کل یوم فی الصیف الحر جمیع نهارها ثم خذه فانک تجد العضل قد ارحی مائه نخذ ذالک الماء و یخلط بعسل دانق و اعط منه ملعقة صغیرة للصبی و کبیرة للرجل ۔" (کتاب الحاوی جزء سابع ص۱۴۳)

" یوخذ الاشقیل و یجعل فی برنیة قد کان فیها خل و لیشد راسها بصمام قوی و یعلی بجلد الثخین و یترک فیه اربعین یوما اولها قبل الطلوع الشعری بعشرین یوما و تنصیب البرنیة فی الشمس معترضة الجنوب و ینقلب کل حین لیکون مایصل الی اجزاءه من الحر متشابهة الوصل ثم یفتح البرنیة فیجد الاشقیل کالمطبوخ المتهرا فیعصر و تاخذ عصارة و تخلط بعسل و تسقی من کل یوم قدر ملعقة ۔"
(کتاب القانون جلد ثالث ص۱۷۱)

ہر دو محولہ بالا عبارتوں میں کس حد تک یکسانیت ہے اور شیخ کی عبارت میں کس طرح مترادفات کی کارفرمائی ہے، یہ بات ارباب نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی ۔ ان کے علاوہ بھی کتاب القانون کی صرف جلد ثالث سے ایسی ۳۹ عبارتیں منقولات کے بطور پیش کی جا سکتی ہیں جس کا یہ محل نہیں ۔

اس ذیل میں اگر زیر تبصرہ "کتاب المسائل" کا سطراً سطراً جائزہ لیا جائے تو یہ باور کرنے میں ذرا بھی دقت نہ ہوگی کہ کتاب المسائل بھی کتاب القانون کا ماخذ رہی ہے اور اس ادعا کے ثبوت میں چند عبارتیں کافی ہوں گی ۔ ماقبل صفحہ میں "قانون عصری" اور "افادۂ کبیر" کی دو عبارتوں کا ماخذ کتاب القانون کی مندرجہ ذیل عبارت ثابت کی جا چکی ہے :

" قول کلی فی العلاج ۔ نقول امر العلاج یتم من احد اشیاء ثلثة احدها التدبیر و التغذیة، والآخر استعمال الادویة، و الثالث اعمال ید و نعنی بالتدبیر التصرف فی الاسباب الضروریة الخ " (کتاب القانون جلد رابع ص۱۶۲)

اور مذکورہ بالا عبارت ماخوذ ہے درج ذیل عبارت سے : " المداواة علی العموم بثلثة اشیاء ۔ اصلاح الستة الضروریة، استعمال الادویة بایرادها علی البدن من داخل او خارج و علاج الید ۔" (کتاب المسائل ص۱۰)

موضوع و نفسِ مسئلہ کی ثلاثی تقسیم میں مکمل یکسانیت کے ساتھ اگر کتاب القانون کی عبارت "قول کلی فی العلاج" اور کتاب المسائل کی عبارت "المبدا و قد علی العموم" کا اُردو میں ترجمہ کیا جائے تو یقیناً ترجمہ ایک ہی ہوگا۔ اسی طرح اعراض مضار افعال کے ذیل میں ایک یہ عبارت ہے:

"ومضار الافعال علی وجوہ ثلثۃ بان الافعال اما ان ینقص کالبصر تضعف رویۃ فیری اقل اکثر اھاو اقرب مسافۃ والمعدۃ لاتنہضم اعسر وابطأ واقل مقداراً۔ واما یتغیر کالبصر مالیس اویری الشیٔ و یتغایر ما علیہ و کالمعدۃ یفسد الطعام و یسیٔ ھضمہ اما ان یبطل اصلاً کالعین لایری والمعدۃ لاتہضم البتۃ" (کتاب القانون ج اوّل ص ۱۶۲)

مندرجہ ذیل عبارت یقیناً اس کا ماخذ ہے:

"اجناس الاعراض وعددھا ثلثۃ الاوّل ان بصر

وینقسمہ الی

بطلان الفعل	ولقصانہ کظلمۃ البصر	وتغیرہ عن حالہ
کالعمی والتخمہ	وابطاء الھضم	

مثل ان یری قدام عینیہ بقلی اوعیسا نہا و تغیر الطعام فی معدتہ الی الدخانیہ والحموضۃ" (کتاب المسائل ص ۷)

ہر دو عبارتوں کے موضوع میں نہ صرف مماثلت ہے، بلکہ اعراض الافعال کی مثالیں تک یکساں ہیں۔ یہاں بطور جملہ معترضہ یہ بات بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگی کہ فی زمانا عرف عام کی زبان میں دو مرض گیس اور تیزابیت بلائے عام کی حیثیت رکھتے ہیں۔ دخانیہ اور حموضۃ ان کی اچھی تعبیر ہے۔

یہ سلسلۂ تطابق خاصا طویل ہے اور مثالوں کی بھی مزید گنجائش ہے اگر طولِ کلام سے محترز رہتے ہوئے ایک مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر نہ صرف مطابقت بلکہ نئی ضرورت کے تحت اس محل پر اس کا اظہار ضروری بھی ہے۔

حنین نے امراض آلیہ وترکیبیہ میں مرض الخلقۃ کی جس طرح تقسیم کی اور ان کی جو مثالیں بیان کی ہیں سوائے ایک معمولی ترمیم کے یہ عبارتیں اور مثالیں کتاب القانون کے ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں اور ان امراض کے اسباب کا ذکر شروع ہوا تب بھی یہ ماخذی مماثلت برقرار رہی۔ مثلاً مرض الخلقۃ کی تیسری اور چوتھی اقسام یعنی مرض التجویف اور مرض المجاری کے تین اسباب اس طرح بیان کیے گئے ہیں:

اسباب المجاری والتجویف

لانضمام یکون بشدۃ قوۃ الماسکۃ — والتحام — والسدۃ تکون بشی ینفخ فی المجری
او بضعف الدافعہ وغلبۃ برد او قبض — یکون — مثل کیموس او حجر او دم جامد
او یبس او خفظ وثاق او سدۃ او واقعۃ — تتقدم — او مدۃ او شی ینبت فی المجری
تحرج علی الشکل او ودم یحدث فیہ — قرحۃ — کاللحم الفوائد والثولول

(کتاب المسائل ص۸)

اسی مسئلہ کو کتاب القانون میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"وقد تعرض السدۃ لالتحام المنفذ بسبب اندمال قرحۃ فیہ او ینبت شی زائد کنبات لحم ثولولی ساد او لانطباق المجری لمجاورۃ ورم ضاغطۃ او لیقبض برد شدید او لیشد یبس حادث من المقبضات او شدۃ قوۃ من القوی الماسکۃ او یعصب عصابۃ شدید الشد وانشاء یکثر فیہ السدد لکثرۃ احتقان الفضول ویقبض البرد" (کتاب القانون ج اول ص۱۴۹)

یہ قریب قریب دونوں مماثل عبارتیں اسباب مجاری کے التیام وانضمام کی ہیں۔ اتساع مجاری کی تقسیم اس طرح بیان کی گئی ہے:

تنقسم اسباب اتساع الی

حرکۃ ردیہ — او ضعف — او غلبۃ — او ادویۃ
من الدافعہ — من الماسکۃ — الحرارۃ — فتاحیہ

(کتاب المسائل ص۸)

مذکورہ بالا مماثل عبارتوں اور نفس موضوع کا یہ عکس ماضی ہمارے سامنے حال کے بعض امراض کی کثرت کی تصویر پیش کر رہا ہے۔ آج کل قلبی امراض کس حد تک عمومی حیثیت رکھتے ہیں وہ کسی فرد سے بھی پوشیدہ نہیں۔ لیکن یہ سمجھا جا رہا ہے اور بار بار یہ کرایا جا رہا ہے کہ یہ تحقیقات جدیدہ کا ماحصل ہیں۔ حالانکہ انجائنا'
بلڈ پریشر'
یا ان جیسے دیگر اور امراض قلب و شرائین' ان سب کا تعلق شرائین کی طبعی ساخت میں غیر طبعی حالات پیدا ہو جانے سے ہے' جو مکمل طور پر مذکورہ بالا اسباب امراض مجاری و تجاویف سے محصور ہیں اور ہماری کتب قدیمہ میں ان کا اجمال و تفصیل بھی موجود ہے۔

یہاں صرف ایک مثال شاید بے محل نہ ہو۔ ابوبکر محمد ابن زکریا رازی کا نے الرابعة من الاعضاء الآلمہ کے حوالہ سے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ :

"کان رجل طبیب فی عرفہ جمیع ضروب الاختلاف بلاحمی
فأعلمته' ان ذلک لسدة فی الشریان الذی فی الرئہ ثم جعلت أسئلہ
هل یجد ابہ ضیق نفس فقال : لا، ثم بدا بہ فاشتد أمرہ وانحلت
قوتہ وأخذہ الغشی ومات کما یموت أصحاب علل القلب۔"

(کتاب الحاوی الکبیر' جز ۷، ص ۷)

پھیپھڑے میں آنیوالی شریان اور اس میں سدہ لاحق ہو جانے کی تشخیص اور علامات مہلکہ کی دریافت اسباب امراض مجاری ہی متعلق ہے۔ آج کل کے قلبی و دماغی امراض کی عمومیت اور اسباب خارجی و داخلی کی وسعت کو کتاب المسائل کے بیان کردہ ان نکات کلیات کے تحت ایک مبتدی طب کی اس طرح ذہن سازی ممکن ہے کہ وہ بغیر کسی احساس کمتری کے حال و مستقبل کی تحقیقات سے ہم آہنگ ہو سکے اور پوسٹ گریجویشن میں پہنچ کر ایک کامیاب محقق اور ریسرچ اسکالر کہلا سکے۔

کتاب المسائل' کلیات طب پر ایک مختصر ترین کتاب ہے جو صرف ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے $\frac{18}{8}\times\frac{22}{}$ سائز ہے۔ چونکہ موضوعات تشجیر آ ہیں اس لئے ہر صفحہ کی سطروں کا تعین نہیں ہو سکتا۔ کاغذ' روشنائی اور کتابت سے کم از کم تین سو سال قدامت کا اندازہ ہوتا ہے۔ خط باریک ہے۔ کتاب میں کتابت کی کافی اغلاط ہیں اور کہیں کہیں مسائل بھی ناتمام ہیں۔ یہ کتابت کی غلطی ہو سکتی ہے ۔۔۔۔۔۔ میری نظر میں زیر تبصرہ یہ مخطوطہ ترجمہ و تنقیح کے بعد ابتدائی درجات طب کے لئے موزوں و مناسب ہے۔

جناب حکیم اسرار الحق

رسالہ فی المعالجات لابن بیطار

یہ رسالہ ابن بیطار کی تصنیف ہے۔ خط نستعلیق، زبان عربی، سائز ۱۷×۲۵، صفحات ۴۰، کاتب بابا حسن ہیں ۱۳۰۹ھ کی کتابت ہے۔ رسالہ شفاء الملک حکیم مظاہر احمد صاحب کے یہاں سے آیا ہے۔ اس پر حکیم صاحب موصوف کا دستخط ہے۔ اور رسالہ کا نام بھی انہیں کے قلم سے ہے "ہذا الرسالہ من ابن بیطار" یہ رسالہ خدا بخش لائبریری میں ہے۔

ابن بیطار ساتویں صدی ہجری کے آدمی ہیں۔ ان کا تعلق مالقہ کے ابن بیطار خاندان سے تھا۔ اردو دائرۂ معارف اسلامیہ دانش گاہ پنجاب ج ۱۵ ص ۴۳۹ لاہور نے مختلف حوالہ جات سے ابن بیطار کا تعارف اس طرح کرایا ہے۔

ابو محمد عبداللہ بن احمد ضیاء الدین ابن البیطار المالقی جڑی بوٹیوں اور نباتات کا مشہور ماہر اس کا تعلق غالباً مالقہ کے ابن البیطار خاندان سے تھا۔ (قب ابن الاثار؛ المعجم شمارہ ۳۵، ۱۶۵، ۴۱۴)

اور وہ چھٹی صدی ہجری / بارہویں میلادی کے ربع آخر میں پیدا ہوا تھا، علم نباتات میں اس کے استاد کی حیثیت سے ابو العباس النباتی کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے جس کے ساتھ وہ اشبیلیہ کے گرد و نواح میں پودے جمع کرتا تھا۔ تقریباً بیس سال کی عمر میں وہ علم نباتات کے مطالعہ کی غرض سے افریقہ، مراکش اور ٹیونس اور الجزائر کی سیاحت پر روانہ ہوا۔

جب وہ مصر پہنچا تو وہاں ایوبی خاندان کا بادشاہ الملک الکامل حکومت کر رہا تھا۔ ابن البیطار نے اس کی ملازمت اختیار کر لی اور وہ رئیس علی سائر العشابین " (تمام ماہرین نباتیات کا افسر اعلیٰ) مقرر ہوا۔ الملک الکامل کی وفات کے بعد اس کے بیٹے الملک الصالح نجم الدین کے عہد میں بھی جو دمشق میں رہتا تھا۔ وہ اپنے منصب پر بدستور مامور رہا۔ دمشق کے قیام کے زمانہ میں اس نے شام اور ایشیائے کوچک میں جڑی بوٹیوں کے جمع کرنے اور ان کا مطالعہ کرنے کا کام جاری رکھا اور اسی موضوع پر دو کتابیں لکھیں، جو اس کے مطالعہ اور تحقیق کا نچوڑ ہیں اور جن کی بدولت اسے بہت شہرت حاصل ہوئی۔

کتاب الجامع فی الادویہ المفردۃ (ابن اصیبعہ ج ۲ ص ۱۳۳) جو ۱۲۹۱ھ میں "کتاب الجامع المفردات الادویہ والاغذیہ" کے نام سے چار جلدوں میں بولاق میں طبع ہوئی۔

یہ کتاب حیوانات، نباتات اور معدنیات کے ذریعہ معالجہ کے سہل نسخوں کا مجموعہ ہے جنہیں اس نے یونانی اور عرب مصنفین کی کتابوں اور خود اپنے تجربات سے فراہم کیا تھا۔ یہ کتاب حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کی گئی ہے۔ دوسری کتاب "المغنی فی الادویۃ المفردۃ" یا المغنی فی العلاج بالادویۃ المفردہ" یہ مفرد دواؤں پر ایک کتاب ہے جسے اعضائے ماؤف کے اعتبار سے سہل شکل میں طبیبوں کے استعمال کے لئے مرتب کیا گیا ہے۔

ابن البیطار نے ۶۴۶ ہجری/۱۲۴۸ء میں دمشق میں انتقال کیا۔

مذکورہ کتاب کا ترجمہ جے وی سنتھائی مرنے کیا ہے، وہ ناقص ہے لیکن لیکلرک (Leclerc) نے اڈیشن ۱۸۷۷-۱۸۸۳ء میں طبع کیا ہے۔ اسے قابل اعتبار سمجھا جا سکتا ہے۔ زیر نظر رسالہ غالباً اس کی دوسری کتاب ہے جو المغنی فی الادویۃ المفردہ یا المغنی فی العلاج بالادویۃ المفردہ کے نام سے موسوم ہے کیونکہ اب تک اس کی دو کتابوں کا ہی پتہ لگ سکا ہے۔ یہ رسالہ زمانہ کی وجہ سے معالجات لابن بیطار کے نام سے موسوم ہو سکتی ہے کہ کاتب کو یہ تو معلوم تھا کہ رسالہ ابن بیطار کا ہے لیکن نام کی تصریح نہ تھی۔ اس لئے یہ دیکھ کر کہ کتاب میں امراض اور اس کے علاج ہیں معالجات لابن بیطار نام لکھ دیا۔ اس کتاب کا مخطوطہ اسکندریہ میں موجود ہے۔ اس کے تقابلی مطالعہ سے اس کی تصدیق ہو سکتی ہے۔

ابن اصیبعہ جو اس کا ہم عصر ہے اور جسے اس کے ساتھ جڑی بوٹیوں کی تحقیق کا موقع ملا ہے۔ وہ اس کا تعارف بڑے شاندار الفاظ میں کراتا ہے۔ اس کے اخلاق حسنہ صفات جمیلہ جود و سخا رافت و رحمت حسن معاشرت علم و فضل تحقیق و تفتیش، عقل و دانش، تجربہ و مشاہدہ فہم و فراست ذکاوت و درایت فی النبات کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔

اس کی ملاقات ابن بیطار سے ۶۳۳ھ میں دمشق میں ہوئی وہ اس کے علم و فضل تحقیقات و تنقیحات اور علم نباتات میں اس کی معلومات کو دیکھ کر اس کا ایسا گرویدہ ہوا کہ اس کے ساتھ مل کر اس نے اپنی تحقیقات کو جاری رکھا۔

ابن اصیبعہ اس کے سامنے دیسقوریدوس اور جالینوس کی کتابوں کو پڑھتا تھا۔ اور ابن البیطار نباتات کے یونانی، شامی اور دوسرے ممالک میں بولے جانے والے نام بتاتا۔ پھر اس کے افعال و خواص پر تبصرہ کرتا۔ دیسقوریدوس نے جڑی بوٹیوں کے مزاج افعال و خواص کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اسے بیان کرتا۔ پھر اس دوا کے متعلق جالینوس کی رائے بیان کرتا۔ اور متاخرین نے اس کے متعلق کیا لکھا ہے، متقدمین سے کیا اختلاف کیا ہے، بیان کرتا پھر ان کے افعال و خواص کے متعلق ان کی غلطیوں کی نشاندہی کرتا۔ اس کے ساتھ مل کر ان کتابوں کو جمع کرتا تھا۔ سب

سے زیادہ تعجب خیز اور حیرت انگیز یہ بات ہے کہ دلیقوریدوس اور جالینوس کی کتابوں میں جتنی دوائیں ہیں وہ اسے جب تک اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لیتا اور اس کے افعال و خواص کی تحقیق نہ کر لیتا۔ بیان نہیں کرتا تھا۔

وہ اس کی جلالت شان، عزت تمکنت کا ہر جگہ خیال رکھتا ہے۔ اس کا تعارف ان الفاظ شروع کرتا ہے۔ ضیاء الدین بن البیطار ھو الحکیم الاجل العالم ابو محمد عبد اللہ بن احمد، المالقی النباتی یعرف بابن البیطار، اوحد زمانہ، علامۃ وقتہ فی معرفۃ النبات وتحقیقہ واختیارہ ومواضع نباتہ ونعت اسمائہ علی اختلافہا وتنوعہا۔

وہ ابن بیطار کی تصانیف کی تعداد چار لکھتا ہے۔

۱۔ الابانۃ والاعلام بما فی المنہاج من الخلل والاوھام شرح ادویہ کتاب دلیقوریدوس۔ ۲۔ کتاب الجامع فی الادویۃ المفردۃ۔ ۳۔ کتاب المغنی فی الادویۃ المفردہ ۴۔ کتاب الافعال الغریبۃ والخواص العجیبۃ۔

ابن اصیبعہ کے بیان سے اس کے نام کی بھی تحقیق ہو جاتی ہے۔ نام ضیاء الدین عبد اللہ کنیت ابو محمد عرف ابن البیطار والد کا نام احمد ہے۔ ایک شبہ اور رہ جاتا ہے۔ ابن اصیبعہ کی شاگردی کا تو وہ بھی ابن اصیبعہ کے قول "اول اجتماعی بہ کان بدمشق" سے رفع ہو جاتا ہے۔ دونوں کی ملاقات دمشق میں ہوئی دونوں نباتات کے عالم تھے جس طرح ایک اسکالر دوسرے اسکالر سے استفادہ کرتا ہے۔ ابن اصیبعہ نے بھی ابن البیطار سے استفادہ کیا اور اس کا اقرار وہ فخر کے ساتھ کرتا ہے۔ غالباً اس کے شاگردی کا شبہ لوگوں کو اس کے لفظ قرأت علیہ سے ہوتا ہے۔

رسالہ معالجات لابن بیطار میں مصنف نے حمد و نعت کے بعد رسالہ کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ کتاب پندرہ بابوں پر مشتمل ہے۔

پہلا باب۔ اسباب ضروریہ کی تعدیل کے بیان میں، دوسرا باب۔ فضلات بدن کے بیان میں، تیسرا باب۔ جنس فضلات کے بیان میں، چوتھا باب۔ امراض راس کے علاج کے بیان میں، پانچواں باب۔ امراض حلق کے علاج کے بیان میں، چھٹا باب۔ امراض آلات تنفس کے علاج کے بیان میں، ساتواں باب۔ امراض آلات غذا و امراض بطن کے علاج کے بیان میں، آٹھواں باب۔ امراض آلات بول کے علاج کے بیان میں، نواں باب۔ امراض آلات براز کے علاج کے بیان میں، دسواں باب۔ امراض فخذ، ساق۔ قدم کے علاج کے بیان میں، گیارہواں باب۔ بخاروں کے علاج کے بیان میں، بارہواں باب۔ امراض جلد کے علاج کے بیان میں،

تیرھواں باب - امراض زینت کے بیان میں، چودھواں باب - زہر اور دوا سمیہ کے ذریعہ علاج کے بیان میں، پندرھواں باب - اہم اور ضروری وصیتوں کے بیان میں۔

پہلے باب میں اسباب ضروریہ اور حرکت وسکون کے اعتدال کو بیان کرتے ہوئے ریاضت (ورزش) کے منافع کو بیان کیا ہے۔ چہل قدمی اور گھوڑے کی سواری کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ گھوڑے پر سواری کرنا ان لوگوں کے لئے مضر ہے جن کے جسم کے اوپر کے حصے (نصف اعلیٰ) میں درد یا قرحہ (زخم) ہو اور یہ بھی بتایا ہے کہ گھوڑے کی سواری نصف بدن کی ریاضت ہے۔ فضلات کو معدہ سے نکالنے میں معین ومعاون ہے۔ چہل قدمی جسم کے نچلے حصہ کی ریاضت ہے اور ان لوگوں کے لئے مضر ہے جن کے نصف اسفل میں درد یا زخم ہو۔

استحمام (حمام میں غسل کرنا) کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ وہ سلعۂ خنازیر وجع المفاصل، سبل فی العین اور سوداوی لوگوں کے لئے مفید ہے۔

نوم ویقظہ: کے ذکر میں بیان کرتے ہیں کہ زیادہ سونا بدن کے لئے مضر ہے اس سے بدن میں ترہل (ڈھیلاپن) پیدا ہوتا ہے اور رات کے کھانے کے بعد فوراً بعد سونا برا ہے اور دن کو کھانے کے بعد سونا (قیلولہ) بہتر ہے۔

کثرت طعام کی مضرت:- زیادہ کھانے کے نقصان کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ زیادہ کھانا معدہ کی حرارت کو بجھا دیتا ہے جس طرح زیادہ لکڑی کی ایک آگ پر ڈال دی جائے تو وہ بجھ جاتی ہے زیادہ کھانے کی وجہ سے غیر منہضم غذا جسم میں جاتی ہے جس سے سقوط قوت اور اطفاء حرارت ہوتی ہے۔

پھر فصول دہرا کا ذکر ہے اس سلسلہ میں اہم بات یہ بتائی ہے کہ نابالغ بچوں کا استفراغ نہیں کرنا چاہئے ہاں جب بہت ضروری ہو تو استفراغ کی دوا دی جا سکتی ہے۔

دوسرا باب فضلات بدن کے ادرار (نکلنے) کے بیان میں اس میں لکھتے ہیں کہ فضلات بدن دس ہیں۔ دموع (انسو)، تھوک، رینٹھ، دودھ، منی، حیض، بول، براز، بخار، عرق (پسینہ) پھر ہر ایک کے ادرار (اخراج) کی ضرورت کن کن امراض میں ہوتی ہے ان کو بیان کیا ہے۔ اس کے بعد مسہل صفرا وسودا ادویہ کا بیان اور اس کے نسخہ جات ہیں اور حقنہ (انیما) کے بعض نسخے دیئے گئے ہیں۔

تیسرے باب میں حبس فضلات اور اس سے پیدا ہونے والی بیماریاں اور اسکا علاج و دوا مذکور ہے۔

چوتھے باب میں سر میں پیدا ہونے والی بیماریوں کا ذکر ہے اس ضمن میں صداع (درد سر) اس کے اقسام اور علاج صرع (مرگی)، مالیخولیا، جنون، نسیان۔ امراض عین میں رمد، شور العین، قروح العین، بیاض العین

ردع السبل، ظفرہ، جرب الجفن، سلاق، ناصور الانف، پلک کی مختلف بیماریاں اور ناک، دانت منہ کی بیماریوں کا ذکر ہے۔

پانچواں باب میں حلق اور گردن میں پیدا ہونے والے امراض کا علاج ہے۔ مرض خناق کے بیان میں لکھتے ہیں۔

الخوانیق هو ورم حار یعرض فی الحلق من داخل وهو مرض مخوف خطر اکثر خطرہ الی الیوم الرابع لانہ اکثر ما یقتل دون خمسة ایام وعلاجہ المبادرة بالفصد عند اول الاحساس بالورم وعسر البلع۔ خناق ورم حار ہے جو حلق کے اندرونی حصہ میں پیدا ہوتا ہے اور وہ نہایت ہی خطرناک مرض ہے۔ زیادہ تر اس کا خطرہ چوتھے دن ہوتا ہے کیونکہ زیادہ تر خناق کے مریض پانچ دن سے کم ہی میں فوت ہو جاتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ورم حلق اور مشروب وماکول فرو کرنے میں تکلیف کا احساس ہو تو فوراً فصد لینا چاہئے۔ علاج کے سلسلہ میں لکھتے ہیں۔

دواء یشفی نجاصة من جمیع اوجاع الحلق وهو ان یختنق الافعی بخیط الابریشم الاحمر فاذا مات ذالک والخذ الخیط عنہ فاحفظ۔ فانہ تریاق عجیب تشفی من جمیع سائر اوجاع الحلق ...... اذا علق فی العنق۔

ذکر جالینوس انہ ابرء جماعة من الخوانیق والخنازیر ھذا التدبیر ص ۱۷۸۔

خناق وخنازیر کی فیتہ:۔ وہ دوا جو بالخاصہ حلق کی تمام تکلیفوں اور دردوں کو دور کرتی ہے یہ ہے کہ افعی کے گردن میں سرخ ریشم کا دھاگہ باندھ کر اس کو اتنا کسا جائے کہ اس کا دم گھٹ جائے اور وہ مر جائے۔ افعی کے مرنے کے بعد دھاگے کو لیکر محفوظ رکھو کیونکہ وہ عجیب تریاق ہے اس کا گردن میں لٹکانا حلق اور گردن کے تمام دردوں کو دور کرتا ہے۔

جالینوس نے بیان کیا ہے کہ اس نے اس تدبیر سے خناق اور خنازیر کے بہت سے مریضوں کو اچھا کیا ہے۔

اس کے بعد سعال (کھانسی) کا علاج اور اس کی دواؤں کا بیان ہے۔

چھٹے باب میں آلات تنفس کے امراض اور اس کا علاج بیان کیا ہے اس ضمن میں ضیق النفس، نفث الدم وغیرہ کا بیان ہے۔

ساتویں باب میں پیٹ اور اس کے متعلقہ اعضا کے امراض اور اس کے علاج کا بیان ہے۔ اس میں استسقاء، حمی کبد، سدة الکبد، یرقان، تولنج، سوء ہضم، ضعف معدہ، استطلاق بطن وغیرہ کا ذکر ہے۔

آٹھواں باب میں آلات بول کے امراض کا ذکر ہے اس ضمن میں قرحة الکلیہ، ورم خصیہ وفتق کو بیان کیا ہے۔

نویں باب میں آلات براز کے امراض کا علاج مثلاً بواسیر، انشقاق فی المقعد، بروز المقعد، زحیر، مغص وغیرہ کا بیان ہے۔

دسویں باب میں فخذین، قدمین، ساقین کے امراض کا علاج مثلاً وجع الورک والرکبۃ، عرق النساء والحکۃ فی القدمین والساقین نقرس وغیرہ کا بیان ہے۔

وجع الورک اور عرق النساء کے مریضوں کو ہدایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یحذر اللبن وسائر الاطعمۃ الاشربۃ للبلغم۔

دودھ اور بلغم پیدا کرنے والی تمام اغذیہ ومشروبات سے پرہیز واحتراز لازمی ہے۔

نقرس کے بیان میں فرماتے ہیں۔ النقرس صاحبہ یستفز بالجماع فلیحذرہ فان لم یجامع مطلقا لا یصیبۂ النقرس۔ ص ١٩٦

نقرس کے مریض کو جماع سے نقصان ہوتا ہے تو اسے اس سے بچنا چاہئے اگر وہ مطلقاً مباشرت ومجامعت نہ کرے تو اسے نقرس نہ ہوگا نقرس کے متعلق اتنی واضح ہدایت دوسری جگہ نہیں ملتی ہے۔

علامہ علاء الدین قرشی فرماتے ہیں لان الجماع ایضاً اقوی اسباب ھذا المرض خصوصاً علی الامتلاء۔ جماع نقرس کے قوی اسباب میں سے ہے خصوصاً امتلاء کی حالت میں۔

گیارہویں باب میں حمیات کے مختلف اقسام کا بیان ہے۔ بارہویں باب میں جرب، بہق، داء الثعلب کا بیان ہے۔ تیرہویں باب امراض زینت کے بیان میں۔ چودہویں باب میں سموم (زہر) کا علاج مذکور ہے۔ پندرہویں باب میں وصایائے مہمہ بیان کئے گئے ہیں اس ضمن میں سب سے

(١) پہلی بات جو بیان کی گئی ہے یہ ہے کہ ہر ذی ہوش اور صاحب عقل وخرد کو حزن وغم سے بچنا چاہئے کیونکہ وہ بدن کو بہت تیزی سے سقیم وبیمار اور کمزور کرتا ہے۔ (٢) دوسری ہر ایسی غذا جسے معدہ ہضم نہ کر سکے اور جو معدہ پر بار ہو۔ ان سے پرہیز لازمی ہے۔ (٣) صوم دہر (ہمیشہ روزہ رکھنا۔ (٤) ہمیشہ بھوکا رہنا وغیرہ۔

پھر دوائے مسہل اور مقی پینے والوں اور فصد لینے والوں کی ہدایتیں مذکور ہیں۔ آخر میں حمیات میں کن غذاؤں سے بچنا چاہئے اور حملۂ دموی والوں کے قارورہ کا بیان ہے۔ اخیر میں لکھتے ہیں:۔

فھذا امارایتہ کافیاً فی حفظ الصحت وھو الذی یلیق ایرادہ فی ھذہ التذکرۃ۔ واللہ الموفق والمعین۔

رسالہ اپنی افادیت کے لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے اور اس قابل ہے کہ اس کا ترجمہ شائع کیا جائے۔

••

حکیم محمد اشرف کریم

الکناش المنصوری

(۲۳۶ھ ——— ۳۲۰ھ)

یہ ایک نادر طبی عربی مخطوطہ ہے جس میں طب کے علمی و عملی اصول اور تشخیص و علاج کے طریقے نہایت جامع طور پر بیان کئے گئے ہیں۔

اس میں کل اوراق ۱۴۵ ہیں۔ سائز 22½×17 c.m ؛ 17½×10 c.m

ہر صفحہ میں شروع سے آخر تک لکھی ہوئی عبارت کو پانچ مختلف لکیروں سے گھیرا گیا ہے۔ پہلی باریک لکیر سرخ روشنائی سے، دوسری اور تیسری لکیر سیاہ روشنائی سے بنائی گئی ہے۔ چوتھی لکیر جو کشادہ ہے وہ مُطلّا ہے۔ پانچویں باریک لکیر سیاہ روشنائی سے بنی ہوئی ہے۔ کاغذ کی قدامت اور دوسرے قرائن سے اندازہ لگایا جاتا ہے کہ اس مخطوطہ کی کتابت سولھویں صدی عیسوی مطابق دسویں یا گیارہویں ہجری میں ہوئی ہے۔

(بحوالہ توضیحی کیٹلاگ جلد ۲، نمبر ۳، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری)

اس نادر و اہم کتاب کا مصنف، چوتھی صدی ہجری کا مشہور اور حاذق طبیب علامہ ابوبکر محمد بن زکریا رازی ہے۔

معجم المؤلفین اور کشف الظنون کے حوالہ سے رازی کی تاریخ پیدائش ۲۳۶ھ اور بقول بعض ۲۴۰ھ ہے اور تاریخ وفات ۳۱۱ھ اور بقول بعض ۳۲۰ھ ہے۔

یہ ایران کے مشہور شہر رَے کا رہنے والا تھا اس لئے رازی سے مشہور ہوا۔

اسکو جملہ علوم متداولہ میں درک اور مہارت تھی۔ اس نے طب خصوصی طور پر علی بن ربن طبری، صاحب فردوس الحکمۃ سے حاصل کی۔

طب کے علمی و عملی میدان میں اتنا کامیاب ہوا کہ وہ جالینوس العرب کے لقب سے مشہور ہوا

رازی مشہور طبیب اسحق بن حنین عبادی کا معاصر تھا۔

ابوبکر محمد بن زکریا رازی اور امیر خراسان، منصور بن اسمٰعیل کے درمیان بہت زیادہ تعلقات اور ان میں دوستی تھی۔ اسی لئے رازی نے اپنی معالجات کی اس اہم کتاب کو امیر منصور کے نام سے موسوم کیا اور المنصوری کا نام رکھا در حقیقت زکریا رازی نے معالجات کی اس اہم کتاب کو نئے انداز سے ترتیب دے کر متاخرین اطباء کے لئے ایک روشن مثال قائم کی ہے۔

انھوں نے اختصار اور جامعیت کے ساتھ طب نظری اور طب عملی دونوں کو ایسے دلنشیں انداز میں بیان کیا ہے کہ پڑھنے والا اس کو پوری دلچسپی سے پڑھتا ہے۔ اکتاتا نہیں۔

پوری کتاب دس مقالے پر مشتمل ہے۔

پہلے مقالہ میں اعضاء مفردہ، عظام، اعصاب، رباطات، شرائین، اور دو وغیرہ کی مکمل تشریح اور وضاحت اور ان سے وابستہ افعال و وظائف کا جامع بیان ہے۔

دوسرے مقالہ میں ابدان و اخلاط کے مزاج اور علامات مزاج کا مفصل بیان ہے۔

تیسرے مقالہ میں اغذیہ و ادویہ کے افعال و خواص اور ان کے مزاج سے بحث کی گئی ہے۔

چوتھے مقالہ میں حفظانِ صحت کے ضروری اسباب بیان کئے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ چند ایسی علامتیں بھی بیان کی گئی ہیں جو بعض خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہونے کی خبر دیتی ہیں اور ان کا علاج بھی بتایا ہے جیسے اگر شدید درد سر اور شقیقہ دیر تک قائم رہ جائے تو نزول الماء اور انتشار العین کی خبر دیتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر دوا سے فائدہ نہ ہو تو کن پٹی کے دونوں طرف شریان صدغی میں فصد دینے سے فوری فائدہ ہوتا ہے۔

اسی طرح چہرہ کا بار بار پھڑکنا لقوہ میں مبتلا ہونے کی خبر دیتا ہے۔ ایسی صورت میں قوی اسہال اور قے کی ضرورت ہے۔ پرانی شراب کے سرکہ میں پودینہ کو جوش دیکر چہرہ پر ملا جائے تقلیل غذا اور ترک شراب کرائی جائے اور مناسب غرغرہ اور چھینک لانے والی دوا استعمال کرائی جائے۔ چہرہ اور پلکوں کا متورم ہونا استسقاء کی خبر دیتا ہے۔

اس مقالہ کے آخر میں محنت الطبیب کے عنوان سے بتایا ہے کہ طبیب اپنے اوقات

فرصت میں قدیم اطبا اور فلاسفہ کی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے اور وہ متکلمین اور مناظرہ کرنے والوں کی مجلس میں بیٹھ کر مناظرہ اور بحث میں حصہ لیتا ہے یا لہو ولعب اور شراب وغیرہ میں مشغول رہتا ہے۔ پہلی جماعت کے لوگ قابل بھروسہ اور علاج کے سلسلے میں اعتماد کے لائق ہیں۔ دوسری جماعت کے اطبا سے بھلائی کی کوئی توقع نہیں۔

پانچواں مقالہ امراض زینت کے تذکرے اور علاج میں مخصوص ہے۔

آخری مقالہ میں مخمور کے خمار کو دور کرنے کی ترکیب بتائی ہے کہ اسے دیر تک سلایا جائے۔ اس کے بعد حمام کرایا جائے۔ معتدل ہوا کی جگہ پر بٹھا کر سر پر نیم گرم پانی ڈالا جائے۔ پھر حمام سے نکال کر آب انگور وغیرہ کے ساتھ چوزہ پکا کر کھلایا جائے۔ اس کے بعد بھی درد سر قائم رہے تو اس کے سر پر خالص شراب، روغن گل، عرق گلاب کو برف سے ٹھنڈا کر کے اس کی مالش کی جائے۔

چھٹے مقالہ میں مسافروں کی تدابیر بتائی گئی ہیں۔

آخر مقالہ میں بحری سفر کرنے والوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ اس کو چکر اور متلی آنے کا خطرہ ہو تو اپنے ساتھ رب فواکہ رکھ لینا چاہئے۔

شروع سفر میں چند دن غذا کم کردے اور پانی کی طرف نہ دیکھے۔ ساتھ میں خوشبودار عطر وغیرہ جو غشی میں مفید ہو ساتھ رکھے۔ حب سماق، حب رمان اور رب فواکہ استعمال میں رکھے۔

مسافر جب سفر پر نکلتا ہے تو دھوپ اور ہوا کی تیزی سے اس کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا ہے اس سے حفاظت کی صورت یہ بتائی گئی ہے کہ سایہ میں آرام کرے اور چہرے پر رومال یا کوئی کپڑا وغیرہ لپیٹ کر باہر نکلے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو کتیرا، صمغ عربی، لعاب اسپغول، لعاب بہدانہ سفیدی بیضہ مرغ ملا کر یا آب خرفہ میں لت کر چہرہ پر مالش کرکے سفر پر نکلے اور منزل پر پہنچ کر چہرہ دھو ڈالے۔

ساتویں مقالہ میں زخم، پھوڑے، ٹوٹی ہوئی ہڈی پر پٹی لگانے اور دستکاری کے متعلق ضروری ہدایات بیان کی گئی ہیں۔

آخر مقالہ میں عرق مدنی کے متعلق بتایا گیا ہے کہ یہ مرض گرم و خشک علاقوں میں پیدا ہوتا ہے جہاں پانی اور سبزہ زار کی کمی کے باعث فضا خشک ہو جاتی ہے۔

عرق مدنی اکثر پنڈلیوں پر ہوتا ہے۔ کبھی دوسری جگہوں پر بھی ہوتا ہے۔ جب یہ استعداد

میں ہوتا ہے تو اس جگہ پہلے سوزش اور لہر ہوتی ہے پھر آبلہ بن کر دھاگے کی شکل میں نکلنے لگتے ہیں۔

اس مرض سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ بدن میں غذا اور حمام کے ذریعہ ترطیب پیدا کی جائے ایسے ممالک کے باشندوں کو جہاں یہ مرض کثرت سے واقع ہوتا ہو پھل اور سبزیوں کا کثرت سے استعمال کرنا چاہیئے۔

اس کا مخصوص علاج یہ بتایا ہے کہ جب پنڈلیوں میں آبلہ پھوٹ کر عرق مدنی نکلنا شروع ہو جائے تو پہلے دن نصف درہم صبر کھلایا جائے، دوسرے دن ایک درہم، تیسرے دن ڈیڑھ درہم استعمال کرایا جائے اور صبر ہی سے مقام ماؤف پر طلا کیا جائے۔ اس طرح مرض بالکل زائل ہو جاتا ہے۔

لیکن جب عرق مدنی نکلنا شروع ہو جائے تو ایک درہم وزن کے سیسہ کے ایک ٹکڑہ پر لپیٹ کر گرہ دے دیا جائے۔ سیسہ کے وزن سے وہ رگ پنڈلی سے جلد جلد نکلنا شروع ہوگا۔ اگر زیادہ طویل ہو جائے تو تھوڑا سا کاٹ کر پھر سیسہ کے ٹکڑہ پر لپیٹ دیا جائے۔ کاٹنے میں احتیاط برتی جائے کہ جڑ سے ہرگز نہ کاٹیں ورنہ سکڑ کر گوشت کے اندر داخل ہو جائیگا اور وہاں ورم پیدا کر کے قروح ردیہ کا باعث ہوگا۔ اسی لئے آہستہ آہستہ کھینچنے اور نکالنے کی ضرورت ہے تاکہ اس کا کوئی حصہ اندر باقی نہ رہ جائے۔ اسکے بعد مقام ماؤف پر مناسب دہن طلا کیا جائے اور اس پر منبت لحم دوائیں استعمال کی جائیں۔

آٹھویں مقالہ میں چند مخصوص زہریلی دواؤں کی زہریلی تاثیرات اور بعض مشہور زہریلے جانوروں کے ڈسنے اور ان کے مخصوص علاج کا تذکرہ ہے۔

نویں مقالہ میں سر سے پاؤں تک کے جملہ امراض اور ان کے علاج کا بیان ہے۔

مثلاً رعاف (نکسیر) کے خون کو روکنے کے لئے بتایا ہے کہ جنگلی تلسی (بادروج) کے پانی میں کافور حل کر کے ناک میں ٹپکایا جائے، تو اس سے خون رک جاتا ہے۔ یا پھر گل، کاغذ سوختہ، مازو، دم الاخوین، چونہ پھٹکری سب کو باریک پیس کر ناک میں پھونکا جائے یا ایک بتی تر کر کے یہی دوا چھڑک کر ناک میں داخل کی جائے۔ یا شب یمانی کو سرمہ سا باریک کر کے نشاستہ ملا کر ناک میں پہنچایا جائے اگر اس پر بھی رعاف کا خون نہ رکے تو دونوں بغل کے پاس دونوں بازو کو اور کنج ران دانشیین کے پاس دونوں ران کو کس کر باندھ دیا جائے۔ اگر خون رک جائے تو ٹھیک ہے ورنہ رگِ قیفال میں فصد دے کر خون نکالا جائے۔

اگر اس تدبیر سے فائدہ ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ جس جانب رعاف ہے اسی طرف پیٹ میں محجم ناری (سنگھی) کے ذریعہ کثیر ی خون کا امالہ کیا جائے ۔

اسی طرح فواق (ہچکی) کے متعلق لکھا گیا ہے کہ اگر ثقیل و غلیظ غذا اور شراب کثیر کے استعمال کے بعد ہچکی پیدا ہو جائے تو مریض کو نیم گرم پانی میں زیرہ، نعناع، پودینہ، گندر جوش دے کر تھوڑا تھوڑا پلایا جائے، سونے کی ہدایت کی جائے، پیٹ سینکا جائے اور چند دن غذا روک دی جائے اس کے بعد حمام کرایا جائے اور خشک جاذب رطوبت غذا دی جائے ۔ جیسے مصالحہ دار بھنے ہوئے گوشت وغیرہ ۔

اگر فواق بخار کے بعد پیدا ہو یا ہچکی کے ساتھ بے چینی، غشی، پیاس اور منہ میں خشکی محسوس ہو تو مریض کو نیم گرم پانی تھوڑی دیر پلاتے رہیں ۔

اگر اس سے شفا ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ ماء الشعیر میں روغن مغز بادام شیریں ملا کر دیا جائے اور پشت و گردن کے مہروں پر نیم گرم تیل کی ہلکی ہلکی مالش کی جائے اور لعاب اسپغول، عرق گلاب اور آب انار ملا کر پلایا جائے ۔

آخر میں رازی نے بتایا ہے کہ ہچکی کے مریض کو چھینک لانے والی دوا استعمال کرائی جائے اور مریض کو سانس روکنے کی ہدایت کی جائے ۔ اس طرح اکثر ہچکی خود بخود دور ہو جاتی ہے ۔

دسویں مقالہ میں حمیات کے متعلق نہایت واضح اور تفصیلی بیان ہے جس میں بخار کے اقسام، اسباب ان کی علامتیں اور علاج کو بیان کیا گیا ہے ۔

بخاروں کے بحران، بخاروں کے مرضیٰ کی مخصوص غذا و پرہیز، اعراض لاحقہ کی تدابیر، تنقیح مواد اور علامت منذرہ وغیرہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے ۔

کتاب کے آخری دو اوراق میں چند ایسے امراض کا بیان ہے جن سے مریض فوری طور پر شفایاب ہو سکتا ہے ۔ جن کو اصطلاحاً بُرْءُ السَّاعَةِ کہتے ہیں ۔

علامہ زکریا رازی نے بُرْءُ السَّاعَةِ کو وزیر ابوالقاسم بن عبداللہ کی فرمائش پر مرتب دیا ہے ۔ ان میں سے مثال کے طور پر چند امراض حسب ذیل ہیں :

قلع اسنان (دانت اکھاڑنا) :۔ عاقر قرحا کو شراب میں ایک ماہ تک بھگو یا جائے یہاں

تک کہ آٹا کے مانند نرم ہو جائے۔ اس کو درد والے دانت پر ضماد کرنے سے دانت اکھڑ جاتا ہے یا آب توت شامی کو شیشے کے برتن میں ڈال کر دھوپ میں رکھا جائے۔ چند دن کے بعد دانت پر لگائیں۔ دانت اکھڑ جائے گا۔

خلفۃ الصبیان (بچوں کا اسہال) بکری کے بچہ کا پنیر مایہ ماں کے دودھ میں حل کر کے دینے سے بچوں کا اسہال فوراً رک جاتا ہے۔

زحیر اطفال (بچوں کی پیچش) اس کے لئے حب الرشاد ساڑھے چار ماشہ، زیرہ کرمانی ڈھائی ماشہ باریک سفوف کر کے گملے کے پرانے گھی میں ملا کر ماں کے دودھ کے ساتھ کھلانے سے بچہ کی پیچش فوراً دور ہو جاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

دوی الطنین (کان کی سنسناہٹ) اس کے لئے افیون خالص پانی میں گھول کر کان میں ٹپکانے سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔

رعاف (ناک سے خون بہنا) شب یمانی باریک سفوف کر کے ناک میں پھونکا جائے۔ یا جس جانب سے خون آ رہا ہے اسی جانب پیٹ پر محجم ناری استعمال کرنے پر فوری فائدہ ہوتا ہے۔

حرق النار (آگ سے جلنا) آگ سے جل جانے پر اکثر سخت درد و اضطراب ہوتا ہے اس کے لئے مردار سنگ، بجھا ہوا چونا، برگ گلاب، برگ حنا سے ایک ایک جز لے کر خوب باریک سفوف کریں۔ مقام ماؤف پر روغن گل تازہ طلا کر کے یہی سفوف چھڑک دیں۔ اس سے فوراً سکون ہو جائے گا۔ زیادہ سے زیادہ ۲ دن میں پورا آرام ہوگا۔

عرق النساء (اردو عرق النساء) یہ ایک خطرناک بیماری ہے جس میں بہت سے لوگ آج کل مبتلا ہوتے ہیں۔ یہ درد پاؤں کے بیرونی جانب عظم العصعص سے قدم تک پایا جاتا ہے۔ یہاں پر بغیر کسی طوالت کے مختصر طور پر بیان کا عزم رکھتے ہے۔

اسکا شافی علاج یہ ہے کہ صبر زرد، ہلیلہ زرد، سورنجان ایک ایک درم کوٹ کر چھان کر گولیاں بنالی جائیں اور مریض کو کھلادی جائیں۔ اس سے مریض کو پانچ چھ دست آئیں گے اور مریض فوراً شفایاب ہوگا۔

رازی کا کہنا ہے کہ اس نے اس دوا سے ایک بوڑھے شخص کا علاج کیا جو ایک سال سے بیمار تھا اور جو نہ اپنی جگہ سے اٹھ سکتا تھا اور نہ ایک پہلو سے دوسرا پہلو بدل سکتا تھا۔

٭٭

(۲۱)

فروق الامراض

مصنف: اسحٰق بن سلیمان اسرائیلی

صفحات: ۸۴ سنہ کتابت: ۱۳۱۵ھ کاتب: علی حسن عظیم آبادی

مصنف نے شروع کتاب میں تحریر فرمایا ہے، چونکہ بہت سے امراض ایک دوسرے سے متشابہ ہوتے ہیں اس لئے ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی جس میں دو امراض کے درمیان کی مشابہت، تشخیصی علامات کے ذریعہ دور کر دی جائے۔

مصنف نے "فروق الامراض" کو ترتیب دے کر اس میں کل پانچ (۵) مقالے تحریر کئے ہیں۔

پہلا مقالہ پانچ فصلوں پر مشتمل ہے جس میں کل ۲۸ تشخیصی علامات بیان کی گئی ہیں جو اجزاء راس کے حالات و امراض سے متعلق ہیں۔

دوسرا مقالہ تین فصلوں پر مشتمل ہے جس میں ۵ تشخیصی علامات بیان کی گئی ہیں جو آلات تنفس کے حالات و امراض سے متعلق ہیں۔

تیسرا مقالہ چار فصلوں پر مشتمل ہے جس میں معدہ، کبد، طحال، گردہ، مثانہ اور آلات تناسل سے متعلق تشخیصی علامتیں بیان کی گئی ہیں۔

چوتھا مقالہ تین فصلوں پر مشتمل ہے جس میں سارے بدن کے حالات و امراض سے متعلق تشخیصی علامتیں بیان کی گئی ہیں۔

پانچواں مقالہ، بعض اقسام نبض کے فرق اور بول متشابہ کی تشخیصی علامات پر مشتمل ہے۔

تمہید میں بیان کیا گیا ہے کہ اشتباہ کبھی حقیقت میں ہوتا ہے اور کبھی اعراض حقیقت میں اگر اشتباہ حقیقت میں ہے تو سوال اٹھتا ہے کہ ایسے دو متشابہ امراض میں ہم کیسے امتیاز کریں گے تو ایسی صورت

میں علامات فارقہ کی ضرورت لاحق ہوتی ہے جس سے وہ ایک دوسرے سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔

مثلاً یہ کہا جائے کہ سوءِ مزاجِ کبد، حرارتِ غریزیہ کے ضعف کا موجب ہے جس سے کبھی تو استسقاء ہو جاتا ہے اور کبھی اسہالِ غسالی ہوتا ہے۔ یہ دونوں لازمی طور پر ایک ساتھ نہیں پائے جاتے۔ ایسی صورت میں علامات فارقہ کو ذہن نشین رکھ کر حالت اور مرض کی تشخیص کریں گے اور اگر اشتباہ اعراض حقیقت میں واقع ہو تو حقیقت میں اختلاف کے باوجود اس کا اشتباہ علامات فارقہ سے دور ہوگا۔

مثلاً ضعفِ ہضم معدہ و ضعف ہضم کبد کبھی تو ضعفِ قوت ہاضمہ کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی قوت ماسکہ کے ضعف کی وجہ سے ایسا ہو جاتا ہے۔

یا جیسے کبھی بطونِ دماغ میں سُدّہ کی وجہ سے سکتہ واقع ہوتا اور کبھی ورم دماغ کی وجہ سے سکتہ واقع ہوتا ہے۔ یہاں پر بھی علامات فارقہ سے حقیقت واضح ہوگی۔

چونکہ متقدمین اطباء اپنے فن میں کامل ہوا کرتے تھے جس کے باعث ان کو فن میں قدرت اور اجتہاد کا درجہ حاصل تھا۔ اس لئے ان کو فروق امراض سے واقفیت کی ضرورت نہیں تھی لیکن متاخرین اطباء سے تشخیصِ امراض میں غلطی کا اندیشہ رہتا ہے اس لئے ایسے اطباء کی سہولت اور رہنمائی کے لئے فروق الامراض ترتیب دی گئی ہے تاکہ تشخیص اعلاج میں کوئی غلطی واقع نہیں ہو۔

مقالہ اُولیٰ کی پہلی فصل میں امراض دماغیہ کے بارہ میں علامات فارقہ بیان کئے گئے ہیں۔ بطور نمونہ چند حسب ذیل ہیں۔

بیداری (سہر): یہ کبھی تو دماغ میں خشکی کے باعث ہوتا ہے اور کبھی اخلاط لاذعہ کی وجہ سے نفس بیداری میں دونوں مشترک ہیں۔

اگر بیداری کا سبب دماغ کی خشکی ہے تو اس کے ساتھ منخرین، حلق اور آنکھ کی رطوبت میں بڑی کمی ہوگی اور اکثر ایسی بیداری سے پہلے امراض سوداویہ یابسہ، حمیات محرقہ، فکر رنج و غم پایا جائے گا۔

اگر بیداری اخلاط لاذعہ سے لاحق ہوتی ہے، خواہ یہ مواد دماغ میں ہوں یا معدہ میں۔ اگر دماغ میں ہوں گے تو اس کے ساتھ دوام ہوگا، مواد کی ماہیت کے مشابہ آنکھوں کے سامنے خیالات اور شکلیں

نظر آئیں گی۔ ایسے مواد ناک سے جاری ہوں گے۔ پیشاب بلغمی حالت پر ہوگا۔ بسا اوقات مادۂ مرض کے مشابہ احلام اور خواب نظر آئیں گے۔

اگر بیداری معدہ میں مواد لاذعہ کی وجہ سے ہوگی تو ایسی صورت میں فسادِ ہضم ہوگا۔ نیز اسی بیداری سے مریض نے لہسن، خردل، شراب حرّیف وغیرہ کا استعمال کیا ہوگا۔

سکتہ ایک دماغی مرض ہے جو عام طور پر بطونِ دماغ میں سُدّہ واقع ہونے سے ہوتا ہے اور کبھی ورم دماغ سے ہوتا ہے۔ یہاں حقیقتِ امراض ایک ہے اور سبب مرض جدا جدا ہے۔

سکتہ سُدّی میں سکتہ براہ راست مواد سُدّیہ سے واقع ہوتا ہے۔

سکتہ ورمی میں ورم، مادہ کی مقدار اور حجم میں اضافہ کر کے سکتہ پیدا کرتا ہے۔

سکتہ سُدّی میں سکتہ دفعتہً واقع ہوتا ہے۔

سکتہ ورمی میں آہستہ آہستہ سکتہ واقع ہوتا ہے۔

سکتہ سُدّی میں بخار نہیں ہوتا۔ سکتہ ورمی میں بخار ہوتا ہے۔

مذکورہ علامات فارقہ سے دونوں سکتہ کے درمیان آسانی سے تشخیص کی جا سکتی ہے۔

تیسرا مقالہ آلاتِ تنفس کے احوال و امراض کی علامات فارقہ کے تذکرہ میں ہے۔ چنانچہ اُن میں سے ایک مرض بطور مثال نفث الدم ہے۔

نفث الدم یہ کبھی پھیپھڑے سے متصل شرائین کے مُنہ کے کھُل جانے کے باعث خارج ہوتا ہے اور کبھی عروق و شریان کے پھٹ جانے کے باعث خارج ہوتا ہے۔ حقیقت نفث الدم میں دونوں شریک ہیں۔ بسا اوقات سبب یعنی کثرتِ دم میں بھی شریک رہتے ہیں۔

لیکن انفتاحِ عروق کا سبب ہمیشہ کثرتِ دم و امتلاءِ عروق و شریان ہوا کرتا ہے۔ انصداعِ عروق میں ان اسباب کے ساتھ اسباب بادیہ مثلاً چیخنا، چلّانا، اُچھلنا کودنا بھی شامل ہوتا ہے۔

انفتاح عروق سے نکلنے والے خون کا قوام رقیق، گرم اور رنگ شوخ سرخ ہوا کرتا ہے۔ ایسی صورت میں فصد کے بعد خون خود بخود رک جاتا ہے۔

رگ پھٹنے سے جو خون نکلتا ہے اس کا قوام غلیظ رنگ سرخ سیاہی مائل۔ اس میں خون مقداراً زیادہ خارج ہو جاتا ہے۔

امراضِ صدر میں ذات الجنب اور شوصہ بھی ہے۔

اگر غشاء مستبطن اضلاع (پسلیوں) کی اندرونی جھلی) میں ورم ہوگا تو اُسے ذات الجنب اور اگر پسلیوں کے عضلات میں ورم ہے تو اُسے شوصہ کہتے ہیں۔

مذکورہ دونوں امراض میں عُسرِ نفس، کھانسی، بخار، سینہ کے درد پائے جاتے ہیں۔ علامات فارقہ یہ ہوں گی کہ مذکورہ جملہ علامات ذات الجنب میں سخت اور شدید ہوں گے، نیز ذات الجنب میں نبض منشاری اور صلب ہوگی۔ شوصہ میں یہ اعراض ہلکے اور خفیف ہوں گے اور شوصہ کی نبض منشاری یا صلب نہیں ہوگی۔

اسی طرح اسہال دموی کبدی اور اسہال غُسالی بہ سبب ضُعفِ کبد کے درمیان حسب ذیل علامت فارقہ سے امتیاز کیا جائیگا:۔

(۱) اسہال کبدی کے خون کا رنگ، سرخ و غلیظ یا سیاہ محرق ہوگا۔

(۲) مقام کبد پر درد ثقل کا احساس ہوگا۔

اس کے برعکس اسہال غُسالی بر سبب ضعف قوت مغیرہ میں براز کا رنگ غُسالی ہوگا اور خون کا رنگ رقیق و مائی ہوگا۔ بدن کا رنگ بدلا ہوا ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ دونوں پلکوں اور پاؤں پر تہبج ہوگا۔ اس کے باوجود بوجھ نہیں ہوگا۔ بول و براز نفخ یافتہ نہیں ہوگا۔

گردے اور مثانہ کی پتھری کے درمیان علامات فارقہ حسب ذیل ہونگے۔

(۱) گردے کی پتھری چھوٹی اور سُرخ رنگ کی ہوتی ہے (۲) اس میں درد کمر کے پاس ہوتا ہے۔

(۳) گردے میں پتھر کا اخراج دفعۃً نہیں ہوتا۔

مثانہ سے نکلنے والی پتھری کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ اس میں پتھری ایک ہی دفعہ میں کافی مقدار میں خارج ہو جاتی ہے۔ اس میں درد اتنا شدید نہیں ہوتا۔

بول اسود بر سبب احتراق اور بول اسود بہ سبب شدت برودت کے درمیان علامات فارقہ حسب ذیل ہوں گے۔

احتراقی بول اسود میں۔ بول کا سیاہی سے پہلے اس کا رنگ زرد رہا ہوگا جو رفتہ رفتہ سیاہ ہو گیا۔ (۲) پیشاب میں شدید اور تیز بو پائی جائیگی (۳) اس سے پہلے مریض کسی حار مرض میں مبتلا رہا ہوگا۔

بول اسود بسبب شدتِ برودت میں پیشاب سیاہ ہونے سے پہلے کدورت یا خضرت کے رنگ کا حامل ہوگا جو رفتہ رفتہ سیاہ رنگ میں بدل گیا۔ (۲) ایسے پیشاب میں کوئی بو نہیں ہوگی یا بہت قلیل بو ہوگی (۳) مریض پہلے کسی امراض باردہ میں مبتلا رہا ہوگا۔

الغرض اس طرح امراض متشابہ کے درمیان، علامات فارقہ کے ذریعہ تشخیص مرض آسان ہو جاتی ہے۔

یہ مخطوطہ خدا بخش لائبریری میں ہے اور اس کا نمبر ۳۲۰۵ ہے۔ **

حکیم سید علی حیدر جعفری
علیگڑھ

طب کے دو اہم نادر مخطوطات

کتاب المنصوری اور الاسباب والعلامات

ورق:- ۱۸۸ سطر:- فی صفحہ ۲۰ سائز:- سم ۱۱×۲۴، ۱۹×۱۳

روشنائی:- سیاہ و سرخ مصنف:- ذکریا رازی۔ متوفی ۳۱۱ھ تا ۳۲۰ھ باختلاف۔

علیگڈھ کے علاوہ اس کے نسخے رامپور اور پٹنہ میں موجود ہیں۔ بیرون ہند برٹش میوزیم اور برلن میں بھی محفوظ ہیں۔ مخطوطہ کے پہلے صفحہ پر "کناش منصوری معروف بکناش فاخر از محمد بن زکریا رازی دلیبر رسالہ بردالساعۃ" لکھا ہوا ہے۔ اس سے فارسی ترکیب دلیبر کا عربی جوڑ کتاب کی ستم ظریفی کی غماز ہے۔

کتاب کا عنوان ابن ندیم نے الفہرست (۴۱۷) پر کتاب المنصوری فی الطب دیا ہے۔

ابتدائی صفحہ پر جو "کناش" کا لفظ ہے اس کے بارے میں خدا بخش لائبریری کیٹلاگ (جلد ۴ ص ۱۲) میں وضاحت ہے کہ منصوری کے ساتھ کناش کا لفظ غلط ہے۔ کناش فاخر رازی کی دوسری تصنیف ہے مصنف کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے البتہ وجہ تصنیف اور کتاب کا انتساب تحقیق طلب یقیناً ہے۔

یہ کتاب رازی نے منصور کے لئے تالیف کی تھی اس کا تذکرہ طبقات الاطباء (۱: ۳۱۰) میں ہے۔ قاضی ابن خلکان نے کہا ہے کہ وله ایضا کتاب المنصوری المختصر المشہور وهو علی صغر حجمه من الکتاب المختار جمع فیه من العلم والعمل ویحتاج الیه کل احد وکان قد صنفه لابی صالح منصور بن نوح بن نصر بن اسمٰعیل بن اسد بن سامان احد الملوک السامانیه۔ وفیات (۲: ۷۸)

مزید تائید طبقات الاطباء (۱: ۳۱۰ و ۳۱۷) چہار مقالہ (۲۳۳) سے بھی ہوتی ہے۔ اسی مناسبت سے اس کو منصوری کہا جاتا ہے۔

ابن خلکان نے وفیات (۲: ۸۰۷) وجہ تصنیف کے سلسلہ میں کہا ہے قد صنف له الرازی المذکور والکتاب المذکور فی حال صغرہ تشغل بہ یہ بیان تمام مشہور واقعات کی تردید میں ہے۔

کتاب کی ابتدائی عبارت اگرچہ چند سطروں میں ہے لیکن ان چند سطروں میں ہی کتابت کی متعدد غلطیاں ملتی ہیں جن میں کچھ کی تو میں تصحیح کر سکا ہوں لیکن بعض مقامات بالکل سمجھ میں نہیں آتے ہیں کہ کاتب کیا لکھنا چاہتا ہے۔ آپ حضرات کے سامنے یہ عبارت میں اسی طرح پڑھ رہا ہوں جس طرح اصل مخطوطہ میں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد کتاب اس طرح شروع ہوتی ہے۔

قال ابوبکر محمد بن زکریا انی للامیّة، (للامیر) منصور بن اسحاق بن احمد اطال الله بقائه ... فی کتابی هذا جملا وجوامع ونکتا وعیونا من صناعة الطب وحتحری (متحیزا) فی ذالک الاختصار والایجاز واذکر (من حفظ والصحة) و معالجة الامراض وتوابع ذالک ولواحقه با (ما) لایزال الحدث (یحدث) ویدعو (الحاجة) وتفرطوالحاجة معرفته (ویضطر الی معرفته) وتمکن اهل العقل والرای مشارکة الاطباء فیه وتارک ذکرنا (ما) لادیکاد یحدث الافی المدة الطویلة د یحتاج فی معرفته الی وغول واغراق فی الصناعة وجاعل کتابی عشر مقالات فی کل مقالة فصولا معرتبا بالحروف علی مراتب عدد ها لیسهل اصابه ما یرید منها واسال الله التوفیق والقول علی یرضیه ویقرب الیه ویدنی منه والله تعالی اعلم۔

اغراض مقالات الکتاب کے تحت حسب ذیل مقالوں کی فہرست دی ہے۔

المقالة الاولی فی شکل الاعضاء وهیأتها المقالة الثانیه فی تعرف مزاج الابدان والاخلاط الغالیه علیها۔ المقالة الثالثه فی قوة الاغذیه والادویه المقالة الرابعه فی حفظ الصحة المقالة

الخامسة فی التزئینة وفیما یذهب الخراز المقالة السادسة فی تدبیر المسافر فی المقالة السابعة جمل وجوامع من صناعة الجبر والجراحات والقروح المقالة الثامنة فی علاج السموم والهوام المقالة التاسعة فی الامراض الحادثة من الفرق الی القدم المقالة العاشرة فی الحمیات وما یتبع ذالک مما یحتاج الی معرفة فی تجوید علاجها۔

رازی نے اپنے مقدمہ میں طب کے جن جن مسائل کی طرف اشارہ کیا تھا ان تمام مسائل کو ان دس مقالوں میں اپنے انفرادی انداز میں مختصر لیکن مکمل طور سے بیان کر دیا ہے۔ یہ وہ مسائل ہیں جن سے معالج وغیر معالج دونوں کو واسطہ پڑتا ہے اس لئے رازی نے ہر ایک کو پڑھنے کا مشورہ دیا ہے۔

۲- الاسباب والعلامات

مصنف: سید محمد بن یوسف الایلاقی متوفی ۴۶۰ھ

علم طب کی ایک مخصوص شاخ معالجات پر ایک نہایت اہم تالیف ہے۔ اس کے دو نسخے مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ میں محفوظ ہیں۔ ایک نسخہ انتہائی کرم خوردہ ہے۔ نسخہ کے سرورق پر ایک عبارت ۶ سطروں پر مشتمل ہے لیکن کرم خوردگی کی وجہ سے اچھی طرح پڑھی نہیں جا سکتی ہے صرف اتنا سمجھ میں آتا ہے کہ ابن غلام محی الدین الطبیب نے تحریر قیم کاتب نسخہ نے سنہ ۱۲۴۵ھ میں خریدا۔ آخر کتاب پر بھی یہی سنہ کتابت تحریر ہے۔

پہلے اور آخری صفحہ پر عزمن قنع وذل من طمع کی ایک مہر ملتی ہے جس کے اندر خفی الفاظ میں جلال الدین حیدر لکھا ہے۔

یہ کتاب ۲۲۶ اوراق یعنی ۴۵۲ صفحات پر مشتمل ہے اور ہر صفحہ کی سطریں ۱۳ ہیں روشنائی سیاہ ہے لیکن عنوانات اور اہم الفاظ سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔

دوسرا نسخہ بہت اچھی حالت میں ہے لیکن پہلے صفحہ کی عبارت روشنائی کے اڑ جانے کی وجہ سے ناقابل قرأت ہے۔ اس نسخہ میں نہ تو کاتب کا نام ہے اور نہ کسی مقام پر سنہ کتابت تحریر ہے۔ اس کے اوراق کی تعداد ۱۲۴۲ ور ۱۹ سطریں ہیں۔

سائز: c.m 20x12 ، 25x18 ہے۔

ابتداء: بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد کی عبارت الحمد للہ باری النسم و منشی الاشیاء بعد العدم والصلوٰۃ علی رسولہ محمد سید العرب والعجم و علیٰ آلہ الاذکیاء و اصحابہ العظام قال الشیخ الامام الاجل الامیر السید محمد بن یوسف الایلاقی۔

ابتدائی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ کاتب عربی سے اچھی طرح واقف نہیں اس لئے کہ باری النسم عربی گرامر کے اعتبار سے کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بھی اصل متن میں کتابت کی غلطیاں کا امکان ہے۔ اس عبارت سے مصنف کے نام کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ محمد بن یوسف الایلاقی کو طبقات (۲: ۲۰) الاعلام (۸) البیہقی (۱۳۱، ۱۳۲) حاجی خلیفہ (حرف الف) معجم المؤلفین کحالہ (۶: ۸۲) بحوالہ تاریخ حکمائے اسلام متفقہ طور سے شیخ الرئیس کا شاگرد قرار دیا ہے لیکن سنہ وفات میں اختلاف ہے صاحب الاعلام نے ۵۳۶ھ، بانکی پور میں سنہ وفات ۴۶۰ھ صاحب معجم المؤلفین کا بیان کان حیاً قبل ۴۲۶ھ / ۱۰۳۷ء ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بانکی پور کے کیٹالوگر نے مؤلف کے سنہ وفات کی تحقیق بھرپور کی ہے۔ ۴۶۰ھ شیخ الرئیس کی شاگردی کو سامنے رکھتے ہوئے زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے تقریباً تمام مورخین نے اس کی تالیفات میں الاسباب والعلامات اور اختصار القانون یا الفصول الایلاقیہ کا تذکرہ کیا ہے۔ اصل کتاب میں نام کا تذکرہ۔ کہیں نہیں ہے۔ جتنے نام دیئے ہیں الگ سے لکھے گئے ہیں۔ کتاب کا موضوع اس کے عنوان ہی سے ظاہر ہے۔ تصنیف کی مصنف نے مقدمہ کتاب میں خود ہی مختصر طور سے بیان کر دیا ہے۔

عام رواج کے مطابق باب، مقالہ یا فصل کے تحت امراض کی تفصیلات نہیں بیان کی ہیں بلکہ درمیان میں بھی مرض کا نام دیگر ضمنی سرخی کے تحت کثیر الوقوع امراض کے اسباب، علامات مخصوصہ اور علاج کو انتہائی ایجاز و اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ نسخے سہل الحصول اور مختصر اجزاء پر مشتمل ہیں۔ مرکبات کی تیاری کا طریقہ بھی بہت سہل و آسان ہے۔ اپنے خیالات کی تائید میں جالینوس، روفس، رازی، شیخ جیسی مستند ہستیوں کا حوالہ دے کر کتاب میں وزن پیدا کر دیا ہے۔

مقدمہ میں جو مصنف نے لکھا ہے کہ کتاب میں سہولت، تجربہ اور اختصار کو فوقیت دی ہے۔ اس کا التزام آخر کتاب تک ملتا ہے جس سے قاری یا معالج کا ذہن تنفر و انقباض سے محفوظ رہتا ہے۔ سر سے پیر تک جملہ اہم امراض کی مخصوص علامات و علاج کو بیان کرنے کے بعد آخر میں بول کی شناخت اور استفراغات کی افادیت و شرائط کی مختصر تفصیل پر کتاب کو ختم کر دیا ہے۔

اسی مصنف کا دوسرا مخطوطہ بھی اے آزاد لائبریری میں موجود ہے جس کو اختصار القانون کا نام دیا گیا ہے۔

ابن اصیبعہ (۲: ۲۰) نے تو اس کی تصانیف الاسباب والعلامات اور اختصار القانون فی طب کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن معجم المولفین (۱۲: ۱۲۳) میں من آثارہ مختصر القانون لابن سینا، الاسباب والعلامات والاصول الایلاقیہ فی کلیات الطب اختصر فیھا القانون لابن سینا دیا ہے۔

موجودہ فہرست غیر مطبوعہ طبی مخطوطات میں ایلاقی تصانیف میں اختصار القانون (۳۱۔ طب ایلاقی (۴۰ مطبوعہ) الفصول الایلاقیہ (۴۱) المعالجۃ الایلاقیہ (۴۶) غیر مطبوعہ) کا تذکرہ ہے۔

اس فہرست کے اعتبار سے چار کتابیں الگ الگ معلوم ہوتی ہیں۔ حالانکہ اس کی طبی تصانیف باعتبار ابن اصیبعہ دو ہیں۔ بانکی پور کیٹلاگ میں تحقیق کے بعد یہ تحریر ہے کہ اختصار القانون اور الفصول دونوں ایک کتاب ہے۔

کتاب کے نام الفصول اور ترتیب سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ بہت سی فصلوں کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب میں ہر بیان فصل سے شروع ہوا ہے۔

قانون کے خلاصے بہت سے لکھے گئے ہیں اور پھر ان خلاصوں کی شرحیں بھی لکھی گئی ہیں لیکن زمانہ شیخ کی قربت کی بنا پر غالباً یہ پہلا خلاصہ ہوگا۔ اس خلاصہ کی بھی شرح لکھی گئی ہے۔

●●

حکیم محمد حسین خاں شفا

فصول فیض اللہ خانی

کتب خانہ رام پور کا ایک معالجاتی قلمی تذکرہ

رام پور کے علمی ذخیرے میں ایک کتاب "اقتباس العلاج عرف فصول فیض اللہ خانی" ہے۔ اس کے صرف دو نسخے میرے علم میں ہیں ایک دہلی دوسرا رامپور۔ ناظم کتب خانہ سرکاری ریاست رامپور جناب احمد علی خاں شوق (م ۱۹۳۲ء) نے نسخہ رامپور کے بارے میں تحریر کیا ہے:

"فن طب میں اس جامعیت کی کتاب کم ہوگی، علاج معالجے کے ساتھ واقعات مطب و حکایات بھی لکھے گئے ہیں"۔

اس کتاب کے مصنف حکیم محمد بایزید ہیں جن کی عمر تالیف کے وقت تقریباً ستر سال کی تھی انھوں نے اپنی زندگی کے طبی تجربات اس میں تحریر کرنے کی کوشش کی ہے

فہرست مضامین سے الگ ۵۸۶ اوراق ہیں۔ ہر صفحہ پر اکیس سے تیس تک سطریں ہیں۔ تقطیع ۱۸½ × ۱۴½ انچ ہے۔ یہ خط نستعلیق میں ہے۔ مصنف کے کسی شاگرد نے اسے ۱۲۶۱ھ = ۱۸۴۵ء میں اصل مسودہ سے نقل کیا ہے۔ یہ داخل کتب خانہ ہونے سے قبل مختلف حضرات کی ملکیت رہ چکا ہے۔ چنانچہ اس پر دست غیر سے کچھ حواشی و نسخہ جات کا اندراج ہے۔ ورق (۴۷۹) پر بحث آتشک میں کسی شخص نے نسخہ حب توتیا نمبر ۲ حکیم علوی خاں تحریر کیا ہے اور اس کے نیچے ۱۳ اکتوبر ۱۸۶۸ء تحریر ہے۔ شروع میں ۸۶ صفحات پر مشتمل فہرست مضامین ہے جو ۵۸۴ عنوانات پر مشتمل ہے، یہ اصل مخطوطہ میں نہیں تھی۔ کارکنان کتب خانہ کی بنائی ہوئی ہے۔ اس قسم کے مخطوطات پر فہرست مضامین لگانے کا کام علامہ شبلی کی تحریک پر کتب خانہ سرکاری میں شروع کیا گیا تھا۔ حمد و نعت کے بعد ۱۲۵ کتابوں پر مشتمل فہرست ماخذ ہے۔ فصول کے متن میں کچھ ایسی کتابوں کے نام بھی آتے ہیں جو فہرست ماخذ میں نہیں ہیں۔ اس میں کئی قدیم و جدید ایسی کتابوں کے حوالے بھی آئے ہیں جو اب نادر و نایاب ہیں۔ جدید کتابوں میں قوانین العلاج حکیم کبیر علی انصاری، دستور العمل حکیم اجمل خاں، معالجات حکیم ساجد خاں رام پوری اور

کی بیاضیں شامل ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکیم بایزید کے پاس نودرج کتابوں کا ذخیرہ تھا۔

حکیم بایزید طبِ قدیم کے ساتھ طبِ جدید کے عصری رجحانات سے بھی واقف تھے۔ انھوں نے فصول میں ایک باب ادویۂ جدیدہ مفرد یا نو تجربہ کے عنوان سے قائم کیا ہے۔ دیباچہ میں مصنف نے اپنی ۶ دیگر تصانیف کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ فصول سے پتا چلتا ہے کہ حکیم بایزید کو مختلف طبی مسائل پر رسائل مرتب کرنے کا شوق تھا۔ جن کا انھوں نے مختلف امراض کے ذیل میں حوالہ دیا ہے۔ چونکہ بایزید کے عہد میں علوم مشرقیہ زوال پذیر تھے اور ممالک اسلامیہ بحران میں مبتلا تھے۔ عربی زبان، علوم عقلیہ اور خاص طور سے فن سرجری سے بے رغبتی عام تھی۔ قوم پر بڑھاپا طاری تھا۔ ایسے ماحول میں حکیم بایزید ایک مجدد طب کی حیثیت سے میدان میں آئے۔ اور انھوں نے فارسی زبان میں خود نصاب تعلیم طب مرتب کیا اور برسوں اپنی درس گاہ میں پڑھایا۔ اس نصاب کی جن کتابوں کا فصول میں حوالہ آیا ہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں:-

۱۔ ترائب النعمت۔ یہ کتاب حکیم بایزید نے بقول خود اپنے بھائی اور دیگر شاگردوں کو جزو عملی یعنی سرجری کی تعلیم دینے کے واسطے ۱۱۵۷ھ / ۱۷۴۴ء میں مرتب کی تھی۔ جو اب ان کی دیگر تصانیف کی طرح نایاب ہے۔

۲۔ فوائد نعمت نامی کتاب امراض متعدیہ آتشک وغیرہ سے متعلق ہے۔ اس کا ذکر دیباچہ اور بحث آتشک میں کیا گیا ہے۔ سنہ تصنیف ۱۱۵۷ھ / ۱۷۴۴ء ہے۔

۳۔ ایک رسالہ در معالجات حاملہ از ابتدائے نطفہ تا وضع حمل ۱۱۸۷ھ / ۱۷۷۳ء کا مرتب ہے۔

۴۔ خزینۃ العلاج کے نام سے مقالات طب کو مرتب کیا جس میں طب کے اختلافی مسائل پر محاکمہ ہے۔ سنہ تالیف ۱۲۰۲ھ / ۱۷۸۷-۸۸ء ہے۔

۵۔ ریاض العمل نامی رسالہ رموز تشخیص و عملیات طب سے متعلق ۱۲۰۲ھ / ۱۷۸۷-۸۸ء میں مرتب کیا۔

۶۔ مرکبات میں قرابادین "ناسخ الامراض" بہت معرکہ کی کتاب ہے۔

علامہ نجم الغنی خاں نے اس سے استفادہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"اس قرابادین میں نسخہ ہائے مرکب جن جن لوگوں نے تجویز کیے ہیں ان کے نام ہر نسخے کے ساتھ درج کر دیے ہیں اس لیے یہ روہیلہ سرداروں کے امراض گوناگوں کا کچا چٹھا ہے اور دلچسپ مرقع تالیف ۱۱۸۰ھ / ۱۷۶۶-۶۷ء ہے۔"

حکیم بایزید کی تصانیف میں سے صرف "فصول" ہی میرے مطالعہ میں رہی ہے۔ تلاش کے باوجود کوئی

اور کتاب اب تک نہیں مل سکی۔ فصول کے نام اور سنہ تالیف کے بارے میں حکیم بایزید لکھتے ہیں:۔

"چونکہ اس کتاب کی ترتیب سے جناب نواب فیض اللہ خاں کے عہد (۱۲۰۲/۱۷۸۸) میں فارغ ہوا ہوں" اس وجہ سے ان کے اسم گرامی پر اس کا نام رکھا ہے۔

اس مخطوطہ کا کاتب حکیم صاحب کا عقیدت مند شاگرد ہے۔ وہ ترقیمہ میں تحریر کرتا ہے۔

"تمت الکتاب من مسودۃ المصنف قدس سرہ العزیز تصنیف مولانا ہادینا مولوی محمد بایزید ساکن بلدہ مصطفیٰ آباد عرف رام پور۔

فصول کتب طبیہ میں کئی اعتبار سے ممتاز ہے۔ اس کے طبی اندراجات کی جامعیت تاریخی واقعات کی صداقت اور علمی و ادبی حکایات کی ندرت اہل ذوق حضرات سے داد تحسین وصول کرتی رہے گی۔ اس مخطوطہ کی تدوین طب کی عام معالجاتی کتابوں کی طرح ترتیب اعضا پر ہے۔ جو امراض راس سے شروع ہو کر قدم پر ختم ہوتی ہے۔ لیکن بلحاظ مواد وہ اس فن کی دیگر کتابوں سے ممتاز ہے۔ بایں ہمہ جن اعضا کے امراض سے بحث کی ہے۔ پہلے ان اعضا کی مختصر تشریح اس کے بعد کچھ مفید معلومات اور مبادیات علاج، امراض، علامات، عام معمولات اور خاص مجربات، کا تذکرہ ہے۔ پیچیدہ امراض کے سلسلے میں "فوائد" کا عنوان قائم کر کے اہم نکات اور خاص تشخیصی رموز بیان کئے ہیں۔ کہیں کہیں دستور العلاج کا عنوان قائم کر کے اطبائے قدیم و جدید کا طریقۂ علاج تحریر کیا ہے، جس میں خاص طور پر دہلوی اسکول اور حکیم علوی خاں کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ حکیم علوی خاں کے بارے میں اس مخطوطہ میں کافی اہم معلومات ہیں۔ حکیم بایزید نے پہلے علوی خاں سے طب پڑھی اس کے بعد علوی خاں کے کچھ شاگردوں سے بھی استفادہ کیا۔ وہ بحث بخار میں ورق ۴۲۷ پر تحریر کرتے ہیں:۔

"در بریلی مطلب قاضی ثناء اللہ صاحب مرحوم کہ استاد فقیر بودند زنی[1] را دیدم"۔

علوی خاں کے ہم عصر ایسے اطبا کے نام بھی فصول میں آتے ہیں جن کا دیگر تذکروں میں ذکر نہیں ہے۔ عموماً نسخے قلیل الاجزا، مفردات پر مشتمل ہیں۔ مرکبات کے سلسلہ میں اپنی تصنیف "قرابادین نافع الامراض" اور دیگر قرابادینوں کے حوالے دیئے ہیں۔

امراض وبائیہ میں کہیں کہیں سنہ، موسم اور مقام کا تعین بھی کر دیا ہے۔ آخر میں رموز تشخیص، طبی مشکلات اور ان کے جوابات، علامات و احوال اموات، وصایا طبیب تحقیق اسمائے جمیع الامراض، ادویات مع الوان اہل لغت فہرست ادویہ مفردہ مع خواص اور ورق ۵۱۰ ب سے حکیم ارزانی کی عربی تصنیف

---

[1] زنے

حدود الامراض کا بایزید نے خود فارسی ترجمہ کرکے شامل کتاب کر دیا ہے۔

فنی معالجات سے متعلق حکیم بایزید نے دریا کو کوزہ میں بند کرنے کی کوشش کی ہے اور قدیم متون کو سامنے رکھا ہے۔ اس وجہ سے بہت سی بحثیں تشنہ رہ گئی ہیں۔ کچھ عنوانات کا حق صرف چند سطروں میں ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔

حکیم بایزید نے فصول میں اکثر امراض کی بحث میں ایک باب قصص و حکایات کا قائم کیا ہے۔ جو غیر طبیب اہل علم کے واسطے بھی بہت کارآمد ہے۔ اس باب میں آخری عہد مغلیہ سے متعلق سوانحی سماجی تاریخی اور علمی و ادبی معلومات ہے۔ چونکہ فنی طبی کتابوں کا عام طور پر تاریخی ماخذ کے بطور مطالعہ نہیں کیا جاتا۔ اسی وجہ سے اس کتاب کا یہ اہم حصہ اہل علم کی نظر سے پوشیدہ ہے۔ اور پوری کتاب میں موتیوں کی طرح بکھرا ہوا ہے۔ مصنف نے اپنے حسب و نسب کے بارے میں دیباچہ میں صراحت کی ہے۔

حکیم محمد بایزید خلف حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ رحمت اللہ گنگوہی ابن

شاہ حافظ برخوردار از اولاد قطب عالم شاہ عبد القدوس گنگوہی۔"

بایزید کا خاندان کئی صدیوں تک تصوف و طب میں بہت ممتاز رہا۔ جن کا مختلف کتابوں میں ذکر ملتا ہے۔ خاص طور پر بایزید کے نواسے ڈاکٹر شاہ محمد حسن صابری ام سنرہ اٹھائیس کتابوں کے مصنف تھے۔ ان کی تصانیف میں تاریخ آئینہ تصوف اور حقیقت گلزار صابری بہت مشہور ہیں۔ شاہ محمد حسن صاحب غیر ثقہ راوی اور عجوبہ پسند مصنف تھے۔ ڈاکٹر اسلم لاہوری نے ان کی تصانیف کو داستان امیر حمزہ، الف لیلیٰ اور طلسم ہوشربا کی طرح محض افسانوی قرار دیا ہے۔ پھر بھی ان کی تالیفات سے بایزید اور ان کے خاندان کے بارے میں کچھ مفید معلومات کا اضافہ ہوتا ہے۔

شاہ محمد حسن صاحب کی اکثر تصانیف حافظ برخوردار کی کتاب نقشہ قدسیہ اللہ ترزرگان کے مکاتیب ماخوذ ہیں۔ محمد حسن لکھتے ہیں:۔

"پنجاب کے علاقہ گجرات میں شاہ دولہ نامی ایک بزرگ تھے۔ جن کی لڑکی قمرالنساء بیگم کا عقد حافظ برخوردار سے ہوا۔ جن سے شاہ رحمت اللہ پیدا ہوئے"

—— حافظ صاحب نقشہ قدسیہ میں تحریر کرتے ہیں:۔

(اے فرزند شاہ رحمت اللہ کی شادی کا بی بی اختر فاطمہ بنت حضرت سید

احمد آخوند والے سے ہوئی۔ جن کے بطن سے ۱۱۳۲ھ/۱۷۱۹ء میں حکیم بایزید تولد ہوئے۔ صاحب اولاد ہیں۔ ان کی اولاد رام پور میں ہے)

محمد حسن صاحب اپنے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"حافظ محمد عبداللہ بن حضرت شاہ نعمت اللہ کا نکاح ۱۲۰۷ھ/۱۷۹۲ء میں خدیجہ بیگم بنت حکیم بایزید سے ہوا۔ جن سے فقیر محمد حسن مؤلف تاریخ آئینہ تصوف پیدا ہوا۔"

حکیم بایزید ایک صوفی خاندان میں عملی طبیب تھے۔ ان کی پوری زندگی خدمت طب میں گذری۔ غالباً اسی وجہ سے کبھی تذکرہ صوفیا میں ان کا ذکر نہیں آتا اور نہ ان کے نواسے شاہ محمد حسن صابری نے دیگر ہزاروں اہل طریقت کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ نقول سے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم بایزید بھی تصوف سے متاثر تھے انھوں نے ورق ۳۶۴ ب پر امراض نسواں میں ایک تعویذ اس وضاحت کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ اس مرض میں ہمارے مشائخ یہ نقش دیا کرتے تھے۔

خاندان بایزید کی علمی خدمات کو سراہتے ہوئے مفتی عبدالقادر ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲-۵۳ء نے روزنامچہ میں تحریر کیا ہے ہے[9]

"اس شہر رام پور میں فن طب میں ملا فقیر اخوند کا خاندان سب پر سبقت لے گیا ہے۔ ملا بایزید نے عمل جراحی کو کہ عرصہ سے اطبا اس سے عاجز تھے اور اپنی فوقیت سے اس کام کو ذلیل بتاتے تھے۔ باوجود طبیب ہونے کے از سر نو اس فن کو حاصل کیا۔ اب ان کا بھائی نعمت اللہ اس نواح میں اس فن میں یکتائے زمانہ مشہور ہے۔ اب بھی اس گھرانے میں بیمار داری جاری ہے۔ ملا مرحوم کے جانشین اس کے لڑکے ملا احمد سعید ہیں۔"[10]

علامہ نجم الغنی خاں نے اخبار الصنادید میں نواب فیض اللہ خاں کے عہد کے مشائخ و علماء کے ذیل میں حکیم بایزید کا بھی ذکر کیا ہے۔ جس کو حکیم کوثر چاندپوری نے اطبائے عہد مغلیہ[11] میں کچھ تسامحات کے ساتھ نقل کر دیا ہے۔

چونکہ حکیم بایزید نے اپنے بھائی ملا فقیر اخوند (ولادت ۱۱۴۳ھ) کو ان کے زہد و تقوی کی وجہ سے ہر جگہ تعظیمی کلمات سرکار صاحب سرتاج وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔ جبکہ ملا صاحب بایزید

سے ۱۱ سال چھوٹے تھے۔ اس وجہ سے نجم الغنی خاں نے حکیم بایزید کو چھوٹا بھائی تصور کیا ہے۔ کوثر صاحب۔ تحریر کرتے ہیں:۔

"حکیم بایزید حکیم کبیر علی انصاری سنبھلی کا بیٹا تھا۔"

کوثر صاحب کا یہ خیال بھی غلط ہے۔ حکیم کبیر علی انصاری بایزید کے استاد تھے۔ ان سے نسبی تعلق کچھ نہیں تھا۔ تذکرہ کاملان رام پور، رازِ حقیقت گلزارِ عابری وغیرہ میں خاندان بایزید کا جو شجرہ ہے وہ حکیم کبیر علی انصاری کے خاندان سے نہیں ملتا۔ حکیم بایزید کو غالباً روزنامچہ نویسی کا شوق تھا۔ یا ان کا حافظہ غیر معمولی طور پر قوی تھا۔ جو انھوں نے آخری عمر میں ابتدائے شباب کے واقعات تفصیل سے تحریر کردیے ہیں۔ تاریخی اعتبار سے منقول ہیں (۱۱۶۱ھ ۔ ۱۷۴۷ء) سے $\frac{۱۲۱۲ھ}{۱۷۹۷ء}$ تک کے واقعات کہیں کہیں تعین سنہ کے ساتھ تحریر کردیے ہیں۔ یہ منتشر واقعات بھی تاریخ طب کا بیش قیمت ذخیرہ ہیں۔

واقعات طاعون میں بایزید تحریر کرتے ہیں جب میں نواب فیض اللہ خاں کے ساتھ سرہند میں مقیم تھا۔ اس دوران وہاں طاعون پھیلا جس میں سیکڑوں افراد مر گئے۔ میں نے کچھ مریضوں کا جدوار، سرکہ، پیاز وغیرہ سے علاج کیا۔ وہ ٹھیک ہو گئے۔ چنانچہ ورق ۲۲۰ پر کچھ تجربات طاعون تحریر کیے ہیں۔ بحث سمیات میں مزید لکھتے ہیں:۔

"سرہند میں میں نے ایک فقیر کو دیکھا۔ جو سیماب خام کھاتا تھا۔ اس نے پارا کھانے کا مظاہرہ میرے اور نواب فیض اللہ خاں کے سامنے کیا۔"

ایک جگہ احمد شاہ درانی کی غیر معمولی توانائی کا تذکرہ ہے۔ ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ حکیم بایزید $\frac{۱۱۶۱}{۱۷۴۷}$ سے $\frac{۱۱۶۵}{۱۷۵۱}$ تک پنجاب اور افغانستان میں نواب فیض اللہ خاں کے ساتھ رہے۔ تاریخی مقامات کے ذیل میں بایزید نے ملتان، سرہند، افغانستان، المورہ، سنبھل، امروہہ اور پیلی بھیت وغیرہ کا کثرت سے ذکر کیا ہے۔ جس سے ان مقامات پر بایزید کی آمد و رفت ثابت ہوتی ہے۔ بایزید روہیل کھنڈ کی پہلی جنگ آزادی میں حافظ رحمت خاں کے ساتھ تھے جس میں اپریل ۱۷۷۴ء کو حافظ رحمت خاں شہید ہوئے۔ اس کے بعد اکتوبر ۱۷۷۴ء میں نواب فیض اللہ خاں نے رام پور کو پایۂ تخت قرار دیا۔ اور دیگر مشاہیر کے ساتھ حکیم بایزید بھی رام پور میں آگئے۔ اور یہیں انتقال کیا۔ وہ مرض خناق میں استعمال چائے کا ایک دلچسپ واقعہ تحریر کرتے ہیں۔ ان کا

بیان ہے کہ:

"ابتدائے تشکیل رام پور میں نواب فیض اللہ خاں نے اطبائے دربار سے چائے کے مزاج اور نفع و نقصان کی بابت استفسار کیا۔ جس کے بارے میں شدید اختلاف رائے ہوا اور حکیم مرزا بو علی اپنی اس رائے پر اڑ گئے کہ چائے درجۂ سوم میں گرم و خشک ہے۔ نواب صاحب کو اس کا استعمال ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔ یہ زہر کا کام کرے گی۔ جبکہ نواب صاحب انگریزوں میں متعدد بار چائے نوش کر چکے تھے۔ نواب صاحب نے انچارج دواخانہ شاہی حکیم عطار اللہ غنی کاشمیری کو حکم دیا کہ وہ اپنی والدہ سے چائے بنوا کر لائیں۔ مرزا بو علی کو اپنی بات خراب ہونے کا احساس ہوا اور انھوں نے چائے میں خربق سیاہ (کٹکی) شامل کرا دی۔ جس کے پینے سے نواب صاحب کو خناق ہو گیا۔ دوسرے روز حالت بہت بگڑ گئی۔ اطبائے دربار کو جمع کیا گیا۔ جن کے نام بایزید نے یہ تحریر کئے ہیں۔

حکیم کبیر علی انصاری سنبھلی، حکیم احمد علی انصاری، حکیم محسن خاں شاگرد حکیم شریف خاں، حکیم ذکی خاں دہلوی، حکیم عز الدین میرٹھی، حکیم حافظ محمد یار خاں شاہ جہاں پوری، حکیم محمد زماں خاں، حکیم واجد علی خاں، حکیم عنبر علی، حکیم حافظ محمد یار خاں، حکیم عطار اللہ غنی۔"

حکیم بایزید لکھتے ہیں:

"اطبا نے چائے میں زہر کی آمیزش کا خبر ظاہر کیا۔ نواب محمد علی خاں کی تفتیش سے لالہ دیپ چند عطار نے بتایا کہ والدۂ حکیم غنی نے خربق سیاہ منگائی تھی۔ جو حکیم مرزا بو علی کے اشارے پر چائے میں ڈالی گئی۔ اس انکشاف کے بعد مرزا بو علی تو فرار ہو گئے۔ فصد کھول کر اور تبرید سے فیض اللہ خاں کا علاج کیا گیا۔ نواب صاحب نے ٹھیک ہو کر انعامات سے نوازا۔"

جس کی تفصیل نقوش میں بایزید نے تحریر فرمائی ہے۔

اس ایک واقعہ کے ذیل میں بایزید نے دربار رام پور سے وابستہ ۱۴ اطبا کا ذکر کیا ہے۔ نقول

فصول سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد میں ہر چھوٹا اور بڑا رئیس کسی نہ کسی طبیب کا کفیل تھا جس کی وجہ سے عوام کو طبی سہولت مفت حاصل تھی۔ بایزید نے کئی دولت مند خواتین کا ذکر بھی کیا ہے۔ جس میں بیگم نواب سعد اللہ خاں بھی شامل ہیں۔ جو طبیبوں کو تنخواہ دیا کرتی تھیں۔ بایزید نے کامیاب معالجہ پر ملنے والے انعامات اور اس عہد کے رئیسوں کی علم دوستی کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ وہ ہیضہ کی بحث میں لکھتے ہیں:

"ایک مرتبہ نواب محمد علی خاں کو ہیضہ ہو گیا۔ میں نے اور حکیم احمد علی نے علاج کیا۔ جب وہ صحت یاب ہو گئے تو نواب فیض اللہ خاں نے دونوں کو نقد انعام و جاگیر سے نوازا۔ جس میں ۵۰۰ روپے اور ۵۰ بیگھہ پختہ اراضی بشارت نگر میں حکیم بایزید کے حصے میں آئی۔"

بایزید اپنے ہم عصر اطبا میں حکیم احمد علی انصاری سے بہت متاثر ہیں۔ انھوں نے اپنے اور اپنے خاندان کے معالج کی حیثیت سے ان کا ذکر کیا ہے۔ فصول سے اطبا کے آپس میں خوش گوار روابط و مشترکہ علاج و معالجہ کے بہت سے واقعات کا پتہ چلتا ہے۔ اس میں کئی غیر مسلم معالجین کا بھی ذکر ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ نواب مصطفیٰ خاں ولد حافظ رحمت خاں کی بیوی حکیم بھاگیرت مصرا اور حکیم منوہر مصرا کے زیر علاج رہتی تھی۔ ایک مرتبہ ان کے علاج سے طبیعت ٹھیک نہیں ہوئی، تو نواب فیض اللہ خاں نے مجھے ان کا علاج کرنے کا حکم دیا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ بایزید کو امراض وبائیہ اور سرجری میں خصوصی مہارت تھی۔ انھوں نے ان امراض میں اپنے جوہر دکھائے ہیں اور قدرے تفصیل سے بحث کی ہے۔

فصول میں بایزید نے اپنے چند شاگردوں کا بھی ذکر کیا ہے جن میں حکیم شاہ نواز خاں بھی شامل ہیں یہ اپنی والدہ کے علاج کے سلسلہ میں بایزید کے پاس گئے۔ جوان زیرک اور ذہین تھے۔ بایزید نے جوہر قابل کو پرکھ لیا۔ اور ان کو خدمت خلق اور تعلیم طب کی طرف متوجہ کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں شاہ نواز خاں کو ایک ماہر طبیب بنا دیا۔ یہ ایک دولت مند گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے والد ملا نظام الدین ولائتی یوسف زئی سالار خیل بہت با اثر رئیس تھے۔

کاملانِ رام پور وغیرہ میں مذکور ہے کہ جب شاہ نواز خاں نے مطب شروع کیا تو والد اور استاد نے ان کو یہ نصیحت کی تھی کہ اللہ کا دیا معاش تمھارے پاس کافی ہے۔ طب خدمت خلق کا ذریعہ ہے۔ دنیاوی فوائد حاصل کرنے کا وسیلہ نہیں۔ اگر اتفاقِ زمانہ سے دنیاوی مصائب آ جائیں تو دستارِ

فن کا خیال رکھنا۔ علمائے سادات اور اہلِ خدمت سے کوئی رقم مت لینا۔ حکیم شاہ نواز خاں کا ساری عمر استادوں کی نصیحت پر عمل رہا۔ اور ان کی نسل سے قدرت نے ہر دور میں کامیاب معالجین پیدا کیے۔ جن میں حکیم عبد الرحمٰن خاں، ان کے بھائی حکیم عبد الرحیم خاں اور حکیم عبد الرحیم خاں کے لڑکے ڈاکٹر عبد الحکیم خاں اور ان کے لڑکے ڈاکٹر خالد خاں ہوئے۔ ڈاکٹر عبد الحفیظ اور ڈاکٹر عبد الرشید کا بھی اسی خاندان سے تعلق ہے

رام پور کے اکثر اطبا کا سلسلہ حکیم بایزید تک پہونچتا ہے۔ جن میں حکیم محمد اعظم خاں اور حکیم نجم الغنی خاں بھی شامل ہیں۔ بایزید خدمتِ خلق، تزکیہ نفس اور اخلاقی اقدار کی پابندی کو طبیب کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں۔ انھوں نے (وصایائے طبیب) میں ان اصولوں پر زور دیا ہے۔ تاریخی و تہذیبی واقعات کے ساتھ فصول میں بہت سے مشاہیر کا بھی تذکرہ ہے۔ جن میں ملا فقیر اخوند، ملا احمد، سید اعظم شاہ گنگوہی، مولوی منگل، ملا عبد الرحمٰن قوہستانی، قاری نسیم، حافظ رحمت خاں، حکیم غلام رسول حکمت، حکیم مرزا عاشور بیگ، حکیم بھولا ناتھ، حکیم محمد افضل خاں، حکیم دوست محمد خاں، حکیم عبد الرسول، حکیم محسن خاں کاشمیری، حکیم محمد ساجد جھنجھانوی ثم رام پوری، حکیم شاہ باز خاں، حکیم محمد امان خاں، حکیم اللہ داد خاں وغیرہ شامل ہیں۔

بہت سے رئیسوں کے آپس کے تعلقات اور ان کے مصاحبین کی تفصیل بھی فصول سے معلوم ہوتی ہے۔ بایزید نے جہاں کامیاب معالجات کا تذکرہ کیا ہے۔ وہاں بعض امراض میں اطبا کی ناکامیوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ بحثِ سوزاک میں لکھتے ہیں۔

"جناب قاضی سند صاحب کو سوزاک ہو گیا تھا۔ یہ نواب فیض اللہ خاں کے مصاحبِ خاص تھے۔ ان کے علاج کے سلسلہ میں نواب صاحب نے خود دلچسپی لی۔ اور حکیم غلام رسول حکمت سے علاج کرایا۔ لیکن قاضی صاحب اس مرض سے جانبر نہ ہو سکے اور ان کا انتقال ہو گیا۔"

قاضی سند صاحب کا تذکرہ سوانح حافظ جمال اللہ صاحب "مجمع الکرامات"[۱۲] میں امام الدین خاں اور "فرزند غوث الاعظم"[۱۳] میں میکش اکبر آبادی صاحب نے کیا ہے۔ قاضی صاحب کو حافظ شاہ جمال اللہ اور شاہ عبد اللہ بغدادی صاحب کے درمیان ایک جھگڑے کا بانی قرار دیا ہے۔

فصول سے بعض مشاہیر کے ایسے واقعات بھی معلوم ہوتے ہیں۔ جن کا کسی اور نے تذکرہ نہیں کیا ہے۔ بایزید نے بحثِ دردِ سر اور افیون میں شاہ عبداللہ صاحب بغدادی کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ عبداللہ بغدادی نبیرۂ حضرت غوث الاعظم عرف بنّے میاں صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے شہر بھوپال میں ایک جوان صحت مند خوش خوراک فقیر کو دیکھا۔ جو بہت بڑا افیون کا گولہ دونوں وقت کھاتا تھا اور سانپ سے کٹواتا تھا۔ لیکن اس پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔" تاریخ ہند کا اورنگ زیب کے بعد کا عہد کافی پیچیدہ ہے۔ اس دور میں مختلف ملکی اور غیر ملکی گروہوں نے خاندانِ مغلیہ کی جانشینی کی جدو جہد کی۔ جن میں روہیلے بھی شامل ہیں۔ بدقسمتی سے روہیلوں کو مثل سید، مرہٹوں اور انگریزوں نے ہدفِ ملامت بنا لیا ہے۔ بایزید نے روہیلہ عوام اور خواص کی صحیح نبّاضی کی ہے۔ وہ روہیل کھنڈ کی دوسری جنگِ آزادی کے سپہ سالار مصطفےٰ خاں عرف بجّو خاں شہید (۲۴ر اکتوبر ۱۷۹۴ء) کے فیملی معالج تھے۔ انھوں نے بجّو خاں کے خاندان کے کئی افراد کا ذکر کیا ہے۔ بحثِ "حُمّیات" میں لکھتے ہیں:۔

"ایک مرتبہ بجّو خاں کو بخار آگیا۔ جو حکیم دوست محمد خاں کے علاج کے باوجود کافی عرصہ چلتا رہا۔ ایک روز بجّو خاں کے مصاحبین جمع تھے۔ جن میں محمد خاں جمعدار، بخشی مرتضیٰ خاں قلندر خاں جمعدار، مانڈی خاں جمعدار، بشارت اللہ امروہی، میر محمد قائم، میاں تفضل حسن خاں اور حکیم سید ضیاء الدین عبرت بھی شامل تھے۔ حکیم عبرت نے کہا کیا شہر میں اور کوئی طبیب نہیں ہے۔ جو خان صاحب کا علاج کر سکے۔ اس پر حکیم دوست محمد خاں نے فرمایا خان صاحب کے ٹھیک نہ ہونے کا سبب علاج کی خرابی نہیں۔ خان صاحب کی بد پرہیزی اور علاج میں تساہل ہے۔"

بایزید کا خیال ہے کہ روہیلوں کو دوا تو پلائی جا سکتی ہے لیکن پابند پرہیز کرانا آسان نہیں۔ فصول کے ادبی لطائف میں نواب محمد یار خاں امیرؔ اور حکیم کبیر علی کبیرؔ انصاری سنبھلی کا واقعہ بہت دلچسپ ہے۔ امیرؔ اپنے عہد کے بہت بڑے رئیس تھے اور ان کی دولت کا بڑا حصہ اہلِ علم و فنکاروں کی خدمت میں صرف ہوتا تھا۔ سوداؔ، مصحفیؔ، قائمؔ چاندپوری بھی ان کی دولت سے مستفید

ہوتے رہتے تھے۔ بایزید امراضِ چشم میں لکھتے ہیں:

"ایک مرتبہ امیر کی آنکھ میں سال کی لکڑی کا ایک ریزہ پڑ گیا۔ چونکہ حکیم کبیر مستقل تنخواہ دار ملازم تھے۔ انھوں نے علاج شروع کیا۔ پہلے محمد حیات جراح سے ریزہ نکلوایا۔ پھر زخم و ورم اور دیگر تکلیفوں کی دوا دی۔ جب امیر ٹھیک ہو گئے تو انھوں نے اس خوشی میں جشنِ صحت منعقد کیا اور اپنے اکثر مصاحبین کو جن میں سید حسن شاہ، میر ضیاء الدین عبرت، میر محمد قاسم شاعر میاں عزالدین وغیرہ شامل تھے، خلعت اور نقد وجنس سے نوازا۔"

لیکن حکیم کبیر کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ ممکن ہے اس کی وجہ ان کی مستقل ملازمت ہو۔ حکیم صاحب نے اس بات کو محسوس کیا۔ اور ذیل کی رباعی لکھ کر نوازی نامی خیاط کے ہاتھ نواب محمد یار خاں امیر کو بھیج دی:

جنابِ عالی گر آج غسلِ صحت کا   ہر اک ندیم کے تئیں عطر اور پان ملے
بجائے خلعت بست پارچہ و اسپ عراق   حکیم جی کو بھی کہتے ہیں تین تھان ملے

فصول کا یہ مخطوطہ تاریخِ طب، آخری عہدِ مغلیہ کی تہذیب اور حالاتِ روہیل کھنڈ سے دلچسپی لینے والوں کے لیے بہت کارآمد ہے۔ اس قسم کے قلمی مخطوطات کی اشاعت ہر طبقہ کے لیے مفید ہے۔ رام پور کے طبی ذخیرے میں اس قسم کے جواہر پارے اور بہت سی بیاضیں محفوظ ہیں۔

••

حوالے

١- فصول فیض اللہ خانی - فہرست فارسی مخطوطات فن طب نمبر ١٣٨٦

٢- فصول فیض اللہ خانی - نسخہ دہلی ہمدرد لائبریری تغلق آباد، دہلی - (یہ مصنف کی اصل کاپی ہے)

٣- تذکرہ کاملانِ رام پور از حافظ احمد شوق مطبوعہ ١٩٢٩ء صفحہ ٦٧

٤- فہرست زرد فارسی قلمی صفحہ ٥٤٣ مرتبہ مولوی عبید اللہ بسمل و مہدی علی خان طب نمبر ٢٢ سابق

٥- تاریخ آئینہ تصوف مؤلفہ شاہ محمد حسن صاحب صابری مطبوعہ ١٣١١ھ صفحہ ٤٩٤

٦- حقیقت گلزار صابری " " " " مطبوعہ ١٩٢٧ء صفحہ ٣٤٩

٧- پروفیسر محمد اسلم لاہوری کا تبصرہ "شریف التواریخ شاہی" پر برہان دہلی جنوری ١٩٨٢ء

٨- شاہ دولہ کا تذکرہ رسالہ صاحبیہ مؤلفہ شہزادی جہاں آرا مرتبہ محمد اسلم لاہوری صفحہ ٦١

٩- وقائع عبد القادر خانی مخطوطہ مملوکہ رضا لائبریری مطبوعہ علم و عمل ١٩٦٠ء مرتبہ ایوب قادری صفحہ ٨٢

١٠- اخبار الصنادید جلد اول مطبوعہ ١٩١٨ء مؤلفہ حکیم نجم الغنی خان صفحہ ٦٠١

١١- اطبائے عہد مغلیہ از حکیم سید کوثر چاندپوری مطبوعہ ١٩٥٥ء صفحہ ٥٨

١٢- حیات حافظ رحمت خاں مؤلفہ الطاف حسین بریلوی مطبوعہ ١٩٣٣ء صفحہ ٢٨٥

١٣- مجمع الکرامات مرتبہ امام الدین صفحہ ٥٤

١٤- فرزند غوث الاعظم از میکش اکبر آبادی مطبوعہ ١٩٦٦ء صفحہ ١٥٢

١٥- منظومات جنگ در جوڑا مخطوطات فارسی وارد در رضا لائبریری و عولت لائبریری

١٦- کشکول مولوی لطیف رام پوری قلمی مملوکہ کتب خانہ مدرسہ فرقانیہ

١٧- "الفرقان" شیخ الحدیث مولانا زکریا نمبر دسمبر ١٩٨٢ء مضمون نور الحسن راشد

حکیم وسیم احمد اعظمی

رسالہ ارسطاطالیس۔ ایک تعارف

نام مخطوطہ :- رسالہ ارسطاطالیس، مصنف :- ارسطاطالیس، مترجم :- نامعلوم، ہینڈ لسٹ ۱۲/۲ ب ۳-۱۲، خدا بخش، سائز :- ۱۰×۱۸، ۱۸×۲۴ سینٹی میٹر، سطور :- ۱۵ خط :- نستعلیق، کاتب :- نامعلوم، سنہ کتابت :- تقریباً تیرہویں صدی ہجری، کیفیت :- کرم خوردہ، عمدہ۔

آغاز :- ھذہ رسالۃ الفہا ارسطاطالیس فی دقائق الحکمۃ من الطب وغیرہ، وھی مشتملۃ علی اربعۃ وثمانین مسئلۃ، الخ

اختتام :- لم صار من بہ فواق اذا سمع خبراً یولمہ ویفزعہ سکن فواقہ؟ لان النفس اذا تحرکت تحرکت معہا البدن واذا تحرک سخن، والحرارۃ یتحلل السبب المحدث للفواق۔

زیر تعارف مخطوطہ خدا بخش لائبریری پٹنہ کے ایک علمی مجموعہ ہینڈ لسٹ ۱۲-۳ کے ضمن میں موجود ہے۔

مخطوطہ میں مترجم، کاتب اور سنہ کتابت وغیرہ کی توضیحات نہیں ملتیں۔

مصنف کی تحقیق : اس مخطوطہ کا مصنف واقعی طور پر ارسطو ہے یا یہ ارسطو کی کسی کتاب سے اخذ شدہ مواد ہے۔ اس کا جواب مخطوطہ کی ابتدائی عبارت کے علاوہ اور کہیں دستیاب نہ ہو سکا۔

ھذہ رسالۃ الفہا ارسطاطالیس | نکتہ ہائے حکمت پر مبنی یہ رسالہ ارسطو نے

فی دقائق الحکمة من الطب وغیرہ وھی مشتملة علی اربعة وثمانین مسئلة	تالیف کیا تھا جو طب وحکمت سے متعلق چوراسی مسائل پر مشتمل ہے۔

یہ بھی پتہ نہیں چلتا ترجمہ یا ترتیب کس کی ہے اور کس زبان کی ہے۔ لیکن یہ خیال قائم کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہے کہ یہ تصنیف اسی دور کی یادگار ہے جب حنین ابن اسحٰق مترجم دارالحکمۃ نے اپنے لڑکے اسحٰق اور داؤد کے لئے جالینوس کی بعض کتابوں کو سوال وجواب کے انداز میں ملخص کیا تھا۔

چونکہ یہ اس زمانے کا رجحان تھا اس لئے جالینوس کی طرح ارسطو کے نکات کو بھی ملخص کیا گیا۔ چنانچہ ذخیرۃ الاسکندریہ (ارسطاطالیس) بھی سوال وجواب کی شکل میں ارسطو کی تحقیقات کا مجموعہ ہے جس کا ایک نسخہ رضا لائبریری رام پور میں بحوالہ کیٹلاگ جلد ۵ صفحہ ۴۲۴ و ۴۲۵ موجود ہے کیٹلاگ میں مجموعہ کے تمام رسائل کا اوّل و آخر مذکور نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ رسالہ ارسطاطالیس اسی مجموعہ میں سے ہو۔ مخطوطہ کی داخلہ اہمیت:۔

فلسفہ طب، طب عملی اور جنرل سائنس سے متعلق یہ چوراسی سوال وجواب نہ صرف پرکشش ہیں بلکہ آج کے دور میں بھی چونکا دینے والے ہیں۔

اس مخطوطہ میں بعض ایسے مسائل کا ادراک کرایا گیا ہے جن پر ہم اس لئے غور وفکر نہیں کرتے کہ وہ ہمارے روزمرّہ کے عادی مسائل ہیں۔ مثلاً (۱) حیوانات اناث میں صرف عورت اور چمگادڑ کو ہی حیض کیوں ہوتا ہے؟ (۲) تمام وباؤں میں آشوب چشم سب سے زیادہ کیوں عام ہے؛ (۳) موت ہونے پر سب سے پہلے آنتیں کیوں سکڑ جاتی ہیں؛ (۴) برف ٹھنڈا ہے تو اس سے بدن کیوں جلتا ہے، (۵) بخار میں پسینہ سے شفا اور غشی میں پسینہ سے ہلاکت کیوں واقع ہوتی ہے؛ (۶) راس الفخذ حق الورک سے ہٹ جانے پر کبھی بیٹھتی ہے اور کبھی نہیں بیٹھ پاتی، ایسا کیوں ہوتا ہے؛ (۷) شہد شیریں ہے لیکن زخم میں سوزش کا احساس کیوں پیدا کرتا ہے؛ (۸) استسقا میں پیٹ پانی سے حملہ ہونے کے باوجود پیاس کیوں لگتی ہے؟ (۹) گندہ دہن کو شراب نوشی کی حالت میں گندہ دہنی کیوں کافور ہو جاتی ہے؛ (۱۰) دیگر حیوانات کے بچے پیدا ہونے پر رینگنے لگتے ہیں، انسان کا بچہ ایک عرصہ بعد کیوں چلنا شروع کرتا ہے؛ (۱۱) جسے تشنج کا مرض ہو بخار اس کا تشنج کیوں کافور ہو جاتا ہے۔ (۱۲) جب مرّہ سوداکتے ہو تو مریض بیر کیوں لٹکا دیتا ہے؛ (۱۳) پیشاب بکثرت کے بعد پاؤں کیوں کانپ جاتے ہیں؛ (۱۴) دائرہ دار زخم

دیر سے کیوں مندمل ہوتے ہیں؟ (۱۵) عصبی یا دماغی چوٹ سے مرارہ کی قے کیوں آتی ہے؟ (۱۶) مرغ کا گوشت تمام گوشتوں میں زیادہ سریع الہضم کیوں ہوتا ہے؟ (۱۷) طحال والے کا ذائقہ کیوں خراب ہوتا ہے؟ (۱۸) آنکھ کے زخم میں صرف منقی دواؤں سے اندمال کیوں کر ہو جاتا ہے؟ (۱۹) وحشت زدہ کو بو کا تحمل کیوں نہیں ہوتا؟ (۲۰) پانی جلد نہیں سڑتا ہے لیکن ترمیوے جلد سڑ جاتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ (۲۱) سر کے بل گر جانے سے آواز کیوں بند ہو جاتی ہے۔ (۲۲) آگ کا جلا نسبتاً دیر میں کیوں اچھا ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

سوالات وجوابات میں موضوعاتی ترتیب موجود نہیں ہے مثلاً ابتدا میں جنرل سائنس کے چند سوال وجواب ملاحظہ ہوں۔

(۱) لم صار من غم یبکی۔

● لان الغم ھو مرض الروح یکون بانقباضۃ وغورہ الی داخل فاذا انقبض الروح متراجعاً نحو الدماغ عصرت شیئاً من الرطوبات المحصورۃ فیہ

(۱) غم لاحق ہونے پر آنسو نکل آنے کی وجہ کیا ہے؟

● غم روحانی انقباض کے باعث واقع ہوتا ہے یہ انقباض دماغ کی جانب منتقل ہو کر دماغ میں محصور رطوبات کو نچوڑ دیتا ہے۔

(۲) لم صار من بہ عطش اذا دخل الحمام سکن عطشہ ومن لا عطش بہ یعطش لہ الحمام۔

● لان من بہ عطش فلان بدنہ ایبس یجذب الرطوبات من الماء الی داخل بالمسام الخفیہ ومن لا عطش بہ فلان بدنہ ارطب یستفرغ بالعرق فیعطش۔

(۲) پیاس کی حالت میں حمام جاؤ تو پیاس بجھ جاتی ہے اور سیرابی کی حالت میں پیاس لگنے لگتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

● پیاس میں بدن خشک ہوتا ہے۔ خشکی کے باعث حمام میں موجود مرطوبیت کو جذب کر لیتا ہے جس کے باعث پیاس بجھ جاتی ہے لیکن سیراب آدمی کا بدن مرطوب ہونے کے باعث مرطوب ماحول میں پہنچ کر عرق ریز ہو جاتا ہے۔

اسی طرح اسبابِ مرض سے متعلق چند عبارتیں ملاحظہ ہوں:۔

(۳) لم صار اذا عرض للاصبع وجع تورم الحالب منہ۔

ﻫ ــــ لانه يكون حس الوجع فى الاصبع الذى فى ورم الحالب اذا لم يكن طريق المشاركة للاعصاب التى تنحدر الى الرجل محضا يشتد به الاحساس لوجع الاصبع

(٤) لم صارت للمراة التى لها علة الرحم غشى -

ﻫ ــــ لان الرحم عضو عصبى ويشارك فى العصبة المغدة والدماغ من حيث ينحدر اليه -

(٥) لم صار يتقدم الوبا اول ما يعرض فى اكثر الامر الرمد ؟

ﻫ ــــ لان الوبا انما يكون من فساد الهوا والهوا اذا فسد فانما يفسد اولا الروح الذى فى البدن لانه اشد شاكلة ولان الطف والعينين خاصة من بين سائر الاعضاء اذ فيها ارواح كثيرة والطف واصفى فلذالك يكدر هذا الروح فيلحقها الرمد -

(٦) لم صار المستسقين بطونهم مملوة من الماء يعطشون دائما ؟

ﻫ ــــ لان الماء الذى يشربونه ليس ينفذ فى المجرى الذى يجب على المجرى الطبيعى الذى يجرى اليها لكنه تتوسع الى حيث لا يجرى فلذلك صار بهم العطش مثل لا يمال من لم يشرب الماء

(٧) لم صار من به تشنج اذا حدثت به الحمى سكن عنه التشنج ؟

ﻫ ــــ لان التشنج الذى يعرض للاعضاء انما هو من فضل رطوبته يجتمع فى الاعصاب . فالحرارة تحللها والحمى حادة -

(٨) لم صار حميات الربع اطول ؟

ﻫ ــــ لان الربع ما يتولد من مادة غليظة والغليظ ابطاء استفراغا -

(٩) لم صار العصب اذا نخس ورم اذا يبرا يكون احداثه للورم اقل ؟

ﻫ ــــ لانه اذا نخس يبقى متصلا بعض الاتصال فيشتد من اجل التمدد ويولم وبسبب الالم يميل اليه المواد ويزيد الورم واذا

تبرالم يتمدد ولم يولم كثير الم، ولذالك ايضا لا ينجذب اليه مادة ولا يحدث فيه الورم۔

(١٠) لم صار اذا انثقبت المواضع التي فيها البهق الابيض والتي فيها البرص لم يجرح منها الدم؟

● ــــــ لان حدوث هٰذه الامراض من خلط بلغمي ابيض فعلت في هٰذه المواضع ويحيل لون الدم واللحم الذين فيها الى لونه۔

حاصل بحث:

یہ دعویٰ تو نہیں کیا جاسکتا کہ اس مخطوطے کے مسائل کوئی نیا انکشاف ہیں لیکن یہ اندازہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے کہ کلیات کے ضخیم دفتروں میں بکھرے ہوئے مسائل کو چند صفحات میں جمع کر دیا گیا ہے۔ ●●

حکیم شجاع الدین حسین ہمدانی

تحریم الدفن

(جالینوس کا ایک نادر مخطوطہ)

مختصر تعارف

جالینوس[1] کا یہ رسالہ جس کا ترجمہ قسطا بن لوقا[2] نے "تحریم الدفن" کے نام سے کیا ہے، راقم الحروف کے آبائی کتب خانہ میں عرصہ سے محفوظ ہے۔ موجودہ سیمینار کے موقعہ پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صاحبان فن کو اس سے روشناس کرایا جائے۔

"سکتہ موت" تمام دنیا کے لیے ایک سوالیہ نشان بنا ہوئی ہے۔ یعنی مرض کی ایک مخصوص کیفیت ایسی بھی ہوتی ہے جس میں مریض کو مردہ سمجھ لیا جاتا ہے حالانکہ وہ زندہ ہوتا ہے۔ جالینوس کے مطابق ایسے مریض کو دفن کرنا حرام ہے۔

جالینوس نے غالباً سب سے پہلے اس امر کی نشاندہی کی ہے اور اپنی تحقیق "تحریم الدفن" کے ذریعہ معالجین کو متوجہ کیا ہے۔

رسالہ تحریم الدفن : ایک جائزہ :- مؤلف : جالینوس، مترجم: قسطا بن لوقا البعلبکی، سائز: کتاب - ۱۶ × ۲۴٫۳ سنٹی میٹر، متن - ۹ × ۱۷ سنٹی میٹر، سطور: تیرہ ۱۳

---

[1] اپنے عہد کا ایک نامور اور جلیل القدر حکیم تھا، یہ فن طب کے آٹھ اماموں میں سے آخری امام تھا، مشرقی ایشیا کے جزیرہ گیموس یا نارموسا میں ۱۳۱ء میں شاہ ہیڈرین کے عہد میں پیدا ہوا تھا۔ اس کی تصانیف کی تعداد تقریباً چار سو تک پہنچتی ہے۔ ۲۰۰ء میں فوت ہوا۔

[2] قسطا بن لوقا شام کے مشہور علمی شہر بعلبک کا رہنے والا تھا، اس کی پیدائش ۸۳۰ء کے قریب ہوئی، اور تقریباً ۹۱۲ء تک باحیات رہا۔ ابن ندیم کے قول کے مطابق یہ علم طب، فلسفہ، ہندسہ، ہیئت، حساب اور موسیقی میں کامل مہارت رکھتا تھا۔ یونانی لسانیات کے عالم اور سریانی و عربی زبانوں کے ماہر کی حیثیت سے مسلم تھا۔

باقی ص۱۳۲ پر

خط: نفیس عربی نسخ، سنہ کتابت: تحریر نہیں ہے، تقریباً بارہویں صدی اور محمد شاہ بادشاہ کے دور کا معلوم ہوتا ہے، دوسرے نسخے: (۱) کتب خانہ دارالعلوم دیوبند (یوپی)، (۲) ذاتی ذخیرۂ کتب حکیم سید ظل الرحمان علی گڑھ (یوپی)، (۳) آصفیہ حیدرآباد (۴) رضا لائبریری رام پور

آغاز کی عبارت:۔ کتاب جالینوس الذی سماہ "تحریم الدفن" واخراج قسطا بن لوقا، قال جالینوس انی وصفت کتابی ھٰذا اربع مقالات المقالۃ الاولی ..... الخ

اختتام کی عبارت: فاما انا فرغنا من المقالۃ الرابعۃ وھی آخر کتابنا فقد بلغنا ما یحتاج الیہ من غرضنا فلنکمل کتابنا ھٰذا بحمد ذی القدرات، تمت ھٰذہ الرسالۃ بعون الملک الوھاب۔

مخطوطہ کی داخلی اہمیت:۔ مخطوطہ کا موضوع موت سے مشابہ ان کیفیتوں کا بیان ہے جن میں انسانی جسم کو دفن کر دینا طبی اعتبار سے ممنوع ہے، کیونکہ ان پر موت کا تسلط نہیں ہوتا بلکہ سکتہ کی سی کیفیت ہوتی ہے، زندگی ان میں موجود ہوتی ہے۔ جالینوس کہتا ہے:

"روم میں بہت سے بادشاہوں اور عوام کو اس عارضہ کے نتیجہ میں کسی قدر عجلت پسندی کی وجہ سے قبل از وقت دفن کر دیا گیا" [۱]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۰ کا) بیت الحکمت کے ایک مترجم کی حیثیت سے حنین ابن اسحاق العبادی کے بعد اس کا رتبہ بہت بلند ہے۔ اس کی تصانیف اور دیگر زبانوں سے تراجم کی تعداد کا صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ ابن ابی اصیبعہ نے باسٹھ [۶۲] کتابوں کے نام بتائے ہیں (طبقات الاطباء ج ا ص ۲۴۴ و ص ۲۴۵) ابن القفطی نے تقریباً بائیس [۲۲] کتابوں کی نشاندہی کی ہے (تاریخ الحکماء ص ۳۶۱ فارسی ترجمہ) قاضی ابوالقاسم صاعد ابن احمد الاندلسی نے چھ [۶] کتابوں کا ذکر کیا ہے (طبقات الامم ص ۱۴۳۔ اردو ترجمہ) ابن ندیم نے چونتیس [۳۴] کتابوں کا نام لکھا ہے (الفہرست ص ۲۹۵) خیرالدین الزرکلی نے سولہ [۱۶] کتابوں کا تذکرہ کیا ہے (الاعلام ج ۶ ص ۴۰) لویس معلوف الیسوعی نے متعدد تصانیف کے وجود کا اقرار کرتے ہوئے صرف دو تصانیف کا ذکر کیا ہے (المنجد فی الادب والعلوم) حکیم عبدالحی کے خیال میں قسطا بن لوقا نے ترجمہ، شرح اور تفسیر کے علاوہ چونتیس مستقل کتابیں لکھی تھیں (الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند ص ۲۰۵۔ اردو ترجمہ)

[۱] تحریم الدفن ورق ۱ب

سکتہ کی بعض کیفیتیں موت سے اتنی مشابہت رکھتی ہیں کہ معمولی صلاحیت کے حکیم اور ڈاکٹر بھی امتیاز نہیں کر پاتے۔ اس مخطوطہ میں ان کیفیتوں کی تفصیل اور ان کی علامتیں بتا کر انسان کو زندہ درگور ہونے سے بچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ظاہر ہے یہ موضوع دلچسپ بھی ہے، کارآمد اور اہم بھی، مزید ہمارے عہد کے حالات کو دیکھتے ہوئے اس موضوع کی اہمیت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

مصنف کی وضاحت :۔ جالینوس اور قسطا بن لوقا کے عہد میں تقریباً آٹھ سو سال کا فاصلہ ہے اس لئے پیش نظر مخطوطہ جالینوس اور قسطا بن لوقا کی علی تصنیف نہیں ہے بلکہ قسطا بن لوقا نے جالینوس کے اس رسالے کو اپنے تشریحی اضافوں کے ساتھ متعارف کرایا ہے، چنانچہ مخطوطہ کی ابتدائی عبارت سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے۔

کتاب جالینوس الذی سماہ تحریم الدفن واخراج قسطا بن لوقا [1]	یہ جالینوس کی تصنیف، جس کا نام "تحریم الدفن" ہے، اس میں قسطا بن لوقا کے اضافات شامل ہیں۔

مواد کی اہمیت :۔ تاریخی اعتبار سے زیادہ مخطوطہ کی اہمیت مواد کے اعتبار سے ہے نہایت مختصر اور صاف ستھری تحریر، جس میں کوئی عبارت آرائی نہیں پھر اتنا اہم، قیمتی اور مفید مطلب مواد، جو جالینوس کے زمانے میں جتنا کارآمد تھا، آج بھی اتنا ہی ضروری اور کارآمد ہے۔

مخطوطہ چار مقالات پر مشتمل ہے اور ہر مقالہ اپنے جلو میں معلومات کا ایک عظیم ذخیرہ رکھتا ہے، تفصیل درج ذیل ہے۔

المقالۃ الاولیٰ فیمن دفن من الاغماء وھو حی [2]	پہلا مقالہ ان افراد کے بارے میں ہے جو اغمار کے نتیجہ میں مردہ تصور کر کے دفن کر دیئے جاتے ہیں۔

اغمار دماغ میں پیش آتا ہے۔ جالینوس کہتا ہے :

یہ ایسی کیفیت ہے جس میں انسان چھ سات دن تک سکتہ کی حالت میں رہتا ہے، اغمار کی یہ قسم حواس میں اس قوت نفسانیہ کے رک جانے کے نتیجہ میں عارض ہوتی ہے جو قلب اور دماغ کے درمیان مربوط ہوتا ہے، یہ عوارض حجاب صدر کے

---

[1] تحریم الدفن ــــ ورق ۱ الف

[2] تحریم الدفن ــــ ورق ۱ الف

پھٹ جانے اور عروق قلب کے مسدود ہوجانے سے پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب مجاری میں اعصاب جلتے ہیں تو ان میں جذب ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے قلب کی حرکت بند ہوجاتی ہے۔ حرکت بند ہونے کی وجہ پشت کے پانچویں مہرے سے پہنچنے والی قوت کا فقدان ہے، اور اسی طرح قوت نفس کا کوئی کام نہیں رہ جاتا، نتیجہ کے طور پر قلب کی عروق پھیل جاتی ہیں اور کہیں سے بھی اس قدر حرارت بھی نہیں ملتی جو قلب کو متحرک رکھ سکے، گویا حرارت قلب میں رہ جاتی ہے اور ناواقف اطبا اس مخصوص کیفیت کو موت تصور کر لیتے ہیں اور دفن کرا دیتے ہیں۔[1]

اغماء کی مذکورہ کیفیت کی وضاحت قسطا بن لوقا اس طرح کرتا ہے:

"شخص کی آنکھوں کا سیاہ حصہ ختم ہوجاتا ہے، پیشانی خشک ہوجاتی ہے۔ ناک زرد پڑ جاتی ہے، بعض اوقات سبز بھی ہوجاتی ہے، کان کی لو سخت ہوجاتی ہے، سانس بند ہوجاتی ہے اور نبض ڈوب جاتی ہے، قضیب سکڑ جاتے ہیں اور تمام کیفیتیں تقریباً وہی ہوتی ہیں جو حقیقی موت میں پائی جاتی ہیں"[2]

زندگی کی پہچان:۔ مذکورہ بالا کیفیت میں زندگی کی علامتوں کی شناخت کے لئے جس باریک بینی اور فنی مہارت کی ضرورت ہے وہ عام طور سے مفقود ہے۔ چند علامتیں درج ذیل ہیں:۔

۱۔ خصیوں کے درمیان اور احلیل میں موجود ہوا کو چھوڑنے سے ضرب کا احساس زندگی کا پتہ دیتا ہے۔

۲۔ معالج اپنی انگلی کو روغن نیلوفر میں ڈبو کر مریض کی دبر میں ایک تہائی تک داخل کر کے چھوڑ دے تو اس رگ کی حرکت کو محسوس کرے گا جو بیخ کے قریب ہوتی ہے۔

۳۔ مریض کا چہرہ پشت کے مقابلے میں زیادہ سفید ہوگا اور ناخنوں میں سرخی کا اثر ہوگا۔

اس مقالہ میں زندگی کی علامتوں کی شناخت کے بعد موسم اور عمر کے اعتبار سے علاج کے مختلف طریقے بیان کئے گئے ہیں۔

المقالۃ الثانیۃ فیمن یدفن من ‏ ‏ ‏ دوسرا مقالہ ان افراد کے بارے میں ہے خوف

---

[1] تحریم الدفن ‏ ‏ ورق ۲ ب ‏ ‏ ‏ [2] تحریم الدفن ‏ ‏ ورق ۳ ب

وجع القلب من الرعب وهو مع (ورق ۔۴)	کے نتیجے میں پیدا ہونے والی کیفیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں، جن پر موت کا گمان ہوتا ہے اور وہ دفن بھی کر دیے جاتے ہیں۔

دوسرا مقالہ خوف کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے درد دل کی کیفیت، جس میں موت کا گمان ہوتا ہے، پر مشتمل ہے، مخطوطہ کے اس مقالہ کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔

اس عارضہ کا سبب سودا کی زیادتی اور قلب میں اس کا حد درجہ تخذیہ اور تیز اخلاط کا حد درجہ اجتماع ہے، جس کی وجہ سے قوت حیوانیہ زبان تک نہیں پہنچ پاتی، چنانچہ

"متاثرہ شخص میں زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی لیکن مریض کا رنگ زندہ لوگوں کا سا معلوم ہوتا ہے اور ہاتھ پیروں کے رونگٹے اور بال کھڑے ہوتے ہیں اور زبان کے نیچے کی رگ بھی زندگی کا پتہ دیتی ہے" (ق ۴)

خوف کے نتیجے میں قلبی صدمات کی اور بھی کئی شکلیں اور علامتیں ہیں جن کو مصنف نے تفصیل سے بیان کیا ہے اور اسباب اور زندگی کی علامتوں کو بتا کر علاج تجویز کئے ہیں۔

"مریض کو چہرہ کے بل لٹا دیں اور پیشانی یا دونوں کنپٹیوں (صدغین) یعنی جن مقامات پر عروق ممتلی پائی گئی ہوں ان میں لمبائی میں شگاف دیں، خون فوراً نکلنا شروع ہوگا جس سے قلب پر دباؤ کم ہو جائے گا اور روح حیوانی کو روکنے والے مواد جو قلب میں ہیں، تحلیل ہو جائیں گے اور مریض میں حرکت پیدا ہو جائیگی"
(ق ۵)

یہ چیدہ چیدہ اقتباسات ہیں جن کی پوری اہمیت اس وقت واضح ہوتی ہے جب اسے مصنف کی ترتیب کے ساتھ دیکھا جائے، ہر کیفیت کے متعدد علاج، مختلف عمروں کے اعتبار سے درج ہیں، ایک کیفیت کے مختلف اسباب، اور اسباب کی مختلف کیفیتیں بھی لکھی گئی ہیں، لیکن پورے مخطوطہ میں نہ کوئی پیچیدگی ہے نہ کوئی رطب و یابس۔

المقالۃ الثالثۃ فیمن یدفن وھو حی من الغم المفرط و الفرح	تیسرا مقالہ ان افراد سے متعلق ہے جو غم مفرط یا زیادہ خوشی کے نتیجہ میں موت کی سی کیفیت سے دوچار ہوئے

المعقط (ق - ٦)	ہوں اور انھیں زندہ درگور کر دیا گیا ہو۔

بقول جالینوس کے:

"اگر کسی مریض کو ایسے مرض کے نتیجہ میں دفن کر دیا گیا ہو جس میں حمی کے علاوہ کوئی دوسری علامت لازمہ نہیں پائی جاتی تھی اور اس کے دفن کے ۷۲ گھنٹے گذر چکے ہوں تو ایسے شخص کو گویا زندہ درگور کر دیا گیا ہے۔" (ق - ۷)

اس طرح کی موت کو ہم دو جہتوں میں تقسیم کر سکتے ہیں، پہلی یہ کہ غضب، غم یا خوشی کا عارضہ تندرست انسان میں پیش آیا ہو یا کوئی دوسرا ایسا عارضہ جس کے نتیجے میں قلب میں انتفاخ ہو کر روح حیوانی جسم میں معطل کر دی گئی ہو ______ ایسے مریض کی تشخیصی علامت یہ ہے کہ اس کی دونوں آنکھیں کھلی ہوتی ہیں، مریض کو تاریک کمرے میں رکھ دیں اور چراغ کا فتیلہ مریض کے سامنے لائیں اگر چراغ کا عکس مریض کی آنکھوں میں دکھائی دے تو زندہ ہے ورنہ مردہ۔

مخطوطہ میں آگے لکھا ہے کچھ واقعات بھی درج ہیں، مثلاً "قریطاس" بادشاہ نے ناطوس نامی ایک فلسفی کو حیلہ سازی کے ذریعہ موت کے گھاٹ اتارنے کے لیے اسقلا خارس المتطبب سے مشورہ کیا تو متطبب نے کہا:

"شہنشاہ اس شخص کو ایک تاریک مقام میں قید کر کے اچانک سورج کی روشنی دکھائیں، تو مر جائے گا، بادشاہ نے اس کا انتظام کیا، اور فلسفی کے ساتھ ۸۰ آدمی بھی رکھے گئے اور انھیں ایک تاریک ترین غار میں قید کر دیا گیا، جب دوپہر ہوئی تو اچانک غار کا منہ کھل گیا، سارے لوگ روشنی دیکھ کر گر پڑے، لیکن فلسفی نے اپنی آنکھوں کو ڈھانک لیا اور آفتاب غروب ہو جانے کے بعد آنکھوں کو کھولا، پھر ان اسی مردہ نما انسانوں کا علاج کیا اور ساٹھ (۶۰) آدمیوں کو بچا لیا، گویا اسی مردہ تصور کئے گئے انسانوں میں ساٹھ زندہ نکلے۔" ق - ۷

المقالة الرابعة فیمن یدفن وهو حي من قبل الادویة المخدرة السمیة (ق - ۸)	چوتھا مقالہ ان افراد کے بارے میں ہے جو مخدر سمی دواؤں کو کھا لیتے ہیں اور ان پر موت کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور وہ دفن کر دیے جاتے ہیں۔

چوتھا مقالہ ان کیفیتوں کی تفصیل اور معالجہ پر مشتمل ہے جو زہریلی دواؤں کے ردعمل کے طور پر ظاہر ہوتی ہیں، کچھ دلچسپ علامات زندگی ملاحظہ ہوں:۔

"اس عارضہ میں مبتلا شخص بائیں طرف چہرہ کئے ہوگا عضو تناسل کے اندرونی میں رگ متحرک ہوگی" (ق ۔ ۸)

ایک اور کیفیت:

"غذا اور کیموس قلب کی طرف مائل ہوجاتے ہیں جس کے نتیجہ میں قلب کے پردے بند ہوجاتے ہیں، اس کی علامت یہ ہے کہ متاثرہ شخص کی عروق بھری بھری (ممتلی) معلوم ہوتی ہیں، زبان کے نیچے کی رگ متحرک رہتی ہے۔" (ق ۔ ۸)

اس کا معالجہ یہ ہے کہ فوراً اس عرق کی فصد کھولی جائے اور جب خون نکلنے لگے تو خونریز، حلتیت، فرفیون، اور شحم حنظل کا طلاء کیا ہوا کپڑا رکھا جائے، مریض فوراً اس کیفیت سے نجات پا جائے گا۔

بہر نوع مخطوطہ کی اہمیت، افادیت اور دلچسپی ثابت کرنے کے لئے مذکورہ بالا اقتباس کافی ہے۔ یقیناً اس مخطوطہ کی ترتیب و تدوین اور اشاعت نہ صرف ایک تاریخی اہمیت کی حامل ہوگی بلکہ اہل فن کو نہایت قیمتی مواد فراہم کرے گی۔

••

جناب سید محمد احمد

نجیب الدین سمرقندی کے مخطوطات

(احمد حسن کلیکشن جے پور میں)

ابو حامد محمد بن علی بن عمر جو کہ نجیب الدین سمرقندی کے نام سے مشہور ہے اور فخر الدین رازی کا معاصر ہے اور مشہور فاضل طبیب ہے جسے تاتاریوں نے فتح ہرات کے وقت ۶۱۸ھ مطابق ۱۲۲۲ء میں قتل کر دیا تھا۔

اس طبیب کی سب سے زیادہ مشہور کتاب "الاسباب والعلامات" ہے جس پر علامہ نفیس نے شرح لکھ کر مقام رفیع حاصل کیا ہے۔ اس طبیب کی اور بھی تصنیفات ہیں مثلاً رسالہ "تشریح العین" اور "کتاب السموم" وغیرہ لیکن مندرجہ ذیل پانچ تصنیفات زیادہ مشہور ہیں۔ اطبا میں محمد نجیب الدین سمرقندی کے نام سے متعارف ہیں۔

(۱) قرابادین نجیب الدین سمرقندی
(۲) رسالہ فی اصول التراکیب
(۳) رسالہ الاغذیہ والاشربہ للاصحاء
(۴) رسالہ الاغذیہ والاشربہ للمرضیٰ
(۵) الادویۃ المفردہ

ان میں سے اس وقت چار مخطوطے پیش نظر ہیں ۱۔ قرابادین ۲۔ رسالہ فی اصول التراکیب ۳۔ رسالہ الاغذیہ والاشربہ للاصحاء ۴۔ رسالہ ادویہ مفردہ

ان میں کی پانچویں کتاب رسالہ الاغذیہ والاشربہ للمرضیٰ مجھے نہیں مل سکی ہے اس لئے اس وقت چاروں مخطوطوں کا مختصر تعارف پیش کرتا ہوں۔

قرابادین نجیب الدین سمرقندی

سمرقندی مذکور کی مشہور تصنیف ہے اور بہت مفید اور کارآمد ہے۔ اہل فن کے اعتبار سے

اسے ترتیب دیا گیا ہے اولاً امراض راس جیسے صداع، فالج، لقوہ، پھر امراض عین امراض انف امراض اسنان امراض اذن امراض لسان امراض صدر و ریہ امراض قلب امراض معدہ امراض کبد و طحال امراض امعاء امراض کلیہ و المثانہ امراض تدبیر والخصیتین و الذکر امراض نقرس و جع مفاصل و عرق النساء و علاج الحیات باقی، پھر امراض جراحات امراض شعر وغیرہ وغیرہ۔

ہر عنوان کے تحت مرکبات جیسے اطریفلات حبوبات، سفوفات، معاجین، ضمادات، نطولات وغیرہ وغیرہ کا بیان ہے۔

مخطوطہ مذکورہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جملہ علل و امراض کے لیے بہترین مرکبات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ مرکبات کی تعداد نو سو نناوے ہے۔

اس قرابادین کا مخطوطہ ٹونک کے مشہور کتب خانہ میں بھی موجود ہے اور زیر پیش نظر مخطوطہ حکیم احمد حسن خاں صاحب ٹونکی حال مقیم بھوپال کے کتب خانہ کا ہے بلکہ موصوف کے کتب خانہ میں اس کے دو مخطوطے موجود ہیں اور ان میں تھوڑا سا اختلاف بھی پایا جاتا ہے اور کتابت کی بھی بہت سی غلطیاں موجود ہیں۔

اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ صاحب عیون الانباء نے سمرقندی کی دو قرابادین بتائی ہیں ۱۔ قرابادین کبیر ۲۔ قرابادین صغیر۔

لیکن موجودہ مخطوطوں میں مطلق قرابادین نجیب الدین سمرقندی لکھا ہوا ہے اور کبیر یا صغیر لکھا ہوا نہیں ہے۔ بہرحال اس کا فیصلہ تو سب مخطوطے دیکھنے کے بعد ہی الحال تحقیق ہو سکے گا۔

زیر مخطوطے کا سائز ۵ ½ × ۱۰ اور تقریباً ڈیڑھ سو صفحات ہیں۔

اس طرح شروع ہوتا ہے:

الحمد للّٰہ والصلوٰۃ والسلام علٰی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین کتاب القرابادین علی ترتیب العلل والادویۃ علی الامراض۔

اس عبارت پر ختم ہوتا ہے:

وقد بینت والنقاص الذراریح مع دانق من العدس المقشر جمیعاً فان تردد ان ینضج الذراریح فی الرائب یوماً ولیلۃ ویستعمل ثلث اسوات تیکوز ...

الاغذیۃ والاشربۃ للاصحاء

یہ بھی نجیب الدین سمرقندی کا رسالہ ہے۔ زبان عربی ہے جس میں مصنف نے بہت تفصیل سے اغذیہ اور اشربہ سے بحث کی ہے۔ قدیم حکما بقراط اور جالینوس کے اقوال سے بھی استفادہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ کس قسم کے مزاج والے شخص کو کس قسم کی غذا استعمال کرنی چاہیے۔ جفاکش اور محنتی آدمیوں کو کس قسم کی غذا لینی چاہیے اور آرام طلب اور کم محنت کرنے والوں کی غذا کیسی ہونی چاہیے۔

جو اشیا انسان کے لئے غذا کے طور پر کام آتی ہے انھیں چھ قسموں پر منقسم کیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے الاغذیۃ التی یغتذی بہا الانسان ستۃ انواع۔ الحبوب واللحمان والالبان والثمار والبیض والبقول۔ کہ غذائیں چھ طرح کی ہوتی ہیں۔ حبوب اور غلے۔ گوشت۔ دودھ۔ پھل۔ انڈے اور سبزیاں۔

پھر حبوب اور غلے کی پوری تفصیل اور کون کون سے حبوب کھانے میں غذاءً مستعمل ہیں اور کس عمر اور کس مزاج کے لوگ کب اور کس طرح کھا سکتے ہیں۔

اسکے بعد گوشت کا بیان ہے۔ تمام قسم کے گوشت بتلائے ہیں جو کھانے میں استعمال ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں۔ اسی کے ساتھ یہ بھی تفصیل سے بتایا ہے کہ جانوروں کے گوشت کے کون کون سے حصے کیا کیا خصوصیات رکھتے ہیں۔ مثلاً دماغ، قلب، کبد وغیرہ وغیرہ۔

جانوروں میں اہلی جانوروں کا بھی ذکر کیا ہے اور صحرائی جانوروں کا بھی ذکر کیا ہے جو شکار کرکے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور جن جانوروں کا گوشت انسانی صحت کے لئے مضر ہے ان کا بھی ذکر ہے۔

اسی طرح دودھ کس کس جانور کا کام آتا ہے۔ اور کب اور کس طرح پورے منافع اور مضار کے ساتھ۔ اس کے بعد پھلوں کا ذکر ہے پھر انڈوں کا اور سب سے آخر میں سبزیوں کا غرضکہ ہر نوع سے سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

چونکہ ہر غذا ہر انسان کے لئے مفید نہیں ہوتی۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کے مزاج سے موافقت رکھتی ہو اور وہی غذا دوسرے شخص کے لئے مفید ہی نہیں بلکہ مضر ہو۔ چنانچہ لکھا ہے۔ قد یکون الغذاء الواحد ضارًا نافعًا بحسب الاختلاف الطبائع کالعسل مثلاً فانہ ینہضم فی الابدان الباردۃ ویصیر دمًا وفی الابدان الحارۃ الیابسۃ یستحیل صفراء کہ کبھی ایک ہی غذا

فائدہ پہنچانے والی بھی ہوتی ہے اور نقصان دینے والی بھی۔ دست آور بھی ہوتی ہے اور قابض بھی جیسے شہد کہ وہ ابدان باردہ میں بہت آسانی سے ہضم ہو جاتا ہے اور خون بن جاتا ہے لیکن ابدان حارہ یا لبریں صفرا میں مستحیل ہو جاتا ہے۔

اور بعض غذائیں ایسی ہوتی ہیں جن میں متضاد قوتیں جمع ہوتی ہیں جیسے کرنب اور عدس کہ یہ ایسے اجزا سے مرکب ہیں جو متضاد قوتیں رکھتی ہیں کہ اُن کا جرم تو قابض ہوتا ہے لیکن اُن کا پانی دست آور ہوتا ہے۔ اور جب پانی کے ساتھ کھائی جائیں تو اگر طبیعت سریع الانطلاق ہو تو دست لاتی ہیں اور اگر طبیعت اس کے برخلاف ہو تو قبض کرتی ہیں ... اسی لیے غذائے واحدہ کسی شخص کی تندرستی میں ممد و معاون ہوتی ہے اور کسی کو اور بیمار کر دیتی ہے۔ جیسا کہ مصنف لکھتا ہے ومثل الکرنب والعدس لانهما مركبا الاجزاء ففيهما قوتان متضادتان فما ؤهما مسهل وجرمهما قابض ومتى اكلا مع ماءهما فان وجد الطبع سريع الانطلاق بالطبع اطلقا وان وجدا على خلاف ذالك امسكا ..... ولذالك قد يوجد غذاء واحد مصحح البدان وممرضا للآخر۔

انسانی غذاؤں کے تفصیلی بیان کے بعد وہ پانی کے ذکر اور تفصیلی بحث میں آتا ہے کہ پانی کی کتنی قسمیں ہیں اور کونسا پانی مفید ہے اور کونسا مضر ہے۔ پانی میں کیا کیا خصوصیات ہیں۔

خالص پانیوں کے ذکر کے بعد پھلوں وغیرہ کے پانیوں کا ذکر کرتا ہے۔ مثلاً انار کا پانی، سیب کا پانی۔ انگور کا پانی وغیرہ۔

پانیوں کا بیان اس طرح شروع کرتا ہے قد جرت العادة بان يسمى كل ما يشرب شرابا والشراب بالحقيقة هو الشئ الذى اذا طبخ لم ينعقد منه شئ وصار جميعه بخارا ولم يبق له طعم او كيفية اخرى وشانه ان يرقق الطعام ويسيله مركبا فقط كالماء فاما ما يبقى له تفل او ينعقد منه شئ اذا طبخ او له كيفية اخرى فهو الى الطعام اقرب منه الى شراب وبالدواء اشبه بالماء كالالبان وربوب الفواكه ومياهها وما يتخذ من الحبوب والثمار وان كانت هى تسد مسد الماء فى بعض الاحوال وتقوم مقامه فالماء فهو اصل الاشربة كلها وسماه الله تعالى شرابا وجعله قواما لكل ما الاشياء فى هذا العالم وهو شرابا مشتركا لجميع الحيوان لا يستغنى عنه شئ منها فى قوام حياته کہ عام طور سے جو چیز بھی پی

کے کام آتی ہے اسے اشربہ میں سمجھ لیا جاتا ہے حالانکہ اصل اشربہ وہ چیز ہے کہ جب آگ پر پکائی جائے تو سب کی سب بخارات بن کر اڑ جائے اور اس کے کچھ بھی اجزا جم کر ثقل نہ بن جائیں اور نہ اس میں مزا ہو نہ دوسری کیفیت۔ اس کا کام یہ ہے کہ وہ غذا کو پتلا کر دے اور یہ صفت صرف خالص پانی میں پائی جاتی ہے لیکن جس چیز میں پکانے پر ثقل باقی رہے یا کچھ اجزا جم جائیں یا اس میں کوئی دوسری کیفیت پیدا ہو جائے تو وہ اشربہ کے بجائے غذا اور کھانے کے زیادہ قریب ہو جاتی ہے اور پانی کے مقابلہ میں دوا سے زیادہ قریب ہو جاتی ہے۔ جیسے دو زنده اربوب، فواکہ اور میوؤں، پھلوں اور حبوب کے پانی تو یہ اگرچہ بعض مقام پر خالص پانی کے قائم مقام ہو سکتے ہیں لیکن اصل پانی جو کہ اصل اشربہ ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے شراب کا نام دیا ہے اور جس سے اس عالم کی پیدا کردہ ہر چیز کا باعث قوام بتایا ہے اور جو کہ انسان، حیوان ہر ایک کے پینے کی چیز ہے جس سے کوئی بھی مستغنی نہیں ہو سکتا وہ صرف خالص پانی ہے۔

اغذیہ اور اشربہ کے تفصیلی اور سیر حاصل بیان کے بعد مصنف مذکور مشمومات اور خوشبوؤں کا ذکر کرتا ہے کہ خوشبوئیں تقویت اور غذائے روح میں داخل ہیں۔ مشمومات کے فوائد دلائل سے ثابت کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ فلذالک رای الاطباء ان یستعینوا فی حفظ الصحۃ واعادتہا بالمشمومات والمشموم تاثیر عجیب فی الابدان والانفس۔ اسی لئے اطبا نے حفظ صحت اور اعادہ صحت کے سلسلہ میں مشمومات سے مدد حاصل کی ہے کہ مشمومات عجیب تاثیر رکھتے ہیں ابدان اور انفس کے لیے۔ اور لکھتا ہے کہ والعلیل الی تقویۃ طبیعتہ بالروائح الطیبۃ احوج من الصحیح کہ بیمار اپنی طبیعت کی تقویت کے لئے مشمومات اور خوشبوؤں کا زیادہ ضرورتمند ہے تندرست کے مقابلہ میں۔

مصنف مذکور اغذیہ اشربہ اور روائح کے تفصیلی بیان کے بعد شہد، سرکہ اور سکنجبین کا بیان کرتا ہے۔

زیر نظر مخطوطہ بس یہاں تک ہی ہے اور رسالہ بالکل ختم نہیں ہوا ہے بلکہ عبارت ادھوری رہ گئی ہے۔ لیکن چونکہ جن عنوانوں پر یہ رسالہ مشتمل ہے وہ سب ہی پورے ہو چکے ہیں۔ اس لیے خیال کیا جاتا ہے کہ شاید صرف آدھا صفحہ ہی باقی بچا ہے پھر بھی یہی کہا جا سکتا ہے کہ زیر نظر نسخہ ناتمام ہے لیکن یہ مخطوطہ ٹونک کے مشہور کتب خانہ میں بھی موجود ہے اور دوسرے کتب خانوں میں بھی مل جائے گا جن سے یہ کمی پوری ہو جائیگی۔

ہمیں اس رسالہ عجیبہ کے تعارف سے مقصود یہ ہے کہ یہ رسالہ ایسا ہے جسے ہر طبیب کو پڑھنا چاہیئے۔ اب تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوا ہے۔ اگر عربی سے اردو ترجمہ کرکے شائع کیا جائے تو بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے کیوں کہ فی زمانہ ہمارے اطباء خاص طور سے جدید و نوجوان اطباء اور آئندہ ہونے والے اطباء عربی زبان سے بہت حد تک نابلد ہیں بلکہ فارسی سے بھی کما حقہ واقفیت نہیں رکھتے اس لیے ہمارے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ ہم قدیم طبی ذخیرہ کو عربی اور فارسی سے اردو میں منتقل کریں اور اس طرح قابل استفادہ بنائیں۔

کل پٹنہ پہنچنے کے بعد پھلواری شریف جانا ہوا اور وہاں خانقاہ مجیبیہ کی لائبریری دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا تو معلومات میں اس طرح اضافہ ہوا کہ ہم نے دیکھا وہاں اس کا فارسی ترجمہ موجود ہے اور یہ ترجمہ تراب علی ابن سید علی کریم رضوی بلگرامی نے ۱۲۵۷ھ میں کیا ہے جو کہ ۱۲۹ صفحات پر مشتمل ہے اور غالباً آخر سے نامکمل پہنچا ہے۔

ہمارے پیش نظر مخطوطہ جسے مطالعہ کرکے یہ تعارف پیش کیا نہ مولوی حکیم احمد حسن خاں صاحب حنفی ٹونکی حال مقیم جے پور کے کتب خانہ کا ہے۔

یہ رسالہ اس عبارت سے شروع ہوتا ہے: الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولنا المصطفیٰ وآلہ اجمعین وبعد فان اللہ تعالیٰ لما خلق نوع الانسان اعدل مزاجا من جمیع الحیوانات وجعل ذالک الاعتدال عریضا غیر محصور فی حد ضیق فخالف اختلاف صورھم وطبائعھم وامزجتھم واخلاقھم بخلاف سائر الحیوانات وجب ان یکون اغذیتھم بنفسہ کثیرۃ الاصناف۔

اور یہ عبارت اس کی آخری عبارت ہے: الفقاع۔ قد تغیر اسم اتخاذ الفقاع عما کان فی القدیم لانھم قد اتخذوہ من خبز الجواری ومن الارز ومن دقیق الشعیر فاما ان اکثروا فیہ من الافادیۃ ولذالک ومن فریق منھم وھم المکثرون بانہ حار یابس۔

رسالہ اصول تراکیب

یہ رسالہ ادویہ مرکبہ اور ترکیب ادویہ مرکبہ کے سلسلہ میں نجیب الدین سمرقندی مذکور کی تصنیف

ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ دوا سے مرکب کی کب اور کس حالت میں ضرورت ہوتی ہے اور کس طرح۔ جب ایک دوا کو دوسری دوا سے ترکیب دی جاتی ہے تو ان میں کن کن امور کے خیال کی ضرورت ہے اور اس کے اصول و ضوابط کیا ہیں۔

یہ رسالہ بھی عربی زبان میں ہے اور ۱۹ بابوں پر مشتمل ہے۔ پہلا باب اشربہ اور ربوب میں دوسرا معجون اور جوارشات میں تیسرا احبوب وایارجات میں چوتھا مطبوخات اور نقوعات میں پانچواں حقنہ اور شیافات میں چھٹا ادویات مقیات میں ساتواں لوقات میں آٹھواں اقراص میں نواں سفوفات میں دسواں اطلیہ اور ضمادات میں گیارہواں روغنیات اور ادھان میں بارھواں ادویہ عین، شیافات، برودات ذرورات، قطورات میں تیرہواں مراہم اور ذرورات میں چودھواں سنونات میں پندرہواں غرغرے میں سولھواں مربیات میں سترھواں سعوطات عطوسات بخورات اور شمومات میں اٹھارہواں نطولات میں انیسواں ادویہ شعر میں۔

ہماری معلومات کی حد تک یہ رسالہ اب تک طبع نہیں ہوا ہے اور اس لائق ہے کہ اردو میں ترجمہ ہو کر طبع کیا جائے۔

زیر نظر مخطوطہ سائز ۵½ × ۱۰ کے صفحات ۵۸ پر مشتمل ہے اور حکیم مولوی احمد حسن صاحب ٹونکی مقیم جے پور کے کتب خانہ کا ہے اور یہ مخطوطہ ٹونک کے مشہور کتب خانہ میں بھی موجود ہے۔ پھلواری شریف کی خانقاہ مجیبیہ میں بھی بہت اچھے خط میں ابوالحسن ابن ابوالخازی کا ۹۵۳ھ کا مکتوبہ موجود ہے یہ مخطوطہ اس طرح شروع ہوتا ہے :-

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علےٰ خیر البریۃ محمد وآلہ الطیبین الطاہرین قال العلامۃ نجیب الدین السمرقندی قدس اللہ روحہ العزیز ان الواجب علی کل ذی لب ان یتقرب الی اللہ تعالےٰ ویتوسل الی اللہ بکل ما تیسر لہ من القربات وحسن الوسائل۔

رسالہ ادویہ مفردہ

یہ بھی نجیب الدین سمرقندی کا عربی زبان میں رسالہ ہے جسمیں صفات و خواص ادویہ مفردہ کا بیان حروف ابجد کی ترتیب سے ہے مثلاً حرف الف میں اکلیل، آس، اقاقیا، اسقیل وغیرہ وغیرہ

حرف با میں بلسان بعض بلاد، حرف جیم میں جنطیانہ جوز ہندی غرضیکہ خواص ادویہ بہت بہتر طریقہ سے بیان کئے ہیں اور اس کے بعد ——— ادویہ مسہلہ کا تفصیل سے بیان ہے کہ کون کونسی دوا کس حد تک مسہل ہے اور اس میں کیا منافع اور کیا مقدار ہیں اور کس مزاج میں کونسی دوائے مسہل استعمال ہو سکتی ہے۔ ادویہ مسہل ۲۹ ذکر کی گئی ہیں اور ادویہ مفردہ کل ۳۰ ذکر کی ہیں۔ یہ رسالہ اس لائق ہے کہ اردو میں ترجمہ ہو کر شائع ہو۔

جو مخطوطہ میرے پیش نظر ہے وہ حکیم احمد حسن خاں صاحب مفتی کے کتب خانہ کا ہے جس کا سائز ۱۰ × ۵ ½ اور ۲۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

اوّل اس طرح ہے:

"الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ علی نبیہ محمد وآلہ اجمعین ذکر الادویۃ المفردۃ المستعملۃ وخواصہا واتمالہا الخاصۃ بہا المنسوبۃ الیہا المشہورۃ بہا۔"

آخر اس طرح ہے:

"اذا قشر مع قشرہ زعصر بالید مع شحمہ واخرج ماءہ اخرج الصفراء وینبغی ان یکون المعتصر منہ الحلو والحامض معا لانہ ابلغ فی الاسہال ولطیفۃ الحرارۃ واللّٰہ اعلم بالصواب۔

(۲)

ٹونک کے چند اہم مطب اور رسالے

مطب حکیم سید علی حسن صاحب امروہوی

یوپی کا وہ مقام جہاں طب یونانی کے ماہر و اعلیٰ حکیم پائے جاتے تھے۔ اسی شہر کے ایک نہایت فاضل و کامل تھے جسے طبی دنیا میں حکیم سید علی حسن امروہوی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جو خاندانِ سادات کے فرد شہیر اور حکیم بزرگ تھے۔ جسے مسلم ریاست ٹونک راجپوتانہ میں بزمانہ نواب ابراہیم علی خاں صاحب رئیس چہارم بطور طبیب خاص اور بیماران شہر کے طبیب بنے رہنے کا بہت طویل زمانہ تک

ٹونک میں قیام کا وقت ملا ہے جن کا مطب کثرت رجوعات کے سبب نہایت مشہور تھا۔

حکیم سید علی حسن صاحب امروہوی حکیم سید نثار علی صاحب کے صاحبزادے تھے (جن کا مطب۔ قرابادین، رسالہ امراض نسائی اور طریق مطب محفوظ و موجود ہیں)۔ ان کے اجداد میں حکیم سید غلام عسکری ابن حکیم سید بخش اللہ ابن مولوی سید محمد ابن سید شاہین وغیرہ ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم صاحب امروہوی کا خاندان پشتوں سے طبی خاندان تھا۔

حکیم صاحب کے بہت شاگرد و تلامذہ تھے۔ خاص طور سے ہمارے حقیقی نانا حکیم مولوی قاضی عبدالحلیم صاحب بھی تھے اور مطب حکیم سید علی حسن صاحب مذکور موصوف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

مطب حکیم صاحب مذکور بہت اہم مطب ہے اور بہ شکل قرابادین امراض کی ترتیب سے مرتب و مدون ہے اور چند بابوں پر مشتمل ہے جیسے امراض سر۔ امراض چشم۔ امراض اذن و انف وغیرہ وغیرہ۔ ہر باب میں مرکبات معمولہ۔ اطریفل۔ حبوب۔ سفوف۔ معجون۔ ضماد۔ طلا۔ مطبوخ اور نقوع وغیرہ وغیرہ کا ذکر ہے اور مجرب و معمول نسخے درج ہیں۔ اُس زمانہ کی روش کے حساب سے ترکیب نسخہ فارسی زبان میں ہے۔ مطب مذکور اب تک چھپا نہیں ہے۔ میرے خیال میں اہم مخطوطہ اور قابل اشاعت ہے۔

زیر نظر مخطوطہ سائز ۷ × ۱۰½ انچ ہے۔ صفحات ۱۲۳ ہیں اور حکیم مولوی عبدالحلیم صاحب مذکور کے دست مبارک سے لکھے ہوئے مخطوطہ سے خود میرا نقل کردہ ہے۔

مخطوطہ مذکور اس طرح شروع ہوتا ہے:

"ایارج فیقرا نافع بلغم و نافع و استرخا و تمامی امراض سر و ثقل زبان و وجع مفاصل و درد معدہ و قولنج"۔

اور اس عبارت پر ختم ہوتا ہے۔

معجون معصفر جہت فساد خون و سودا و بلغم و جوشش سر نافع و سر جنادہ اطفال وغیرہ را نافع مجرب و معمول است پوست ہلیلہ زرد پوست ہلیلہ کابلی پوست ہلیلہ ہلیلہ سیاہ آملہ منقے شاہترہ کشنیز خشک گل معصفر برنج ہندی برگ حنا صندل برگ سنا۔ بادگوئے سبز زیرہ سفید کشمش سبز برابر ہم عسل خالص دو چند بدستور مرتب سازند و بقدر مناسب استعمال کنند و تا یک نیم تولہ بخورند۔

مطب ہفت روزہ

طب یونانی کا وہ نادر و مفید مخطوطہ ہے جسے آج سے تقریباً ایک صدی پہلے ترتیب دیا گیا تھا۔ جس کے مطالعہ سے کامیاب علاج کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ مرض کی تشخیص کا سراغ ملتا ہے۔ تجویز نسخہ کا ڈھنگ جانا جاتا ہے۔ "مطب ہفت روزہ" کا تعلق حکیم سید علی حسن صاحب امروہوی سے ہے جن کے مختصر حالات مطب علی حسن صاحب کے ضمن میں پہلے ذکر کئے ہیں۔ چونکہ آپ کا مطب کثیر الرجوع تھا اور آپ کے مطب میں خواص و عوام کا جمگھٹا رہتا تھا۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفا دی تھی مطب میں نسخہ نویسی کا کام حکیم صاحب موصوف کے ذریعہ فارغ شدہ حکماء انجام دیتے تھے اور صاحبان علم و حکمت اس ذات گرامی سے وابستگی اپنے لئے حصول کمال کا ذریعہ سمجھتے تھے جس زمانہ میں یہ کتاب لکھی گئی اس وقت اس سردار طب کے مطب میں متعدد اطباء نسخہ نویسی کی خدمت انجام دیتے تھے جن میں حکیم محمد صاحب، حکیم مہدی میاں اور دیگر حقیقی نانا حکیم مولوی قاضی عبد الحلیم صاحب تھے یہ تمام حضرات ہیں جو اس مطب کی بدولت اپنے وقت کے مشاہیر شمار ہوتے ہیں۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مشہور علمی دینی اور طبی خانوادے کے فرد تھے جو پشتوں اور نسلوں سے علوم سے مالا مال رہا ہے۔ حکیم صاحب کے عالم دین فاضل طبیب اور صاحب قلم شاگرد نے مطب کی حاضری کے دوران اپنے حصہ میں آئے ہوئے اور لکھے ہوئے مریضوں کے نسخے مع حالات مرض اپنے اس رسالہ میں جمع کئے ہیں لیکن یہ صرف سات روز تک یہ سلسلہ چلا ہے اور مطب مذکورہ میں صرف سات دن کے مریضوں کے حالات و نسخے درج ہیں اسی لئے اس مطب کا نام ہی ہفت روزہ رکھ دیا ہے۔

۵۰ صفحات میں مختلف النوع ۱۱۳ بیماریوں کا علاج بتاتے ہیں جن میں تقریباً ایک صد مرکب نسخہ جات درج ہیں۔ آج کے زمانے میں جوش دینے بھگونے اور سفوف تیار کرنے کی زحمت اٹھانے کا استعمال بار گراں ہے۔ اس الجھن و پریشانی کو دور کرنے کا عمل اس امروہوی ناقل کے مطب میں سو سال پہلے بحسن و جمال نظر آتا ہے۔ یکم جمادی الاول ۱۳۱۲ھ روز شنبہ سے یہ رسالہ شروع ہو کر سات دن پورے ہوتے ہیں ۷ جمادی الاول بروز جمعہ ختم ہو جاتا ہے۔ موسم گرما کے امراض عموماً اور دیگر موسموں کے بیماریاں اس وقت میں علاج پذیر ہوئی ہیں۔ فساد خون اور سوداوی امراض کا کامیاب علاج کیا گیا حوامل و غیر حوامل کے استحاضہ کو روکا گیا ہے۔ حمل کو اسقاط سے بچا کر ولادت کاملہ تک پہنچانے کو عمل میں لایا

گیا ہے۔ آتشک، تبریان، سوزاک، اورام احشاء وجع المفاصل مزمن، حمی مروارید ک، ضعف دماغ عرق بروسقوط، ضعف بصر، فالج، شہقہ، شقیقہ حصبہ۔ جدری۔ اسہال اور دیگر بیماریوں کو ختم کرکے عروس صحت سے ہم کنار کیا گیا ہے۔

اس رسالہ میں مفید و مجرب و مزیل نسخہ جات جنہیں لوگوں نے مخفی کیا ہوا تھا بے کم و کاست لکھ دیا ہے۔ شربت زرشک کیوڑہ والا۔ شربت زرشک اختری۔ شربت گاؤزبان۔ شربت نرمہ بارد ہی۔ شربت گوندی۔ کاڑھی خس والا۔ کاڑھا نجیٹ والا۔ کاڑھا چھالوں والا۔ نوشدارو جدواری۔ دوائے اتاقیا۔ دوائے موجز معجون بیاد البرد خاص نسخے ہیں۔

زیر نظر مخطوطہ کا سائز ۷ × ½ ۱۰ اور صفحات ۷۵ ہیں۔ مرتب رسالہ حکیم قاضی عبدالحلیم صاحب کے دست مبارک سے لکھے ہوئے مخطوطہ سے میرا خود کا نقل کردہ ہے۔

اس طرح شروع ہوتا ہے:

"بعد حمد و صلوٰۃ فقیر عبدالحلیم کمترین شاگردان مولانا و مرشدنا جناب حکیم سید علی حسن صاحب مدظلہ امروہوی می گوید دریں جزو زمان کہ تاریخ یکم جمادی الاول ۱۳۱۲ ہجری ہست"۔

ختم اس طرح ہوتا ہے:

"روز چہارم ماء الجبن شربت سکنجبین روز پنجم ماء الجبن شربت سکنجبین بدستور واللہ اعلم
۱۵ ماشہ ۱۰ ماشہ ۵ ماشہ ۷ ماشہ ۱۰ تولہ ۱۰ تولہ

وعلیہ الاتم۔

کافی بیاض موسوم بہ طب حکیم سید دائم علی خاں صاحب

ٹونک کے مشہور حکیم علامۃ الہند حکیم سید برکات احمد صاحب کے خاندان کی مشہور بیاض ہے جو کافی بیاض کے نام سے موسوم ہے۔ یہ بیاض حکیم صاحب کے والد حکیم سید دائم علی صاحب نے جمع کی تھی اس کے بعد حکیم سید برکات احمد صاحب نے کافی اضافہ کرکے قرابادین کی شکل میں تیار کیا جس میں ان کے صاحبزادے حکیم سید محمد احمد صاحب عرف حکیم محمد میاں نے چند نسخوں کا اضافہ کیا اور اس کے نسخے ایسے معمولات بن گئے کہ حکیم سید صاحب کے پاس جو بھی اطباء طب میں فارغ ہوتے حکیم صاحب اس بیاض کی نقل کی انہیں اجازت دیتے اور وہ اس بیاض کی نقل کرکے اپنے اپنے شہروں میں لے جاتے اور اسے مدار طب بناتے۔ اس لئے اُس زمانہ میں اسے خاص شہرت حاصل ہوگئی۔ چونکہ حکیم صاحب کے تلامذہ کا سلسلہ

پورے ہندوستان بلکہ بیرونِ ہندوستان' افغانستان و ایران وغیرہ تک پھیلا ہوا تھا۔

زیر نظر مخطوط کا سائز ۶½ × ۸½ ہے تقریباً ۵۰۴ صفحات پر مشتمل ہے جیسا اس زمانہ میں رواج تھا نسخہ کی ترکیب فارسی زبان میں ہے۔ حروف تہجی کی ترتیب سے اطریفلات۔ معجونات سفوفات۔ لبوبات۔ حبوبات وغیرہ کے ہزاروں معمول مطب نسخے درج ہیں۔

علامہ حکیم سید برکات احمد صاحب کے شاگرد حضرت حکیم مولوی [illegible] خان صاحب نے حکیم صاحب سے فراغت طب کے بعد حکیم صاحب کی اجازت سے اصل نسخہ سے اسے نقل کیا اور حسب دستور سابق جب میں نے حضرت موصوف سے فراغت طب حاصل کی جو رشتہ میں میرے حقیقی ماموں بھی ہوتے تھے تو مجھے بھی اس بیاض کی نقل کی اجازت ملی۔ زیر نظر یہی نسخہ ہے جو خود میں نے اپنے قلم سے نقل کیا ہے اس بیاض میں بہت سے نسخے ایسے ہیں جس میں صاد کا اشارہ ہے۔ یہ نسخے بہت مجرب و کامیاب ہیں۔

اس بیاض میں جتنے نسخوں میں جن کے نام آئے ہیں وہ یہ ہیں:-

۱ حکیم عزیز اللہ خاں مرحوم والد حضرت حکیم ذکاء اللہ خاں ۲ حکیم شریف خاں ۳ داؤد انطاکی ۴ حکیم علوی خاں ۵ حکیم ارشد ۶ حکیم غلام نجف خاں ۷ حکیم نور عالم خاں ۸ حکیم میر ماشاء اللہ خاں ۹ مولوی نجف صاحب ۱۰ حکیم عبدالہادی صاحب شاہجہاں آبادی ۱۱ میر قادر علی ۱۲ پریم عطار ۱۳ حکیم غلام نقشبند خاں ۱۴ شیخ محمد مجاہد دہلوی ۱۵ سید شیر محمد خاں ۱۶ حکیم عسکر علی خاں شہید ۱۷ شیخ الرئیس ۱۸ حکیم محمد رضا ۱۹ حکیم فتح اللہ خاں ۲۰ عابد سرہندی ۲۱ حکیم قدرت خاں ۲۲ حکیم محمد ارزانی ۲۳ حکیم نقی لاہوری ۲۴ خواجہ میر درد ۲۵ حافظ داؤد خاں ۲۶ حکیم واصل خاں ۲۷ حکیم شرف الدین خاں ۲۸ ثابت ابن قرہ ۲۹ محمد زکریا ۳۰ جالینوس ۳۱ حکیم سکندر علی ۳۲ اشرف یار خاں ۳۳ حکیم بھرون سنگھ ۳۴ مولانا شمس الدین ودیلی ۳۵ حکیم عماد الدین ۳۶ حکیم صادق علی خاں ۳۷ حکیم جلال الدین ۳۸ حکیم نور علی صاحب (۳۹) حکیم محمود خاں مرحوم دہلوی ۴۰ حکیم نور عالم ۴۱ حکیم سعد اللہ گیلانی ۴۲ حکیم نصیر الدین ۴۳ والد حکیم شریف خاں ۴۴ حکیم محمد جعفر مرحوم اکبرآبادی۔

اس بیاض میں جن کتابوں سے اخذ کیا گیا ہے وہ یہ ہیں:-

۱ شرح عابد سرہندی ۲ علاج الامراض ۳ معمولات حکیم صادق علی خاں ۴ قرابادین جلالی

۵ قرابادین کبیر ۶ شرح حکیم علی گیلانی ۷ ——— ۸ معالجات قانون ۹
بیاض قدیم ۱۰ تالیف قدما ۱۱ منہاج ۱۲ قانون ۱۳ مخزن الفوائد ۱۴ ذخیرہ
۱۵ مجربات معتمد الملک ۱۶ ——— ۱۷ قرابادین حکیم علوی خان ۱۸ دستور الاطباء
۱۹ مطب حکیم کاظم علی خان ۲۰ سدیدی ۲۱ ذخیرہ اکبر شاہی ۲۲ طب ہندی ۲۳
طب شہیر ۲۴ شفاء الاسقام ۲۵ مغیث الاجسام ۲۶ خلاصۃ الطب ہندی ۲۷ قرابادین حالوئی
۲۸ طب اکبر ۲۹ مجربات حکیم داؤد انطاکی ۳۰ قرابادین عربی علوی خان ۳۱ جمع الجوامع
۳۲ بیاض ۳۳ تحفہ ۳۴ کتاب ما لا یسع ۳۵ مجموعہ ۳۶ قرابادین کرامت الشفا ۳۷ قرابادین
قادری ۳۸ ترویح ۳۹ گنج بادآورد ۴۰ معالجات حسینی ۴۱ قرابادین قلانسی ۴۲ منزہتہ
۴۳ مجربات حکمائے قدیم ۴۴ مجربات قدیمی ۴۵ بیاض بعض حذاق ۴۶ زاد غریب ۴۷
شرح قرابادین قانون ۴۸ طب شاہی ۴۹ حاوی کبیر ۵۰ طب اکبر ۵۱ قرابادین معصومی
۵۲ جامع ابن بیطار ۵۳ قرابادین ابن تلمیذ ۵۴ شرح اسباب والعلامات ۵۵ تالیف
مولانا شمس الدین رودینی ۵۶ تذکرہ ۵۷ معدن ۵۸ ذکائی ۵۹ غنی منی ۶۰ مجموعہ بقائی
۶۱ کامل الصناعۃ۔

کتاب اس طرح شروع ہوتی ہے:

"علم الکتاب مرکبات کہ در نسخ مستعمل می شوند بطریق کشتیزی تالیف حکیم ذکاء اللہ خان در
دفع خفقان حار دفع بخارات صاعدہ از معدہ و مراق و تقویت دل و معدہ"

اختتام اس طرح ہے:

"یاقوتی مفرح بارد منقول از قرابادین قادری یادستے تیغر مروارید بد سرخ کہربائے
شمعی یاقوت سرخ یشب سبز الی آخرہ

حکیم علیم الدین بلخی

ادویہ تریاقیہ پر ایک نادر مخطوطہ

تحفۂ سلیمانی

تعارف رسالہ : زیرِ بحث و نظر رسالہ جس کا نام "تحفۂ سلیمانی" ہے ایک اہم اور نادر مخطوطہ ہے، جو دار المعلومات بلخیہ فتوحہ پٹنہ کی زینت ہے۔ یہ کسی قدر کرم خوردہ ہے مگر اس کی ضروری اور کارآمد عبارتیں بآسانی پڑھی جاتی ہیں۔ اس کے اوراق سفید اور دبیز ہیں۔ اس کا حجم طولانی ۶ $\frac{1}{2}$ انچ اور عرضی ۴ $\frac{1}{2}$ انچ ہے۔ اوراق کی تعداد ۱۴ ہے۔ یہ رسالہ ایک اور ماقبل کے رسالہ سے وابستہ اور جڑا ہوا ہے جس کا نام "عین الحیوٰۃ" ہے۔ چونکہ دونوں رسالوں کا کاغذ اور روشنائی ایک ہی ہے اور اوراق کی تعداد بھی دونوں رسالوں کی کل ملا کر (جو ایک ساتھ مجلّد ہیں) ۱۷ ہے، قدیم خط میں لکھی ہوئی ہے۔ اس لئے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ دونوں رسالے ایک ہی کاتب کے دستِ قلم کے مرہونِ منت ہیں۔ ہر دو رسالوں کا خط پاکیزہ اور نستعلیق ہے۔ دونوں رسالوں کا مصنف ایک ہی ہے جس کا نام محمد ہاشم بن محمد طاہر طہرانی ہے۔

ندرت رسالہ : مذکورہ بالا دونوں رسالوں میں سے بجز "تحفۂ سلیمانی" کے متعلق گفتگو کرنی ہے۔ یہ رسالہ قدیم ترین نسخوں میں سے ہے جس کی طباعت ابھی تک عمل میں نہیں آئی ہے۔ مصنف نے شروع رسالہ میں حمد و صلوٰۃ اور چند تمہیدی کلمات کے بعد اس رسالہ کو ایران کے مشہور بادشاہ شاہ سلیمان صفوی الموسوی کے نام سے ہدیہ پیش کرتے ہوئے اس کی مقبولیت کی درخواست کی ہے اور اس رسالہ کا سن تصنیف ۱۰۷۹ھ لکھا ہے، جو بقول مصنف "تحفۂ سلیمان" (تحفہ اخیر کلمہ میں تا کے ساتھ) کے اعداد سے نکلتا ہے۔ شاہ سلیمان صفوی کا دور ۱۰۷۷ھ سے ۱۱۰۵ھ تک کا ہے اس رسالہ پر کاتب کا نام درج نہیں ہے۔ مگر سنہ کتابت ماقبل کے منسلک رسالہ "عین الحیوٰۃ" پر اس طرح درج ہے :

"این رسالہ موسوم بعین الحیوٰۃ در روز یکشنبہ ہشتم ماہ یازدہم از ماہ ہائے سال ششم از عشر دوم بعد از الف از ہجرت نبویہ علی مہاجرہا الف الف الثناء والتحیۃ سمت

وصورتِ اتمام پذیرفت" (یعنی ۸ ذی قعدہ ۱۰۹۶ھ)

مصنّف کے سالِ تصنیف، رسالہ کے سن کتابت، اور شاہ سلیمان صفوی کے دَور کو غور کرنے کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تینوں سنہ ایک دوسرے سے بہت زیادہ قریب ہیں اور رسالہ پر جبکہ کاتب کا نام درج نہیں ہے اور پھر سنہ تالیف اور سنہ کتابت کے درمیان صرف ۱۷ ہی سال کا فرق ہے تو کیا عجب کہ یہ رسالہ خود مصنف ہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا بھی ہو۔ اس رسالہ کے دیگر نسخوں کا سراغ مجھے ٹھیک طرح پر نہیں مل سکا۔ صرف دو نسخوں کا علم ہو سکا ہے۔ ایک نسخہ رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔ مگر اس پر سنہ کتابت درج نہیں ہے۔ اور دوسرا نسخہ انڈیا آفس لندن میں ہے، جس پر سنہ کتابت ۱۱۲۹ھ لکھا ہوا ہے، جو بہر حال زیر بحث نسخہ کے بعد ہی کا ہے۔

افسوس ہے کہ مجھے مصنّف کے حالات کا پتہ تلاش و تفحص کے باوجود نہ چل سکا۔ انڈیا آفس کے کیٹلاگ میں اس مصنّف کے متعلق صرف "ایران کا ایک طبیب" لکھا ہوا ہے۔

اہمیّتِ رسالہ: (۱) مصنّف نے جدوار اور فادِ زہر سے متعلق اس رسالہ میں بحث کرتے ہوئے سببِ تالیف یہ بیان کیا ہے:

"ادویہ تریاقیہ میں کوئی اور دوا ان کے مقابلہ کی نہیں ہے۔ اور ان دونوں دواؤں کے بعد موسیائی کا بھی درجہ ہے مگر افسوس ہے کہ ان ادویہ پر فارسی زبان میں ایسا کوئی رسالہ موجود نہیں ہے جس سے خواص و عوام سب ہی مستفید ہو سکیں۔ اس لئے میں اس رسالہ کو انہیں نفع پہنچانے اور ثواب دارین حاصل کرنے کے لئے لکھ رہا ہوں۔"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فارسی زبان میں اس موضوع پر یہ پہلا نفع بخش رسالہ ہے۔

(۲) مصنّف نے اس رسالہ میں مستند مآخذ کے بھی حوالے دیئے ہیں۔ چنانچہ شیخ الرئیس بو علی سینا کی "القانون" یحیٰی بن جزلہ کی "منہاج البیان" ابن بیطار کی "کتاب الجامع فی الادویۃ المفردہ"، شیخ یوسف بغدادی کی "جامع بغدادی" ابن التلمیذ کی "المغنی" وغیرہ جیسی اہم کتابوں کے جابجا حوالہ جات نے رسالہ کو بہت وقیع اور اہم بنا دیا ہے۔

(۳) مصنّف نے بعض بعض مقامات پر ذاتی تجربات بھی بیان کیے ہیں۔ چنانچہ ایرانی جدوار کے سلسلہ میں "کندہ و دیدہ" اور ہندی جدوار کے سلسلہ میں "فقیر بعضے از جدوار ہندی را بہ ایں

و مکرر دیدہ و تجربہ نمودہ نفع و اثر تمام اذاو ملاحظہ کردہ" یا بعض دوسری دواؤں کے سلسلہ میں "من مکرر تجربہ کردہ" یا "اکثر اینہا بہ تجربہ معلوم شدہ" وغیرہ جیسے جملے تحریر کردیے ہیں جن سے پوری طرح یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف کی بہت سی باتیں ذاتی تجربات و مشاہدات پر مبنی ہیں، نہ کہ سُنی سنائی باتوں پر۔

مشتملاتِ رسالہ : مصنف نے اپنے رسالہ کو تین بابوں پر مشتمل قرار دیا ہے۔

(۱) **پہلا باب :-** جدوار کے بیان میں جس کی مندرجہ ذیل فصلیں ہیں :- (۱) جدوار کی حقیقت و ماہیت اور مزاج کے بیان میں۔ (۲) جائے پیدائش کے بیان میں اور اس سے متعلق اختلافات کا ذکر۔ (۳) جدوار کے نیک و بد سے متعلق۔ (۴) اس کے اصلی ہونے کی شناخت کے متعلق (۵) اس کے ان خواص کے متعلق جو زہروں کے تریاق ہیں (۶) اس کے ان خواص کے متعلق جو قلب کے لئے مفرح و مقوی ہیں۔ (۷) دیگر افعال و خواص کا ذکر۔ (۸) جدوار کے ذریعہ کسی افیون کے عادی کو افیون چھڑانے سے متعلق۔ (۹) بیش کے متعلق (جس کا اہم تریاق جدوار ہے)۔ (۱۰) بیشِ موش کے متعلق۔

(۲) **دوسرا باب :-** فادزہر کے بیان میں جو پانچ فصلوں پر منقسم ہے :- (۱) فادزہر کے لغوی اور اصطلاحی مفہوم کا ذکر (۲) فادزہر حیوانی کی تمام قسموں اور منافع کا بیان (۳) فادزہر معدنی کے متعلق (۴) حجر الحیۃ کا ذکر (۵) نارجیل دریائی کا ذکر۔

(۳) **تیسرا باب :-** مومیائی سے متعلق ہے جس کی تین فصلیں ہیں :- (۱) مومیائی کی اقسام کا ذکر (۲) اس کے نیک و بد کا ذکر (۳) اس کے افعال و خواص کا ذکر۔

اس جگہ اس مختصر سے مقالہ اور مختصر سے وقت میں ہر ایک باب اور ہر ایک فصل پر تفصیلی بحث ممکن نہیں۔ اس لئے چند خاص باتیں جو اخذ کرسکا ہوں وہ پیش خدمت ہیں۔

(۱) **بیان جدوار :-** اس باب سے متعلق خصوصی امور تلخیص کے ساتھ ذیل میں درج ہیں:

۱- اس لفظ جدوار کو زدوار (فارسی) کا معرب بتاتے ہوئے اور دیگر مختلف نام گناتے ہوئے مصنف نے یہ بھی بتایا ہے کہ اسے ہندی میں "نربسی" اس لئے کہتے ہیں کہ یہ "دافع سُم" ہے جو اس لفظ کا بعینہ ترجمہ ہے۔ نیز بیش کے قریب ہی جدوار پیدا ہوتی ہے جو بیش کی خصوصی تریاق ہے۔

(۲) سعد کوفی اور ہیش سے اسے شکلاً مشابہ قرار دیتے ہوئے ہر سہ ادویہ کے شناختی فرق کو بہت ہی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

(۳) صاحب منہاج البیان، صاحب تقویم الابدان اور شیخ الرئیس بوعلی سینا کے اقوال کی تائید کرتے ہوئے اسے درجۂ سویم میں گرم و خشک قرار دیا ہے۔

(۴) مَنبتِ جدوار کو بیان کرتے ہوئے مصنّف نے سب سے بہتر خطائی (علاقہ چین) کو قرار دیا ہے۔ اس کے بعد تبتی اور پھر اس کے بعد ہندوستانی کو، اپنے علاقہ کی خراسانی جدوار کو بھی مصنف نے استعمال کیا ہے مگر اسے عمدہ قرار نہیں دیا ہے۔ اس جگہ مصنف نے سختی سے اس خیال کی بھی تردید کی ہے کہ بیش کا پودا چونکہ جدوار کے قریب ہی اُگتا ہے اس لئے جدوار اس مقام کے بیش کے سمی افعال کو بے اثر یا کمزور بنا دیتی ہے۔

(۵) اصلی و نقلی جدوار کے فرق کو بہت ہی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ نقلی جدوار جو رنگ چڑھا کر یا دوسری مشابہ جڑیں جو بازاروں میں اصلی کے نام پر بیچی جاتی ہیں ان کے امتحان کا طریقہ بھی بتا دیا گیا ہے۔

(۶) اہم ترین اور سب سے زیادہ تفصیلی بحث جدوار کے افعال و خواص سے متعلق ہے۔ مصنّف لکھتا ہے کہ یہ بالخاصہ مفید ہے اور صورت نوعیہ سے اثر کرتی ہے۔ اس لئے یہ ہر قسم کے سموم میں خواہ وہ حار ہوں یا بارد نافع ہے۔

یوں تو مصنّف نے اس کے بہت سے منافع گنائے ہیں اور کئی تجرباتی نسخے مختلف بزرگوں کے ساتھ متعدد امراض میں پیش کیے ہیں۔ مگر دو مواقع میں اس کے استعمال کو بہت ہی زیادہ نفع بخش قرار دیا ہے۔ ایک تو اس کو ہر قسم کے سموم خوردہ نیز عقرب گزیدہ و مار گزیدہ اور دوسری قسموں کے کرم گزیدہ و ملدوغ کے لئے نافع بتایا ہے۔ نیز وبائی امراض و فساد و عفونت ہوا کے موقعوں پر بطور حفظ ماتقدم اس کے استعمال کو مفید قرار دیا ہے۔

دوسرے یہ کہ جدوار کو امراض قلب میں نہایت ہی نفع بخش قرار دیا ہے اور اس جگہ شیخ الرئیس کی کتاب "ادویہ قلبیہ" کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ زہر خوردہ کے اثرات کو یہ دوا اس لئے بھی زائل کرتی ہے کہ یہ انسانی حرارتِ غریزی اور قوتِ حیوانی میں مزید طاقت بہم پہنچاتی ہے۔ یعنی ایک جانب یہ بالخاصہ

دافع سموم ہے تو دوسری جانب قلب و نبض کو بھی ساقط ہونے سے روکتی ہے۔ امراض دماغیہ میں بھی اس دوا کو مفید قرار دیا ہے۔ جیسا کہ لکھتا ہے کہ ــــ "صرع اور ام الصبیان میں میں نے ذاتی اور متعدد تجربوں کے تحت اسے مفید پایا ہے۔"

(۷) مصنف نے جدوار کے ذریعہ کسی افیونچی کی افیون کی عادت چھڑانے کی ترکیب بھی لکھی ہے۔ پھر آخری فصل میں ایک بحث ضمناً بیش پر بھی اس لئے کر دی ہے کہ جدوار کے قریب میں بیش کا پودا اُگتا ہے جس کا خصوصی تریاق جدوار ہے۔

(۲) بیان فادزہر: اس باب میں فادزہر حیوانی اور فادزہر جمادی دونوں کو علیحدہ بیان کیا گیا ہے۔ پورے مضمون کا خلاصہ ذیل میں درج ہے:

(۱) بقول مصنف فادزہر حیوانی یوں تو مختلف جانوروں کے شکم سے نکالا جاتا ہے لیکن ان میں بھی سب سے بہتر حجر التیس ہے۔ یعنی جو بکرے کے شکم سے نکالا جاتا ہے اور ان میں بھی سب سے عمدہ وہ ہے، جو مصنف کے وطن علاقہ شبانکارہ میں پایا جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد فادزہر گاؤ ہے۔ یہ فادزہر جانوروں کے پتوں اور تھنوں میں ہوتا ہے۔ مصنف یہ بھی لکھتا ہے کہ اگر اوائل میں شکم سے نکال لیا جاتا ہے، تو وہ صحیح و سالم رہتا ہے۔ ورنہ پھر بعد میں کرم خوردہ ہو کر گلتا ہے، جو ناقابل استعمال ہو جاتا ہے۔

(۲) فادزہر حیوانی مختلف شکلوں اور صورتوں میں ہوتا ہے۔ جو مقام اور وضع کے لحاظ سے خاص خاص شکل و رنگت اختیار کر لیتا ہے۔

(۳) فادزہر کے اصلی و نقلی ہونے کی شناخت پر بھی مصنف نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

(۴) فادزہر حیوانی کے متعلق اس کا خیال یہ بھی ہے کہ یہ بہت سے سموم کا تریاق ہونے کے باوجود اگر اس کو بے محل اور بے موقع اور عمر و موسم کا خیال نہ کرتے ہوئے زیادہ مقدار میں یا زیادہ دنوں تک دیا جائے تو یہ مہلک بھی ہو سکتا ہے۔

(۵) فادزہر معدنی جسے زہر مہرہ خطائی کہتے ہیں، متعدد قسموں کو بیان کیا ہے۔ افلاطون، ارسطو، ابن جلجل، بغدادی اور زکریا رازی کی کتابوں کے حوالوں سے یہ بتاتا ہے کہ یہ مختلف رنگوں کا پایا جاتا ہے۔ بعض مور کے پر کی طرح بھی خوشنما ہوتا ہے، مگر سب سے بہتر وہ ہوتا ہے جس کا رنگ

زرد اور کچھ سیاہی مائل ہو، اور وہ چین، تبت یا کشمیر کے علاقہ سے حاصل کیا گیا ہو۔ نیز وہ نرم ہو، دھوپ میں رکھنے سے اس سے کسی قدر پانی چھوٹے، بلکہ دھوپ کی تپش سے وہ ملائم بھی ہو جائے۔

(۶) یوں تو فاد زہر حیوانی کے متعلق یہ بھی لکھتا ہے کہ یہ فقیر کے استعمال میں برابر آچکا ہے۔ مگر وہ زیادہ زور فاد زہر معدنی ہی کے استعمال پر دیتا ہے اور یہ لکھتا ہے کہ ہر قسم کے سموم مفردہ و مرکبہ حیوانیہ، نباتیہ اور معدنیہ کے لئے تریاق ہے۔ بلکہ بعض متقدمین کے اقوال کو نقل کرتے ہوئے یہ بھی لکھتا ہے کہ ان کے خیال میں زہر مہرہ تمام تریاقات سے بڑھ کر ہے۔

(۷) ضعف قلب میں اور بعض دیگر امراض میں اسے وہ مفید قرار دیتا ہے۔

(۸) اس کی انگوٹھی کے سلسلہ میں لکھتا ہے کہ جو شخص اپنی انگشتری میں اس کا نگینہ رکھتا ہے، زہر آلود کھانا کھانے کے بعد زہر کا اثر اس پر کمتر ہو جاتا ہے اور ایسا شخص بچھو کے ڈنک سے بھی محفوظ رہتا ہے، بلکہ بچھو اس کے پاس بھی نہیں جاتا۔

(۹) ایک اور فصل میں حجر الحیہ جسے سانپ کا مہرہ کہتے ہیں، کی خاصیت و منفعت کو بھی تریاقی بتاتا ہے۔ مگر اس کے متعلق اپنی کوئی رائے نہیں دیتا ہے کہ یہ پتھر واقعی سانپ کے سر سے نکلتا ہے یا کسی اور جگہ سے۔

(۱۰) ایک چھوٹی سی فصل "نارجیل دریائی" سے متعلق بھی ہے۔ اس دوا کو مصنف نے نہ صرف ہیضہ میں مفید بتایا ہے بلکہ دیگر سموم میں بھی اس کے استعمال کو تریاقی بتاتا ہے اور آب و ہوا کی مضرتوں کو دور کرنے کے لئے بالخصوص اسے نفع بخش قرار دیا ہے۔

(۳) **بیان مومیائی**:۔ اس عنوان کے تحت مومیائی کی قسموں اور اس کے افعال کو مختلف فصلوں میں بالتفصیل پیش کیا ہے۔ جس کا ملخص ذیل میں درج ہے:

(۱) **پہلی قسم معدنی** کا ذکر کرتے ہوئے مصنف لکھتا ہے کہ یہ قیر سے مشابہ ہوتی ہے۔ جس میں زفت کے جیسی بو آتی ہے۔ یہ پہاڑوں کے شگافوں اور دروں سے نکل کر اور بہہ کر ایک مقام پر جمع ہو جاتی ہے۔ سب سے بہتر دارابی اور اس کے بعد اصفہانی ہوتی ہے۔ ایک خاص مقام کا ذکر بھی مصنف کرتا ہے کہ جہاں سے ہر سال ۱۵۰ مثقال (ایک مثقال = ۴½ گرام) حاصل کی جاتی ہے۔ مگر اب وہاں سے صرف ۷۰ مثقال حاصل ہوتی ہے۔ مصنف اس خصوص میں لکھتا ہے کہ میں خود تو اس جگہ پر نہیں گیا ہوں مگر ایسے ثقہ اور قابل اعتماد

لوگوں سے سُنا ہے جو وہاں جا چکے ہیں اور جنہوں نے اپنی آنکھوں سے اس مقام کو دیکھا ہے۔ معدنی مومیائی کے مزاج پر بحث کرتے ہوئے اور مختلف مصنفین کے اقوال پیش کرتے ہوئے وہ اپنا فیصلہ یہ دیتا ہے کہ حق یہ ہے کہ مومیائی درجہ دوئم کے آخر میں گرم اور درجہ دوئم کے اوّل میں خشک ہے۔

(۲) دوسری قسم حجری مومیائی کو بیان کرتا ہے۔ اس کے بارے میں وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ یہ خاص طرح پر پتھروں کے چٹانوں سے نکالی جاتی ہے۔ اِس لئے اسے بھی پہلی ہی قسم میں شامل کرنا چاہیئے۔

(۳) تیسری قسم کی مومیائی جو انسانی لاش سے حاصل کی جاتی ہے اس کو وہ بیان کرتا ہے کہ یہی وہ مومیائی ہے جسے لوگ "قبوری مومیائی" بھی کہتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ آج سے ہزاروں برس قبل مصری اور رومی سلاطین کی لاشوں میں کچھ ادویہ مثلاً شہد اور صبر سقوطرای اور کچھ دوسری ادویہ جن کا مجھے علم نہیں' لگادی جاتی تھیں' جن کی بنا پر لاشیں متعفن نہیں ہوتی تھیں اور محفوظ ہو جاتی تھیں۔ پھر مصنف لکھتا ہے کہ اس قسم کی دواؤں کا نام اُنھوں نے "ادویہ شریفہ الٰہیہ" رکھ چھوڑا تھا۔ اس "قبوری مومیائی" کے متعلق آگے چل کر وہ لکھتا ہے "کہ لوگوں کا خیال ہے کہ اس کا اثر و فائدہ معدنی مومیائی سے بڑھ کر ہے۔ حالانکہ مردہ انسانوں کی کھال' گوشت' ہڈی کسی مصرف کے لائق نہیں۔ نہ داخلی نہ خارجی۔ یہ تو نہایت ہی نقصان دہ ہے۔ لوگ چھپے چوری بڑی بڑی قیمتوں کے عوض اسے بیچتے ہیں جبکہ اس کا کوئی فائدہ ہی نہیں اور یہ حرام الگ ہے۔" پھر مصنف لکھتا ہے "کہ اس "قبوری مومیائی" کا کچھ حصہ جس میں مختلف اعضاء کے اجزاء تھے۔ میں نے خاص مکۂ معظمہ میں خریدے تھے۔ میں نے اسے استعمال بھی کیا مگر مجھے ذرہ برابر بھی اس سے فائدہ محسوس نہیں ہوا۔" مصنف پھر لکھتا ہے کہ "اس قسم کی ادویہ کے متعلق عام تصور تھا کہ چونکہ یہ "ادویہ الٰہیہ" ہیں اس لئے ان کے استعمال سے بہت بڑی طاقت وقوت حاصل ہوتی ہے اور عمر میں درازی بھی آتی ہے۔ دراصل یہ عقیدہ نومسلم یہودیوں' نصاریٰ اور مجوسیوں نے مسلمانوں میں پھیلا رکھا ہے۔ یہ وہ نومُسلم ہیں جن کے اسلام لانے کے بعد بھی ان کے عقاید میں تبدیلی نہیں آئی ہے اور یہ اپنے دین پر قائم ہیں۔

اس جگہ مصنف اس انسانی مومیائی کو بھی بیان کرتا ہے جو کسی زمانہ میں تیار کی جاتی اور جس کا ذکر مختلف قدیم کتب و رسالوں میں ملتا ہے۔ مصنف اس عجیب و غریب تیار کردہ مومیائی کے متعلق لکھتا ہے کہ پہلے زمانہ میں کسی ایسے جوان کو جو خوبصورت اور سرخ ہوتا تھا اور اس کے بال بھی سرخ اور آنکھیں نیلگوں ہوا کرتی تھیں' اژدھا سانپ سے سارے اعضا میں ڈسوا کر متورّم بنا لیا جاتا تھا اور پھر اس کے مردہ ہو جانے

کے بعد اس کی لاش میں صبر سقوطری، اور شہد مل کر اسے کسی شیشہ کے تابوت میں رکھ کر اس کا ڈھکن مضبوطی سے بند کر دیتے تھے اور ۴۰ سال کے بعد اس لاش کو مومیائی کے کام میں لاتے تھے۔ درمیان میں بھی ۱۲، ۱۳ برسوں پہ لاش میں دوائیں دیا کرتے تھے۔

مصنف نے اس جگہ ان لاشوں کا ذکر نہیں کیا ہے جو گرم خطوں اور ریگستانی علاقوں میں قدرتی مومیائی کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ یا وہ جانور جو زمین کے اندر مومیائی کی صورت میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً مومیائی کلبی (کتے کی مومیائی) جن کا استعمال بھی دوا کے طور پر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس مصنوعی مومیائی کا بھی ذکر نہیں کیا جو خاص طور پر بھلانواں، عنبر، مشک اور آدمی کے سر کے بال کو تیل میں پکا کر تیار کی جاتی ہے اور وہ ویدک نسخوں سے ماخوذ ہے اور ان دونوں یہی مومیائی اصلی کے نام سے بازاروں میں بکتی ہے۔ ممکن ہے کہ اس طرح کی مصنوعی مومیائی ایران میں رائج نہ ہو۔

مصنف نے مومیائی کے اصلی و نقلی ہونے کی شناخت کے کئی طریقے درج کیے ہیں۔ ان میں سے سب سے مشہور طریقہ یہ درج کیا ہے کہ کسی مرغ کی ٹانگ کو کسی قدر توڑ کر اسے کچھ مومیائی کھلا دی جائے اور کچھ شکستہ ہڈی کے مقام پر لگا کر مالش کر دی جائے۔ اگر ۲۴ گھنٹے کے اندر اس ہڈی کی شکستگی جاتی رہے اور مرغ کی ٹانگ پھر حالت اصلی پر آ جائے تو مومیائی اصلی ہے ورنہ نقلی۔ بلکہ بعض اوقات تو کل چھ، سات گھنٹوں ہی میں مرغ کی ٹانگ جڑ جاتی ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ یہ مومیائی بہترین ہے۔

چند لائق توجہ امور: اس جگہ کتاب کی تاریخی و فنی حیثیت کو بیان کر دینے کے بعد میں اجازت چاہتا ہوں کہ کچھ اپنے ذاتی و ناقص خیالات جو اس رسالہ کے مطالعہ سے حاصل ہوئے ہیں وہ چند سطروں میں پیش خدمت کر دوں:

(۱) مصنف نے جدوار کو شیخ الرئیس بو علی سینا کی کتاب "ادویہ قلبیہ" کے حوالہ اور بعض دیگر اکابر مؤلفین کی کتابوں کے حوالوں سے نیز ذاتی تجربوں کی بنیاد پر امراض قلب میں اعلیٰ درجہ کی مفید دوا بتایا ہے اور بعد کے ہندوستانی قابل اعتماد اطبا نے بھی اسے فشار قلب میں نافع لکھا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس پر تحقیق کی جائے کہ یہ قلب کے کن کن امراض میں مفید ہے؟ اگر یہ فساد قلب میں مفید ہے تو اسے فشار الدم قوی (HIGH BLOOD PRESSUSE) اور فشار الدم ضعیف (LOW BLOOD PRESSUSE) دونوں ہی میں مفید ہونا چاہئے۔

(۲) جدوار کو مصنف نے امراض دماغیہ میں بھی مفید بتایا ہے اور دوسری مستند کتابوں میں بھی

نزلہ وزکام میں نفع بخش قرار دیا گیا ہے۔ وہ نزلہ وزکام جو ورم غار الانف (SINUSITIS) کی وجہ سے ہو جاتا ہے اور جس کا علاج مزمن صورتوں میں بذریعہ عمل جراحی کیا جاتا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس پر بھی تحقیق کی جائے کہ جدوار ورم غار الانف (SINUSITIS) میں مفید ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ اس عاجز کے ہاتھوں بعض مزمن نزلہ وزکام کے مریض جو کسی اطریفل یا جوشاندہ کے نسخوں سے شفایاب نہیں ہوئے ہیں وہ حب جدوار جو مشہور قرابادینی مرکب دوا ہے، اسے دینے سے صحت یاب ہوئے۔

(۳) زہر مہرہ کو تمام سموم کا تریاق بتایا ہے اور اسے قلبی امراض کے لئے خصوصی دوا بتایا ہے، اس کا استعمال ہم محلول شکل میں تو کرتے چلے آئے ہیں، مگر ضرورت ہے کہ ہم اس کا مکلّس (کشتہ) بھی استعمال کریں اور اس کو عام کرکے دیکھیں کہ یہ کس حد تک سریع النفوذ اور سریع التاثیر ہو سکتا ہے۔

(۴) یہ بہت ہی افسوسناک امر ہے کہ ہمارے یہاں علاجی دواؤں CURATIVE MEDI- CINES کی تو کوئی کمی نہیں ہے مگر وقائی (PREVENTIVE MEDICINES) کا ذکر ہماری کتابوں میں یا تو سرے سے ہے ہی نہیں، یا ہے بھی تو وہ نہیں کے برابر ہے۔ اس دور میں جبکہ بہت سے وبائی امراض (EPEDIMIC DESEASES) میں جراثیم کے ٹیکوں (VACCINES) سے کام چلایا جاتا ہے اور جن کی افادیت سے انکار کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ضرورت ہے کہ مصنف نے جس طرح جدوار، زہر مہرہ اور نارجیل دریائی کو حفاظتی ادویہ (PREVENTIVE MEDICINES) بتایا ہے اور تنہا ان کے فائدوں کو مرکب نسخوں، تریاق فاروق اور تریاق مثرودیطوس سے بڑھ کر وبائی امراض کے زمانہ میں مفید بتایا ہے ضرورت ہے کہ ہم بھی وقائی حیثیت سے ان دواؤں کے استعمال کو اپنی تحقیق کا موضوع بنائیں۔

● ●

جناب سید ریاض علی پرواز

امان اللہ خاں فیروز جنگ کی طبی تالیفات

(سترہویں صدی عیسوی)

سولھویں صدی عیسوی ہندستان کی علمی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ مغل حکمراں شوق جہانبانی کے ساتھ ساتھ مختلف علوم و فنون کی ترویج و اشاعت کا بھی خصوصی ذوق رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مغلیہ دور حکومت شروع ہونے کے ساتھ ہی فن طب میں تحقیق و تلاش کے نئے باب کھلنا شروع ہوئے۔ اس دور کے دانشور، علماء اور مترجمین نے صرف فارسی و عربی ماخذ پر ہی تکیہ نہیں کیا بلکہ قدیم ہندستانی اطباء کے کارناموں کو بھی پیش نظر رکھا اور چرک، شاناق، واگبھٹ وغیرہ کے طبی و علمی ذخائر کا فارسی میں ترجمہ کیا کیوں کہ فارسی اُس زمانہ کی سرکاری زبان تھی۔ اس طرح طب یونانی کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ نہ صرف یہ کہ عوام نے اس فن کی طرف توجہ کی بلکہ درباری اُمراء اور اس وقت کی دیگر اہم شخصیتوں نے بھی طبی کتب کا عمیق مطالعہ کیا اور تالیف و تصنیف کی طرف توجہ مبذول کی۔ اُس زمانہ کو تراجم کا زمانہ کہنا مناسب ہوگا۔ سترھویں اور اٹھارہویں صدی عیسوی میں مغل حکومت کے زیر سایہ بہت سی ممتاز طبی شخصیتیں ہندستان کی سرزمین میں پیدا ہوئیں اور اپنے علمی کارناموں کی بدولت زندہ جاوید ہوگئیں۔ ایسی ہی لافانی طبی ہستیوں میں حکیم امان اللہ خاں کا نام شامل ہے۔

اس کا پورا نام مرزا امان اللہ خاں بہادر فیروز جنگ مخاطب بہ خان زماں تھا۔ وہ مہابت خاں خانخاناں سپہ سالار کا جس کا اصل نام زمانہ بیگ تھا، بیٹا تھا اور امانی تخلص کرتا تھا۔ مہابت خاں اکبری عہد کا ایک منصب دار تھا جسے جہانگیر کے زمانہ میں عروج حاصل ہوا۔ اگرچہ مؤلف قاموس المشاہیر نے خان زماں امان اللہ خاں کا تعارف عہد جہانگیر اور شاہجہاں کے ایک اعلیٰ منصب دار، مورخ اور شاعر کی حیثیت سے کرایا ہے۔ لیکن کسی بھی طبی تالیف و تصنیف کا ذکر نہیں کیا۔ غالباً ان کو کوئی ایسا تاریخی ماخذ نہیں ملا جس میں ان کی طبی تالیفات و تراجم کا ذکر ہوتا۔ فاضل طبیب و مصنف علی کوثر چاند پوری نے بھی اپنی کتاب "اطباء عہد مغلیہ" میں ان کے حالات و تصانیف کا ذکر نہیں کیا۔ غالباً امان اللہ خاں کی طبی تالیفات

موصوف کی نظر سے نہیں گذریں جن کے پیش نظر وہ ان کی علمی صلاحیت کا ذکر کرتے اور ان کو اطبائے عہد مغلیہ میں شامل کرتے۔

مورخین نے ان کے عہدے اور مناصب کے بارے میں یا ان کی عسکری مہموں کے سلسلہ میں بہت کچھ لکھا ہے۔ لیکن ان تذکروں میں ان کی علمی کاوشوں خاص طور پر طبی تالیفات کے بارے میں تفصیل نہ ہونے کے برابر ہے۔ احساس ہوتا ہے کہ ان کی منصبی اہمیت، عسکری بصیرت اور سماجی جاہ و حشمت نے ان کی علمی تخلیقات کو چشم مردم سے اوجھل کر دیا تھا۔ صمصام الدولہ شاہنواز خاں نے "مآثر الامرا" میں امان اللہ خاں کی عسکری سوجھ بوجھ، انتظامی صلاحیت اور سیاسی بصیرت پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اُس کی جنگی مہمات پر بھر پور تبصرہ کیا ہے اور ساتھ ہی اس کی شخصی خوبیوں کو بھی اجاگر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے: "وہ شجاعت اور سپاہ گری میں یگانۂ روزگار اور رغبت مند تھا۔ بردباری اور تواضع کے ساتھ اس نے ایسا مرتبہ پایا کہ جو لوگ اس کے باپ کی جان کے دشمن تھے وہ بھی اس سے محبت اور خلوص برتتے تھے۔ ..... وہ عقل و دانش کے اعتبار سے بھی زمانہ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔"

(اردو ترجمہ مآثر الامرا۔ جلد اول، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ صفحہ ۲۴۰)

اس قسم کے بیانات کی روشنی میں یہ واضح ہو جاتا ہے کہ امان اللہ خاں اپنے دور کی فرزانہ ترین شخصیتوں میں سے ایک تھا۔ اگر ایک طرف وہ اعلیٰ پایہ کا ادیب اور شاعر تھا تو ساتھ ہی وہ ایک مورخ، فرہنگ نویس، شناور اور عالم طبیب بھی تھا۔ چھوٹی بڑی تقریباً بارہ کتابیں اس کے علمی ذوق اور ہمہ جہت شخصیت کی آئینہ دار ہیں۔ انشاپردازی میں اس کی دو کتابیں "رقعات امان اللہ حسینی" اور "انشائے خانہ زاد خاں" اس کی رواں دواں اور شگفتہ نثر نگاری کی شاہد ہیں۔ رقعات صوفیانہ خطوط پر مشتمل ہیں۔ یہ کتاب ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ مصنف کی صوفیانہ جہت کو ظاہر کرتی ہے۔ "انشائے خانہ زاد خاں" اس کے سیاسی خطوط کا مجموعہ ہے۔ ایک شاعر کی حیثیت سے بھی اس کا پایہ کافی بلند ہے جس کا ثبوت اس کا دیوان ہے جو اس وقت مکمل شکل میں آکسفورڈ کی بوڈلین لائبریری کی زینت ہے۔ امان اللہ خاں کی "چہار عنصر دانش" اس کی فرہنگ نویسی کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ یہ عربی فارسی کی ایک اچھی ڈکشنری ہے جس میں طبی مصطلحات بھی موجود ہیں۔ اس کتاب کی تمہید میں مصنف نے جہانگیر کے نظم و حکومت پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس بات کا ذکر کیا ہے کہ وہ علم و فضل کی ترویج و اشاعت کا کس قدر خواہش مند تھا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس تمہید کی بنا پر وہ تاریخی واقعات

سے پُر ہے، بعض فہرست نگاروں نے اسے بلاتکلف تاریخ کی کتاب قرار دیدیا ہے جو کسی بھی اعتبار سے درست نہیں۔ ایک مورخ کی حیثیت سے وہ "تاریخ سلاطین عالم" نام کی ایک تاریخی کتاب کا مؤلف ہے جس کا ذکر ڈی۔ این۔ مارشل نے اپنی کتاب Moghals in India میں کیا ہے۔ نیز مآثر الامراء میں بھی جس کا یک سطری بیان موجود ہے۔ اس تاریخی کتاب میں ان تمام بادشاہوں کے حالات درج ہیں جو اس کے زمانۂ حیات سے قبل حکمراں رہ چکے تھے۔

اوپر پانچ کتب کا سرسری جائزہ لیا گیا ہے تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ امان اللہ خاں کی تخلیقی اور فکری صلاحیتیں ہمہ جہتی تھیں۔ لیکن موجودہ مقالہ میں امان اللہ خاں کی محض اس علمی اور تخلیقی جہت کا ذکر مقصود ہے جس کا ذکر اس کی طبی تصانیف میں ہوا ہے۔ ایسی سات کتابوں کا اب تک پتہ چل سکا ہے۔ (۱) ام العلاج (۲) مفتاح الحدود مع مقدمہ مفتاح الحدود (۳) عشرہ کاملہ خانزمانی (۴) رسالہ در طریقہ مسہلات (۵) مقدمہ بر مرآت الجواہر (۶) دستور الہنود یا ترجمہ مدن بنود (۷) قرابادین خاں زمانی یا گنج بادآورد صاحبقرانی۔

پہلی کتاب "ام العلاج" ۱۸۷۲ میں مطبع نولکشور کانپور میں طبع ہو چکی ہے اور ادویہ مسہلہ کے باب میں سنگ میل کا درجہ رکھتی ہے۔

دوسری کتاب مفتاح الحدود مع ہدایت فال کے نام معنون ہے۔ ۵۳ اوراق پر مشتمل یہ کتابچہ نیشنل میوزیم دہلی میں بخط نستعلیق نمبر $\frac{1778}{55.73}$ پر موجود ہے۔ مارشل نے اپنی ببلیوگرافی میں اس کی موجودگی خدا بخش لائبریری پٹنہ میں دکھائی ہے (ملاحظہ ہو مارشل جلد اول صفحہ ۶۹، مطبوعہ بمبئی ۱۹۶۷)۔ لیکن خدا بخش کیٹلاگ نمبر XI صفحہ ۸۴ دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مفتاح الحدود نہیں بلکہ "مقدمہ مفتاح الحدود" ہے۔ معالجات کی یہ کتاب زمانۂ جہانگیری میں لکھی گئی۔ خدا بخش لائبریری میں اسے نادر طبی کتب کی فہرست میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔

امان اللہ خاں کی تیسری طبی کتاب کا نام "عشرہ کاملہ خانزمانی" ہے۔ جس کی موجودگی کا پتہ اب تک نہیں چل سکا ہے۔ اس کتاب کا ذکر خود امان اللہ خاں نے ۱۰۵ کتب پر مشتمل اس ببلیوگرافی میں کیا ہے جو اس نے اپنی ضخیم طبی انسائیکلوپیڈیا "گنج بادآورد صاحبقرانی" کے تمہیدی اوراق میں پیش کی ہے۔

ان کی طبی تالیف "رسالہ در طریقہ مسہلات" کا بھی پتہ چلا ہے جس کا قلمی نسخہ عرف

بوٹانیکل ریسرچ انسٹیٹیوٹ لکھنؤ کی لائبریری میں موجود ہے، جس کی کتابت ۱۰۷۶ھ میں بخط نستعلیق ہوئی اس نام کی کوئی کتاب اور کسی معروف فہرست کتب میں نہیں پائی جاتی۔ اس طرح اس کتاب کی اہمیت بڑھ جاتی ہے اور اس حقیقت کا بھی اظہار ہوتا ہے کہ مسہلات کے ترکیب استعمال اور ان کی تیاری کے سلسلہ میں امان اللہ خاں کو تخصص حاصل تھا۔

خدابخش لائبریری پٹنہ کے کیٹلاگ نمبر ۱۰ صفحہ ۴۸ پر امان اللہ خاں کے ایک اور مختصر طبی رسالے کا نام موجود ہے جسے آج کل کی زبان میں مقالہ کہنا مناسب ہوگا۔ اس کا نام "مقدمہ مرآت الجواہر" ہے یہ بھی مجموعہ نمبر ۲۷۰۸ میں شامل ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس کو دیکھنے کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔ اسے بھی خدابخش کے ارباب علم و فضل نے نادر کتب کی فہرست میں شامل نہیں کیا ہے۔

امان اللہ خاں کی مندرجہ ذیل دو طبی کتابیں مخطوطات کی شکل میں انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹری آف میڈیسن اینڈ میڈیکل ریسرچ دہلی کی لائبریری میں محفوظ ہیں۔ انھیں دو خطی نسخوں پر تفصیلی تبصرہ زیر نظر مقالہ میں پیش خدمت ہے۔

چھٹی طبی کتاب کا پورا نام: مفردات کتاب دستور الہنود یا ترجمہ مدن بنود ہے۔ یہ فارسی میں ہے اور ½۸ × ½۵ سینٹی میٹر کے ۱۱۹ صفحات پر محیط ہے۔ اس نسخہ کی کتابت تیرہویں صدی ہجری میں ہوئی۔ کتاب میں کوئی ترقیمہ نہ ہونے کی وجہ سے سال تالیف معلوم نہ ہو سکا۔ یہ کتاب بھی خان زماں امان اللہ خاں فیروز جنگ کی مقبول اور پسندیدہ تالیف ہے، جو شاہجہاں کے دور حکومت لکھی گئی اور اپنی اہمیت و افادیت کے اعتبار سے قابل توجہ ہے۔ اس میں ہندی ادویہ کے استعمال پر زور دیا گیا ہے اس لئے کہ وہ ہندوستانیوں کے مزاج کے مطابق ہوتی ہیں۔ اسی خیال کے زیر اثر حکیم امان اللہ خاں نے دستور الہنود مرتب کی ہے جس میں ادویہ اور معدنیات کو جو ہندوستانی وید صاحبان باشندگان ہند کو ہر قسم کے امراض میں استعمال کراتے تھے، وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، نیز ان کے متبادل فارسی اور یونانی نام بھی دیے ہیں۔ یہ دستور الہنود کی ایک امتیازی خصوصیت ہے۔

یہ نسخہ مختصر سہی لیکن نافع اور جامع ہے اور ادویہ، اغذیہ نیز مشروبات کی تحقیق کے سلسلے کی ایک اہم کڑی کہلاتا ہے۔ اختصار کے ساتھ اس کے جامع ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ ۱۱۹ صفحات میں تقریباً سات سو مفردات اور ادویہ کا احاطہ کیا گیا ہے۔ گویا مؤلف نے سمندر کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ یہاں

ادویہ سے ہر وہ شئے مراد لی جائے گی جس کو بطور دوا استعمال کیا جا سکتا ہو۔ خواہ وہ جڑی بوٹیاں ہوں یا روزانہ کام آنے والی سبزیاں اور پھل ہوں۔ اِن میں حیوانی ادویہ بھی شامل ہیں جیسے مختلف جانوروں اور پرندوں کے گوشت کے طبی خواص وغیرہ۔ اس کتاب کے مطالعہ سے یہ بھی واضح ہوگا کہ دھاتیں اور معدنیات بھی طبی دنیا میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ گھی اور مختلف قسم کے روغن بھی اپنی اپنی جگہ پر مذکور ہیں۔ جانوروں کے دودھ کی تشریح کے ساتھ پرندوں کے دودھ کے طبی خواص بھی فاضل مصنف کے قلم سے نہیں بچ سکے ہیں۔

تالیف کتاب ہذا کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ادویہ کے طبی خواص اور ان کے فوائد و نقصانات غیر ضروری تفصیلات سے ہٹ کر کم سے کم الفاظ میں پیش کر دیئے جائیں۔ جیسا کہ طب یونانی کی کتابوں کی مشترک خصوصیت ہے سب سے پہلے ادویہ کا مزاج، گرم و سرد، خشک و رطب وغیرہ، دیا گیا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ طب یونانی اور آیورویدک کے بہت سے اصول مماثل ہیں۔ اصل کتاب شروع کرنے سے قبل مؤلف نے پندرہ صفحات پر مشتمل اس کی تمہید لکھی ہے جس کو نو مختصر ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے اور لفظ "فائدہ" باب کا قائم مقام ہے۔ اِن تمہیدی اوراق میں اسباب امراض، دھاتوں، کھانوں، تدبیر ماکولات و مشروبات، فاقہ، خواب و بیداری، حرکت و ریاضت، استفراغات، مسہل، حقنہ، فصد، اسباب زینت اور دیگر طبی تدابیر کا بیان کافی دلچسپ انداز میں کیا گیا ہے۔

اسی طرح موجودہ مخطوطہ میں پانی کا بیان تمام ضروری تفصیلات پر محیط ہے۔ بارش کے پانی، دریاؤں اور جھرنوں کے پانی، تالابوں، نہروں اور کوئیں کے پانی اپنے طبی خواص اور محل استعمال کے اعتبار سے مذکور ہیں۔ دریائے گنگا کے پانی کے بعض فوائد قابل غور اور تحقیق طلب ہیں۔ پانیوں کے خواص کی وضاحت کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے عرق بھی ضبط تحریر میں لائے گئے ہیں۔

خاتمہ کے عنوان سے مخطوطہ کے اختتامی پانچ صفحات مفید طبی تراکیب کی تشریح پر مشتمل ہیں۔ جیسے دھات، معدنیات اور سمی ادویہ کو مُدبر کرنے کا طریقہ، کشتہ جات کی تیاری اور استعمال پر نسبتہً تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ادویہ کا بیان دو ابواب پر پھیلا ہوا ہے۔ پہلے باب میں مفرد ادویہ کا ذکر ہے۔ دوسرے باب میں متفرق کھانوں کا بیان ہے جو کافی مختصر ہے۔ ادویہ کے نام سرخ روشنائی سے مرقوم ہیں۔

دستورالھنود کا دوسرا مخطوطہ کیلی فورنیا یونیورسٹی نیویارک کی لائبریری میں موجود ہے۔ یہ مجموعہ نمبر ۵۰۱ میں شامل ہے۔ اس میں ساٹھ اوراق ہیں اور سنہ کتابت ۱۱۳۰ھ ہے۔

جیسا کہ خدا بخش سمینار منعقدہ ۲۶ تا ۲۸ مارچ ۱۹۸۴ میں پیش کردہ ایک فہرست سے ظاہر ہے، پاکستان کے کسی کتب خانہ میں بھی اس کا ایک نسخہ موجود ہے جس کی کاپی مستقبل قریب میں حاصل کی جا سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان خطی نسخوں کی مدد سے ایک صحیح متن مرتب کیا جا سکتا ہے۔ تعجب ہے کہ مارشل نے اپنی ببلیوگرافی میں امان اللہ خاں کی کتابوں کے ذیل میں اس اہم اور نادر مخطوطہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ یہ کتاب تاحال طبع نہیں ہوئی۔ چونکہ یہ فارسی زبان میں ہے اس لئے ہمارے اطبا اس کتاب پر توجہ نہ دے سکے۔ اگر دستورالھنود کا اردو ترجمہ اصل متن کے ساتھ شائع کر دیا جائے تو سمجھنا چاہیئے کہ موجودہ سمینار کے سلسلے میں ارباب لبست وکشاد کی مساعی رائگاں نہیں گئیں۔

(۲)

قرابادین خان زمانی یا گنج باد آورد صاحبقرانی:۔

فارسی زبان میں یہ ضخیم طبی قرابادین خان زمانی امان اللہ خاں کی بیش قیمت تالیف ہے اور ادویہ کی شناخت، مرکب ادویہ کی اقسام اور ان کی تیاری نیز مختلف امراض کے پس منظر میں ان کے متنوع استعمالات پر ایک مبسوط طبی دستاویز ہے۔

گنج باد آورد ہند اور بیرون ہند کی متعدد لائبریریوں میں موجود ہے جیسے: رضا لائبریری رامپور، آصفیہ لائبریری حیدرآباد، آزاد لائبریری علی گڑھ اور ادارہ تاریخ و تحقیق طب دہلی کی لائبریری وغیرہ۔ اسی طرح بیرون ہند کی بہت سی لائبریریوں میں موجود ہے جن میں سے نجف اشرف کا نسخہ سب سے اچھا اور مکمل ہے جس کا سنہ کتابت ۱۱۵۸ھ ہے اور جو ۴۰۴ اوراق پر مشتمل ہے۔

اس نسخہ پر تفصیل سے بحث کرنے سے قبل یہ ضروری ہے کہ اس کے بارے میں پھیلی ہوئی ایک غلط فہمی کو دور کر دیا جائے۔ برٹش میوزیم کے فارسی کیٹلاگ جلد دوم میں صفحہ ۴۸۹ پر رسالہ تخلیب، مولفہ احمد بن علی بن محمد خلیل جونپوری کا ذکر ہے جسے کتاب شجرۂ نہال یا نسخہ گنج باد آورد کا خلاصہ ظاہر

کہا گیا ہے۔ اسی ماخذ کا حوالہ دیا تھا۔ ای مارشل نے بھی اپنی ببلیوگرافی میں دیا ہے اور بتایا ہے کہ اس خلاصہ میں ہندوستان میں پیدا ہونے والے پھل پھول، سبزیاں، اناج اور دیگر پودوں کی نگہداشت پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے، یہ درست ہے کہ رسالہ نخلبندیہ کتاب شجرہ نہال کا خلاصہ ہے لیکن اسے گنج بادآورد کا خلاصہ کہنا قطعی لایعنی بات ہے۔ اسی غلط فہمی کا شکار انڈیا آفس کا فہرست نویس بھی ہوا ہے اور لکھا ہے کہ "یہ کتاب کاشتکاری پر ہے"۔ حقیقت صرف اس قدر ہے کہ گنج بادآورد کے اختتامی جز یا Epilogue میں کاشتکاری کے نام سے ایک ذیلی عنوان قائم ہے۔ امان اللہ خاں نے کتاب کے تمہیدی باب میں اپنے ۵۰ ماخذ کی جو فہرست دی ہے اس میں ایک کتاب شجرۂ نہال بھی ہے۔ ظاہر ہے کہ اختتامیہ میں کاشتکاری سے متعلق مواد اسی کتاب شجرہ نہال کا رہین منت ہے، لہٰذا ہم اندرونی شہادت کی بنیاد پر اعتماد کے ساتھ مذکورہ غلط فہمی کا ازالہ کر سکتے ہیں۔

مؤلف نے کتاب کا نام گنج بادآورد رکھا ہے جو یقیناً معنی خیز ہے۔ بظاہر تو یہ خسرو پرویز کے دوسرے خزانے کا نام تھا جس کو دوسرے الفاظ میں گنج شائیگاں بھی کہتے ہیں۔ یہ قیصر روم کا قیمتی اور بڑا خزانہ تھا جسے باد مخالف خسرو پرویز کے ملک کی طرف لے آئی تھی۔ اپنی افادیت اور اہمیت کے لحاظ سے یہ کتاب بھی اتنی ہی قیمتی ہے۔ خزانہ کی اہمیت یہ ہے کہ آدمی کی بڑی سے بڑی مادی ضرورت اس سے پوری ہو سکتی ہے۔ مؤلف کے خیال میں موجودہ کتاب سے ایک عام طبیب کی کم و بیش تمام ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔ خزانہ کا دوسرا وصف یہ ہے کہ اس میں گوناگوں قسم کے اور بوقلموں رنگوں کے جواہرات ہوتے ہیں۔ گنج بادآورد بھی اس خوبی کو بدرجۂ اتم ظاہر کرتی ہے جس میں طبی نسخہ جات، علم الامراض، معالجات، کلیات اور کلینکی تجربات کے ساتھ ساتھ متفرق فنون اور صنعتی اعمال کا بھی صراحت کے ساتھ بیان موجود ہے جیسے صابن سازی یا روشنائی بنانے کی ترکیب وغیرہ۔ گنج بادآورد کا ایک تیسرا مفہوم اور ہے، اور وہ ہے "مال مفت"۔ یہ مفہوم بھی اس کتاب پر پوری طرح صادق آتا ہے۔ امان اللہ خاں نے اس کتاب کے تمہیدی باب میں اپنے ماخذ کی ایک طویل فہرست دی ہے جیسے اختیارات بدیعی، مرکبات شریفی، طب جلالی، طب اسکندری، طب فارسی، کتاب القانون، طب ابراہیم شاہی، رسالہ چوب چینی، ذخیرہ خوارزم شاہی، کامل الصناعہ، کفایہ منصوری، طب فیروز شاہی، خلاصۃ التجارب، صحاح الادویہ، مفتاح الخدمو، خائز نانی عشرہ کاملہ خانزمانی، الحاوی، شرح الاسباب والعلامات، اقرائی، ذخیرہ سکندر ذوالقرنین،

ترجمہ مدن بنود خائن یابی شجرہ نہال، مفتاح الخزائن وغیرہ۔ گویا اس ایک کتاب کا پڑھنے والا تو طلب کی ۱۰۵ اسامی کتب سے مفت میں بہرہ ور ہو سکتا ہے۔

ماخذ کی اس فہرست میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ مؤلف نے اس میں خود اپنی تالیفات کو بھی شامل کر لیا ہے اور جیسا کہ گذشتہ صفحات میں ذکر کیا گیا ہے اس کی کتاب "عشرہ کاملہ" کا نام اس فہرست کے علاوہ کہیں اور نہیں پایا جاتا۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی اندرونی شہادتیں محققین کے لئے تحقیق کا سرمایہ بہم پہنچاتی ہیں۔

انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹری آف میڈیسن اینڈ میڈیکل ریسرچ دہلی کی لائبریری کا گنج باد آورد کا نسخہ ۲۲×۱۴ سنٹی میٹر سائز میں دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد میں ۴۳۵ اور دوسری جلد میں ۳۲۸ اوراق ہیں۔ خوبصورت خط نستعلیق میں مرقوم ہے۔ شروع کے چند اوراق غائب تھے۔ جنھیں دوسرے نسخے سے بعد میں نقل کر لیا گیا ہے۔ پوری کتاب تین حصوں پر منقسم ہے۔

(۱) تمہیدی حصہ (۲) متن (۳) اور اختتامیہ

تمہیدی حصہ مفتاح کے نام سے موسوم ہے جو سولہ ذیلی عنوانات اور ان کی تفصیلات پر محیط ہے، جیسے: غذا کی تعریف اور حد بندی، ادویہ کو محفوظ رکھنے کی تراکیب، دواؤں کے مزاج اور مدارج کا بیان، صحیح دواؤں کا انتخاب، ادویہ کی جانچ اور تیاری، ان کا استعمال، مرکبات کے درجات کی شناخت ان کی ناپ تول اور اوزان، مصلحات، ابدال ادویہ، دواؤں کی عمریں، ہندی و فارسی زبانوں کے لحاظ سے اُن کے ناموں کی تحقیق، بعض اساسی مرکبات اور ادویہ مفردہ کا بیان وغیرہ۔

اس کے بعد کتاب کا اصل متن شروع ہوتا ہے جو مجموعی طور پر تین اجزاء پر مشتمل ہے۔ ہر جزو کو کتاب کے نام کی رعایت سے لفظ "گنجور" سے موسوم کیا گیا ہے۔ ہر گنجور کا موضوع وہ مفردات و مرکبات ہیں جو واضح طور پر مخصوص امراض کے لئے متعین ہیں۔ یہ حصہ نو ابواب پر منقسم ہے۔ یہاں لفظ "نقد" باب کا مترادف قرار پایا ہے۔ ان ابواب کے ذیلی عنوانات کو "عقد" کا نام دیا گیا ہے۔

پہلے گنجور میں درج ذیل مضامین شامل ہیں:۔

امراض سے متوافق مفردات و مرکبات، مخصوص امراض کے لئے متعینہ ادویہ، امراض چشم

کی دوائیں، سرمہ جات، سونگھنے اور ناک میں ڈالی جانے والی دوائیں، امراض ذہنی کی دوائیں، سفوفات، ادویہ برائے بواسیر و نواصیر، ادویہ برائے استفراغات، اجابت، پیشاب اور پسینہ کی کثرت کو روکنے والی دوائیں، لوازمات زینت و خضاب، آواز کو کھولنے والی ادویہ، بیدار رکھنے والی اور خواب آور دوائیں، مقویات برائے حافظ، موٹاپا کم کرنے والی ادویہ، مقویات باہ اور اس سے متعلق ادویہ (اور جیسا کہ طب یونانی کی کتابوں کی خاصیت ہے یہ باب خاصہ طویل ہے)، ادویہ برائے امراض النساء، ایذا دینے والے کیڑوں اور جانوروں کے کاٹنے کا علاج، زہریلے اثرات کو دور کرنے والی دوائیں، آلات حرب سے پیدا ہونے والے زخموں کا علاج وغیرہ۔

کتاب کے دوسرے گچور میں درج ذیل عنوانات ہیں:۔

مرکب ادویہ کی مختلف اقسام جیسے تریاق، نشہ آور ادویہ، معجونات، مفرحات، حبوب، لعوق، جوارش، قرص، سفوف، اشربہ، سکنجبین، روغنیات، عرق وغیرہ تیار کرنے کا مکمل بیان ہے۔ اس میں مختلف قسم کے چورن، پادزہر، چوب چینی، مومیائی، چائے اور قہوہ کا تفصیلی ذکر ہے۔ ان کے علاوہ بعض ہندی ادویہ خصوصاً ان مرکبات کی تفصیل جو ہندوستان کے نامور حکماء کے تجربہ میں آئیں۔ زہروں کا بیان، آیورویدک اصطلاحوں کے مطابق ان مرکب ادویہ کی تشریح جو رس رسائن کہلاتی ہیں، پارے کو کھانے کے قابل بنا کر مرکبات میں استعمال کرنا، طلا اور ضماد کی تیاری، مختلف شربت گلقند اور مربے تیار کرنا، جڑی بوٹیوں، بیجوں اور پھلوں سے عرق کشید کرنا، ان عرق کے ساتھ ہی ماء الجبن، ماء اللحم و ماء العسل کا بیان بھی شامل ہے۔ سرکوں کی تیاری اور مختلف جانوروں کے دودھ کے طبی خواص پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ ان تیلوں کا بھی ذکر ہے جو ہندی اطبا نے بطور دوا استعمال کئے۔ دیسی علاج کے لئے چند مخصوص طریقوں کی بھی تفصیل پیش کی گئی ہے۔ جیسے درد یا چوٹ سے متأثر جسم کے حصہ کو ایک خاص طریقے سے دبانا، اس کی مالش کرنا یا دوائیں ایک پوٹلی میں باندھ کر اس کی سینکائی کرنا یا دوا ملے پانی کو اس حصہ پر دھارنا، مریض کو بخورات کی دھونی دینا وغیرہ۔

اس کے بعد کتاب کا تیسرا گچور شروع ہوتا ہے جو عطریات کے استعمال، حلووں کی تیاری، مختلف دوائی نمک اور کھار تیار کرنا، زہروں کی تفصیل اور بے ہوش کر دینے یا جسم کو سُن کر دینے

والی دواؤں کی تشریح پر مشتمل ہے۔ اس حصہ میں مریض اور صحت مند حضرات کی غذاؤں پر خصوصی روشنی ڈالی گئی ہے۔

گنج بادآورد کا اختتامیہ لفظ طلسم سے موسوم ہے۔ یہ حصہ بعض اعمال، مختلف فنون اور صنائع پر مشتمل ہے جن میں علم کیمیا کی تعریف، اس کے اعمال، اس فن میں مستعمل اصطلاحات کی تشریح، اشیاء کے خواص و مزاج، ان پر سیاروں کے اثرات، کیمیا سازی کے اوقات کی تفصیل، فلزات کا بیان، جواہر کے گوناگوں اثرات اور دواؤں میں ان کا استعمال، زیورات و جواہر کی جلاکاری، صابون سازی اور دوسری صنعتوں کا بیان موجود ہے۔

اس حصہ کا ایک ذیلی عنوان کاشتکاری بھی ہے جس میں ہندوستان میں پیدا ہونے والے بہت سے پودوں کا بیان ہے۔

مذکورہ بالا تمام موضوعات کے ساتھ ساتھ مؤلف نے جادو ٹوٹکے، شعبدہ جات اور نیرنجیات پر حاصل شدہ مواد کو اپنی کتاب میں شامل کر کے اسے انسائیکلوپیڈیا کا درجہ دینے کی کوشش کی ہے۔

دنیا کی متفرق لائبریریوں میں اس کتاب کے متعدد نسخے ہونے کے باوصف گنج بادآورد ابھی طبع نہیں ہوئی۔ اگر ضروری حد تک اس کا خلاصہ مع اردو ترجمے کے شائع کر دیا جائے تو یہ طب یونانی کے احیا کی طرف ایک مثبت قدم ہوگا۔

••

عبدالحی فاروقی
سینئر ریسرچ آفیسر
۱۱۳۳۳۲

مجموعِ ضیائی

عہد تغلق کا ایک نادر طبی مخطوطہ

برصغیر کے بیشتر کتب خانوں اور ذاتی ذخیروں میں آج بھی طب یونانی کے نادر و نایاب مخطوطات محفوظ ہیں۔ ہندوستان کے قدیم اطبا نے اپنے مطب اور علاج ومعالجہ کے ذریعہ جہاں اپنے ملک کے عوام کی خدمت کر کے انھیں صحت و تندرستی کی دولت سے ہمکنار کیا تھا۔ وہیں اُنھوں نے اپنے سے پہلے گزرے ہوئے اطباء کے علمی و عملی کارناموں سے بھی واقفیت حاصل کر کے اور ان کے طبی تجربات سے فائدہ اٹھا کر آنے والی نسلوں کے لئے ایک ایسا عظیم علمی ورثہ چھوڑا ہے، جس سے آج کے محققین اور اہل فن بیش از بیش فائدہ اُٹھا سکتے ہیں اور یہ عین ممکن ہے کہ ان سیکڑوں برسوں کے جمع شُدہ طبی ذخائر میں کچھ ایسی ادویات اور طریقِ علاج معلوم ہو جائیں جن سے آج کی دنیا میں اُن تمام مہلک اور خطرناک امراض کا تدارک ہو سکے جن پر قابو پانے کے لئے ابھی تک کوئی قابل اعتبار پیشرفت نہیں ہو سکی ہے، چنانچہ ہم اِس "دُرِ مقصود" اور "گوہرِ مطلوب" کو صرف اُسی وقت حاصل کر سکتے ہیں، جبکہ اپنے اسلاف کے فنی متروکات اور ان کے علمی ورثہ کو کھنگالیں، ان کا جائزہ لیں اور آج کے ترقی یافتہ دَور میں جدید طبی تحقیقات کی کسوٹی پر پرکھ کر یہ دیکھیں کہ ہماری قدیم دیسی طب موجودہ زمانے کے تقاضوں کو کس حد تک پورا کر سکتی ہے۔ خاص طور سے اُن میدانوں میں جہاں جدید طب ابھی تک کوئی قابلِ ذکر کامیابی حاصل نہیں کر سکی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ آج ہم ان چیزوں سے کہاں تک فائدہ اُٹھا سکتے ہیں، چنانچہ انہی طبی زر و جواہر کے ڈھیر میں ہمیں ایک اہم اور نادر فارسی طبی مخطوطہ حاصل ہوا ہے جس کا مختصراً تعارف کرانے کی سعادت آج حاصل کی جا رہی ہے۔

ہمدرد نگر تغلق آباد، نئی دہلی کے انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹری آف میڈیسن اینڈ میڈیکل ریسرچ کو اِس بات کا فخر حاصل ہے کہ اُسے آج کے دَور کے محسنِ طب جناب حکیم عبدالحمید صاحب بانی ہمدرد دواخانہ دہلی

کی سرپرستی حاصل ہے، اسی انسٹی ٹیوٹ کی طبی لائبریری میں عہد تغلق کا ایک اہم مخطوطہ "مجموعِ ضیائی" کے نام سے محفوظ ہے، اس کے مصنف خاندان تغلق کے دوسرے بادشاہ سلطان محمد بن تغلق شاہ (۱۳۲۵ء تا ۱۳۵۱ء — ۷۲۶ھ تا ۷۵۲ھ) کے ایک درباری طبیب تھے جن کا نام ضیا محمد مسعود رشید زنگی عمر غزنوی المعروف بہ "مبارکباد" تھا، انھوں نے اپنی اس تصنیف کو ۷۲۷ھ میں لکھ کر مکمل کیا تھا، مخطوطہ کا سائز ۱۶ × ۲۶ سنٹی میٹر ہے جو ڈھائی سو اوراق پر مشتمل ہے جس کے ہر صفحہ پر ۲۳ سطریں ہیں۔ جو نسخ کے صاف اور روشن رسم الخط میں مکتوب ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی اور جلی قلم سے لکھے ہوئے ہیں۔ یہ نسخہ اپنی قدامت کے دیکھتے ہوئے خاصی اچھی حالت میں ہے اور زیادہ بوسیدہ اور کرم خوردہ نہ ہونے کی وجہ سے قابل استفادہ بھی ہے۔ مخطوطہ کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے :

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، العلم عند اللہ الشافی ھو اللہ حمد وافر و ثنائے متکاثر مر خالقی را کہ صورتِ لطیف آدمی را از جملہ مصنوعات بہتر آفرید کہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم وصلواتِ بے پایاں و تحیاتِ شایاں مر حضرت نبوی را صلی اللہ علیہ وسلم بداں ...."

مخطوطہ کے آخری صفحہ پر آخری عبارت اس طرح درج ہے :

"بجہت دفع زہر مار، تلخہ آہو، تلخہ جھو جھوندری و تلخہ طاؤس و تلخہ ماہی روہو۔ دریں ہر چہار تلخہ فلفل گرد تر کنند و بدارند مار خوردہ را ناس دہد نیکو شود و بیارد تخ لوبی، و کدو تلخ را شگاف کنند و آب تخ بیندازد تا آنکہ کدو خوشک شود و بعد ھو بکشند بدارند"

آخری ڈیڑھ سطروں میں بطور ترقیمہ کے یہ عبارت تحریر ہے :

"تم الکتاب الطب فی الیوم پنجشنبہ وقت الفجر بتاریخ ۳ ماہ ذی القعدہ ۱۰۵۸ھ (مطابق ۱۶۴۸ء) العبد کاتب الحروف مخدوم حسین"

سببِ تالیف : جیسا کہ ابھی عرض کیا جا چکا ہے کہ اس مخطوطہ کے مصنف ضیاء محمد مسعود رشید زنگی، محمد بن تغلق (وفات ۱۳۵۱ء) کے درباری طبیب تھے، ان کے حالاتِ زندگی کسی معتبر و مستند تذکرہ میں دستیاب نہیں ہو سکے۔ حتی کہ "تاریخ فیروز شاہی" کے مصنف

ضیاء الدین برنی نے بھی اُن کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ ان کے مختصر حالات صرف اسی قدر معلوم ہو سکے ہیں۔ جو خود انھوں نے اپنے بارے میں لکھے ہیں۔ سلطان محمد بن تغلق نے اپنے دورِ حکومت میں دارالسلطنت دہلی کو دولت آباد منتقل کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ چنانچہ اسی کے حکم سے دہلی کی آبادی کا ایک بڑا حصہ جس میں علما، حکما، صوفیہ اور عوام کے ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔ اُفتاں و خیزاں دکن کی جانب روانہ ہونے لگے۔ اس نقل مکانی اور سفر طولانی کے درمیان بیشمار افراد سفر کی صعوبتوں کی تاب نہ لا کر راستہ ہی میں فوت ہو گئے، اور جو باقی ماندہ وہاں پہنچے تو وہاں قحط اور مختلف النوع بیماریوں کے شکار ہونے لگے۔ خود مصنف "مجموعِ ضیائی" بھی انہی سفر کرنے والوں میں سے تھے، جن کو سلطان محمد بن تغلق نے دولت آباد جانے کی ہدایت دی تھی۔ چنانچہ یہ بھی کسی نہ کسی طرح وہاں پہنچے۔ وہاں پہنچ کر اُنھوں نے اس شہر کو بہت حسین اور خوب صورت پایا۔ جہاں طرح طرح کی نعمتیں، لذیذ میوے، نہریں اور خوب صورت تالاب وغیرہ تھے لیکن اُسی سال دولت آباد میں مختلف وبائی بیماریاں پھیل گئیں جن سے بہت سے باشندے لقمۂ اجل بن گئے۔ مصنف ضیاء محمد مسعود رشید زنگی دولت آباد میں دو سال اور چار ماہ مقیم رہے۔ اس عرصہ میں یہ خود بھی طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا اور صاحبِ فراش رہے، ہر چند اُنھوں نے اپنا علاج کرایا، مگر کوئی افاقہ نہ ہو سکا۔ بلکہ مرض میں کچھ نہ کچھ اضافہ ہی ہوتا رہا۔ چنانچہ ایک شب خدائے شافی و وافی کی بارگاہ میں دست بدعا ہوئے اور صحت کی درخواست کی، اُسی شب اپنے عم بزرگوار خواجہ شمس مستوفی کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب ترتیب دی ہے جس کا نام مجموعِ شمسی ہے۔ اس میں تم اپنے مرض کا علاج تلاش کرو اور صحت حاصل کرنے کے بعد علم طب حاصل کرو اور اس کے ذریعہ عوام الناس کی خدمت کرو۔ لہٰذا انھوں نے اس ہدایت پر عمل کیا اور پھر صحت یاب ہوئے اور حسب ہدایت علم طب حاصل کر کے یہ کتاب "مجموعِ ضیائی" مرتب کی۔ اس کی ترتیب و تسوید میں جن کتب معتبرہ سے اُنھوں نے استفادہ کیا تھا اس کی ایک فہرست بھی انھوں نے اپنے مقدمہ میں منسلک کی ہے جس میں حسب ذیل کتابیں ہیں:

(۱) القانون فی الطب شیخ بوعلی سینا (۲) مقرون جالینوس (۳) فردوس الحکمہ علی ابن ربّن طبری (۴) کامل الصناعہ علی بن عباس المجوسی (۵) کتاب الصیدنا البیرونی (٦) ذخیرۂ خوارزم شاہی شیخ اسماعیل گورگانی (۷) مجموعِ ملکی (۸) شفاء الملوک (۹) مقاصد الابدان (۱۰) بُستان العطارین

(۱۱) صحت علائی - (۱۲) مخزن الشفا (۱۳) مجموعۂ شمسی (بعض ہندوستانی اطبا کی کتابوں کا فارسی ترجمہ)
(۱۴) طب گیلانی (۱۵) مجموعۂ محمدی (تالیف خواجہ تاج الدین فیروز گاہی حکیم) (۱۶) سر مکنون
(خواجہ محمد حرکان رازی و هرمس حکیم (۱۷) نکتۃ الاصول فی فوائد الخیول (۱۸) کتاب سلطان سنجر شاہ
رحمۃ اللہ علیہ (گھوڑوں کے معالجات سے متعلق) (۱۹) زہرۃ الظاہر فی معدن الجواہر (۲۰) نزہۃ الغنام
حدیقۃ الشبان (۲۱) منافع الفناس الانسان -

زیر بحث مخطوطہ میں کل ۴۳ ابواب ہیں اور چند ابواب کو چھوڑ کر باقی ہر باب کے ذیل میں
متعدد فصلیں ہیں - جن کی تفصیل مندرجہ ذیل فہرست مضامین میں اس طرح دی گئی ہے :

(۱) درمعرفت ارکان واجناس والوان از مجموعۂ محمدی - (۱) درمعرفت ارکان اجسام -
(۲) درامور طبیعی و معرفت اجناس -

(۲) درمعرفت اخلاط (۳) تشریح ابدان : (۴) بنبض (۵) درشناختن دلیل بول
(۶) درعلامت وعلاج تپہای مفرده و مرکب (۷) درقوت نفس باه (۸) درکلپ وخضاب
(۹) درمعرفت روغنہا بجہت ہر علتی خارج آنکہ درباب خواص نبشتہ شده (۱۰) سنگ مثانہ
و درد گرده و سیلان (۱۱) درمعرفت زنان ومباشرت ایشاں (۲) درزحمت دردسر دیم سر
وزکام و صرع (۳) درعلت ہای چشم وعلاج آن (۱۴) درمعالجت زحمت گوش (۱۵) درباز داشتن
خون بینی و گوی تباه آن (۱۶) درمعالجت بختگی دہن و زبان (۱۷) درمعرفت درد سینہ و دل
(۱۸) دراندوه صفرا علامت آنکہ تشنگی بسیار باشد (۱۹) درسرفہ و دق و ہلک و صفہوز (کہ بستگی
آواز) (۲۰) درداشتن اشتہا انچہ نقصان میشود (۲۱) دراسہال وآوردن قے وقبض -
باب بست و دوم (۲۲) :— درزحمت شکم وعلاج آن -
درمعنی آنکہ شکم بسیار رود - درعلاج کرد در شکم افتد ؛ درحلہ و درد شکم ، درمعنی استسقا ،
درمعالجت غلول و پھنپھر و سختی شکم ؛ درمعالجت کنال و داشتن علت آن - (۲۳) درمعرفت یرقان
(۲۴) درمعرفت باسور و ناسور شش نوع است (۲۵) درمعرفت باد خشک و تر و صفت
اندام درباد خشک و تر ، درباد لقوه و پیچیدگی زبان ؛ بادی کہ درپای دیگر افتد (۲۶) در
معالجت بچگی کہ در وجود آدمی پیدا میشود :- درعلاج وعلامت آں چہار نوع باشد ؛

در جراحت و زخمها ؛ در علاج ترقیدن پای و زخم آن ؛ بجهت ترقیدن دنبل و ماندن خون ؛ در انواع لوت (دنبل صفرادی) ؛ در سیلان و سوختگی و آتشک ؛ (۲۷) در سرخ باد که آنرا بهندوی رکت باد گویند (۲۸) در برص و بهق سفید و سیاه — در معالجت ؛ در معالجت برص ؛ در معالجت داد ؛ در معالجت بچه داد خارش و بهق ؛ در معالجت کلف (جھائیں) ؛ در معالجت بهق سپید و آماس ناخن ؛ در خشکی تقضیب و آماس خایه — (۲۹) در معالجت زهر مار و کژدم و زهر جانوران (۳۰) در علت جنونیت و دیو گرفته (۳۱) در عقب نار (۳۲) در علاج اطفال و دفع سرفه (۳۳) در شربتها ؛ در شربتها فرحت دهنده ؛ در شربتهای خنک ؛ در شربتهای دفع جملگی زحمتها ؛ در آب حوض و چاه (۳۴) در مفرحات، جوارشات، معجونات، اطریفل (۳۵) در اسامی ادویه و خاصیت و شناخت آن — در شناختن گیاه و اسامی آنها ؛ در معرفت حبوب و پختن طعام گوشت و مسکر و خمرات ؛ در منافع حیوانات (۳۶) در تقدیر ماکولات (۳۷) در کیفیات اسباب آمیختن دارو ها و اختلاف و وزن آن ؛ (۳۸) در معرفت قوانین فصد و حجامت (۳۹) در معرفت استفراغ هر عضو علیحده (۴۰) در کیفیت علاج بدستکاری از داغ کردن و سده بستن (۴۱) از گفتار رنگ ارجن و دیگر جوگیان در کشتن سیماب و زر و نقره و در خوردن آهن (۴۴) منافع زخم رسیده و مورچ خوریده (۴۵) در ما بدال دقت باشد که دارو های مفرد یا مرکب یافته نشود —

موازنہ : اب تک کی تحقیقات کے مطابق دنیا میں دو ہی جگہ "مجموعۂ ضیائی" کے نسخے پائے جاتے ہیں، ایک نسخہ ہمدرد (IHMMR) کی لائبریری میں اور دوسرا کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد میں ہے۔ یہ دونوں نسخے ایک دوسرے سے سائز، صفحہ، سطر اور اوراق کے لحاظ سے مختلف ہیں لیکن ابواب اور فصول کی ترتیب تقریباً یکساں ہے۔ اگرچہ یہ دونوں نسخے اپنی فہرست کے اعتبار سے مکمل معلوم ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود آصفیہ کے مقابلہ میں ہمدرد (IHMMR) کے نسخہ میں تقریباً دس ابواب زاید ہیں۔ آصفیہ کے نسخہ میں کل ۳۴ ابواب ہیں جبکہ ہمدرد (IHMMR) کے نسخہ میں ۴۱ ابواب ترتیب وار ہیں۔ پھر ۴۴ واں اور ۴۵ واں باب بھی موجود ہے۔ مزید برآں ایک فصل بھی "در خوردن آہن و زر و نقرہ" کے نام سے پائی جاتی ہے۔ اس مخطوطہ میں ۴۲ واں اور ۴۳ واں باب موجود نہیں ہے۔ آخری صفحات بھی کچھ بے ربط اور بے ترتیب ہیں۔ مگر ترقیمہ والا صفحہ موجود ہے۔ اس لئے خیال ہوتا ہے کہ درمیان

کے اوراق غائب ہونے کے بعد جو باقی صفحات رہ گئے ہوں گے۔ انھیں جوڑ کر محفوظ کر لیا گیا ہوگا۔ ابھی عرض کیا جا چکا ہے کہ آصفیہ اور ہمدرد (IHMMR) والے دونوں ہی مخطوطے فہرست مضامین کے لحاظ سے نامکمل ہیں۔ مگر اس کے باوجود وہ اپنی افادیت کے پیش نظر بہت اہم ہیں۔ فہرست مضامین کے اعتبار سے جو ابواب اس مخطوطہ میں اب موجود نہیں ہیں ان کی تفصیل اس طرح ہے:

(۴۴) در دعوت کواکب و تنجیم و تسخیر آن از کتاب سر مکنون و از گفتار ہرمس حکیم مع سہ فصول

(۴۳) در معرفت جواہر و خواص آن از کتاب زہرۃ الظاہر (۴۶) در علت اسپاں از کتاب: نکتۃ الاصول فی فوائد الخیول و از کتاب سلطان سنجر ملک شاہ مع چہل و چہار فصول

اس طرح سے نجوم و کواکب اور جواہرات کے خواص اور علاج و معالجہ میں ان کی افادیت سے متعلق جو ابواب اور فصول تھیں اب وہ اس مخطوطہ میں باقی نہیں رہیں۔ اسی طرح اس دور میں گھوڑے بڑی جنگی اہمیت کے حامل تھے اور سواری و بار برداری کے کام میں بھی لائے جاتے تھے اس لئے ان کے علاج و دوا پر بھی خاصی توجہ دی جاتی تھی۔ اس مخطوطہ میں بھی اس سلسلے میں پورا ایک باب تھا جس میں ۴۴ فصلیں تھیں۔ لیکن اب وہ سب مفقود ہو چکی ہیں۔ لہٰذا ان دونوں مخطوطات کا یہ دلچسپ اور اہم حصہ اب نہ تو کتب خانہ آصفیہ کے نسخہ میں ہے اور نہ ہی ہمدرد IHMMR کے نسخہ میں موجود ہے۔ اس لحاظ سے یہ دونوں ہی نسخے آخر میں ناقص ہیں لیکن اس کے باوجود اس کا جتنا حصہ بھی محفوظ رہ گیا ہے اس کی اہمیت اور افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

تاریخی حیثیت: "طب یونانی" کے نام سے جو طب آج ہندوستان میں رائج ہے وہ حقیقتاً اب "یونانی" نہیں ہے۔ یہ ضرور ہے کہ مسلمانوں نے یونانی کتابوں ہی سے اس فن کو حاصل کیا تھا مگر اس طرح حاصل کیا کہ بالکل ہی اس کو اپنا لیا۔ انھوں نے اس طب میں اپنے ذاتی تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں اتنے اضافے اور تغیرات کیے کہ اس کی ہیئت ہی بدل گئی۔ ان اضافوں اور تبدیلیوں کے باوجود مسلم اطبا کی یہ فراخدلی اور وسعت نظری تھی کہ انھوں نے اس طب کا نام تک تبدیل کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی۔ چنانچہ وہی پرانی نسبت اب تک برقرار چلی آ رہی ہے۔ مسلمانوں نے جہاں یونانیوں سے طبی علوم حاصل کیے وہیں انھوں نے ہندوستانی ویدک طب سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا۔ طب یونانی اور طب ہندی کا یہ باہمی لین دین عہد عباسی میں خلیفہ منصور (وفات ۷۷۵ء) کے وقت ہی سے شروع ہو چکا تھا جس کے نتیجے میں تھوڑے ہی عرصہ میں بیشتر آیورویدک کتابیں سنسکرت سے عربی میں منتقل ہو چکی تھیں چنانچہ بغداد میں ہندوستان سے ویدک اطبا کی آمد کا سلسلہ شروع

ہو چکا تھا۔ اہم ویدک تصانیف کے تراجم عربی میں ہوئے تھے اور اطبا اسلام ہندی طب کو اپنا کر پوری فراخدلی اور علمی بے تعصبی کے ساتھ ویدک تصانیف کے حوالے اپنی کتابوں میں دینے لگے تھے جن میں طبری، رازی، اور ابن سینا جیسے طبیب قابل ذکر ہیں جنھوں نے اپنی تصانیف بالترتیب فردوس الحکمہ الحاوی اور القانون میں ہندی اطبا کے اقوال کا حوالہ بکثرت دیا ہے۔

آیور ویدک اور یونانی طب کا باہمی تال میل: ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے بعد جب مسلم سلاطین نے یہاں کے علوم و فنون کے ترجمہ کی جانب توجہ دی تو خاص طور سے آیور ویدک کتابوں کے بھی تراجم کئے گئے۔ ہندوستان میں مسلمانوں نے جہاں ایک نئی تہذیب کی بنیاد رکھی وہیں ایک نئی طب کی بھی داغ بیل ڈالی۔ انھوں نے اپنی لائی ہوئی "یونانی" طب کو آیور ویدک طب سے اس طرح ممتزج کیا کہ اب طب یونانی، یونانی نہ رہی بلکہ ایک قسم کی دیسی طب بن گئی۔ مسلمانوں نے مقامی آب و ہوا اور جغرافیائی حالات کی روشنی میں یہاں پیدا ہونے والے امراض و علل کا مطالعہ کیا اور ان کے تدارک کے لئے ہندوستان میں پائی جانے والی ادویہ کا ہی انتخاب کیا تاکہ یہ سب چیزیں ہندوستانیوں کے مزاج کے موافق ہو جائیں اور زیادہ سے زیادہ فائدہ دے سکیں۔ اس طرح مقامی اہل دین کے نتیجہ میں جو کتابیں یہاں لکھی گئیں ہیں ان میں طبی نقطہ نظر سے "مجموعۂ ضیائی" اولین اور اہم کتابوں میں سے ایک ہے۔ محمد بن تغلق (وفات ۷۵۲ھ) جس کے عہد میں یہ کتاب لکھی گئی تھی خود بھی ایک عالم اور علم دوست بادشاہ تھا۔ وہ فلسفہ اور معقولات میں کافی درک رکھتا تھا۔ اس کے عہد کے بہت سے علما اور ان کی تصانیف کے نام تاریخ میں ملتے ہیں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اُس دور میں طبی سرگرمیاں کیا تھیں۔ اس بات کا کہیں پتہ نہیں ملتا۔

"مجموعۂ ضیائی" کے آصفیہ والے مخطوطہ کا تعارف کراتے ہوئے حکیم عبدالوہاب نطہوری صاحب نے جو اظہار خیال کیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ محمد تغلق کے عہد کی طبی سرگرمیوں کا تذکرہ کسی جگہ نہیں ملتا ہے چنانچہ "مجموعۂ ضیائی" آٹھویں صدی ہجری کے ابتدائی دور کا ایک ایسا طبی مخطوطہ ہے جو ہندوستان کی تاریخ طب میں ایک اہم طبی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے اور عہد تغلق کی طبی سرگرمیوں پر پہلی بار اس کے ذریعہ روشنی پڑتی ہے[1]۔ اس لحاظ سے "مجموعۂ ضیائی" عہد تغلق کی غالباً واحد طبی

---

[1] ماہنامہ ہمدرد صحت دہلی نومبر ۱۹۵۹ء

تصنیف معلوم ہوتی ہے جو آج زمانے کی دست برد سے بچ کر ہم تک پہنچی ہے۔

آیورویدک مآخذ: آیورویدک طریقِ علاج سے استفادہ کرنے اور اسے یونانی طب میں بروئے کار لانے کی کوشش اسلامی ہند میں شروع ہی سے کی جانے لگی تھی چنانچہ اس سلسلہ میں متعدد کتابوں کے نام تاریخ میں ملتے ہیں جن میں آیورویدک سے کسب فیض کر کے یونانی کو مالامال بنایا گیا ہے اس ضمن میں ایک طبی کتاب تو وہی ہے جو "مجموعۂ شمسی" کے نام سے موسوم ہے جس کے مصنف صاحب "مجموعۂ ضیائی" کے عم بزرگوار تھے جن کا نام خواجہ شمس مستوفی تھا۔ یہ کتاب بعض ہندی اطبا کی طبی تصانیف کا فارسی ترجمہ تھی۔ اس کتاب کا حوالہ خود "مجموعۂ ضیائی" ہی میں ملتا ہے۔ مصنف نے خود اس سے استفادہ کیا تھا۔ دوسری طبی کتاب کا پتہ مولانا سید مناظر احسن گیلانی نے دیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"شیخ ضیاء الدین نخشبی (وفات ۷۵۱ھ) جو دراصل بداؤں کے باشندے تھے۔ ان کو طب اور موسیقی میں بڑی دستگاہ حاصل تھی۔ ابن سینا کی طبی کتاب کلیات کے مقابلہ میں آپ نے ایک کتاب "الکلیات والجزئیات" نامی لکھی ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ یونانی دواؤں کے ساتھ ساتھ خاص اُن دواؤں کا بھی تذکرہ التزام کے ساتھ کیا گیا ہے جو ہندوستان میں پیدا ہوتی ہیں۔ ہر جگہ اُن دواؤں کے نام کو درج کیا ہے جس نام سے وہ ہندوستان میں مشہور ہیں[1]"

"مجموعۂ ضیائی" ۷۳۷ھ میں تصنیف کیا گیا تھا اس کے تقریباً ۵۳ سال کے بعد یعنی ۷۹۰ھ میں ایک منظوم طبی کتاب لکھی گئی تھی جس کا نام "طب شہابی" المعروف بہ "شفاء المرض" تھا، اس کے مصنف حکیم شہاب الدین تھے جو ناگور کے رہنے والے تھے۔ یہ کتاب کلیات و معالجات سے متعلق تھی۔ یہ کتاب اگرچہ چھپ چکی ہے لیکن اس کا ایک مخطوطہ ہمدرد (IHMMR) کی طبی لائبریری میں محفوظ ہے۔ اس میں بھی جتنی دوائیں مصنف نے ذکر کی ہیں ان کے متعلق اس کا دعویٰ ہے کہ وہ تمام کی تمام اس کی آزمودہ ہیں، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تمام دوائیں اس زمانے میں ہندوستان میں بآسانی پائی جاتی تھیں۔ "طب شہابی" کے منظوم دیباچہ اور کتاب کے آخری صفحات میں مصنف نے اعتراف کیا ہے کہ اس نے ہندی اطبا اور ان کی کتابوں سے بھی براہِ راست استفادہ کیا ہے۔

---

[1] ہندوستان میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم و تربیت، ص ۲۱۶، دہلی ۱۹۶۶ء

"مجموعۂ ضیائی" کی ترتیب و تدوین کے تقریباً ۸۰،۸۵ سال کے بعد سلطان جلال الدین ابوالمظفر سکندر شاہ لودی کے حکم سے حکیم بہوہ بن خواص خاں نے ۹۱۸ھ میں معدن الشفا سکندر شاہی کی تالیف بھی اسی نہج پر کی تھی۔ حکیم بہوہ خاں نے تو نہایت واضح الفاظ میں یہاں تک لکھ دیا کہ تجربہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حکمت یونان ہندوستان کی آب وہوا اور یہاں کے لوگوں کے مزاج کے موافق نہیں آتی ہے اور جو دوائیں فارسی زبان میں مذکور ہیں ان کی اصل حقیقت اور خواص ہمارے ملک میں معروف نہیں ہیں۔ لہٰذا اس نے حکمائے ہند کی تصانیف کو فارسی میں منتقل کر دیا ہے اور ہندی طب کی تمام خصوصیات کو اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ حکیم بہوہ خاں نے "معدن الشفا" کی تصنیف میں جن ہندی حکما کی کتابوں سے استفادہ کیا تھا ان میں سشرت، چرک، یادیوکرت، بھوج، سارن گدھر، چنتامنی، چکردت اور کئی دت وغیرہ شامل ہیں۔[1]

ہر دور میں اس طرز پر طبی کتابیں لکھی جاتی رہی ہیں۔ مغل دورِ حکومت میں تو بہ کثرت ایسی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ دارا شکوہ نے بھی حکیم عین الملک شیرازی کے ذریعہ ایک اسی طرح کی طبی کتاب مرتب کرائی تھی جو "طب دارا شکوہی" کے نام سے مشہور ہوئی تھی۔[2] چنانچہ "مجموعۂ ضیائی" بھی اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے جس کے ذریعہ محمد بن تغلق کے زمانے کے ایک طبی سرمایہ کا سراغ ملا ہے جو طب یونانی اور آیورویدک کا حسین امتزاج ہے۔ انھیں اسباب کی وجہ سے طب یونانی کو آج دیسی طب کہنا بالکل حق بجانب ہو گیا ہے۔

"مجموعۂ ضیائی" کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ تغلق میں طب یونانی کے ماہرین ہندوستان کی مقامی طب یعنی آیورویدک طریق علاج سے کافی واقفیت حاصل کر چکے تھے۔ انھوں نے آیورویدک تعلیمات ان کے اصل ماخذ سے حاصل کی تھیں۔ اور اس وقت کے مانے ہوئے مشہور ویدوں اور جوگیوں سے کسب فیض کیا تھا اس مقصد کے لئے انھوں نے سنسکرت زبان بھی سیکھی تھی۔ لہٰذا یونانی طب کو ہندوستان کی آب وہوا اور یہاں کے مقامی ماحول کے مطابق بنانے کے لئے بڑی حد تک تبدیلیاں کی گئیں، نئے نظریات اپنائے گئے، مقامی دواؤں سے واقفیت حاصل کی گئی اور اس وقت کے ہندوستان میں مروّج مخصوص طریق علاج اپنائے گئے۔ طب یونانی اور طب ہندی کے اس لین دین سے یونانی میں بے شمار دوائیں داخل ہونا شروع ہوئیں جو خالص ہندی تھیں۔ مثلاً اطریفل (جو معرب ہے ترپھلا کا) جسے مسلمانوں نے اپنی طبی دواؤں

---

۱ معدن الشفا سکندر شاہی۔ حکیم بہوہ بن خواص خاں ص۳ نول کشور ۱۹۱۵ء۔ ۲ تاریخ پزشکی ایران و پاکستان حکیم نیر واسطی ص۱۱۶

میں شامل کر کے نئی نئی ترکیبوں کے ساتھ استعمال کیا اور فائدہ اٹھایا۔ بعض خالص ویدک ترکیبوں کو بھی اپنایا۔ گیا۔ بعض وہ دوائیں جو اگرچہ پہلے سے بھی یونانی میں مستعمل تھیں۔ مگر ان کی اصل ویدک ترکیب کو علیٰ حالہٖ باقی رکھا گیا جیسے چتر بیج (یعنی چہار تخم: ہالوں، کلونجی اور اجوائن) چتر جات (یعنی تج، تیز پات، الائچی اور ناگ کیسر) ترکٹ (یعنی سونٹھ، مرچ سیاہ اور پیپل) پانچ کھار (یعنی قلیات خمسہ) پانچ لون (یعنی نمک) اور پانچ مول (یعنی پانچ جڑیں) وغیرہ جیسی بہت سی ویدک ترکیبوں کو یونانی کی نسخہ نویسی میں داخل کیا گیا۔ ادویہ مفردہ کے علاوہ ویدک قرابادین میں سے بھی بہت سے مرکب دوائیں اپنے رنگ میں اپنائی گئیں۔ چنانچہ معجون سپاری پاک، مکر دھوج، معجون گوگ راج اور چیون پراش جیسی وہ مشہور دوائیں ہیں جو آج بھی ہمارے یہاں معمولات مطب میں سے ہیں۔ عرب حکما کشتوں کے استعمال سے ناواقف تھے مسلمان اطبا نے ہندوستان آکر ہی اس فن کو سیکھا اور اپنی طب میں داخل کیا۔ اسی طرح بہت سی دواؤں کے کھار نکالنے، مدبّر کرنے، جلانے اور روغن نکالنے کی ترکیب جو آج ہمارے یہاں مروج ہے وہ سب آیورویدک دواسازی سے ہی ماخوذ ہے[1]۔ "مجموعۂ ضیائی" کا یہ مخطوطہ مذکورہ بالا بیان کی زندہ شہادت ہے۔ اس کا ہر صفحہ اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ مسلم اطبا نے اپنی طب کو ہندوستانی طب سے اس طرح ہم آہنگ بنا دیا کہ آج اس کا امتیاز مشکل سے ہوتا ہے۔

مجموعۂ ضیائی کا مصنف ضیا محمد مسعود رشید زنگی کے متعلق یہ یقین ہے کہ وہ سنسکرت زبان سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس نے ہندوستانی ویدوں اور جوگیوں کی کتابوں سے براہ راست مطالعہ کر کے ان کے نسخہ جات کو اپنی کتاب میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ مثلاً اس نے معاجین کی فصل میں معجون سگندھ راوت، معجون آملہ یعنی چیون پراش اور معجون امرت وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح خالص آیورویدک اصطلاح دواسازی یعنی "رس" کا بھی تذکرہ بہ کثرت کیا ہے جیسے پربھاوتی رس، اگنی کمار رس بھیروں رس، روگ ناتھ رس اور پنچ امرت رس وغیرہ۔ ضیا محمد مسعود نہایت مذہبی قسم کے طبیب بھی معلوم ہوتے ہیں۔ مذہبی احتیاط کے پیش نظر شراب کے بارے میں ایک مقام پر انہوں نے لکھا ہے کہ:

"اگرچہ در دین اسلام حرام است ولیکن چوں در ملت ہا دیگر مباح بودہ است اطبا منفعت و مضرت آں در کتب آوردہ اند۔" (ورق ۱۴۴)

---

[1] ماہنامہ 'تحفہ' حیدرآباد ۱۹۵۵ء

اسی طرح اکثر نسخہ لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ انشاء اللہ فائدہ میشود یا اللہ تعالیٰ بکرم رحمت شفا میدہد۔ اس طرح کے جملوں سے کمال عبودیت ظاہر ہوتی ہے۔

اس مخطوطہ کا ۳۵ واں باب خاصیت ادویہ سے متعلق ہے۔ اس باب کو 'کتاب الصیدنہ' اور 'دلبستان العطارین' جیسی کتابوں کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔ تمام دواؤں کے نام سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں اور ان کی ترتیب حروفِ ابجدی کے بجائے حروفِ تہجی کے لحاظ سے قائم کی گئی ہے۔ جن مفرد دواؤں کو اس مخطوطہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی تعداد تقریباً ساڑھے گیارہ سو ہے۔ ہر دوا کا اصل یونانی نام پھر مروجہ ہندی نام۔ مزاج اور دستیاب ہونے کی جگہ اور پھر خواص وغیرہ بیان کیے گئے ہیں۔ دواؤں کے جو ہندی نام دیئے گئے ہیں آج بھی وہ دوائیں انھیں ناموں سے جانی پہچانی جاتی ہیں جیسے، ہلیلہ، بلیلہ، پلپل، دار پلپل، تخم کتاں کے لئے السی، تشمیزج کے لئے چاکسو، حب النیل کے لئے نیل پری، خل کے لئے سرکہ، شونیز کے لئے کلونجی، کحل کے لئے سرمہ، قطران کے لئے روغن جیلادہ اور لسان العصافیر کے لئے اندرجو تحریر کیا گیا ہے۔ اسی طرح جواکھار، بکائین، سنگھاہولی اور گوکھرو کو انہی ناموں سے ظاہر کیا گیا ہے۔

ایک مستقل فصل حیوانات کے خواص سے متعلق ہے جس میں ہندوستان میں پائے جانے والے حیوانات پرندے، چرندے، درندے اور مختلف قسم کے کیڑے مکوڑوں کے بھی خواص گنائے گئے ہیں۔ مزید برآں ایک علاحدہ فصل ہے جس میں مختلف جانوروں کے گوشت اور ان کے دودھ دہی کے خواص بھی لکھے گئے ہیں۔ ایک مستقل فصل روغنیات سے متعلق بھی ہے۔ ایک فصل — درخوردن زرونقرہ۔ میں مختلف چیزوں کے کشتہ جات کی ترکیب اور ان کے خواص ہندوستانی ویدک کتابوں سے اخذ کرکے لکھے گئے ہیں۔ اُس دور میں لوگوں کے اندر ضعیف الاعتقادی زیادہ تھی اور وہ طلسمات بھوت پریت اور دیو پریوں کے بڑے قائل تھے۔ چنانچہ اس مخطوطہ میں بھی مختلف امراض کے لئے تعویذات، نقوش اور جھاڑ پھونک کے عملیات بھی تحریر کیے گئے ہیں اور جن بھوتوں و دیو پریوں کو قابو میں کرنے کے لئے متعدد عزیمتیں بھی لکھی گئی ہیں۔

غرض کہ مجموعۂ ضیائی عہد تغلق کا ایک ایسا مخطوطہ ہے جس سے اُس دور کی ایک واحد طبی تالیف کا پتہ چلتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ طب یونانی کو آیورویدک سے

ملانے کی کوشش ہندوستان میں ابتدائی دور ہی سے شروع ہو چکی تھی۔ طب یونانی نے طب ہندی سے بہت کچھ سیکھا اور اپنے دامنِ علم کو مقامی گل بوٹوں سے بڑی سیر چشمی کے ساتھ سجایا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ اب طب یونانی کو کوئی ذی فہم اور ذی علم بیرونی طب نہیں کہہ سکتا۔ اب وہ بالکل دیسی اور ہندوستانی طب ہے، جو یہاں کے مزاج اور آب و ہوا سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ آج اس میں وہی تمام دوائیں استعمال کرائی جاتی ہیں جو اسی ملک کی پیداوار ہیں اور یہاں کے لوگوں کے مزاج کے موافق ہیں۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ مجموعۂ ضیائی کے آصفیہ اور تغلق آباد والے دونوں نسخوں کو سامنے رکھ کر ایک تنقیدی ایڈیشن تیار کیا جائے اور اس طرح ایڈٹ کر کے اس کو شائع کیا جائے اور اگر ضرورت محسوس ہو تو اس کا اُردو میں ترجمہ بھی کیا جائے۔

● ●

حکیم خالد جاوید شمسی
پٹنہ

کتاب المشجر
خدابخش کا ایک اہم طبی مخطوطہ

مصنف کے بارے میں:-

خلیفہ ہارون رشید، مامون رشید، المعتصم اور الواثق کے دور کا مشہور عیسائی طبیب اور مصنف[1] ابوزکریا یوحنا ابن ماسویہ جو یورپ میں MESUA کے نام سے مشہور ہے دارالترجمہ بغداد کا پہلا افسر اعلیٰ تھا۔

جیسا کہ قفطی اور دیگر مورخین نے بھی لکھا ہے، ہارون رشید کے وقت سے متوکل کے عہد تک خلفاء کی غذاؤں اور صحتی تدابیر کا ہمہ وقتی مشیر تھا۔[1]

اس کا ہمعصر، ہمپیشہ اور خلیفہ معتصم باللہ عباسی کا طبیب خاص سلمویہ ابن بنان، گو اس سے ذہنی بُعد رکھتا تھا تاہم جب ابن بنان مرض الموت میں مبتلا ہوا اور المعتصم نے اس سے معالجہ میں اس کا جانشین دریافت کیا تو ابن بنان نے یوحنا ابن ماسویہ کا نام ہی تجویز کیا لیکن یہ بھی کہا کہ وہ بڑا فضول گو ہے جو کچھ بتلائے اسے سوچ سمجھ کر استعمال کیجئے گا۔[2]

پیش نظر مقالہ میں اس کی پیشہ ورانہ مہارت سے زیادہ اس کی بے مثال تصنیفی برتری کو اجاگر کرنا مقصود ہے۔ اس لئے ہم اس کی طبیبانہ زندگی سے صرف نظر کرتے ہوئے اس کی علمی کمالات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ تصنیف و تالیف کے میدان میں اُسے جو امتیاز اپنے طویل دور میں حاصل رہا اس کا

---

[1] تاریخ الحکماء قفطی ترجمہ فارسی از قرن یازدہم ہجری ص ۵۱۲۔

[2] طبقات الاطباء ج ۱ ص ۱۶۵

اندازہ بھی اس کے ہمعصر ناقد ابن بنان ہی کی زبانی کیا جا سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

"یوسف بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ میرے اور سلمویہ بن بنان کے درمیان ایک روز یوحنا بن ماسویہ کا تذکرہ بحیثیت معالج آیا تو میں نے یوحنا کی تعریف کچھ زیادہ ہی کر دی تو سلمویہ بن بنان نے جواب دیا کہ یوحنا ہر اس شخص کے لئے ہیبت ہے جو اس کو اپنا معالج بنالے اور اس کے کتابیاتی علم سے مرعوب ہو جائے اور اس کی کچھے دار باتوں میں آجائے" [۱]

اس کے ورثۂ علمی کے باقیات میں جو مجدّ دانہ شان نظر آتی ہے۔ اس سے یہ بات حرف بحرف ثابت ہو جاتی ہے کہ اس کی تصانیف کی ندرت ذاتی طور پر اس کے ہمعصروں کے لئے ہیبت اور مرعوبیت کا سبب رہی ہوگی۔

کتاب کے بارے میں:

ابن ماسویہ کے سوانح حالات مولوی عظیم الدین نے کتاب المشجر کا تعارف کراتے ہوئے خدا بخش لائبریری کے کیٹلاگ جلد چہارم میں قلمبند کئے ہیں۔ اس کے علاوہ تاریخ کی بیشتر کتابوں میں اس کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ موجود ہے [۲]۔ اس لئے مناسب ہے کہ مصنف اور کتاب کے بارے میں صرف اضافی اور اختلافی مسائل سے ہی بحث کی جائے۔ اس سلسلہ میں عظیم الدین کا مندرجہ ذیل اقتباس قابل نظر ثانی ہے۔

"ابن ماسویہ کی تصنیفات میں اس کتاب کا علم ابن ابی اصیبعہ اور بروکلمان کو نہیں تھا۔ لیکن ابن القفطی نے (تاریخ الحکماء، ص ۳۸۱) یوں کہا ہے:

---

[۱] طبقات الاطباء ج ۱ ص ۱۶۷، ۱۶۸ ابن ابی اصیبعہ۔ [۲] ملاحظہ کریں۔ فہرست ابن ندیم، طبقات الامم، تاریخ قفطی، مختصر الدول، طبقات الاطباء وغیرہ۔

"وکتاب المشجر کناش لہ قدر"

عظیم الدین (خدا بخش کیٹلاگ) کا یہ خیال کہ کتاب المشجر" کا تذکرہ صرف جمال الدین قفطی نے کیا اور ابن ابی اصیبعہ (یا دیگر مورخین) کی نظر سے یہ کتاب نہیں گزری قدرے تفصیلی جائزے کا محتاج ہے۔

چنانچہ ہم طب کی چار بڑی تاریخوں کو بہ ترتیب ادوار زیر بحث لاتے ہیں۔

(۱) فہرست ابن ندیم۔ زیر بحث چاروں کتابوں میں قدیم ترین ہے۔ اس میں مذکور ۲۹ تصانیف میں کتاب المشجر" نام کی کوئی کتاب نہیں ہے لیکن نمبر ۴ پر حمیات مشجر" کے نام سے ایک کتاب ملتی ہے۔[۱]

(۲) طبقاتُ الامم میں ابن ماسویہ کی ۴۰ کتابوں کی فہرست ہے۔ کتاب الحمیات مشجر" نام کی کوئی کتاب نہیں اور نہ کتاب المشجر" نام کی کوئی کتاب ہے۔ البتہ نمبر ۲ پر کتاب الحمیات اور نمبر ۱۱ پر قرابادین معروف بالمشجر" مذکور ہے۔[۲]

(۳) تاریخ الحکمار (قفطی) میں مذکور ۲۸ کتب میں نمبر ۲ پر کتاب الحمیات اور نمبر ۷ پر کتاب المشجر" موجود ہے۔[۳]

(۴) طبقات الاطبا (ابن ابی اصیبعہ) نے ۴۰ کتابوں کا تذکرہ کرتے ہوئے نمبر ۴ پر حمیات مشجر" کا تذکرہ کیا ہے اور کتاب المشجر نام کی کوئی کتاب نہیں لکھی۔[۴]

مذکورہ جائزے سے ابھر کر سامنے آنے والی حقیقت یہ ہے کہ چاروں کتابوں میں ۴-۲ پر کتاب الحمیات کا نام مشترک ہے۔ لیکن ابن ندیم اور ابن ابی اصیبعہ نے کتاب الحمیات کے ساتھ مشجر" کا اضافہ کیا ہے اور ان دونوں نے کتاب المشجر" کا علیحدہ نام نہیں لکھا ہے، اس کے مقابلہ میں صاعد اندلسی (طبقات الامم) اور قفطی نے کتاب الحمیات کے ساتھ لفظ مشجر" کا اضافہ نہیں کیا بلکہ مشجر نام کی کتاب کو علیحدہ نمبر دیا ہے۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ ابن ندیم نے جو ترتیب میں سابق الاول ہے نقل

---

[۱] کتاب الفہرست ص ۲۹۶ لابن ندیم مطبوعہ ۱۸۷۱ء [۲] طبقات الامم ص ۵۸ صاعد اندلسی (اردو ترجمہ) [۳] تاریخ الحکمار ص ۵۱۳ قفطی (فارسی ترجمہ) [۴] عیون الانباء فی طبقات الاطباء ج ۱ ص ۱۸۳ لابن ابی اصیبعہ

کرتے وقت ص۲ پر کتاب الحیات کے ساتھ المشجر کو جو علیحدہ کتاب ہے اور جسے پانچویں نمبر پر آنا چاہیئے تھا کتاب الحیات سے متصل کر دیا ہے اور تذکرہ ہو کر یہ دو کتابوں کی ایک کتاب بن گئی ہے۔ ابن ابی اصیبعہ نے آنکھیں بند کر کے ابن ندیم کی تقلید کر لی ہے لیکن ساعد اور قفطی نے ص۲ پر کتاب الحمیات لکھ کر کتاب المشجر کو علیحدہ نمبر دیا ہے۔ اس طرح المشجر کا تذکرہ چاروں کتابوں میں ہے لیکن دو کتابوں میں کتاب الحمیات سے خلط ملط ہو گیا ہے، اور خواہ مخواہ ایک عالم کا سہو عالم کا سہو بن گیا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ کتاب المشجر کے بارے میں مورخین کی روایات بہر حال متواتر ہیں۔

کتاب کی سب سے نمایاں اہمیت یہ ہے کہ جدول (TABLE) کے طرز پر لکھی جانے والی یہ طب کی سب سے پہلی کتاب ہے۔ مولوی عظیم الدین نے جدول نگاروں میں صرف تین نام: ابن ماسویہ، ابن جزلہ اور نجیب الدین سمرقندی علی الترتیب گنائے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ابن ماسویہ اب تک کی دریافتوں میں طبی جدول نگاری کا موجد ہے اور اس کے بعد جدول نگاری کا سلسلہ ایک طویل شکل اختیار کر لیتا ہے جس کے لئے ایک علیحدہ مقالہ درکار ہے۔ تاہم اتنی نشاندہی خارج از بحث نہیں ہے کہ جدول نگاری کی تاریخ میں ابن ماسویہ کے بعد ابن بُطلان کا نام آنا چاہیئے نہ کہ بقول عظیم الدین ابن جزلہ کا۔ بلکہ مولوی عبدالرحمان خان مصنف "قرون وسطیٰ میں مسلمانوں کی علمی خدمات" نے تو "تقویم الصحۃ" کے مصنف ابن بُطلان (متوفی ۱۰۶۳ء) کو جدول طب کا موجد تصور کیا ہے[۱]۔ لیکن ابن ماسویہ (متوفی ۸۵۷ء) ابن بطلان سے بہت قبل "کتاب المشجر" کے نام سے طب کی مکمل کتاب لکھ چکا تھا۔

عظیم الدین (خدابخش کیٹلاگ) نے کتاب کا تعارف کراتے ہوئے تفصیلی فہرست امراض نقل کر دی ہے۔ اس لئے اس کا اعادہ کئے بغیر یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ جس طرز کی جامع اور مختصر کتاب ہے اس کی افادیت آج کے ہنگامی دور میں بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ نسخۂ طب کی طولانی بحثوں میں ڈوب کر حرفِ مطلب تلاش کرنا آج کے دور میں کارے دارد کا مصداق ہے لیکن کتاب المشجر میں حرفِ مطلب کو چھوڑ کر اور کچھ نہیں۔ مثلاً "کلیات" کے مسائل کو ابن ماسویہ نے صرف ایک باب میں محدود کر دیا ہے۔

---

[۱] "قرون وسطیٰ میں مسلمانوں کی علمی خدمات" مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی ۱۹۵۰ء حصہ اول ص ۲۰۳۔ تقویم الصحۃ کا لاطینی نام TOBAL SANITA ہے۔

ابتدا ملاحظہ ہو:

الطب ينقسم العلم العمل والعلم ينقسم لمعرفة الاشيا الطبيعة والمعرفة العلل۔

اس طرح علم کی تقسیم ورق ۵ ب تک پوری ہو گئی ہے۔ نمونہ کے لئے چند سطریں بلا انتخاب نقل کی جاتی ہیں۔

والقوى النفسانيه

منها مدبرة وهي	ومنها محركة وهي	ومنها مخسة وهي
الوهم۔ والفكر۔ والحفظ	التي تكون عنها الحركة الادية والانتقال	السمع والبصر والشم والذوق واللمس

والارواح وهي

الروح الطبعية	والروح الحيوانيه	والروح النفسانيه
الكائنه في الكبد وهي المنفذه القوى الطبعية من الكبد مع الاوردة الى الاعضاء	الكائنه في القلب وهي المنفذة للقوى الحيوانيه من القلب في العروق النابضه الى الاعضا	الكائنه وهي المنفذه للحس والحركة من الدماغ في العصب الى سائر الجسد

ورق ۵ ب پر العمل کی تقسیم اس طرح شروع ہوتی ہے۔

والعمل ينقسم۔

لحفظ الصحة في الاجساد الصحيحة ويكون ذالك بالاشياء المشاكلة	ولاكتساب الصحة للاجساد المرضى ويكون ذالك بالاشيا المضاده

اس حصہ کا آخری نمونہ یہ ہے:

الوجوه التي عليها مدار القصد لانواع المعالجات والماخذ اليها عشرة

ثورة	واولها مرضه	ومزاجه الطبيعي	وعلامة مرضه	ومزاجه الكائن	وعادته	وصناعته	وزمانه	وبلادة	وحال الهوا

کتاب الامراض نویں ورق سے شروع ہوتی ہے۔ ابتدا میں فہرست امراض باعتبار ابواب موجود ہے۔ ہم اس فہرست کو مخطوطہ کے اندرونی اعداد و شمار کا اضافہ کرتے ہوئے ناظرین کی خدمت میں موضوعات کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ امراض سر کا بیان:

- ۱ تا ۲۶:- فی داء الثعلب (باب اول) ـــ فی الارتعاش (باب ۲۶) ق ۹ - ۳۰ - اس میں کل ۲۶ باب گنے جا سکے ہیں جبکہ عظیم الدین صاحب (خدابخش کیٹیلاگ) نے ۲۹ باب لکھے ہیں۔
- ۲۷:- فی اوجاع العین (ق ۳۰ ـ ۳۹) ایک باب
- ۲۸-۲۹:- فی تورم اللهاة والحنک واللوزتین والخوانیق (ق ۳۹ - ۴۲) امراض حلق سے متعلق ۲ باب
- ۳۰:- فی السعال (ق ۴۲ - ۴۴) - ایک باب۔
- ۳۱ تا ۳۴:- فی الوجع المسمی فریقولوموںیا (ق ۴۴ - ۴۹) چار باب امراض حلق، صدر اور ریہ کے بیان میں۔
- ۳۵:- فی اوجاع القلب (ق ۵۰) ایک باب۔
- ۳۶:- فی اوجاع الثدی (ورق ۵۲) ایک باب۔
- ۳۷:- فی تغییر روایح العرق الصبیان۔ (ورق ۵۲)
- ۳۸:- فی اوجاع التی تعرض للمعدة - (ورق ۵۳)
- ۳۹-۴۲:- فی اوجاع الکبد تا فی علاجات الاستسقا (ق ۶۸ - ۸۶) چار باب امراض کبد سے متعلق [1]۔
- ۴۳ تا ۴۶:- فی الاخلاف تا فی الدیدان (ق ۸۶ - ۱۰۳) چار باب ذرب و خلفہ سے متعلق
- ۴۷:- فی اوجاع الکلی (ورق ۱۰۳ - ۱۰۷)

---

[1] مخطوطہ میں الباب التاسع والثلاثین کا اندراج کاتب نے غلطی سے اوجاع کبد کے علاوہ یرقان پر بھی کیا ہے۔ جو دراصل ۴۰ واں باب ہونا چاہیئے۔ مخطوطہ خدابخش، ورق ۶۳ الف پر غلطی آخر تک برقرار ہے۔ ناظرین ملحوظ رکھیں۔

۔ ۴۸ تا ۵۰:۔ فی تقطیر البول تا فی الوجع المسمّٰی دیابیطسوس (ق ۱۰۸-۱۰۹) تین باب
امراض مثانہ سے متعلق۔

۔ ۵۱ تا ۵۵:۔ فی سیلان المنی تا فی الوجع الذی یعرض للذکر (ق ۱۰۹-۱۱۲) ۵ ابواب
امراض مخصوصہ بمرداں سے متعلق۔

۔ ۵۶:۔ فی الرحم واوجاعہ (ق ۱۱۲-۱۱۴)۔

۔ ۵۸-۶۱:۔ فی القوبا الکائن فی بسیط الجسد تا فی الحمرۃ (ق ۱۱۶-۱۱۷)
چار باب امراض جلد سے متعلق، اور یہیں مخطوطہ نا تمام طور پر ختم ہو جاتا ہے۔
ورق ۹ کی فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ مندرجۂ ذیل چار باب ضائع ہوئے ہیں۔

۔ ۶۲:۔ فی الخدر الذی یعرض بالاصابۃ البرد الشدید

۔ ۶۳:۔ فی الوجع المسمّٰی (غیر واضح)

۔ ۶۴:۔ فی الجذام۔

۔ ۶۵:۔ (عبارت جلد سازی کی مرمت کاری سے چھپ گئی ہے۔

کتاب کا دوسرا نسخہ المشجر الکبیر او کناش یحیی کے نام سے رضا لائبریری رام پور میں محفوظ ہے[1]۔ کیٹلاگ کی اطلاع کے مطابق رضا لائبریری کا نسخہ دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ کلیات اور دوسرا معالجات پر مشتمل ہے۔ کیٹلاگ نے شروع کی عبارت مندرجہ ذیل اقتباس سے کی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کناش علل الامراض ودلائلھا وعلاجھا۔ وھو الکناش المعروف بالمشجر۔ الباب الاول فی ان داء الثعلب۔

اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ صفحہ ۹ تک کا مواد پہلی جلد میں اور ورق ۹ سے آگے دوسری جلد میں کر دیا گیا ہے۔
رضا لائبریری کے نسخہ کی ابتدائی عبارت خدابخش کی عبارت سے مل جاتی ہے، لیکن رضا کی عبارت میں کتاب کا نام الکناش المعروف

---

[1] ملاحظہ ہو کیٹلاگ آف عربک مینوسکرپٹس۔ رضا لائبریری از امتیاز علی عرشی جلد ۵ صفحہ ۱۶۶ حوالہ ۳۸۳۳۔

بالمشجر کا اضافہ ہے۔ طبقات الامم میں غالباً اسی کتاب کو قرابادین المشجر کے نام سے لکھا گیا ہے۔ ناموں کے اختلاف کو ناقلوں کے اختلاف روایت پر محمول کیا جا سکتا ہے۔

حاصل کلام:۔ مندرجہ ذیل وجوہات سے یہ کتاب اشاعت کے لئے قابل ترجیح ہے۔

(۱) یوحنا ابن ماسویہ طبی جدول نگاری کا موجد ہے اس کی زیر تبصرہ کتاب سے طب میں جدول نگاری کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس لئے طب کی علمی تاریخ میں یہ کتاب اہم تاریخی انفرادیت کی حامل ہے جو اب تک شائع نہ ہو سکی۔

(۲) یہ کلیات اور امراض و علاج کی ایک مکمل کتاب ہے جو جدول کے انداز میں اختصار اور جامعیت کے ساتھ ترتیب دی گئی ہے اور اس جیسی کوئی مطبوعہ کتاب استفادے کیلئے موجود نہیں۔

(۳) یوحنا ابن ماسویہ بیت الحکمت کے مصنفین طب میں تصنیفی برتری کا حامل تھا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ زیر تبصرہ کتاب کی اشاعت سے کچھ ایسے نکات سامنے آنے کی توقع ہے جن کا تعلق یوحنا کی امتیازی شان اور انفرادیت سے ہوگا۔

(۴) مرتب کی نظر سے جو جدولی مخطوطات۔ مثلاً تقویم الابدان (ابن جزلہ) اور تقویم الطب۔ (فخر الدین الخجندی) وغیرہ گزرے ہیں۔ ان میں زیر بحث کتاب کم سے کم بیانیہ ہے جس میں صرف یاد رکھنے اور بار بار CONSULT کرنے والی چیزیں محفوظ کی گئی ہیں۔ ابن ماسویہ کی جدولیں مخصوص ٹیکنک سے بنائی گئی ہیں جیسا کہ نمونوں سے ظاہر ہے۔

جناب نظام الدین احمد کاظمی

حکیم علوی خاں کی تالیفات کا تحقیقی جائزہ

حاذق الحکما، رئیس الاطبا، میر محمد ہاشم علوی خلف استاذ الحکما میر محمد ہادی علوی شیرازی کا وطن اصلی دارالعلم شیراز تھا۔ نسباً علوی اور مذہباً حنفی تھے۔ ۱۰۸۰ھ/۱۶۶۹ء میں شیراز میں ان کی ولادت ہوئی۔ ۱۱۱۱ھ/۱۶۹۹ء میں تقریباً ۳۱ سال کی عمر میں ہندوستان آئے۔ اس وقت شاہ جہاں آباد (دہلی) شیرازی حکیموں اور طبیبوں کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔ ان کے والد ماجد میر محمد ہادی، خالِ بزرگ میر محمد صالح، برادرِ بزرگ میر ابوالحسن مسیح الزمانی، برادرِ اوسط میر محمد جعفر علوی، شاہ جہاں بادشاہ صاحبقراں ثانی اور عالمگیر کے عہدِ حکومت میں شیراز سے ہندوستان آکر دربارِ شاہی کے ممتاز اطبا میں شامل ہو چکے تھے۔ حکیم میر محمد ہاشم علوی اولاً اورنگ زیب عالمگیر کے درباری اطبا میں شامل ہوئے اور علوی خاں کے خطاب سے نوازے گئے۔ یہ خطاب اتنا عام ہوا کہ لوگ ان کے اصل نام کو بھول گئے۔

۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء میں ہندوستان کی تقسیم کے بعد عالمگیر نے اپنے تیسرے فرزند محمد اعظم شاہ کو دہلی کا تاج و تخت سپرد کیا، تو حکیم علوی خاں اُس کے دربار سے وابستہ ہو گئے۔ مگر یہ تعلق بہت کم مدت میں محمد اعظم شاہ کے قتل ہو جانے کے بعد ختم ہو گیا۔ جب اورنگ زیب عالمگیر کا دوسرا لڑکا معظم شاہ سریر آرای حکومت ہوا، تو اُس نے سابقہ اعزاز کے ساتھ حکیم علوی خاں کو شاہی اطبا کے زُمرے میں شامل کر لیا۔ محمد معظم شاہ جو بہادر شاہ اور شاہ عالم (اوّل) کے لقبوں سے زیادہ مشہور ہے، ۲۱ محرم ۱۱۲۴ھ/۱۷۱۲ء میں ۷۱ سال کی عمر میں دنیا سے رخصت ہو گیا۔

محمد اعظم شاہ اور محمد معظم شاہ کے عہدِ حکومت میں ہندوستان طوائف الملوکی اور خانہ جنگی کا شکار بن چکا تھا۔ محمد معظم شاہ (بہادر شاہ اوّل) کی وفات کے بعد اس کے چاروں بیٹے تختِ سلطنت کے لئے معرکہ آرا ہوئے۔ قسمت نے سب سے پہلے معز الدین جہاندار شاہ کو تخت و تاج کا مالک بنایا۔ اس کے بعد فرخ سیر تختِ حکومت پر بیٹھا۔ پھر سادات بارہہ کی بادشاہ گری کا دور دورہ ہوا، اور چند سال کی مدت میں یکے بعد دیگرے خاندانِ مغلیہ کے چند افراد بادشاہ بنے۔ بالآخر محمد شاہ جو رنگیلے بادشاہ کے نام سے مشہور ہے۔ ذی قعدہ ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۸ء میں دہلی

کے تخت پر بیٹھا۔ اسی بادشاہ کے زمانہ میں حکیم علوی خاں کو عروج حاصل ہوا اور معتمد الملوک کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ چاندی میں تولے گئے اور شش ہزاری کے منصب پر فائز ہوئے۔ تین ہزار روپے ماہانہ تنخواہ مقرر ہوئی۔ جاگیریں اس کے علاوہ تھیں۔ مختصر یہ کہ علم و فضل، دربارِ شاہی میں اعزاز و اکرام، علمی قابلیت تامہ اور ماہرانہ حذاقت میں نہ صرف اُن کے دور میں بلکہ آج تک کوئی حکیم و طبیب اُن سے ہمسری کی جرأت نہ کر سکا۔ مشہور مورخ مسٹر ٹامس ویلیم بیل، مؤلف مفتاح التواریخ نے ان کی اعلیٰ حذاقت اور بہترین معالجانی قابلیت کا تذکرہ عبارت ذیل میں کیا ہے:

"حذاقت و حسن تداوی اُو در اطراف و اکناف شہرت یافتہ بُود۔ شعرای در تعریف اُو بسیار گفتہ اند۔ چنانچہ محتشم علی خان حشمت تخلص در وصف اُو گفتہ:

لے دست تو دستگیر ہر شاہ و گدا — از فیض تو درماں طلباں کار روا

خلقی گوید کہ میکنی کار مسیح — من میگویم کہ میکنی کار خدا

لاریب کہ اس رباعی میں شاعر نے نغز گوئی اور نکتہ سنجی کے ساتھ حکیم علوی خاں معتمد الملوک کی تعریف و توصیف کا حق ادا کر دیا ہے۔ مذکورۂ بالا رباعی سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صرف بادشاہوں کے معالج خاص نہیں، بلکہ غریبوں اور فقیروں کے بھی دستگیر و مددگار تھے۔ اُن کے بیت الشفا کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا ہوا ہے۔ ان کے فیضِ مسیحائی سے تمام درماں طلبوں کو فیض پہنچ رہا ہے اور عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ وہ مسیحا کا کام کر رہے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ خدا کا کام کر رہے ہیں۔"

تذکرہ نویسوں نے خدمتِ عوام کے اس اہم پہلو کو حکیم علوی خاں کی زندگی سے خارج کر دیا ہے، حالانکہ یہی وہ پہلو ہے جس نے اب تک ان کے نام کو زندہ رکھا۔ ورنہ بہت سے شاہی اطبا اس عالم فانی سے رخصت ہو گئے، اور آج اُن کے نام اور کام سے بہت کم اہل علم واقف ہیں۔

عبدالکریم کشمیری کا مؤلف "بیان واقع یا (تاریخ نادری یا نادر شاہ نامہ) نے حکیم علوی خاں کا سالِ وفات ۱۱۶۰ھ لکھا ہے لیکن مسٹر ٹامس ویلیم بیل نے اس سے اختلاف کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کا سالِ وفات اصلاً ۱۱۶۲ھ / ۱۷۴۹ء جو مندرجہ ذیل مصرعۂ تاریخ سے برآمد ہوتا ہے، بیان کیا ہے:

"بر فلک رفت مسیحای جدید" ۱۱۶۲ھ

بیشتر تذکرہ نویسوں نے معتمد الملوک حکیم علوی خاں مغفور کا سالِ وفات ۱۱۶۱ھ / ۱۷۴۷ء لکھا ہے۔ اس لئے کہ اُن کا

ماخذ عبدالکریم کی کتاب بیان واقع (تاریخ نادری) ہے لیکن از راہ تحقیق مسٹر ٹامس ولیم کا بیان درست ہے۔

عبدالکریم کشمیری نے معتمد الملوک کی صرف ایک تصنیف جامع الجوامع کا ذکر کیا ہے۔ مسٹر ٹامس ولیم بیل نے بھی صرف اسی تصنیف کا تذکرہ کیا ہے اور اس کی ہمہ گیر جامعیت وافادیت کا بالفاظ ذیل اظہار کیا ہے:

"میگویند کہ از جملہ تصنیفات اُو کتابیست مسمّیٰ بہ "جامع الجوامع" کہ اگر فی المثل تمام کتب طب مفقود شوند، مسائل طبیہ از جامع الجوامع مستنبط می تواں نمود"

مذکورۂ بالا عبارت کے پیش نظر جامع الجوامع کی عدیم المثال اہمیت وافادیت کا اندازہ لگائیے اور جائزہ لیجیے کہ حکیم محمد حسین خاں کی کتاب مجمع الجوامع یا قرابادین کبیر کو جامع الجوامع کہنے اور سمجھنے والے محققین نے کس قدر سہل انگاری سے کام لیا ہے۔

راقم السطور عرض کرتا ہے کہ جامع الجوامع اور مجمع الجوامع، دو الگ الگ کتابیں ہیں۔ دونوں کے مصنف الگ الگ ہیں۔ انداز بیان اور اسلوب ترتیب میں نمایاں فرق ہے۔ پھر مجمع الجوامع کے ساتھ یا جامع الجوامع لکھنا سراسر غلط ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ مجمع الجوامع کی اساس وبنیاد جامع الجوامع پر رکھی گئی اور اس کا بہت بڑا حصہ جامع الجوامع سے منقول وماخوذ ہے۔ خود مؤلف مجمع الجوامع نے اپنی اس عظیم وضخیم کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ حکیم علوی خاں معتمد الملوک کی کتاب جامع الجوامع غیر مکمل رہ گئی تھی۔ اس لئے مجھ سے میرے پیرومرشد نے فرمایا کہ اس کتاب کی تکمیل اسی انداز پر کرد۔ منشا یہ تھا کہ جامع الجوامع میں جو خلے باقی رہ گئے ہیں ان کو حکیم علوی خاں کی مقرر کردہ ترتیب کے مطابق پُر کر دیا جائے۔ لیکن حکیم محمد حسین خاں مؤلف مجمع الجوامع اُس انداز پر جامع الجوامع کی تکمیل نہ کر سکے (بقول خود اپنی بےمایگی اور بےبضاعتی کی وجہ سے) اس لئے انھوں نے عام رواج کے مطابق اپنی الگ قرابادین کو جو مجمع الجوامع کے نام سے وہ لکھ رہے تھے۔ مکمل کرنا زیادہ بہتر اور آسان سمجھا اور اس کا نام بھی مجمع الجوامع یا قرابادین کبیر رکھا۔

اس وضاحت سے میرا مقصد یہ ہے کہ مجمع الجوامع کو جامع الجوامع سمجھ کر مطبوعہ کہنا بڑا گمراہ کن مغالطہ ہے اور اسی مغالطہ نے اہل علم اور ریسرچ اسکالرس کو حکیم علوی خاں کی گراں قدر اور نادر تصنیف کی تلاش وجستجو اور اس کی طباعت واشاعت کی طرف سے غافل رکھا۔ ورنہ جامع الجوامع ایسی کتاب ہے اس کو ڈیڑھ سو سال پہلے شائع ہو جانا چاہیے تھا۔ اگر یہ کتاب اب اپنی اصل شکل وصورت جس میں اس کی عمدہ ترتیب وتدوین بھی شامل ہے۔ شائع کرنے کا اہتمام کیا جائے تو طبی دنیا میں اس کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

احقر نے اس کتاب (جامع الجوامع) کی اب تک چھ جلدیں دیکھی ہیں۔ ان میں سے چار رضا لائبریری، رام پور میں اور دو میڈیکل لائبریری I.H.M.M.R تغلق آباد دہلی میں موجود ہیں۔ یہ چھ جلدیں بڑے سائز ۱۷×۲۷ ½ کے تقریباً دو ہزار صفحات پر مشتمل ہیں۔ کتابت ۱۳ویں صدی ہجری کی ہے۔ کتابت خوشخط ہے۔ ان جلدوں کے علاوہ اور جلدیں بھی ہو سکتی ہیں۔ لیکن احقر کو فی الحال ان کا علم نہیں۔ تلاش و جستجو جاری ہے۔

حکیم علوی خاں کی تصنیفات میں سے ایک کتاب خلاصۃ التجارب بھی بتائی جاتی ہے۔ یہ بالکل غلط ہے "خلاصۃ التجارب" شاہ بہاء الدولہ، سراج الدین حسن بن میر قوام الدین قاسم متوفی ۹۲۶ھ/۱۵۱۹ء کی بڑی مستند اور جامع طبی تصنیف ہے جو ہندوستان میں طب کے نصاب تعلیم میں شامل رہی اور اس کے متعدد ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ نول کشور پریس کے مطبوعہ نسخے اب بھی مل جاتے ہیں۔ اس کتاب کے مقدمہ میں مصنف نے اپنا نام بہاء الدولہ لکھا ہے اور اس کا سن تالیف ۹۰۷ھ/۱۵۰۱ء لکھا ہے۔ مصنف کا پورا نام تحریر نہیں ہے۔ لیکن خدا بخش لائبریری پٹنہ اور میڈیکل لائبریری کیلیفورنیا میں خلاصۃ التجارب کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ احقر نے ان دو کتب خانوں کی مطبوعہ فہرستوں سے مصنف کا پورا نام اور ولدیت اس مقالہ میں درج کی ہے اور اب یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ خلاصۃ التجارب حکیم علوی خاں کی تصنیف ہرگز نہیں، بلکہ بہاء الدولہ سراج الدین حسن کی تصنیف ہے۔ ہمارے ریسرچ اسکالر اس کو نوٹ فرمالیں۔

تیسرے نمبر پر جناب حکیم علی کوثر چاند پوری اور جناب نیر واسطی نے "عشرۂ کاملہ" کو حکیم علوی خاں کی تصنیف لکھا ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ یہ کتاب خان زمان امان اللہ خاں فیروز جنگ مؤلف "گنج بادآورد" (قرابادین خان زمانی) کی تالیف ہے جس کا ذکر انھوں نے گنج بادآورد کے دیباچہ میں کیا ہے۔ اس لئے عشرۂ کاملہ کو علوی خاں کی تالیفات میں شامل نہ کیا جائے۔ چوتھے نمبر پر "قرابادین علوی خاں" کا نام لکھا ہے۔ لیکن یہ وہی جامع الجوامع ہے جس کا ذکر اوپر آچکا۔

جناب حکیم علی کوثر اور پروفیسر نیر واسطی نے حکیم علی خاں کی جن چار کتابوں کے نام "اطبائے عہد مغلیہ" اور "روابط پزشکی ایران و پاکستان" میں تحریر فرمائے ہیں، اُن پر احقر کا تحقیقی اور تنقیحی بیان اس جگہ ختم ہوتا ہے اب حکیم علوی خاں کی اُن تالیفات و تصنیفات کا ذکر کیا جائے گا جن کا مطالعہ احقر نے براہ راست کیا ہے اور ان کے مخطوطہ نسخے میڈیکل لائبریری (I.H.M.M.R) اور رضا لائبریری رام پور میں محفوظ ہیں۔ یہ تمام کتابیں غیر مطبوعہ ہیں اور ان میں سے اکثر کتابوں کا صرف ایک ایک نسخہ مذکورۂ بالا کتب خانوں میں پایا جاتا ہے۔ ان کی

تفصیل درج ذیل ہے:-

(۱) جامع الجوامع محمد شاہی	۲ جلد	یہ چاروں کتابیں I.H.M.M.R کی میڈیکل لائبریری میں موجود ہیں
(۲) مطب حکیم علوی خاں	مکمل	
(۳) رسالہ امراض الاطفال	״	
(۴) رسالہ قوانین علاج	״	

یہ مطب حکیم علوی خاں جو نمبر ۲ پر درج ہے۔ اس کتاب سے الگ ہے، جو نول کشور پریس نے چند مرتبہ مطب حکیم علوی خاں کے نام سے شائع کی ہے۔ اس کا اصل نام دراصل "رسالہ قوانین علاج" ہے۔ مطب علوی خاں کے نام سے اس کو شائع کرنا، ناشر کی قابل گرفت اور مغالطہ انگیز غلطی ہے۔ اس رسالہ میں کتابت کی غلطیاں بھی بہت ہیں۔ اسی لئے اس کا از سر نو مرتب ہو کر شائع ہونا بہت ضروری ہے اور مطب حکیم علوی خاں کے نام سے یہ مکمل نسخہ جو میڈیکل لائبریری I.H.M.M.R میں موجود ہے تصحیح اور فٹ نوٹس کے ساتھ چھاپا جائے۔

بچوں کے امراض اور معالجات سے متعلق جو رسالہ ہے اس کو بھی اپنے اصل نام کے ساتھ جداگانہ شائع کیا جائے۔ فی الحال مطب حکیم علوی خاں کے مخطوطہ نسخے میں شامل ہے۔

(۵) جامع الجوامع محمد شاہی	۲ جلد	یہ تینوں کتابیں رضا لائبریری، رام پور میں موجود ہیں
(۶) رسالہ دستور علاج سوء القنیہ و استسقا		
(۷) علاج الحمّیٰ (رسالہ)		

اب اس مقالہ کو ختم کیا جاتا ہے۔ مزید تفصیلات کے ساتھ انشاء اللہ جلد ہی شائع کیا جائے گا۔ میں آپ حضرات کا پُرخلوص شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ایسے خشک مضمون کو پوری توجہ سے سماعت فرما کر احقر کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

●●

حکیم خورشید احمد شفقت اعظمی

اختیاراتِ قطب شاہی

[اختیاراتِ بدیعی کا تنقیدی مطالعہ]

اختیارات قطب شاہی دراصل قطب شاہی عہد (۹۸۹-۱۰۲۰ء) کا ایک مایہ ناز فارسی زبان میں لکھا گیا شاہکار ہے جو یونانی فارما کولوجی اور میٹریا میڈیکا پر مشتمل ہے۔

اس کے دو نسخے (ایک نسخہ عمومی دوسرا شاہی نسخہ) سالار جنگ میوزیم لائبریری حیدرآباد کی زینت ہیں، ایک اور نسخہ پاکستان میں موجود ہے۔

سالار جنگ میوزیم کا شاہی نسخہ ط ۱۲ کے تحت محفوظ ہے اور یہی ہمارے مقالہ کی بنیاد ہے۔ یہ نسخہ مشکلات کی ایک طویل فہرست کے ساتھ اس طرح شروع ہوتا ہے: "آاطریلال اسم یونانی ست و بعضی گفتہ اند بربر لیست ......" مشکلات کے اختتام پر رب ذوالجلال کی حمد وستائش کے ساتھ اصل کتاب کا آغاز اس طرح ہوتا ہے: "سپاس بیحد و ستائش بے عدد حکیمی را جلّت حکمتہ سزاوار است کہ انوار غرایب حکمت از ہر ذرہ از ذرات موجودات ظاہر است"۔

مکمل مخطوطہ ۴۵۳ اوراق پر مشتمل ہے، جس میں سے اول ۲۳ اوراق ادویۂ مفردہ کی فہرست پر مشتمل ہیں۔ دواؤں کا تذکرہ حروف تہجی کے انداز میں کیا گیا ہے۔ یہ دراصل کتاب میں متذکرہ ادویۂ مفردہ کی مکمل فہرست ہے، اوراق یا صفحات کے نمبر کے اندراج کے بعد ایک مفید اور کارآمد فہرست مدون کی جاسکتی ہے۔ تقریباً ۲۷۰۰ دوائیں بیان کی گئی ہیں۔

مخطوطہ کا سائز درج ذیل ہے:

۲۸٫۸ × ۱۷٫۲؛ ۱۹٫۷ × ۱۴٫۸

ہر صفحے پر تقریباً ۱۱ سطور ہیں۔

شاہی نسخہ کے مشکلات کے اول دو صفحات اور اصل متن کے اول دو صفحات یعنی ۳۲ اور ۳۳ خوبصورت نقش و نگار سے مزین کیے گئے ہیں اور ساری کتاب سنہرے حاشیوں سے آراستہ

کی گئی ہے ۔ کاغذ اور جلد نہایت عمدہ ہے ۔ ابتدائے مخطوطہ میں نواب حیدر یار خان ۱۱۶۵ھ کی ایک مُہر بھی ثبت ہے ۔

کاتب :- اختتامیہ کے مطابق زیر بحث شاہی نسخہ ۱۶۳۰ء میں لکھا گیا ۔ کاتب کا نام محمد محسن بن عرب الشیرازی ہے جو عرب الشیرازی کے نام سے مشہور تھا ۔ کاتب کی رہائش گولکنڈہ میں تھی ۔ فارسی زبان کا یہ مخطوطہ نستعلیق کا نہایت عمدہ نمونہ ہے ۔

مصنف :- یہ معرکۃ الآرا کارنامہ نہ صرف تنہا میر محمد مومن بن علی الحسینی الاسترآبادی نے بلکہ چند دیگر مشاہیر اطبا کے تعاون سے انجام دیا ۔

قطب شاہی عہد تقریباً دو سو سال تک گولکنڈہ میں بام عروج پر رہا (۱۴۹۵ تا ۱۶۸۶ء)

"میر محمد مومن ممتاز اور ماہر معالجین کی صف میں سب سے زیادہ ممتاز ہے جو تقریباً ۱۵۵۲ء میں پیدا ہوا ۔ اسے شاہ طہماسپ کے بیٹے کا اتالیق ہونے کا بھی فخر حاصل رہا ہے ۔ وہ ۱۵۸۱ء میں ترک وطن کرکے گولکنڈہ پہنچا ۔ اس کی خداداد صلاحیت اور اخلاقی دوستی کردار نے بہت جلد اسے ایک ممتاز اور ہر دلعزیز شخصیت بنا دیا ، جس کے نتیجے میں جواں سال حکمراں سلطان محمد قلی قطب شاہ (۱۵۸۰ء تا ۱۶۱۲ء) بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا ۔ گولکنڈہ پہنچنے کے بعد پانچ سال کے اندر اندر "پیشوا" جیسے با عزت اور با اختیار منصب پر فائز ہوا ۔ قطب شاہی عہد کے مشہور ہسپتال "دارالشفا" سے بھی وہ ممتاز معالج کی حیثیت سے وابستہ رہ چکا ہے ۔[۱]

اختیارات قطب شاہی کے علاوہ میر محمد مومن نے ایک رسالہ "رسالہ مقداریہ" بھی مدون کیا ، جس میں طبی اوزان اور ان کے تسامحات کو درست انداز میں پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے ۔ اس مفید رسالہ کا فقط ایک نسخہ سالار جنگ لائبریری حیدرآباد میں محفوظ ہے ۔ (دوسرے نسخے بنام ایران المقادیر یا اوزان و مقادیر کتاب خانہ گنج بخش اور کتاب خانہ راشدی ، پاکستان میں موجود ہیں ۔)

میر محمد مومن کا انتقال ۱۶۲۴ء میں ہوا اور دائرۂ مومن حیدرآباد میں تدفین عمل میں آئی ۔

مقصد تالیف :- اختیارات قطب شاہی دراصل مشہور کتاب "اختیارات بدیعی"

---

[۱] جگی : ہسٹری آف سائنس اینڈ ٹکنالوجی ، جلد ۸ ۔

کا جامع تنقیدی مطالعہ ہے۔ اس مقصد کے لئے اس کا انتخاب خود حکمرانِ وقت نے کیا تھا۔ چنانچہ مصنف اس کے وجہِ انتخاب پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتا ہے:

"نسخۂ بدیع "اختیارات بدیعی" کہ در جمیع اقطار کالشمس فی نصف النہار شایع و مستفید است مشمول نظر کیمیا اثر فرمودہ در اکثر اوقات امور بادو رجوع میفرمود، چہ مسیح اکثر ادویۂ مفردہ و مرکبہ مذکورہ در کتب معتبرہ متداولہ این فن مانند قانون، منہاج و جامع ابن بیطار و جامع و تقویم الادویہ و امثال اینہا بود"۔

اختیاراتِ بدیعی: یہاں "اختیاراتِ بدیعی" کے بارے میں بھی کچھ لکھنا غالباً بے محل نہ ہوگا۔ اس کا مصنف حاجی زین الدین عطار الانصاری، شیراز میں ۱۳۲۹ء میں پیدا ہوا تھا۔ عہد خلیفہ کا یہ عظیم ماہر صیدلہ و علم الادویہ شاہ شجاع کا منظور نظر درباری طبیب تھا۔ اس کی سابقہ تصنیف "مفتاح الخزائن" کے نام سے موسوم تھی جو ۱۳۶۶ء میں مکمل ہوئی۔ یہ تین حصوں پر مشتمل تھی "اول ادویۂ مفردہ، دوم ادویۂ مفردہ کی اصلاح و شناخت، سوم ادویۂ مرکبہ۔ لیکن نظرِ ثانی کے بعد یہ کتاب باعتبار مواد بڑھ جانے کے بعد صرف دو حصوں تک ہی محدود رہ گئی یعنی ادویہ مفردہ اور ادویۂ مرکبہ۔ اس نظرِ ثانی شدہ کتاب یعنی "اختیارات بدیعی" کو شہزادی بدیع الجمال کے نام سے معنون کیا۔

مفرد و مرکب ادویہ کے سلسلے میں معیاری اور صحیح معلومات کے لئے "اختیارات بدیعی" ماہرین کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ ادویۂ مفردہ میں دواؤں کے افعال و خواص، مختلف زبانوں میں اُن کے نام اور ابدال وغیرہ جو اس کتاب میں مذکور ہیں، دراصل متقدمین کی معیاری کتابوں کا عطر ہیں، لیکن امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ بہت سی خامیاں ماہرین کے سامنے آتی گئیں، مثلاً اس میں ذاتی تجربات و مشاہدات کا فقدان نظر آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ قلی قطب شاہ نے محمد مومن بن علی الحسینی کو حکم دیا کہ وہ دیگر چند ماہر اطبا کی معاونت سے اصل ماخذات کو دیکھ کر متعدد مفرد دواؤں کے سلسلے میں موجود غلط فہمیوں کا ازالہ کریں تاکہ یہ کتاب اپ ٹو ڈیٹ ہو جائے، چنانچہ محمد مومن ان امور کا تذکرہ اس طرح کرتا ہے:

"چوں بنا بر قلتِ تدرب و ممارست مولف فی الجملہ از بعضی مساہلہ و مسامحہ خالی نبود، این بندۂ دیرین محمد مومن بن علی الحسینی عفی عنہما باتفاق حکما معتبرین

مامور گشت کہ ہر یک دیگرے را نامر دمعین بودہ رجوع بکتب ماخذ نمودہ ہر چہ موافق ہم باشد اشارہ بموافقت کند و ہر چہ موافق بعضے و مخالف بعضی باشد ذکر مخالفت نمود و اشارات بموافقت نمود و اگر موافق ہیچیک ازاں کتب نباشد ذکر مخالفت بکند و اگر در حل عبارت ماخذ مسامحہ شد اشارہ بحل کند۔"

پوری کتاب دیکھنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مصنف نے چند رہنما اصول تحقیق مقرر کیے اور اُن پر آخر تک پوری پابندی سے عمل پیرا رہا جیسا کہ اُس نے خود اشارہ کیا ہے:۔

"و آنچہ اصل اختیارات است از زوائد و ملحقات مختارۂ مذکورہ پیش نقل ہر عبارت از اختیارات بنوشتن لفظ "اصل" کہ بسرخی مرقوم گردد اشارہ بایں معنی خواہد بود و پیش از ذکر آنچہ متعلق آں اصل گردید و ملحق است بسرخی لفظ "ملحق" خواہد بود۔"

وجہ تسمیہ اختیارات قطب شاہی: مولف اپنے مربیّ اور فرماں روائے وقت سے جو حسن عقیدت رکھتا تھا اس کا برملا اظہار اس نے حمد و منقبت کے بعد کیا ہے۔ جس کا تھوڑا بہت اندازہ اقتباس ذیل سے ہو سکتا ہے۔

"بنا بر نہایت حظ وافر از جمیع علوم منقول و معقول و غایت مہارت در مسائل فروغ و اصول اکثر اوقات شریف صحبتِ افاضل و تحقیق مسائل مبذول بود۔"

میر محمد مومن نے اس کتاب کو "اختیاراتِ قطب شاہی" اپنے ممدوح فرماں روائے نام منسوب کیا تاکہ اصل بدیعی سے یہ کاوش ممیز و ممتاز ہو سکے، چنانچہ وہ رقمطراز ہے: "و بجہت آنکہ بحسب اسم نیز ایں مولفِ ابداع را از اں اصل امتیاز باشد بنام اعلیحضرت آمر لازال نفوذ امرہ و علو قدرہ تبرکاً بہ ایں مولف نجستہ "اختیارات قطب شاہی" گردید۔"

تنقیح و تحقیق کے رہنما اصول: جیسا کہ پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے کہ محمد مومن نے اختیارات بدیعی کے نقطۂ اس مقالہ کا تنقیدی مطالعہ پیش کیا ہے، جو دیگر مفردہ پر

مشتمل ہے۔ سب سے پہلے اس نے اس میں درج ادویۂ مفردہ کی ایک باضابطہ فہرست مرتب کی ہے۔ جسے آغاز کتاب میں شامل کر دیا ہے تاکہ یہ مشتملات کی غرض سے بھی استعمال کی جا سکے۔ اس کے بعد کتاب کے اصل متن میں اختیارات بدیعی میں مذکورہ ادویہ کے نام درج کر کے دیگر معیاری کتب کے حوالے سے موافق یا مخالف انداز میں بحث کی گئی ہے، چنانچہ سب سے پہلے وہ "اصل" کے زیر عنوان بدیعی کا اقتباس پیش کرتا ہے اور پھر "ملحق" کے زیر عنوان دیگر معیاری کتب کے حوالے سے تحقیقی مواد درج کرتے ہوئے قول فیصل کی طرف اشارہ کر دیتا ہے۔ اقتباس ذیل سے اس کی علمیت، سائنٹیفک انداز فکر اور تنقیدی صلاحیت کا اندازہ ہوتا ہے:

"اصل: باب الالف آاطریلال ..... الخ

"ملحق: در جامع گفته کرد اول او الفست که اول همزه ممدوده است و در مختار الادویه گفته که مبنی بر دو الفست یکی همزه ممدوده و دیگری سوائه و بعد ازان طار مهمله مکسوره و را مهمله مکسوره و یا ساکن و لام الف ساکن و در اعراب الادویه گفته که اسم یونانیست همزهٔ اول مفتوح و دوم ممدود باقی موافق جامع است۔

..... اصل: طبیعت آاطریلال گرم و خشک است در آخر درجه دوم۔

ملحق: موافق جامع است۔

اصل: در مداوای برص و بهق بغایت سودمند ست و بعضی تنها بکار دارند و بعضی یک درم ازان با دانگی عاقر قرحا بسایند و با عسل سرشته لوق نمایند و یک ساعت یا دو ساعت در آفتاب بنشینند چنانچه عرق کنند و گاه باشد که همان زمان آبله زند و گاه باشد که روز دیگر یا شبانه آبله زند و بعد ازان آب زرد بسیار ازان روان شود و بقدرت حق جل و علا گوشت منه بود زود تر و آسان تر زایل شود ترا این تجربت و بکرات جامع این کتاب امتحان کرده از سر عجیب است اما بشرط آنکه اول تنقیه کرده باشد آن گاه این دوا استعمال کند و باید که در تابستان بود و در وقتی که آفتاب بنشیند چندانکه عرق کند و اگر بسایند آاطریلال تنها بعسل کف گرفته بسر که برشته و هر روز دو مثقال باب گرم بیاشامند پانزده روز متواتر البته مرض کلی زایل شود

باذن اللہ تعالیٰ داگر آطریلال کوفتہ و بیختہ در بینی زن زمند بچہ بیندازد۔

محق: تا آخر موافق جامع است و در منہاج و قانون نہ سدیدی مسطور است
کہ چوں بیخ آطریلال بجوشانند و بیاشامند اسہال کہن را نافع بود و یولس
گوید قوت بیخ را نافع است و عمل سورنجان میکند بے تفرقت و در جامع از زہراوی نقل
کردہ کہ آشامیدن شحم ایں گیاہ بیخ سنگی را نافع است "

دوا کے ذکر کے ساتھ ساتھ میر محمد مومن اس کے نام کے ادبی ولسانی پہلو کو بھی اجاگر کرتا جاتا ہے، جس کی مثال اوپر آطریلال میں گذر چکی ہے۔ دوا کے نام کا ماخذ و مصدر بھی پورے اعتماد کے ساتھ بتاتا ہے۔

جڑی بوٹیوں کے افعال و خواص مزاج، جائے رو ئیدگی، ترکیب استعمال، مضرات، مصطلحات وابدال ادویہ نہ صرف بدیعی بلکہ دیگر متفق علیہ کتب کے حوالے سے بھی بیان کئے گئے ہیں۔ چونکہ اصل بدیعی کا ماخذ عربی کتب ہیں، اس لئے مصنف کو دوران اخذ و ترجمہ تسامحات سے دوچار ہونے کے امکان کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، چنانچہ میر محمد مومن نے اس کی ایسی بہت سی خامیوں کو نہ صرف درست کیا بلکہ درست سمت میں کام کرتے ہوئے تعبیری غلطیوں کی بھی اصلاح کی ہے، جس کا اشارہ اس نے دیباچہ میں کیا ہے۔ اس سے عربی زبان پر اس کی دسترس بھی مسلّم ہو جاتی ہے۔

خلاصہ کلام: یہ کتاب دراصل متقدمین و متاخرین کے دستیاب لٹریچر کے تحقیقی مطالعہ کا ثمرہ اور یونانی ادویہ مفردہ کی قابل قدر اور حسین دستاویز ہے۔ اس کی روشنی میں ایک معیاری اور عصری یونانی مٹیریا میڈیکا مدون کی جا سکتی ہے۔ سالار جنگ میوزیم لائبریری کا شاہی نسخہ نہ صرف حیدرآباد فرخندہ بنیاد بلکہ پورے ملک کے لئے وجہ افتخار ہے۔ ••

حکیم مرزا عبدالنور بیگ لکھنؤ

تلخیص الطب

بارہویں صدی ہجری کا ایک اہم مخطوطہ

کاکوری (ضلع لکھنؤ) کے ایک ذاتی ذخیرہ میں تلخیص الطب نامی ایک طبی مخطوطہ محفوظ ہے جو ضلع اناؤ (یوپی) کے حکیم مرزا ظفر اسماعیل کی تصنیف ہے۔ یہ مخطوطہ بارہویں صدی ہجری کے اواخر یا تیرہویں صدی ہجری کے اوائل میں لکھا گیا تھا۔

یہ نادری کا ایک ضخیم مخطوطہ ہے، ۴۶۸ اوراق پر مشتمل ہے۔ اس پر تکمیل الطب کالج کے بانی حکیم عبدالعزیز کی ایک مہر بھی ثبت ہے۔ اس تصنیف میں مصنف نے تمام طبی معلومات جو اس عہد کی طبی کتابوں میں محفوظ تھیں اکٹھی کر دی ہیں۔

دیباچے میں کتابیات کی ایک طویل فہرست بھی دی گئی ہے جس سے ان مآخذ کا پتا چلتا ہے جن سے مصنف نے اس ضخیم کتاب کی تصنیف میں مدد لی ہے۔ یہ کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ الحاوی فی الطب ۲۔ القانون فی الطب ۳۔ موجز ۴۔ کفایہ منصوری ۵۔ ذخیرہ خوارزم شاہی ۶۔ رسالہ الذہبیہ فی الطب ۷۔ التحفہ فی الطب ۸۔ تقویم الابدان فی تطہیر الانسان ۹۔ زبدۃ الطب ۱۰۔ کتاب الجامع لمفردات الادویہ ۱۱۔ تذکرہ داؤد انطاکی ۱۲۔ تحفۃ المومنین ۱۳۔ اختیارات قاسمی ۱۴۔ اختیارات بدیعی ۱۵۔ اسرار الاطبا ۱۶۔ غیاثیہ ۱۷۔ قانون اطباء ۱۸۔ القولنج والاحتباس ۱۹۔ الاعراض الطبیہ ۲۰۔ کتاب المغنی ۲۱۔ کتاب الکلیات لابن رشد ۲۲۔ مجموعہ طب ضیائی ۲۳۔ قوانین الادویہ ۲۴۔ کتاب الکلیہ والمثانہ ۲۵۔ معالجات بقراطیہ ۲۶۔ کتاب فی حفظ الصحت وازالۃ الامراض۔ ۲۷۔ کتاب المائۃ فی سنۃ الطبیہ۔

ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ مصنف نے اپنے مآخذ کی فہرست میں ابن رشد کی مشہور کتاب "کتاب الکلیات" کا بھی حوالہ دیا ہے۔ ابتک کی اطلاع کے مطابق ابن رشد کی اس کتاب کے صرف چار نسخوں کا علم تھا (ایک اسکوریال میں، دو میڈرڈ میں اور ایک لیفن گراڈ میں) ——— لیکن اب اس حوالے کے بعد

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ایک نسخہ (اگر مصنف نے اس کا مطالعہ بنفس نفیس کیا ہے) تیرہویں صدی ہجری کے آغاز تک ہندوستان میں بھی محفوظ تھا اور غالباً اودھ میں۔

کتاب کے تین حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں بنیادی اصولوں یعنی کلیات سے بحث کی گئی ہے دوسرے حصے میں ادویہ یعنی معالجات پر بحث ہے اور تیسرا حصہ صرف مفردات کے لیے مخصوص کیا گیا ہے۔ ہر حصے کو پھر متعدد ابواب اور فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ نو ابواب پر مشتمل ہے جن میں عناصر، مزاج اور اس کے اقسام پر بحث ہے۔ دوسرا حصہ ۴۵ ابواب پر مشتمل ہے جن میں سر سے پیر تک کی مختلف بیماریوں سے بحث کی گئی ہے۔ تیسرا حصہ ۱۲۹ ابواب پر مشتمل ہے جن میں مختلف مفردات پر بحث ہے۔ اس حصہ میں اوزان اور پیمائش اور ان کے آپسی متبادلات کی ایک فہرست بھی دی گئی ہے۔

مصنف نے بڑے منظم انداز میں پہلے بیماریوں کی تعریف بیان کی ہے پھر اس کے اسباب پر بحث کی ہے اس کے بعد بیماریوں کی علامتوں پر بحث کرتے ہوئے ان کے تدارک کے طریقے زیر بحث آئے ہیں پھر آخر میں 'مفردات' کو بنیاد بنا کر ان کے طریقۂ علاج پر بحث کی گئی ہے۔ (تلخیص) ●●

(۲)

مطبوعہ جامع ابن بیطار کے اغلاط

مخطوطات ابن بیطار کی روشنی میں

ضیاء الدین ابو محمد عبداللہ المالقی النباتی المعروف بہ ابن بیطار کی مشہور تصنیف "جامع المفردات الادویہ والاغذیہ" چار جلدوں میں قاہرہ سے ۱۲۹۱ھ میں طبع ہوئی تھی۔ لیکن یہ طبع شدہ نسخہ بہت سے اغلاط کا حامل ہے لہٰذا ضرورت ہے کہ دیگر خطی نسخوں سے مقابلہ کے بعد از سر نو اس کتاب کو شائع کیا جائے۔

طبع شدہ نسخے کی پہلی جلد کے چند اغلاط بطور مثال یہاں پیش کئے جاتے ہیں:۔

ص۳ اس صفحہ سے جو باب شروع ہوتا ہے اس کی پہلی لائن اس طرح طبع ہوئی ہے: "(آذوسن) اسم یونانی اوله الفان منهما مهموزة ممدودة والثانية هوائية" اس جگہ لفظ 'هوائية' صحیح نہیں۔ غالباً یہ 'هوئية' ہے۔

- اسی صفحہ کی تیسری لائن اس طرح طبع ہوئی ہے: "هو الدواء المعروف اليوم بالشام بحشيشة النجاة وحشيشة السلحفاة" یہاں لفظ 'نجاة' صحیح نہیں۔ دیگر حوالوں کے مطابق یہ لفظ 'لجاة' ہے۔

- اسی صفحہ کی چوتھی لائن اس طرح طبع ہوئی ہے: "وهو في المجس الا الخشونة ما هو ذو ساق واحدة" دوسرے خطی نسخوں میں 'في المجس' کی جگہ 'في الخشن' ہے جو مناسب ہے۔

- اسی صفحہ کی چھٹی لائن اس طرح طبع ہوئی ہے: "فيه بزر صغير الى العرض ما هو ذو ساق واحدة" خط کشیدہ الفاظ جملے کی مناسبت میں نہیں ہیں کیونکہ کسی بیج کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ 'زیادہ وسیع ہوتا ہے اور ایک ہی تنے والا ہوتا ہے' غیر معقول بات ہے یقیناً طباعت کے وقت کچھ رہ گیا ہے۔ مذکورہ بالا جملہ اس طرح ہونا چاہیے تھا: "فيه بزر صغير الى العرض وما هو ينبت

فی مواضع جبلیۃ"

- اسی صفحہ کی ساتویں لائن اس طرح طبع ہوئی ہے: "مسکن البرد اذا کان بلا حمی واذا امسک بالید او نظر الیہ فعل ذالک ایضا" یہاں لفظ 'البرد' غلط معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ اس سے قبل 'مسکن' کا لفظ آیا ہے غالباً یہ لفظ 'الحود' ہے۔

دیاسقوریدس کی کتاب کے انگریزی ترجمہ میں اس کے لیے جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ 'الحود' کے ہم معنی ہے۔ اسی طرح دیاسقوریدس کی کتاب کے انگریزی ترجمہ میں 'او نظر اللہ' کے لیے جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ قطعی مختلف ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ صحیح لفظ کو تلاش کیا جائے۔ اسی طرح اور بھی بہت سے اختلافات ہیں۔

ص۴ لک: اس صفحہ کی دوسری لائن اس طرح طبع ہوئی ہے: "وتجلو ایضا جلاء لیسیرا ولذا صار ینقی الکلیتین ویذھب الکلف من الوجہ" اس جملے میں لفظ 'الکلیتین' (گردے) زائد ہے۔ اس جملے کو اس طرح ہونا چاہیے تھا: "ولذالک صار ینقی ویذھب الکلف من الوجہ"

- اسی صفحہ کی تیسری لائن اس طرح طبع ہوئی ہے: "ابو العباس قال بعض شیوخنا انما سمی عندھم فارۃ لان القلب یفزمنہ الخفقان اذا شرب ھذا" اس جملے میں لفظ "فارۃ" صحیح نہیں، اسے 'قارۃ' ہونا چاہیے تھا۔ یہی نام 'حرف القاف' (جلد چہارم ص ۴) میں مذکور ہے۔ آگے کا جملہ اس طرح ہونا چاہیے تھا: "لان الکلب یفزمنہ اذا شم ھذا" چنانچہ فارۃ، قلب، خفقان اور شرب یہ تمام الفاظ جو طبع ہوئے ہیں غلط ہیں۔

- اسی صفحہ کی چوتھی لائن اس طرح ہے: "ذاکثر شوکا کمایذور" یہاں لفظ 'کمایذور' مشکوک ہے۔ گذشتہ سطروں میں جملے کے آخر میں یہ جملہ ہے: "ھو الدواء المسمیٰ بالیونانیۃ سطاخوس وسیاتی ذکرہ فی حرف السین" لیکن حرف السین میں سطاخوس کا تذکرہ نہیں ہے۔ لیکن ایک مفردہ سطاخیس کا تذکرہ ملتا ہے۔ ظاہر ہے کہ سطاخوس غلط ہے یہاں بھی سطاخیس ہی ہونا چاہئے تھا۔

- اسی صفحے کی دسویں لائن اس طرح طبع ہوئی ہے: "وذکر الغافقی دواء آخر وسماہ عشبۃ

السباع... وذکرتہ فی حرف العین "حرف العین میں مفردہ 'عشبۃ السباع' کا جو بیان ہے وہ اس طرح طبع ہوا ہے: "هو نبات له قضبان كقضبان المنتان" چنانچہ لفظ منتان کو حرف المیم میں تلاش کیا گیا۔ لیکن اس کے بجائے 'مثنان' ملا جس کے بیان میں بھی کافی غلطیاں پائی گئیں۔ جنھیں دیگر نسخوں سے مقابلے کے بعد درست کیا جانا چاہیے۔

ص۵ اس صفحہ پر ایک مفردہ 'آکشار' کا بیان ہے۔ اس مفردہ کے بیان کی چوتھی لائن اس طرح طبع ہوئی ہے: "نبات جزوی الشکل فی رقہ" اس جملہ میں لفظ 'دقہ' غلط ہے۔ اسی طرح اسی مفردہ کے بیان کی گذشتہ سطروں میں بھی متعدد غلطیاں ہیں۔

ص۶ اس صفحہ پر مفردہ 'آملیلس' کا بیان اس طرح طبع ہوا ہے: هو شجر یعلوفوق القامت ویتدرج "اس جملے میں لفظ 'یتدرج' صحیح نہیں غالباً یہ 'یتدوح' ہے جس کی توثیق دیگر نسخوں سے کی جاسکتی ہے۔

• اسی صفحہ پر ایک دوسرا مفردہ 'ادیہلں' کا بیان ہے۔ اس کے بیان میں بھی بہت سی غلطیاں ہیں جنھیں دیگر نسخوں سے مقابلے کے بعد درست کرنا ضروری ہے۔

نمونہ کی مندرجہ بالا اغلاط کی روشنی میں ضروری ہے کہ تصحیح متن کے بعد اس اہم تالیف کی ازسر نو اشاعت کی طرف توجہ دی جائے۔

(ملخص) ••

جناب سکندر حسین
حیدرآباد

معالجات بقراطیہ

'معالجات بقراطیہ' دسویں صدی عیسوی کا ایک نادر مخطوطہ ہے جس کے چار نسخے ہندوستان میں محفوظ ہیں۔ پہلا نظامیہ طبی کالج حیدرآباد میں، دوسرا اسٹیٹ آرکائیوز آندھرا پردیش میں، تیسرا مولانا آزاد لائبریری علیگڑھ میں اور چوتھا خدا بخش لائبریری پٹنہ میں۔

اس کا مصنف ابوالحسن احمد بن محمد طبری ہے جو ابو ماہر بن موسیٰ کا شاگرد تھا۔ تذکروں میں اس کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات نہیں ملتی۔ یہ طبرستان کے بادشاہ رکن الدین کا شاہی طبیب تھا۔ اس کا تذکرہ نجم الدین سمرقندی (۸۶۵-۹۲۵ء) کی مشہور کتاب 'کتاب الاسباب والعلامات' میں ملتا ہے۔

نظامیہ طبی کالج میں اس مخطوطہ کا جو نسخہ محفوظ ہے وہ ۲۰۵ صفحات پر مشتمل ہے اور خط نسخ میں ہے۔ کتاب کے سرورق پر تین مکمل اور دو نامکمل مہریں ثبت ہیں جو ناقابل قرأت ہیں۔ یہ مخطوطہ نورالدین محمد الموسوی کی ملکیت تھا جیسا کہ سرورق پر تحریر ہے:

"من جملة الكتب نورالدين محمد الموسوی ... ينتقل
هذا الكتب منی الی ولدی احمد شهود ... ۱۰۵۴ھ حرره نورالدين محمد"

آغاز کتاب سے صفحہ ۱۱ تک صفحہ نمبر نہیں ڈالا گیا ہے لیکن ورق ۱۲ تا آخر کتاب اردو میں نمبر ڈالے گئے ہیں۔ متعدد صفحات کے حاشیہ پر متعدد تصحیحات بھی درج ہیں۔

مخطوطہ دس مقالات پر مشتمل ہے اور پھر ہر مقالہ مختلف فصلوں اور ابواب میں منقسم ہے۔

کتاب مندرجہ ذیل عبارت پر ختم ہوتی ہے:

"وانما يستخرج هذا من قوة كلام جالينوس ... ومتیٰ وقع تقصيره فی تامل شیٔ ذالك وقع بحسبه النقصان فی المعالجة"

کاتب کا ترقیمہ درج ذیل ہے:

"تمت المقالة العاشرة من الكناش المعروف بالمعالجات

البقراطیہ علی ید العبد الضعیف المحتاج الی رحمۃ اللہ الملک الغنی صابن بن شیخ کبیر المرشدی وفرغ من کتابتہ فی یوم السبت بحمد اللہ وتوفیقہ آمین"۔

دیباچہ میں مصنف نے اس کتاب کی تصنیف کی مندرجہ ذیل وجوہات بیان کی ہیں :۔

۱۔ قدیم اطباء نے بیماریوں کی درجہ بندی صحیح ڈھنگ سے نہیں کی تھی۔

۲۔ انہوں نے عملی معالجات کے اصول وضوابط کی پیروی صحیح ڈھنگ سے نہیں کی تھی۔

۳۔ ان میں سے بیشتر نے علمی حقائق سے زیادہ خیالی باتوں پر اپنی بحث کی بنیاد رکھی تھی۔

۴۔ اعلیٰ علوم سے بے توجہی برتی گئی تھی اور اس عہد کے لوگوں سے فائدہ نہیں اٹھایا گیا تھا۔

۵۔ غیر طبی علوم مثلاً علم ہیئت، علم کائنات، علم طبیعیات وغیرہ پر قدیم طبی کتابوں میں صحیح ڈھنگ سے بحث نہیں کی گئی تھی۔

۶۔ معالجات کے متعدد مفید طریقے لاعلمی کی وجہ سے ترک کر دیئے گئے تھے۔ مثلاً "فصد (Venesection) کھولنے کا طریقہ۔

۷۔ زخم کے مقام اور علاج کو پہلے کبھی تفصیل سے نہیں بیان کیا گیا تھا۔

اس کتاب کا مصنف معالجات کے بقراطی نظریہ کا حامل تھا۔ بقراط جو معالجات کا استاد مانا جاتا ہے، مشاہدہ (Observation) اور جانچ پڑتال (Verification) کا قائل تھا، چنانچہ مصنف نے اپنی اس کتاب میں معالجات کے صحیح رخ کو پیش کرنے کا دعویٰ کیا ہے اور اس کتاب کا نام 'معالجات البقراطیہ' رکھا ہے۔

مندرجہ بالا خصوصیات کے علاوہ یہ کتاب متعدد ایسی باتوں کی حامل ہے جو پہلی بار منظر عام پر آئیں، مثلاً

۱۔ پہلی بار ان وجوہات کا بیان سامنے آیا جو خارش کا سبب بنتے ہیں۔

۲۔ پہلی بار ایتھر (Ether) کا اور کائنات میں اس کی اہمیت کا واضح تصور سامنے آیا

۳۔ پہلی بار نزول الماء (Pathology of cataract) کا بیان سامنے آیا۔

۴۔ پہلی بار تپ دق (Tuberculosis) اور تپ محرقہ (Consumption) کی ایک

سائنٹفک درجہ بندی سامنے آئی۔

۵۔ پہلی بار پت (Bile) اور کیلوس (chyle) کے اثرات کی تفصیل سامنے آئی۔

۶۔ پہلی بار قلت الدم (Pernicious anemia) اور اس کی علامات کی طرف رہنمائی ملی

۷۔ پہلی مرتبہ دل کی (Ischemic) کی تفصیل سامنے آئی۔

کتاب جہاں امراض کی تحلیل و درجہ بندی اور اپنی سادگی زبان میں ایک ندرت کی حامل ہے وہیں اس میں چند کمیاں بھی ہیں۔ مثلاً پہلے مقالے کے مختلف ابواب کی ترتیب میں کوئی منطقی نظم نہیں ہے۔ ہڈیوں (Bones) شریانوں (Arteries) اور رگوں (veins) پر کوئی علیحدہ تفصیل نہیں دی گئی ہے۔ وضع حمل (Obstetrics) اور امراض نسواں (Gynaecology) کے مسائل پر گفتگو نہیں کی گئی اور نہ ادویہ اور ان کے تیاری پر کوئی تفصیلی گفتگو ہے۔ کتاب کے مشتملات درج ذیل ہیں:۔

پہلا مقالہ: اس مقالہ میں علم ہیئت، علم کائنات، علم نجوم، علم طبیعات، علم کیمیا یہاں تک کہ علم مابعد الطبیعات کے ساتھ طبی سائنس کے روابط پر بہت اچھے ڈھنگ سے بحث کی گئی ہے۔ مصنف صرف اخلاق طب پر ہی تفصیلی بحث نہیں کرتا بلکہ انسانی جسم پر سحر، ادعیہ، اعتقادات اور دیگر کاموں کے اثرات بھی بیان کرتا ہے۔ چنانچہ مختلف موضوعات مثلاً رنگ، روشنی، آواز، ذہنی رد عمل، جذبات و احساسات، حیات بعد الممات اور جزا و سزا کا فلسفہ زیر بحث آگئے ہیں۔ اس مقالہ کے آخر میں سیاسیات کے اصول پر بھی بحث کی گئی ہے۔

دوسرا مقالہ: اس مقالہ میں سر اور چہرے کے جلدی اثرات پر بحث کی گئی ہے۔ ایک غیر متعلقہ موضوع "دردسر" پر بھی زیر بحث ہے۔ کان کی بیرونی بیماریوں پر بھی ایک بحث شامل ہے۔

تیسرا مقالہ: اس مقالہ میں 'دردسر' کی مختلف قسموں اور نزلہ و زکام پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

چوتھا مقالہ: اس مقالے میں آنکھوں کی بیماریوں پر بحث کی گئی ہے۔

پانچواں مقالہ: اس مقالہ میں کان اور ناک کی بیماریوں پر بحث کی گئی ہے۔

چھٹا مقالہ: اس مقالہ میں منھ، دانت، مسوڑھے، گلے اور ہونٹ کی بیماریوں پر بحث کی گئی ہے۔

ساتواں مقالہ: اس مقالہ میں مختلف قسم کے جلدی امراض پر بحث کی گئی ہے ساتھ ہی

فائیلریا اور بواسیر بھی زیر بحث آگئے ہیں۔

آٹھواں مقالہ : اس مقالہ میں تنفس اور دل کی بیماریوں پر بحث کی گئی ہے ساتھ ہی سینہ، جگر اور پھیپھڑے کی بیماریاں بھی زیر بحث آئی ہیں۔

نواں مقالہ : اس مقالہ میں پیٹ کے تمام امراض پر بحث کی گئی ہے۔

دسواں مقالہ : اس مقالہ میں گردہ، تلی (spleen) اور آنت کی بیماریوں پر بحث ہے ساتھ ہی یرقان، امراض جگر، تشمع الکبد اور اسی طرح کی دوسری بیماریوں پر بھی تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

(تلخیص) ••

ڈاکٹر احمد عبدالحیٔ
پٹنہ

کتاب التصریف

فن جراحت پر ایک معرکہ آرا تصنیف

فن جراحت کی ابتدا عربوں سے ہوئی، چنانچہ عرب ہر قسم کے اعمال بالید میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور سیکڑوں قسم کے آلات جراحی کے موجد تھے۔ اطبائے عرب میں ابوالقاسم الزہراوی کے علاوہ شیخ سدید (م ۵۹۲ھ)[1]، عمر بن عبدالرحمٰن الکرمانی (۳۶۸-۴۵۸ھ)[2]، رشید الدین بن الفارس ابو حلیقہ (۵۹۱-۶۶۰ھ)[3]، سدید الدین الشیبانی، ابن رُقیقہ (۵۶۴-۶۳۵ھ)[4] وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں جنھوں نے فن جراحی کو فروغ دیا۔

ابوالقاسم خلف ابن عباس الزہراوی الاندلسی کا فروغ پانچویں صدی ہجری میں ہوا۔[5] فن جراحی (سرجری) میں یکتائے روزگار ہونے کے علاوہ وہ بعض اعمال جراحی کا موجد بھی تھا۔ اس کی تصنیف "کتاب التصریف لمن عجز عن التالیف" فن جراحی پر ایک ایسا شاہکار ہے جس پر زمانہ حال تک یورپ کے مدارس طبیہ کا دار و مدار رہا ہے۔ یہ کتاب دو حصوں میں منقسم ہے، پہلے حصہ میں جز علمی کا بیان ہے اور دوسرے حصہ میں جراحی، آلات جراحی اور فن دایہ گری کا تفصیلی بیان ہے چنانچہ ہر قسم کے اعمال بالید یعنی چیرنے پھاڑنے، ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑنے، فصد کھولنے وغیرہ پر ایک مستند دستاویز ہے۔ اس کتاب میں ۲۰۷ آلات جراحی پیش کرکے ان کے طریق استعمال پر بحث کی گئی ہے۔ یہ آلات جراحی موجودہ آلات جراحی کے مقابلہ میں کسی قدر بھدّے ضرور ہیں تاہم یہی اہل یورپ کی سرجری کی بنیاد ہیں چنانچہ الزہراوی کو موجودہ سرجری کا استاد ہونے کا فخر حاصل ہے

---

1. الاعلام ۴/۱۰۵ 2. الاعلام ۵/۸۰ 3. الاعلام ۲/۲۳ 4. الاعلام ۷/۱۷۸

5. الزہراوی کے حالات بہت مختصر ملتے ہیں یہ ہسپانیہ کے مشہور شہر الزہرا میں پیدا ہوا۔ اس کے عہد کے متعلق کافی اختلاف ہے۔ بقرینہ اغلب ۴۰۴ھ میں اس نے وفات پائی۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو طبقات الاطباء جلد ۲ ص ۵۲

الزہراوی کی اس کتاب کی اہمیت اور مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یورپ میں اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور متعدد زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے[1] بارہویں صدی کے اواخر میں سب سے پہلے اس کتاب کا لاطینی زبان میں ترجمہ ہوا جو ۱۴۹۷ء میں وینس سے طبع ہو کر شائع ہوئی پھر اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔ پندرہویں صدی کے اواخر میں اس کتاب کا ترکی میں ترجمہ ہوا۔ ترکی زبان میں اس ترجمہ کے ساتھ جو آلات جراحی کی تصویریں پیش کی گئیں ان میں آلات جراحی کے طریق استعمال کو بھی مریضوں کی تصاویر کے ساتھ آپریشن کرتے ہوئے واضح کیا گیا تھا، اس بنا پر ترکی زبان کا یہ ایڈیشن کافی مقبول ہوا۔ لاطینی زبان میں عربی متن کے ساتھ پہلا جدید ایڈیشن آکسفورڈ سے ۱۷۷۸ء میں شائع ہوا جس کے بھی متعدد ایڈیشن شائع ہوئے اس کے بعد ۱۸۶۱ء میں فرانسیسی زبان میں اس کا ترجمہ پیرس سے شائع ہوا۔ انگریزی زبان میں عربی متن کے ساتھ تازہ ایڈیشن لندن سے ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا ہے جس کی ایک کاپی خدابخش لائبریری میں بھی موجود ہے۔ اس نسخہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے متن کی تدوین میں اس کتاب کے چودہ میسر مخطوطات پیش نظر رکھے گئے ہیں۔ ان میسر مخطوطات میں سے ایک مخطوطہ خدابخش لائبریری کا بھی ہے جو میسر مخطوطات میں سب سے قدیم مخطوطہ ہے۔ جس کی کتابت ۵۸۴ھ/۱۱۹۰ء میں ہوئی ہے۔ کتابت قدیم خط نسخ میں ہے اور آلات جراحی کی رنگین تصویروں سے مزین ہے۔ (تلخیص)

••

---

[1] یورپ کی مختلف زبانوں میں تراجم کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو برٹش میوزیم کیٹلاگ جلد ۱ ص ۸۴۲

صیانت اللہ گلگشن

کے

اہم مخطوطات

حکیم صیانت اللہؒ : امروہہ کے مشہور خاندانی طبیب ہیں۔ ان کے والد حکیم فرحت اللہؒ صاحب بھی نامی طبیب تھے، آپ کا خاندانی ذخیرۂ طب کافی اہم کتابوں پر مشتمل ہے ان میں سے اہم ترین کا تعارف پیش ہے

از

حکیم صیانت اللہ (امروہہ)

فارسی

۱۔ منتخب الاطباء

تاریخ طب کا اگرچہ یہ تقصہ نہیں ہے مگر اتنی بات شاید بے محل نہ ہو کہ طب یونانی جس حیثیت سے بھی ہندوستان میں داخل ہوئی وہ اس شکل میں آئی کہ جس شکل میں اس کی نشاۃ ثانیہ بغداد میں ہوئی تھی جہاں اطراف واکناف سے محققین طب جمع کئے گئے اور متقدمین کے نظریات کی روشنی میں بلند نگراس کی تدوین ہوئی۔
یہاں یہ بات بھی عجائبات سے ہے کہ جب مغربی سامراجیت کی تیز و تند آندھیوں نے تمام دنیائے طب کو اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا تھا اور اس فن کے موالید اولی نشاۃ ثانیہ کے روشن چراغ تک بجھ گئے تھے تو متحدہ ہندوستان نے اس عظیم فن کو ان آندھیوں کے مقابلہ میں نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اس کی عظمتوں میں اور اضافات کئے اور یہ ملک اس عظیم فن کا ذہنی ثالث بنا۔ حتیٰ کہ ہندوستانی عظمت کے احترام میں اس فن کی بعض کتب کو 'تذکرۃ الہند' جیسے ناموں سے موسوم بھی کیا گیا۔

ہندوستان میں بھی یہ طب اور غایت طب اپنے نظریات کے تحت اگرچہ حفظ صحت و ازالۂ سبب و مرض کے لیے بطور عوامی فلاح ہی کے لیے برقرار رہی مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ یہاں یہ فن امراء رؤساء، مہاراجگان اور نوابین و شاہوں کی نازک مزاجی میں زیادہ دخیل رہا۔ اس اعتبار سے ہمارے نسخہ جات میں زر و سیم، مشک، عنبر، زعفران اور دیگر بیش قیمت جواہرات جزو اعظم بن گئے اور عوامی فلاحیات سے اقتصادیات پیش نظر نہ رہیں۔ لیکن اس کے باوجود ایسے بھی در مند و صاحب نظر گذرے ہیں جنھوں نے عمومی فلاح کے تحت اس گراں باری کو عمومی کیا اور محقق اعظم "زکریا رازی" کی "من لا یحضرہ الطبیب" کی اقتدا میں 'منتخب الاطباء' جیسی تالیفات پیش کیں۔ زاد غریب اور علاج الغربا' بھی ان ہی اقتصادی محسوسات کا حصہ ہیں۔

"منتخب الاطباء" حکیم خیر اللہ، الہ آبادی کی مؤلفہ ہے۔ جو قلیل الاجزا نسخہ جات اور سہل الوجود مفردات پر مشتمل ہے۔ یہاں مثالاً صرف دو نسخے کافی ہوں گے جو تپ محرقہ کے لئے تجویز ہوئے۔

۱۔ پیادہ تخم ریحان بوزن یک فلوس او را در شربت قند یا مصری اندازند چوں تخم مذکور دراں گداز شود بنوشند تا سہ روز تپ برطرف شود۔

۲۔ بہ دریں شربت لیمو تا سہ روز بخورد نفع شود۔ و طریق ساختن او اینست۔ در یک جام

آب قدرے نمک سنگ مانده ساخته بینداز د در آب حل کند و بالائے آں شیره لیموں کاغذی انداز د بنوشند تا سه روز تپ دفع شود۔

اسی طرح پوری کتاب امراض جزیئہ کے تحت کم سے کم اجزا اور آسانی سے فراہم ہو جانے والے مفردات پر مشتمل ہے۔ اس دور میں جبکہ بازار میں مفردات کی فراہمی آسان نہیں ہے۔ گرانی و گراں فروشی کی ہوس نے طب یونانی کی روایاتی ارزانی کو متاثر کیا ہے۔ اس قسم کی کتابیں بقائے فن میں معاون ہو سکتی ہیں۔

ابتدائے کتاب میں بعض دتارزرہ کے جو طریقے بیان کیے گئے ہیں البتہ طب یونانی کے اصول و نظریات کے مطابق نہیں ہے۔

کتاب کے کل اکتیس اوراق ہیں۔ سطریں بیس[۲۰] و پچیس[۲۵] کے درمیان ہیں۔ خط جلی اور شیخ سعد اللہ متوطن سرکار سنبھل کاتب ہیں۔ سائز ۲/۷، ۲ طول اور ۴/۱، ۹ عرض ہے۔ مجھے یہ کتاب سید خورشید مصطفیٰ رضوی مؤلف جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، اور حیات ذاکر حسین اور تذکرہ بدر چشت نے عطا کی ہے۔

۲- مفردات معصومی:

کتاب کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب ادویہ مفردہ کی ماہیت، مزاج، فوائد اور قدر شربت پر مشتمل ہو گی جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب بھی 'منتخب الاطبا' کی طرح امراض جزیئہ کے تحت کم سے کم اجزا نسخہ اور آسانی سے فراہم ہونے والی ادویہ مفردہ پر مشتمل ہے۔

مؤلف کا نام محمد معصوم بن سید صمصام الدین رشتی تبریزی کا ہے۔ کتاب کے چونتیس اوراق ہیں۔ ہر صفحہ کی تیئیس[۲۳] سطریں ہیں۔ کاتب و سنہ کتابت درج نہیں۔

۳- قرابادین معصومی:

معصوم بن کریم الدین الشوستری الشیرازی کی مرتبہ ہے۔ مقدمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ یہ قرابادین بھی کتب متداولہ ہی سے ماخوذ ہے لیکن موصوف کے تجربات میں جو مرکبات آئے ہیں ان کا ذکر کر کے دیگر قرابادینوں سے مستغنی کرنے کی کوشش ہے۔

کاغذ کتابت سے زائد از یک صدی کا نسخہ معلوم ہوتا ہے۔ اناسی[۷۹] اوراق ہیں۔ ہر صفحہ کی سترہ سطریں ہیں۔ سائز ۲/۸، ۳ طول و ۱۸/۱، ۶ عرض ہے۔

۱- خلاصۃ الطب

مولف کا نام احمد اللہ اور لقب حکیم مسیح الزماں خاں ہے۔ حکیم امام بخش سے کافی شہرت ملی۔ آخر میں حکیم امام بخش کرت پوری سے متعارف ہوئے۔

حکیم ذکاء اللہ صاحب "مجموعہ ذکائی" کے والد حکیم اسحاق خاں ابن اسماعیل صاحب دہلوی کے شاگرد ہیں۔ ایک طویل عرصہ شاہجہاں آباد (دہلی) میں رہکر درسیات طب میں شریک رہے اور اپنے استاد سے کسب فیض کیا۔ اس کے بعد لکھنو منتقل ہو گئے۔ اور راجہ ٹکیٹ رائے سے منسلک ہوئے اور عزت ملی۔ راجہ صاحب موصوف کی فرمائش پر ہی اس کتاب کی تالیف ہوئی۔

طب کے اصول کلیہ یعنی اصلاح ستہ ضروریہ، استعمال الادویہ، علاج مابعد، کے مطابق اس کتاب میں اول الذکر دو نسخوں کو بالتفصیل بیان کیا گیا ہے لیکن موخر الذکر کو مختصراً صرف نصف تک محدود رکھا ہے۔ حفظ صحت کو علاج بالدوا پر فوقیت حاصل ہے۔ موصوف نے بھی اس اہم مسئلہ پر خصوصی توجہ دی ہے۔ حفظ آلات تنفس کے ضمنی بیان میں دورہ دمویہ کا ذکر بھی آیا جو یقیناً بعض متقدین کی اقتدا و پیروی ہے۔

علاج بالدوا، کے بطور جن ادویہ مفردہ و مرکبہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ مشہور اور سہل الوجود ہیں پھر بھی بدل ادویہ کا ذکر کر دیا ہے۔

علاج بالغذا میں مغزیات و حبوبات نیز ترکاریوں اور پھلوں کا اچھا انتخاب ہے۔ ان سب کے افعال و خواص، مزاج اور زمانہ استعمال کو بھی موثر انداز میں ترتیب دیا ہے۔

کہیں کہیں حاشیہ پر دیگر اطبا کے بعض مجربات بھی درج ہیں۔ تقریباً ڈیڑھ سو سالہ نسخہ معلوم ہوتا ہے۔ باسٹھ (۶۲) اوراق ہیں۔ ہر صفحہ کی سطریں اکیس ہیں۔ کاغذ بہت عمدہ کتابت روشن ہے۔ سن کتابت و نام کاتب کا نام درج نہیں۔ سائز طول ۲۷ سینٹی میٹر۔ عرض ۱۶ء۵ ہے۔

۵- شفاء المریض

محمد نور عالم طبیب کی تالیف ہے۔ مقدمہ میں وجہ تسمیہ یوں درج ہے۔

محمد نور عالم طبیب خواستی کہ کتابے در فن طب کہ جامع نسخہائے مطب
کہ از خدمت اساتذہ خود مستفید شدہ بودم دریں مختصر بقید ضبط آوردم
بمندوکرنہ تا کہ طالبان ایں فن را معالجہ آسان بود و نامش شفاء المریض نہادم

اطبائے ہند کا جو طریقہ مطب رہا ہے اسے اپنے اساتذہ کے معمولات کی روشنی میں جامعیت کی ایک کامیاب کوشش ہے۔ امراض سر سے لیکر تا آخر جن معمولات مطب کو جمع کیا گیا ہے فنی اعتبار سے انکی اہمیت ہے۔

دو سو تینتالیس ۲۴۳ اوراق ہیں۔ صفحہ آخر موجود نہیں ہے۔ ہر صفحہ پر نو ۹ سطریں ہیں۔ کتابت جلی روشن ہے۔ کاتب کا نام و سنہ کتابت درج نہیں۔ سائز طول ۲۶×۱ — عرض ۱۹×۸ ہے۔

۶- مفردات امامی

اطبائے ہند میں حکیم غلام امام امروہوی کا نام ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ موصوف کی ایک دوسری تالیف "علاج الغربا" کو ہندوستان میں جو مقبولیت حاصل ہوئی اور جس کے اصل تراجم کے جتنے اڈیشن شائع ہوئے کسی دوسری طبی تالیف کو ایسا درجہ کم مل سکا ہے۔

مولف نے اگرچہ فرمودات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی ازل و ابد میں اس کا نام "معالجات النبوی" سے موسوم کیا ہے مگر مفردات امامی سے بھی اسے شہرت ملی۔

مفردات میں قابل قدر تالیف ہے اور ادویہ مفردہ کے بیان کا اچھا ذخیرہ ہے۔ جدی حکیم حکمت اللہ خانصاحب نور اللہ مرقدہ جب ریاست رام پور میں افسر شفاخانہ جات کے اہم عہدہ و بلند مرتبہ پر فائز تھے اس وقت آنجناب نے اسے نقل کرا کے اپنے کتبخانہ میں جمع کیا تھا جو تقریباً ایک صدی سے آج تک محفوظ ہے۔ اس کتاب کا تتمہ بایں طور ہے۔

تمہ ہذا الکتاب المسمی بالمفردات امامی در مصطفی آباد عرف رام پور بپاس
خاطر حکمت مآب حکیم حکمت اللہ خاں امروہوی بتاریخ نوزدہم شہر محرم الحرام
سنہ ۱۲۸۹ھ تحریر یافت۔

کاتب کا نام درج نہیں۔ تین سو اڑتیس ۳۳۸ اوراق ہیں۔ صفحات کی سطریں گیارہ ہیں۔ سائز طول ۳×۲۰ — عرض ۱۱×۸ ہے۔

عربی

۱- مفتاح الطب

ابوالفرج علی بن الحسن بن ہندو کی مشہور کتاب ہے۔ ابوالفرج فلسفہ و طبیعات کا مشہور عالم

اور نثر و نظم کا ادیب شہیر گزرا ہے۔ طب میں ابوالخیر حسن بن سوار کا شاگرد تھا۔ یہ کتاب ابو الفرج نے اپنے تلامذہ کے لیے تالیف کی اور حسب ذیل دس ابواب قائم کئے۔

۱۔ طب کی تعلیم میں عمومی و خصوصی طور پر کن علوم کی ضرورت ہے۔ ۲۔ علم طب کا اثبات۔ ۳۔ طب کی تعریف ۴۔ طب کا شرف۔ ۵۔ طب کی قسمیں۔ ۶۔ طب کے فروق۔ ۷۔ ایسے طریقہ کار جن سے علم طب کا استنباہ کیا جا سکتا ہے۔ ۸۔ ایسے علوم کا شمار جن کے ذریعہ طبیب کامل بن سکتا ہے۔ ۹۔ ایک متعلم طب کے لیے درجہ بدرجہ، مرتبہ بمرتبہ جن کتب کی ضرورت پڑتی ہے۔ ۱۰۔ طبی حدود و عبارات۔

عصر حاضر میں نصاب تعلیم و طریقہ تعلیم بے حد اہمیت کا موضوع ہے اور بعض اعتبارات سے وجہ نزاع بھی ہے، مذکورہ بالا موضوعات و ابواب بادیات طب کے لیے بہترین رہنما اصول ہیں اور ان نزاعات کے ازالہ کے لئے لائق مطالعہ بھی ہیں۔ ان ابواب عشرہ کی تلخیصاً تین عبارتیں یقیناً لائق توجہ ہیں۔

۱۔ کذالک الطبیب لایکون طبیبا ان لم یعرف تشریح الابدان والداء والدوا علی الاطلاق۔

۲۔ من لم یحسن الہندسہ لایدخل مجلسنا۔

۳۔ یجعل الفیلسوف طبیباً اولی من ان یجعل الطبیب فیلسوف۔

۱۔ یعنی کوئی طبیب طبیب نہیں ہو سکتا اگر جسم انسانی کی تشریح سے ناواقف ہے اور علی الاطلاق بیماری اور اس کی دوا نہیں جانتا۔

۲۔ جس کسی کی ریاضی بہتر نہیں وہ ہماری محفل میں ہرگز داخل نہ ہو۔

۳۔ ایک فلسفی کا طبیب بن جانا طبیب کے فلسفی بن جانے سے بہتر ہے۔

اس کتاب کا سائز بھی $\frac{22 \times 18}{8}$ ہے۔ پچھتر ۷۵ صفحات ہیں اور ہر صفحہ میں اکیس ۲۱ سطریں ہیں۔ کاغذ، کتابت اور روشنائی سے یہ کتاب بھی کتاب المسائل جنس کی طرح تقریباً تین سو ۳۰۰ سالہ معلوم ہوتی ہے۔

۲۔ جوامع کتاب جالینوس فی البول

جالینوس کے رسائل میں یہ مختصر ترین رسالہ ہے جو کتاب المسائل حنین بن اسحاق کے ساتھ اسی سائز، کاغذ، کتابت کے اعتبار سے ایک ہی دور میں لکھی گئی اور صرف آٹھ صفحات پر مشتمل ہے مصطلی بول کی تقسیم بھی تشجیراً ہی کی گئی ہے۔

طب قدیم کے اعتبار سے کلیات طب اور ذرائع تشخیص کے اصول و قوانین میں بول و براز کی اہمیت رہی ہے اور آج جدید کیمیاوی تجزیہ کے دور میں بھی اہمیت ہے۔ اس میں عملاً قارورہ دیکھنے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں اور ہر ہر مرض کے پیشاب کی علامات کو شیشی کا نقشہ بنا کر ان سب علامات کی طبی اصطلاحات کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ شیشی کہاں سے اور کیسے پکڑی جائے۔ اوپر، درمیان اور نیچے قارورہ میں کیا کیا رنگ ہوں گے، کہاں صفائی ہوگی اور کہاں کدورت، قارورہ دیکھتے وقت روشنی کا رخ کیا ہو؟ ان سب امور کو شیشی کے نقشہ میں دکھایا گیا ہے۔ آج ان نقشوں کو دوران درس بلیک بورڈ پر لکھ کر دکھایا جا سکتا ہے۔ ابتدائی درجات میں اصلاً یا ترجمۃً انسب کتاب ہوگی۔

۳- کتاب المائۃ ابوسہل مسیحی

ابوسہل عیسیٰ بن یحییٰ المسیحی گورگان کا ساکن اور طب کی علمی و عملی نصاب میں یگانۂ روزگار طبیب تھا۔ اس کے علمی مرتبہ میں ایک یہ چیز بھی سند بنے گی کہ وہ شیخ الرئیس بوعلی سینا کا استاد رہا ہے۔ سلطان خراسان کے یہاں افسر الاطباء رہا اور صرف چالیس سال کی عمر پائی۔ کتاب المائۃ اس کی مشہور کتاب ہے۔ چونکہ یہ ایک سو مقالوں پر مشتمل ہے اس لئے اسی نسبت سے اس کا نام کتاب المائۃ رکھا گیا۔

"کتاب المائۃ" میں ابوسہل مسیحی نے بطور مقدمہ طب کے اہم مسائل کو موضوع بحث بنایا ہے اور بطور مبادیات طبی تعلیم کے لئے کن کن علوم کی ضرورت ہے اس پر شرح و بسط سے روشنی ڈالی ہے۔ اس اعتبار سے اس کا ایک جملہ یقیناً محتاج توجہ ہوگا کہ

طبیب جتنا امور طبعیہ سے واقف ہوگا اتنا ہی طب میں افضلیت
کا مالک ہوگا۔ کیونکہ علم طب طبیعات سے ماخوذ ہے۔

یہ علم طبیعی و طبیعیات آج بھی فزکس کے نام سے میڈیکل کالجوں میں معیار داخلہ ہے اور ہم بھی اپنے طبیہ کالجوں میں طبیعیات کے بجائے فزکس ہی سے متعارف ہیں۔

کتاب المائۃ، کے ان سو مقالوں میں نظری و عملی طب کے تمام موضوعات کا ذکر موجود ہے۔ تشریح اعضا، منافع الاعضا، علم الاغذیہ، علم الادویہ، ادویۂ مفردہ و مرکبہ اور تمام امراض کلیہ و جزئیہ کا الگ الگ عنوانات کے ساتھ ضروری حد تک احاطہ کیا گیا ہے۔

ابوسہل مسیحی منافع الاعضا کے ساتھ ساتھ دورہ دمویہ سے بھی واقف تھا جو بعد میں متاخرین

کے لئے حصۂ تحقیق بنا۔

کاغذ و کتابت کے اعتبار سے یہ ایک قدیم نسخہ ہے۔ نو سو آٹھ (۹۰۸) صفحات ہیں۔ ہر صفحہ پر اکیس (۲۱) سطریں ہیں۔ ہدایت علی چشتی نے کتابت کی۔ سنہ کتابت درج نہیں ہے۔ ۲۰×۳۰ ½ طول ۱۲×۱۸ عرض سائز ہے۔

۴۔ معالجات ایلاقی

ایلاقی کی اس دوسری کتاب کا نام کتاب الاسباب والعلامات ہے جو معالجات ایلاقی سے مشہور ہوئی۔ "کلیات ایلاقی" میں "کتاب القانون" کو جس حد تک ملخص کیا ہے، "معالجات ایلاقی" میں اتنا اختصار نہیں ہے بلکہ امراض کے اسباب وعلاج کے بیان میں خاصا شرح وبسط سے کام لیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ خاصی ضخیم کتاب ہے اور دو سو اٹھتر (۲۷۸) صفحات پر مشتمل ہے اور تقریباً نصف نصف کتاب دو کاتبوں نے نقل کی ہے۔ کتاب کا سائز طولاً ۲۵ سینٹی میٹر عرضاً ۱۶ سینٹی میٹر ہے اور ہر صفحہ میں تئیس (۲۳) سطریں ہیں، کاتبوں کا نام کہیں نہیں ہے۔ کہیں کہیں ایک تیسرے قلم سے حاشیہ بھی درج ہے جس پر نام یا دستخط نہیں ہے۔

۵۔ حقائق اسرار الطب

مسعود بن محمد السنجری کی مصنفہ ہے۔ صاحب کتاب کے ابتدائیہ کے مطابق یہ کتاب قاسم بن عراق بن جعفر کے لئے لکھی گئی ہے اور تین فنون پر مشتمل ہے۔ فن اول کو بھی تین اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ فن ثانی کو دو اقسام، اور فن ثالث کی چار اقسام بیان کی گئی ہیں۔

ابتدا میں کلیات وموضوعات طب اور اُن کی تعریفات کو مختصراً بیان کیا گیا ہے اس کے بعد امور طبعیہ، اسباب، ارکان، مزاج، اخلاط کا تلخیصاً بیان ہے۔ اعضائے بسیط واعضائے مرکبی کی اجمالاً تشریح بھی ہے۔ نبض وبول وبراز اور امراض کی تعریفات کے بعد حمیات کا اجمالی ذکر ہے۔ غذا کی ضرورت، اس کی تعریف، اس کی اقسام، ادویہ مفردہ ومرکبہ ان کی جزئی تفسیر، ادویہ نباتیہ، معدنیہ، حیوانیہ کا اتخاذ اور اُن کی حفاظت کے طریقے، ادویہ مفردہ ومرکبہ کی عمریں، ان کی اصلاح، تدبیر، احراق، غسل، تصفیہ وغیرہ کے اچھے کیمیاوی طریقے بیان کئے گئے ہیں۔

آخر کتاب میں اعداد کے اعتبار سے طب کی تقسیم استفسارات وجوابات کی شکل میں کی گئی ہے۔ مثلاً ثنائیات کی حیثیت سے ایک سوال قائم کر کے اس کا اس طرح جواب دیا گیا، "الی کم قسم ینقسم الطب؟ الطب ینقسم الی جزئین نظری وعملی"۔ اسی طرح ثلاثیات، رباعیات، خماسیات اور عشاریات تک سوالات

قائم کرکے جوابات دیئے گئے۔ مسائل کو ذہن نشین کرنے کا یہ بھی ایک اچھا طریقہ ہے۔

کتاب کے اکہتر اوراق ہیں۔ ہر صفحہ میں پندرہ سطریں ہیں۔ ۹ء۱۸ (طول) و ۱۱ء۵ (عرض) سائز ہے۔

۶- معیار الاطباء

حکیم احمد سعید صاحب امروہوی کی ایک ضخیم تالیف ہے۔ صاحب کتاب ۱۸۷۰ء میں امروہہ میں پیدا ہوئے۔ امروہہ و رام پور میں تحصیل علم کیا۔ تعلیم طب کی تکمیل کے بعد اپنے والد حکیم اکبر علی اور چچا حکیم نثار علی سے مطب عملی حاصل کیا۔ حیدر آباد دکن میں جب ایک عالی شان پہلا یونانی شفاخانہ قائم کیا گیا تو اس کے پہلے افسر الاطبا حکیم احمد سعید ہی تھے۔ موصوف کئی اہم طبی کتابوں کے مولف تھے۔ جن میں 'رسالہ جذام'، 'تسکین النفس فی تحقیق ذیابیطس' اردو اور 'تشخیص کامل' عربی (تیرہواں مقالہ) میں شائع ہو چکی ہیں۔ باقی مقالے شائع نہ ہو سکے۔ معیار الاطبا برسوں کی محنت کے بعد تسوید سے تبیض کے قالب میں ڈھل سکی۔ یہ اہم و ضخیم کتاب ہے اس کا جزو اول ہی زیر تبصرہ و تعارف ہے۔

تحمید و تسبیح کے بعد مؤلف نے اپنا تعارف اس طرح کرایا ہے:

وبعد فیقول العبد المتمسک بذیل عفو ربہ الحمید احمد سعید
ابن الحکیم الحاذق والطبیب الفائق المؤید بالتائید الازلی حکیم محمد
اکبر علی ابن مستند الحکما استاذ الاطبا المشتہر فی العالم بالحذق
الاتم الفاضل اللوذعی الحکیم ابی محمد الحسن العسکری الامروھوی
وطنا والحسینی نسبا۔ الخ

موصوف کا خیال تھا کہ شیخ الرئیس نے کتاب القانون میں قوانین کلیہ پر خاصی بحث کی ہے لیکن طوالت کتاب کے باوجود بھی یہ کم ہے اور یہ قوانین کلیہ ابواب قائم کرتے ہیں اس طرح منفرق ہو گئے کہ انھیں شئے مفقود ہی کہا جا سکتا ہے اور جس دروازہ کی ہمیں تلاش تھی وہ بند نظر آتا ہے۔ اس لئے میں نے ان ضروری مسائل کو فصول و ابواب میں اس طرح جمع کر دیا ہے کہ اہل بصیرۃ کے لئے فوائد کثیرہ فراہم ہو جائیں۔ ایک اعتماد کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ میں نے اس سلسلہ میں وہ راستہ اختیار کیا ہے جس پر میرے علاوہ کوئی اور قدم نہیں رکھ سکا ہے اور میں نے اس میں ایسی تحقیقات کی ہیں کہ وہ مجھے کتب رائجہ میں نہیں ملتیں۔ ایک ادبی بلکہ غرور آمیز انداز میں یوں بھی کہا کہ

واثبت بتحقیقات لم اجدھا فی الکتب المتداولۃ واشرت الی تدقیقات
لم تحوھا الصحف المتطاولۃ مع نکات عذراء کانھا الخرائد الشھلاء

کتاب کی ترتیب وتدوین اس طرح ہے کہ پہلے متقدمین کے نظریات کی روشنی میں فصلوں کی ترتیب کے ساتھ قوانین کلیہ بیان کئے ان میں اگر کہیں وضاحت کی ضرورت ہوئی تو ضمنا مباحث، کہکر بہر حال بحث کی۔ کوئی مسئلہ محل نظر آیا تو اس پر اعتراض کیا، اور کسی پر اعتراض وارد ہوا تو خود بالوضاحت جواب بلکہ جوابات دیئے۔ مسائل کے بیان کے بعد کہیں کہیں 'تبصرہ' و 'ہدایت' کے عنوانات قائم کرکے اشکال واغلاق رفع کیا۔ جہاں کہیں ضرورت لاحق ہوئی ہے فروق الامراض کے بیان کو استدلال کے ساتھ لائق توجہ وجاذب نظر بنایا ہے۔ اس پر نظر بھی گہری ہے۔

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ کتاب جس دور میں مدون ہوئی مولف کی عمر اس وقت صرف پچیس سال تھی۔ جیسا کہ خود صاحب کتاب نے مقدمہ میں کہا ہے کہ

قد شرعت فیہ ولم اجاوز عن ثلثین بل عن خمسۃ وعشرین

اتنی کم عمری میں ادق مسائل میں بالغ نظری یقینا" ایک وجہ امتیاز ہے۔ موصوف کا انتقال ۱۸۹۰ء میں ہوا۔

کتاب کا کاغذ دبیز، قلم جلی، سائز طول ۵ء۳۲ x عرض ۲۰ سینٹی میٹر ہے۔ چار سو ستانوے ۴۹۷ صفحات ہیں ہر صفحہ میں پندرہ سطریں ہیں۔

●●

حکیم سید ایوب علی
ڈاکٹر نعیم احمد خاں
حکیم ظل الرحمٰن

دار العلوم دیوبند کے

اہم طبی مخطوطات کا تعارف

ہندوستان کے اعلیٰ علمی اداروں علیگڑھ، پٹنہ، رامپور، کلکتہ، حیدرآباد اور دیوبند کے کتبخانوں میں جو مختلف علوم و فنون پر مشتمل قلمی نسخوں کے مؤقر ذخائر موجود ہیں ان میں طب و حکمت سے متعلق بھی بعض اچھے نوادرات ہیں۔ دار العلوم دیوبند کے کتبخانے کے مخطوطات کی تعداد ہزاروں تک ہے، اور ان میں طبی مخطوطات سیکڑوں تک پہنچ چکے ہیں۔ بہت سے مطبوعہ شکل میں سامنے آچکے ہیں، پھر بھی چند اہم ایسے مخطوطے بھی ہیں جو آج تک طبع نہیں ہو سکے ہیں۔ دار العلوم دیوبند کے ایک طالب العلم کی حیثیت سے میں نے یہ مناسب سمجھا کہ اس طبی سیمینار میں ان مخطوطات میں سے مندرجہ ذیل مخطوطات کا تفصیلی تعارف پیش کروں۔

مجربات ابن بیطار المعروف بہ کتاب المغنی فی الادویۃ المفردۃ: ۔ عبداللہ بن احمد المالقی، ابو محمد ضیاء الدین المعروف بہ ابن بیطار ساتویں صدی ہجری کا مشہور و معروف امام النباتیین والاعشاب جس کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ دیسقوریدوس کے بعد علم الادویہ کے ذخیرے میں قابل قدر اضافات اسی جلیل القدر مصنف کی دین ہیں۔ مفردات ابن بیطار کے بعد کتاب المغنی مصنف کی دوسری اہم تصنیف ہے۔ یہ عربی مخطوطہ دار العلوم دیوبند کی طبی مخطوطات کی زینت ہے۔ صرف ۶۷ اوراق پر مشتمل ہے۔ ۱۲۳۱ھ کا مرقومہ ہے۔ مقدمہ کتاب ہی میں مصنف کا نام عبداللہ بن احمد بن محمد مالقی المعروف بہ ابن بیطار درج ہے۔ مصنف کی شخصیت اس کتاب کی حیثیت کے تعین میں اہم رول ادا کرتی ہے۔ یہ مخطوطہ اگرچہ ادویۂ مفردہ پر مشتمل ہے۔ لیکن اس کا بنیادی اور مرکزی نقطہ علم العلاج سے وابستہ ہے۔ اس میں مختلف نظامہائے جسمانی میں پیش آنے والے امراض کے تعلق سے مفرد ادویہ کا انتخاب عمل میں لایا گیا ہے۔ اور متقدمین کے اقوال و احوال کو سامنے رکھ کر دواؤں کے سلسلے میں ذاتی تجربات کی روشنی میں اہم معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ چنانچہ ابن بیطار نے خود ان الفاظ کے ساتھ ابتدا کی ہے کہ میں نے سابقہ ماہرین علم الادویہ

اور استادان علم العلاج کے اقوال و احوال سے پورے طور پر استناد کر کے اپنے ذاتی تجربات میں ان اقوال و احوال کو درست سمجھ کر اس کتاب کو مرتب کیا ہے اور ترتیب میں اس بات کا خیال رکھا ہے کہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد کسی دوسری کتاب کے دیکھنے اور مطالعہ کی ضرورت باقی نہ رہے۔ اس بناء پر میں نے اس کا نام "کتاب المغنی" رکھا۔

ابن بیطار نے اس کتاب کا انتساب امیر المؤمنین ناصر الدین محمد بن سلطان الملک العادل سیف الدین کے نام کیا ہے، انتساب کے بعد اصل مضمون شروع کیا ہے، اور لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب کو بیس ابواب پر مشتمل کیا ہے۔ باب اوّل کے تذکرے سے پہلے ادویہ مفردہ کے ماخذ کا مختصر تذکرہ ہے، اس کے بعد باب اوّل فی الادویۃ المفردۃ النافعۃ من امراض الراس" سے پہلا باب شروع ہوا اور عام مصنفین کے معمول کے مطابق امراض راس سے ابتدا کی ہے۔ دوسرے باب میں امراض عین اور اس کے متعلقات، تیسرے میں امراض اذن، چوتھے میں امراض الف انیسویں[19] باب میں سموم و تریاق اور آخری باب میں دواؤں کے مختلف احوال و خواص کا اصولی تذکرہ ہے۔

باب اوّل میں امراض راس کے ذیل میں سب سے پہلے مرض صداع اور اس کی اقسام کا بیان ہے، اس سلسلے میں استعمال ہونے والی ادویہ مفردہ کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ مثلاً صداع بارد کے لیے اکلیل الملک کے عصارے کو سرکہ اور روغن گل کے ساتھ ملا کر سر پر بہانے کی سفارش کی گئی ہے اور لکھا ہے کہ اس عمل سے انتہائی سکون حاصل ہوگا۔ اسی طرح انیسون کا بخور بھی صداع بارد میں سریع النفع ہے۔ صداع حار میں افیون کو روغن گل کے ہمراہ استعمال کرنا بالخاصہ مفید ہے۔ اسی ذیل میں جالینوس کی کتاب "فی الترياق الی قیصر الافیون" کے حوالے سے لکھا ہے کہ صداع مزمن میں جس کے ساتھ سہر شدید کی شکایت بھی ہو، اور مریض مرض کی شدت کی بنا پر موت کے قریب بھی پہنچ گیا تو بھی افیون کے استعمال سے نجات ہو جائے گی۔ جالینوس اور دیسقوریدوس کے علاوہ رازی اور شیخ کی معالجانہ صداقتوں سے جگہ جگہ استفادہ کیا ہے۔

اس مخطوطہ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس سے نہ صرف ادویہ مفردہ کی منفعتوں کا اندازہ ہوتا ہے، بلکہ دوا مفردہ سے معالجے کی طرف رجحان پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ امام سویدی اور ابر توہی نے اسی طرز کو

اپنا معمول بنایا اور تذکرہ امام سویدی اور ابر تو بحا میں ہر مرض کے لئے کسی ایک دوا کو مناسب بدرقہ کے ساتھ استعمال کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

باب اوّل میں نہ صرف صداع بلکہ سر کے تمام ہی امراض میں مستعملہ ادویہ کا تفصیلی تذکرہ ہے چنانچہ شقیقہ اور اس کے اقسام، بیضہ و خوذہ، لیثرغس، عطاس، نزلات و زکام، نزع فی النوم، سکر، ا ظلام، دوار، مالیخولیا، سدر و دوار، کابوس، صرع، سکتہ، فالج و لقوہ، تشنج، رعشہ، خدر وغیرہ کوئی ایسا مرض نہیں ہے جس کو بیان نہ کیا گیا ہو۔ اسی طرح بہ ترتیب تیسرے، چوتھے پانچویں ابواب میں مختلف اعضاء کے امراض اور مناسب علاج کو بیان کیا گیا ہے۔

کتاب المغنی کا انداز بیان اور ترتیب اس درجہ اہم ہے کہ ان معلومات سے دواؤں کے متعلق ریسرچ اور کھوج کے میدان میں بڑی حد تک مدد مل سکتی ہے۔

کتاب المغنی کا یہ مخطوطہ اپنی تمام تر خوبیوں کے باوجود بہت سے نقائص کا آئینہ دار بھی ہے یہ نسخہ ناقص بھی ہے اور انتہائی بے ترتیبی کے ساتھ اس کے اوراق مرتب ہیں، جن کی وجہ سے مطالعہ میں بڑی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انتہائی جستجو کے بعد چند ابواب مکمل پائے۔ چنانچہ پہلا، دوسرا، تیسرا اور چوتھا باب مکمل ہیں۔ پانچواں باب ناقص ہے اور چھٹا باب جو امراض صدر و ریہ کی دواؤں پر مشتمل ہے، اس میں ابتدائی اوراق غائب ہیں۔ اس باب کی اہمیت یہ ہے کہ اس میں شیخ الرئیس کی بیان کردہ ادویہ قلبیہ کا بہ ترتیب تذکرہ ہے۔ اور حروف ابجد کے لحاظ سے دواؤں کی ترتیب قائم کی ہے۔ چنانچہ اولاً ابریشم، پھر اسطو خودوس الف سے اور آخر میں غاریقون علیں کی دواؤں میں شامل کیا ہے، ادویہ قلبیہ کے سلسلے کا یہ تذکرہ کتاب المغنی کی بڑی تختی کے آٹھ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، ان دواؤں سے متعلق افعال و خواص اور نوعیت اعمال کا خصوصی ذکر ہے۔ ساتویں باب میں امراض معدہ و کبد و طحال جیسے اہم اعضاء کے امراض کا بیان ہے، لیکن اوراق کی بے ترتیبی اور نقص نے اس باب کو تکمیل سے محروم رکھا۔ اس مخطوطہ میں اوراق کی بے ترتیبی کی بنا پر ابواب کی تعین میں بھی انتشاری کیفیت ہے اور بے جا تقدم و تاخر پیدا ہو گیا ہے، چنانچہ ساتویں باب کے بعد پانچواں، پھر تیسرا اور اس کے بعد دوسرا باب مذکور ہے۔ اس مخطوطے سے کلی استفادے کے لئے اوراق و ابواب کی ترتیب دوبارہ قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

ساتویں باب کے بعد پھر کسی بھی باب کو بطور عنوان تحریر نہیں کیا بلکہ مسلسل عبارت جاری ہے،

حتیٰ کہ آخر کتاب میں تریاق و سموم جس کو فہرست میں انیسویں باب کی زینت بنایا ہے، اور آخر میں بیسویں باب سے متعلق احوال ادویہ و خواصہا من غیر علاج کے ذیل میں ادویہ معدنیہ کا تذکرہ ہے اور الماس، رصاص، ذہب و فضہ کے تذکرے سے یہ کتاب تمام ہو گئی۔

اس مخطوطے کے آخری صفحے پر تین مہریں ہیں۔ ایک "وکیل احمد سکندر پوری"، دوسری "مسیح الدولہ حکیم مرزا علی حسن خاں بہادر" اور تیسری مہر "مظفر حسین ندوی" کی ہے۔ ابتدائے کتاب میں بھی سرورق پر وکیل احمد سکندر پوری اور علی حسن خاں کی مہریں ہیں۔ کاتب کا نام درج نہیں۔ کتابت نہایت عمدہ ہے۔

اس کتاب المغنی کو بطور حوالہ تذکرہ العلاج میں حکیم علوی خاں نے بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ اور جگہ بہ جگہ اس کے حوالے پیش کئے ہیں۔

مفردات اختیارات ظفر خانی: مصنفہ ابوالظفر حسام الدین محمد الملقب بہ خطاب ظفر یار خاں، قدوۃ الفقراء، رئیس الفضلا، مجد الدین محمد افلاطون تیرھویں صدی ہجری کا قابل قدر فارسی مخطوطہ ہے، ادویہ مفردہ سے متعلق تمام احکامات مثلاً مزاج، افعال، مضرت و اصلاح، بدل، مقدار خوراک کا تذکرہ ہے، دواؤں کے علاوہ غذا کے بارے میں بھی ضروری معلومات فراہم کی گئی ہے۔ چنانچہ ابتدائے کتاب ہی میں تعارف کے طور پر مصنف کے مندرجہ ذیل الفاظ بطور سند پیش کئے جاتے ہیں۔ "این نسخہ ایست در علم تحقیق اشیاء و دریافت مزاج و منفعت و مضرت ادویہ و اغذیہ فرمودہ و اختیارات ظفر یار خانی و مفردات تعلیم العلاج نام دارد"۔ اس عبارت سے یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ اس مخطوطے کو مفرداتِ اختیاراتِ ظفر خانی کے ساتھ ساتھ مفردات تعلیم العلاج بھی کہا جاتا ہے[1]۔ یہ مخطوطہ دو سو بتیس (۲۳۲) اوراق پر مشتمل بڑی تختی میں ہے۔ مصنف چونکہ متاخرین میں ہے اس لئے مفردات کے سلسلہ میں اپنے ذاتی علم و تجربہ کے علاوہ متقدمین کی تحقیقات اور معلومات سے بھی پورے طور پر مستفید ہیں۔ چنانچہ خود اس کا اقرار کیا ہے کہ علم حقائق اشیاء کو مکمل طور پر تمام افعال و منافع کے ساتھ بچشم خود مطالعہ کرنا اور منفعتوں کا مشاہدہ ممکن نہیں ہے۔ اس لئے سابقہ ماہرین علم الادویہ کی تحقیق کو پیش نظر رکھ کر اس ضخیم کتاب کو مرتب کرنے کی سعی کی ہے۔

ابتدا میں اختصار کے ساتھ علم الادویہ سے متعلق اصول کلیہ کا تذکرہ ہے، چنانچہ دواؤں کے حصول و تحفظ پر بحث کی ہے۔ آخر میں دوا کی شکل کے اعتبار سے اس کی مقدار کا تعین بھی کیا ہے۔ مثلاً لکھا ہے کہ سفوف یا حبوب کی شکل میں جو دوائیں بقدر یک درہم یعنی تقریباً ساڑھے تین گرام دی

---

[1] تعلیم العلاج ظفر یار خاں کی دوسری تصنیف ہے، اور ان دونوں تصانیف کے نسخے مذکل لائبریری میں موجود ہیں۔ (ادارہ)

جاتی ہیں، اگر انھیں دواؤں کو جوشاندے یا خیساندے کے طور پر استعمال کیا جائے تو مقدار خوراک تین گنا ہونی چاہیے۔ اسی ذیل میں "اسماعیل جرجانی" صاحب ذخیرہ خوارزم شاہی کے حوالہ سے بطور جوشاندہ چار گنی مقدار کی سفارش کی ہے۔

ان کلی مباحث کے بعد کتاب کا اصل موضوع یعنی ادویہ مفردہ کا تذکرہ شروع ہوا اور حروف تہجی کے اعتبار سے الف کی تختی سے ابتدا کی گئی۔ سب سے پہلے اطریلال کا تذکرہ ہے، ماہیت، ماخذ، مزاج، مدر، مصلح، بدل اور خصوصی افعال کی طرف تفصیلی اشارات ہیں لکھا ہے کہ اطریلال برص و آثار سیاہی کے لئے نہایت مجرب ہے۔ اس بات کا بھی خصوصیت کے ساتھ التزام کیا گیا ہے کہ دواؤں کے مختلف نام، مختلف زبانوں میں لکھے ہیں اور دوا کے منافع، متقدمین کے حوالے اور اپنے ذاتی تجربات سب بے کم و کاست تحریر کئے ہیں۔ آبریشم کے سلسلہ میں متقدمین کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ آبریشم کے استعمال کا یہ طریقہ کہ اس کو قینچی سے کاٹ کر باریک کرکے استعمال کرانا مناسب نہیں ہے۔ اس سے معدے کو شدید نقصان پہنچتا ہے۔ ان کے خیال میں آبریشم کے باریک اجزا معدے کی سطح پر چپک جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے اشتہائے طعام باطل ہو جاتی ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ آبریشم کو خوب جوش دیکر استعمال کرایا جائے۔ مصنف کی یہ تحقیق محل نظر ہے۔

صاحب کتاب نے اس ضخیم کتاب میں اس بات کا پورے طور پر اہتمام کیا ہے کہ دواؤں کے غیر معروف نام لکھ کر سرخ روشنائی سے حروف و مشہور نام تحریر کر دیے ہیں۔ اور تفصیلی تذکرہ عام فہم ناموں کی تختی میں کیا گیا ہے۔ مثلاً "الف" کی تختی میں غیر معروف نام "اذن الغزال" یا "اذنی الجدی" کا ہے، تذکرہ اس کا عام فہم نام "لسان الحمل" سرخ قلم سے لکھا ہے اور اسی دوا کو اس عام فہم نام کے ذیل میں "لام" کی تختی میں پوری تفصیل کے ساتھ درج کیا ہے۔

انداز بیان کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ کسی دوا کے مختلف اجزاء مستعملہ کو بیان کرنے کے لئے اس کے تمام اجزا کو ایک ہی مقام پر ذکر نہیں کیا، بلکہ حروف تہجی کے اعتبار سے ہر ہر جز کو علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا ہے۔ مثلاً یہی لسان الحمل "لام" کی تختی میں مکمل پودے کے اعتبار سے بیان کیا گیا ہے اور اس کے ایک جزو تخم کو "با" کی تختی میں بذر لسان الحمل کے نام سے ذکر کیا ہے۔ اسی انداز پر تمام دواؤں کے مختلف اجزاء، بیخ، برگ، گل، شگوفہ وغیرہ کو الگ الگ حروف تہجی کے اعتبار سے لکھا ہے۔ اس طرح ایک ہی

دوا مختلف انداز سے متعدد بار نظر سے گذرتی رہتی ہے۔

صاحب کتاب نے متقدمین کے مشاہدات سے استفادہ کی طرف ابتدا ہی میں اشارہ کیا ہے، جس کا تقاضا تھا کہ کتاب اپنی ضخامت کے اعتبار سے متقدمین کے حوالوں سے پر ہوتی جیسا کہ مفردات ابن بیطار میں حوالجات کی کثرت نظر آتی ہے، اور تقریباً ڈیڑھ سو مصنفین کا تذکرہ کسی نہ کسی دوا کے ذیل میں ابن بیطار کی کتاب میں ملتا ہے۔ اس کے برخلاف اس مخطوطے میں حوالجات کم نظر آتے ہیں۔ عام طور پر رازی اور شیخ کے حوالوں پر اکتفا کیا ہے، ان کے علاوہ اسمٰعیل جرجانی اور تالیف شریفی سے بھی استفادہ کیا ہے۔

یہ مخطوطہ جس قدر مفصل ہے، مکمل بھی ہے۔ اور "الف" سے لیکر "یا" تک تمام مفرد ادویہ جو مصنف کے دور تک ذخیرہ معلومات کا جزو بن چکی تھیں مذکور ہیں۔ مخطوطے کی دوسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ خط اگرچہ نستعلیق نہیں اور بعض جگہ شکستگی بہت بڑھ گئی ہے۔ پھر بھی صاف ستھرا اس قدر ہے کہ پڑھنے میں کسی قسم کی کوئی دقت نہیں۔ انداز بیان اگرچہ بہت مفصل ہے لیکن اس بات کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے کہ ان تفصیلات کی وسعتوں میں نفس مفہوم کھو نہ جائے مجموعی اعتبار سے یہ مخطوطہ علم الادویہ کے ذخیرہ میں خصوصی اضافہ ہے۔

مخطوطے کا کوئی صفحہ کرم خوردگی سے محفوظ نہیں ہے، لیکن اس کا کوئی اثر نفس مفہوم کو سمجھنے پر نہیں پڑتا۔ حتی کہ دو سو تیرہویں (۲۱۳) ورق سے دو سو سولہویں (۲۱۶) ورق تک اوراق بہت زیادہ کرم خوردہ ہیں وہ بھی اخذ مطلب میں رکاوٹ نہیں۔ ان اوراق میں "میم" کی تختی کی دواؤں کا تذکرہ ہے۔

اس مخطوطے پر اول و آخر کوئی مہر نہیں ہے، صرف ایک چوکور مہر کاتب نظام الدین ولد جلال الدین از نسل نواب مقرب خان کیرانوی درج ہے۔ مخطوطے پر مالک کی حیثیت سے حکیم نجیب الرحمٰن کیرانوی لکھا ہوا ہے۔ سنہ کتابت درج نہیں ہے۔ انداز کتابت اور حوالجات سے اندازہ ہوتا ہے کہ انیسویں صدی کا مخطوطہ ہے۔

ریاض عالمگیری، مصنفہ محمد رضا الطبیب:۔ تقریباً ڈھائی سو صفحات پر مشتمل فارسی مخطوطہ ہے۔ مصنف نے مقدمہ میں ہی اس کا نام "ریاض" تحریر کیا ہے سنہ ۲۰ جلوس شاہی اس کا ترقیمہ ہے، مقدمہ کی عبارت اور کتاب کی آخری تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ "ریاض" ریاض

ثانی ہے، ریاض اولی اس سے قبل لکھی جا چکی ہے اور اس ریاض ثانی کا تذکرہ ریاض اولی میں بھی کیا گیا ہے! دیوبند کے کتبخانے میں صرف ریاض ثانی کا مخطوطہ ہے، آخر کتاب میں یہ تحریر درج ہے "بجز مل مسحوق ماندوا زدہ شب موجب شعار عرق الغبار است "تم الریاض الثانی - کاتب کی حیثیت سے حکیم محمد سعید ولد حکیم محمد نافع خاں مرحوم کا نام درج ہے - یہ مخطوطہ جو ریاض ثانی کے نام سے موسوم ہے مکمل ہے - ریاض ثانی کا مقدمہ بہت مختصر ہے - جس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ریاض اولی میں مفصل مقدمہ لکھا جا چکا ہے - اس مخطوطے کو ریاض ثانی عالمگیری بھی کہا جاتا ہے - یہ مخطوطہ ادویہ مرکبہ کے تذکرہ میں ہے - لیکن قرابادین کے طرز پر نہیں، بلکہ مختلف نظامہائے جسمانی میں امراض کے تعلق سے استعمال ہونے والے مرکبات کا تذکرہ ہے -

کتاب کی ابتدا میں تقریباً دس صفحات پر دواؤں کو مرکب بنانے کے مقتضیات، مرکبات میں مفرد دواؤں کی شمولیت اور ان کی مناسبت، مرکب کا مزاج، اوزان کا تعین، تخریج درجات مرکبات اور مقدار خوراک کے سلسلہ میں اصولی بحث ہے - شیخ، رازی، جالینوس اور دیگر متقدمین سے استفادہ بھی کیا ہے -

اس کلی بحث کے بعد امراض راس میں استعمال ہونے والی دواؤں کا ذکر ہے، اور کتاب کے گیارہویں صفحے پر سرخ عنوان سے "جملۃ الادویۃ الراس" ابوالفضل محمد بن یحیی کے قول سے شروع کیا ہے - ہدایت کی ہے کہ بچوں کے سروں کو اخلاط ردیہ فضلیہ سے پاک رکھنا ضروری ہے، ورنہ خلط غلیظ دماغ عفونت پذیر ہو کر سر میں بثور کا باعث ہوگا - ترتیب اس طرح قائم کی ہے کہ کسی بھی مرض کے سلسلے میں ادویہ مرکبہ جن جن طریقوں سے استعمال کی جا سکتی ہیں ان کا بتفصیل تذکرہ ہے - ایسی تمام ادویہ مرکبہ جن کا ذکر شروع ہوا ہے ان کا نام کاتب نے حاشیہ پر بھی لکھ دیا ہے - مثلاً معجون ایارج، حب ایارج، ایارج کبیر، ایارج مرکب، گویا ایارج سے متعلق تمام مرکب صورتوں کا تذکرہ ہے - مرکبات کے ذیل میں اس کتاب کی تمام ادویہ مفردہ کو بیان کر دیا ہے اور ساتھ ہی مقدار خوراک بھی متعین کر دی ہے مثلاً حب ایارج نافع علیل راس از بلغم و صفرا - اس کے بعد حب ایارج کے اجزا ترکیبیہ پھر ان کا استعمال اور خوراک - اسی طرح اسطوخودوس اور دوسری دواؤں کے بارے میں مختلف مرکبات کا تذکرہ ہے اور اسی نہج پر ریاض ثانی کو مکمل کیا ہے - اس مخطوطے میں امراض راس، چشم، انف، اذن و حلق، صدر و ریہ، جگر، گردہ و مثانہ، اعصاب اور اعصابی درد وغیرہ سب کا تفصیلی جائزہ ہے اور جگہ جگہ صرف شیخ، رازی اور جالینوس کے حوالے ہیں - چنانچہ

سرطان میں اسرب محرق کو جالینوس کے حوالے سے عجیب الفعل لکھا ہے۔

مخطوطے کی کتابت صاف ستھری، کاغذ سادہ اور ملائم اور باریک استعمال ہوا ہے ریاض شاہی کو مختلف اطبا نے اپنے لئے بنیاد بنایا ہے۔ تذکرۃ العلاج میں علوی خاں نے بیشتر مقامات پر ریاض عالمگیری کے حوالے دیئے ہیں اور اسی کے حوالے سے سہر سباتی کے علاج میں نفشہ، اصل السوس اور بابونہ کے جوشاندہ سے نطول مفید بتایا ہے۔

○

تذکرۃ العلاج:۔ ہندوستان کی طبی تاریخ کی گرامی منزلت شخصیت حکیم علوی خاں (وفات ۱۱۶۰ھ) جن کے معالجے کی دھوم دربار شاہی سے لیکر عوام الناس تک رہی اور جن کے درس وافادہ سے بیشمار تلامذہ نے فیض پایا۔ اور وہ اپنے وقت کے مشاہیر میں شمار ہوئے۔ طبی تمدّن اور طبی سلسلوں کی تاریخ میں بھی علوی خاں ایک اہم کڑی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بحیثیت مصنف بھی انھیں امتیاز حاصل ہے۔ ان کی متعدد کتابوں میں غالباً سب سے اہم "تذکرۃ العلاج" ہے۔ اس کے نام سے اگرچہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عام معالجات کی کوئی کتاب ہے لیکن دراصل (۶۶۸) صفحات پر مشتمل یہ ضخیم کتاب معالجات عمومی کے بجائے معالجات خصوصی میں صرف امراض راس سے متعلق ہے۔ طب کے پورے ذخیرے میں کسی ایک نظام پر اس سے زیادہ مبسوط اور ضخیم کتاب نہیں لکھی گئی ہے۔ اس کی حیثیت بلاشبہ ایک طبی شاہکار کی ہے۔ ذاتی تجربات واضافات کے علاوہ اس میں متقدمین اور متاخرین اطباء کے بکثرت حوالے پیش کئے گئے ہیں۔

یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ مقدمے میں سر کے اجزاء ترکیبیہ اور اس کی مفصل تشریح، تجاویف، مجاری، دروز، اغشیہ دماغیہ اور ان کے فوائد پر مکمل گفتگو کی گئی ہے۔ دماغ اور اس کے حصّے اور ان کے افعال، احساسات دماغیہ اور اعصاب دماغی پر بھی سیر حاصل بحث ہے۔ ان امور کے علاوہ مقدمے میں اوزان ادویہ کو اصولی انداز میں بیان کیا ہے۔ نیز دماغ کا مزاج اور اس کی علامات بھی ظاہر کی ہیں اس کے بعد ورم دماغ اور اس کی علامات کی تفصیلات ہیں۔

باب اوّل میں مرض صداع اور اس کے اقسام، اسباب، علامات اور علاج نیز تدابیر

بڑی تشریح اور تفصیل کے ساتھ لکھی گئی ہیں۔ اس کے بعد علاج کے ذیل میں ادویہ مفردہ کی اہمیت اور دواؤں کے مقابل غذا ر سے علاج کی افضلیت پر مدلل گفتگو ہے۔ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ دوا کے مقابل غذا کو بطور علاج استعمال، انسانی طبیعت اور جسم کے مماثل ہونے کی وجہ سے زیادہ موضوع ہے۔ نجیب الدین سمرقندی اور جالینوس کے اقوال سے اپنے اس دعوے کو مدلل بھی کیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ادویہ مرکبہ کے مقابلے میں مفرد اور کم سے کم دواؤں کا استعمال زیادہ بہتر ہے۔

صداع اور اس کے اقسام کے ساتھ ساتھ اصول علاج پر بھی گفتگو ہے۔ اور جسے مختلف قوانین کے تحت بیان کیا ہے۔ مرض صداع کے علاج میں بالخاصہ اثر انداز ادویہ بھی درج کی گئی ہیں۔ مرجان اور ہدہد کے سر کی جلد کو کپڑے میں باندھ کر لٹکانا مفید بتایا ہے۔ اسی طرح حجر الحیۃ، مجیٹھ، لسان الفرس (گھوڑے کی زبان) اور سداب وغیرہ بھی بطور تعلیق مفید ہیں۔ صداع کے آخر میں ادویہ مفردہ جو مرض صداع اور اس کے اقسام میں مستعمل ہیں، کی مفصل فہرست پیش کی ہیں۔ اس سلسلے میں بقراط، جالینوس، زکریا رازی، شیخ بو علی سینا، سمرقندی اور دوسرے متقدمین اطبار سے استفادہ کیا ہے۔

مخطوطے کا پہلا جزء جو تقریباً (٢٥٠) اوراق پر مشتمل ہے اسمیں صداع کے بیان کے بعد ١١٩ ورق سے سرسام کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ صداع اور اس کے اقسام کی جس قدر تفصیل اور تشریح اس کتاب میں ملتی ہے۔ کسی دوسرے مصنف کے یہاں اس کی مثال نظر نہیں آتی۔ صداع کی طرح سرسام اور اس کے اقسام پر بھی مکمل بحث کی گئی ہے۔ اسباب، علامات، علاج، ادویہ مفردہ اور ان کے استعمال کی مختلف شکلیں اور انتخاب ادویہ پر بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ نیز غش کے علاج میں ادویہ مفردہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کتاب کا جزء اول تمام ہوا ہے۔ سبات کے دس اصناف بیان کئے ہیں اور ہر صنف کے اسباب و علامات پر مفصل بحث کی ہے۔ ٢١٥ ویں ورق پر ادویہ منومہ مفردہ و مرکبہ کا تذکرہ ہے۔ ان ادویہ کو ضماداً اور شرباً استعمال کرایا گیا ہے۔ ان دونوں قسم کی دواؤں کی ایک طویل فہرست ہے جس میں خشخاش، خس، بزرالبنج، باقلا، ہر ماخورہ، لفاح، حماما، جوز ماثل، ماء القرع، بیخ یبروج، تنا، زہر العصفر، شیلم، تاجورد، جوار کی روٹی وغیرہ ہیں۔ ٢٥٨ ویں

ورق سے مالیخولیا کا بیان ہے اور جنون وعشق کے بیان پر مخطوطہ ختم ہوا ہے۔ عشق کے علاج میں مباہات اور معمولات بیان کئے گئے زبان "غیر" کیطرف توجہ (اشتغال بالغیر) کا بھی تذکرہ ہے۔ اس کے علاوہ شطرنج، شکار اور ذکر محبوب سے اجتناب وغیرہ کو بھی بطور تدبیر لکھا ہے۔ امراض راس کی طرح اگر اسی کتاب میں تمام امراض بدن کا احاطہ کرنے کی کوشش کی جاتی تو شاید اس انداز کی بیسوں جلدیں درکار ہوتیں۔ جسے غالباً کسی ایک مصنف کے لئے آسان نہیں سمجھا جائے گا۔

۶۶۸ صفحات کی اس فارسی کتاب کا مخطوطہ دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ کی زینت ہے۔ کتابت صاف ستھری ہے۔ بڑی تختی کے ہر صفحہ پر ۱۲ سطریں ہیں۔ مخطوطہ کے آخر میں علی مظفر خان فدوی محمد شاہ بادشاہ کی مہر ہے۔ کتاب کی ابتداء اور انتہا میں نفس عبارت سے مصنف کا نام ظاہر نہیں ہوتا البتہ ابتداء میں کتاب کا نام "تذکرۃ العلاج" تحریر ہے۔ مخطوطے میں جگہ جگہ کچھ جگہیں خالی ہیں جو عنوانات کو جلی قلم سے لکھنے کے لئے چھوڑی گئی ہیں بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ کاتب کو موقع نہیں مل سکا۔ حکیم عزیز الرحمن بحر جامعہ طبیہ دیوبند نے ان عنوانات کو اکثر مقامات پر متعین کرنے اور جگہ جگہ کتابت کی تصحیح کی کوشش کی ہے۔

ابرقوہی: قطب الدین، ابوالفضل محمد بن اسحاق بن محمد المؤید الہمدانی الابرقوہی ثم المصری (۶۵۱ھ/۱۲۵۳ء) ۱۳ ویں صدی عیسوی کے نہ صرف فاضل طبیب بلکہ زبردست محدّث تھے بڑی تعداد میں لوگوں نے ان سے حدیث کی سماعت کی ہے۔ معالجات طب پر ان کی کتاب جو کسی نام کے بجائے مصنف کے نام سے مشہور ہے اور طب کی اہم کتابوں میں شمار کی جاتی ہے۔

پوری کتاب تقریباً (۳۰۷) ابواب میں تقسیم ہے اور ہر باب کے ذیل میں جسم کے کسی نہ کسی مرض یا مرض کی ذیلی اقسام کا تذکرہ ہے۔ ہر مرض کے سلسلے میں متعلق دواؤں کو مختلف شکلوں اور طریقوں سے استعمال کرانے کی نہایت کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ مفرد دوائیں جو مختلف امراض میں مذکور ہوئی ہیں انھیں مناسب بدرقات کے ساتھ استعمال کرایا گیا ہے۔ مرض کی ماہیت، علامات نیز دوسرے احوال سے صرف نظر کرکے بطور علاج صرف ادویہ مفردہ کا تذکرہ کتاب کی امتیازی خصوصیت ہے۔ ادویہ مفردہ میں بھی مصنف نے اس امر کی کوشش کی کہ تنہا ایک ہی مفرد دوا استعمال کی جائے۔ دواؤں کی کثرت متاخرین کا طریقہ ہے متقدمین کے یہاں کم سے کم دواؤں

کہ استعمال پر جو زور دیا گیا ہے یہ کتاب اس کی بہترین نمائندہ ہے۔ اس قسم کی دوسری کتابوں میں مثال کے طور پر کتاب المغنی اور تذکرۂ امام سویدی کا نام لیا جا سکتا ہے۔

مخطوطے کی ندرت یہ ہے کہ اس میں نہ صرف مرض کو دفع کرنے والی دواؤں کا تذکرہ ہے بلکہ ان امراض کو پیدا کرنے والی دواؤں کا بھی خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے۔ مثلاً صداع اور اس کی اقسام کے ذیل میں بھی ایسی دواؤں کا ذکر ہے جو ادویہ مصدعہ یعنی درد سر پیدا کرنے والی ہیں مثلاً تنبل، کراث، کندر، کبر، خردل، ریحان، توت، عوسج، جرجیر وغیرہ۔

بہت سے امراض کے ذیل میں بالخاصہ اثر انداز ادویہ کا بھی ذکر ہے۔ مثلاً صداع میں تعلیق مرجان، صرع میں تعلیق عود صلیب اور بیخ اسطوخودوس نیز حجر العقیق کی تعلیق وغیرہ۔

مانع حمل دوائیں بھی بکثرت بیان کی گئی ہیں چنانچہ چمگادڑ کے پتے کا حمول، تخم حماض کا حمول مانع حمل بتایا ہے۔ اس کے مطابق بخور مریم کو عورت کے بازو پر لٹکا کر جماع سے حمل قرار نہیں پاتا۔ اور اس طرح کی بکثرت دوائیں اس میں ملتی ہیں۔ جنہیں خاندانی منصوبہ بندی کے سلسلے میں تحقیق کا موضوع بنایا جا سکتا ہے۔ مخطوط میں سر، آنکھ، ناک، کان، حلق، سینہ، پھیپھڑہ، قلب، معدہ، جگر، آنتوں، گردہ، مثانہ اور امراض رحم کا مفصل تذکرہ ہے۔ امراض جراحیہ مثلاً ضربہ، سقطہ، کسر، خلع پر بھی خاص معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ سموم، تریاق اور حشرات الارض سے پیدا شدہ سمی اثرات اور ان کے مناسب تدارک پر بڑی اچھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

کتاب کے آخر میں فصول متفرقہ کے عنوان سے مختلف امراض سے متعلق مجرب، سریع الاثر، نہایت اثر انداز، بلیغ النفع جیسے الفاظ کے ساتھ بکثرت دواؤں کو درج کیا گیا ہے۔ ۳۴ صفحات پر پھیلی ہوئی اس قسم کی کم و بیش ۱۵۰ دوائیں ذکر کی گئی ہیں۔ مثلاً اطریلال کو برص میں مجرب لکھا ہے۔ زرنیخ احمر کو سرکہ میں حل کر کے اس کی کلیاں ضرس میں بلیغ النفع بتائی ہیں۔ مجرب العین میں زعفران اور شیرہ کے لئے صبر سقوطری کا بطور سرمہ استعمال مجرب تحریر کیا ہے۔

کتاب کے آخر میں ادویہ معزوزہ کے بدل بیان کئے گئے ہیں۔ یہ ایک نیا عنوان ہے جس کا انداز بیان زکریا رازی کے رسالہ ابدال الادویہ کے مانند ہے۔ یہ ۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس میں دو سو سے زیادہ دواؤں کے بدل کا تذکرہ ہے۔ آخری صفحات میں دواؤں کے درجات مزاج

کے لحاظ سے بھی منضبط کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس طرح یہ پوری کتاب نہ صرف معالجات کے نقطۂ نظر سے بلکہ علم الادویہ کے لحاظ سے بھی نہایت قابل قدر اور لائق مطالعہ ہے۔

مخطوطہ کی کتابت ۱۸۷۵ء میں کی گئی ہے۔ یہ (۲۱۶) اوراق یعنی (۴۳۲) صفحات پر مشتمل ہے۔ مخطوطہ اگرچہ مکمل ہے مگر صفحات بہت بے ترتیب مجلد ہیں۔ ابواب کی نشاندہی جلی اور رنگین قلم سے کی گئی ہے۔ کتابت میں کافی غلطیاں ہیں اور بسا اوقات معلوم ہوتا ہے کہ کاتب نے یہ نسخہ بر عجلت تمام لکھا ہے۔ اس کتاب کے ساتھ دوسنگی کا رسالہ 'ماکول و مشروب' بھی مجلد ہے۔ مخطوطہ لکھنؤ کے نامور طبیب حکیم منظور حسین خاں کی ملکیت رہ چکا ہے اور اسی پر ان کی مہر کندہ ہے۔

••

جناب محمد ظفیر الدین
(دیوبند)

کتب خانہ دار العلوم دیوبند کے اہم طبی مخطوطات

یہ کتب خانہ دار العلوم دیوبند ۱۸۶۶ء مطابق ۱۲۸۳ھ میں بانی دار العلوم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کے ایماء سے قائم ہوا، تاکہ اساتذہ، طلبہ اور دوسرے اہل علم اپنی علمی پیاس بجھا سکیں۔ یہاں مخطوطات کا ذخیرہ بھی اچھا خاصا پایا جاتا ہے، اور اس ذخیرہ میں دوسرے فنون کی طرح طبی ذخیرہ بھی بہت اچھا ہے۔ آج کی اس علمی مجلس میں انہی طبی مخطوطات میں سے چند کتابوں کا تعارف پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے، خدا کرے کچھ کام کی باتیں سامنے آجائیں۔ وہ کتابیں جو خاکسار کے علم میں اب تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئی ہیں، ان میں سے اہم کتابوں کا تعارف پیش کرنا بہت ضروری بھی ہے اور مفید بھی، یوں کتب خانہ دار العلوم دیوبند کے مخطوطات کا تعارف دو جلدوں میں بہت پہلے خاکسار کے قلم سے شائع ہو چکا ہے۔

التحفة السعدية - شرح كليات القانون — بوعلی سینا کی کتاب القانون کی یہ شرح جو تحفہ سعدیہ کے نام سے لکھی گئی ہے، اب تک غالباً طبع نہیں ہو سکی ہے۔ شارح کا نام قطب الدین شیرازی (م ۷۱۰ھ) ہے۔ تاریخ میں پورا نام اس طرح لکھا گیا ہے۔ محمود بن مسعود بن مصلح الفارسی قطب الدین الشیرازی۔ شارح موصوف نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ مجھ سے پہلے اس کتاب القانون کی شرح بارہ ۱۲ نامور علما و اطبا لکھ چکے ہیں اور ان شرحوں کا میں نے بغور مطالعہ کیا ہے، لیکن میں نے محسوس کیا کہ ایک مزید شرح کی اب بھی ضرورت باقی ہے، جس میں جامعیت کی شان ہو، اور کتاب القانون کو پورے طور پر حل کرتی ہو، اور بکھرے ہوئے طبی مسائل کو یہ شرح اپنے اندر سموئے۔ شارح یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس شرح کے لکھتے وقت میں نے پہلی تمام شرحوں کو سامنے رکھا ہے، اور بہت سے مسائل جو خوب واضح نہیں تھے اپنے زمانہ کے نامور علما و اطبا سے ملکر اور بحث کر کے ان کو سمجھنے کی سعی کی ہے۔ تاکہ جو کچھ لکھا جائے وہ سمجھ کر اور پوری بصیرت کے ساتھ لکھا جائے۔ بے سمجھے ہوئے کوئی بات صرف کسی کی تقلید میں نقل نہ ہونے پائے۔

انھوں نے ۶۸۲ھ میں اپنی یہ شرح لکھنا شروع کی تھی، اور ۷۱۰ھ میں جا کر اس کی ان کے قلم سے تکمیل ہوئی، گویا اس شرح پر شارح نے اٹھائیس ۲۸ سال مسلسل محنت کی، جس قدر محنت کر سکتے تھے انھوں نے کی، اپنی فکر و کاوش، پوچھ تاچھ اور بحث و مباحثہ میں کوئی کمی نہیں ہونے دی۔

اس شرح کا جو نسخہ کتب خانہ دار العلوم میں ہے اس کی پہلی دو جلدوں کی ضخامت (۶۴۵) اوراق میں، یعنی

یہ دو جلدیں (۱۲۹۰) صفحات میں پھیلی ہوئی ہیں۔ پھر کمالی یہ ہے کہ ایک ایک صفحہ میں (۴۱) (۲۱) سطریں ہیں۔ خط باریک ہے۔ سنہ کتابت درج نہیں ہے۔ لیکن اندازہ ہے کہ کئی سو سال پہلے کی کتابت شدہ ہے۔ چوتھی اور پانچویں جلدیں بھی کتب خانہ میں قلمی صورت میں موجود ہے۔ چوتھی جلد کی ضخامت (۱۲۰) اوراق، ہر صفحہ میں ۲۱ سطریں۔ پانچویں جلد کی ضخامت (۱۴۲) اوراق ہیں اور ہر صفحہ میں ۲۱ سطریں۔ اس کی تیسری جلد نہیں ہے۔

شرح القانون للمصری — کتاب القانون ابن سینا کی چوتھی قلمی شرح کتب خانہ دارالعلوم میں قطب الدین ابراہیم بن علی المصری (م ۶۱۸ھ) کی تالیف کردہ ہے۔ قطب الدین مصری اپنے دور کے ایک ماہر، ذی استعداد طبیب تھے، موصوف امام فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) کے تلامذہ میں داخل تھے، اور اپنے دور کے بڑے عالموں میں ان کا شمار ہوتا تھا، ان کی یہ شرح بھی قیمتی کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ شارح کا نسلی تعلق مغرب سے تھا، یہ وہاں سے منتقل ہوکر مصر آگئے تھے، اور ایک مدت تک یہاں مقیم رہے۔ اسی وجہ سے المصری کے نام سے مشہور ہوگئے، آخر زمانہ میں خراسان چلے گئے تھے۔ یہیں نیشاپور میں آپ کا قیام تھا کہ وہاں دفعتہً تاتاریوں کا حملہ ہوا، اس حملے میں جہاں دوسرے علماء، صلحاء اور عوام و خواص قتل کیے گئے یہ بھی قتل ہوئے۔ شارح کی متعدد تصنیفات ہیں۔ شرح القانون کا یہ قلمی نسخہ جس نسخے سے نقل کیا گیا ہے وہ ۷۹۰ھ کا لکھا ہوا تھا۔ یعنی شارح کے زمانہ سے قریب تر عہد کا تھا، زیر نظر نسخہ کی کتابت ۱۱۹۶ھ میں ہوئی ہے۔ اس کی ضخامت (۲۱۱) اوراق، اس شرح کی صرف یہی جلد موجود ہے۔ ان کے حالات کے لیے دیکھیے معجم المولفین (ج ۱ ص ۴۷) عیون الانباء فی طبقات الاطباء، ج ۲ ص ۳۰۔

شرح القانون المعروف بشرح جدید — شرح جدید کا زیر نظر قلمی نسخہ بھی کتاب القانون کی ہی شرح ہے۔ شارح کا پورا نام اس طرح ہے۔ محمود بن مسعود بن محمود بن محمد۔ آخر میں مصنف نے صراحت کی ہے کہ یہ شرح انھوں نے ۹۷۳ھ میں مکمل کی ہے۔ گویا یہ کتاب القانون کی پانچویں شرح ہے، جو کتب خانہ دارالعلوم میں قلمی صورت میں پائی جاتی ہے۔ یہ شرح دو جلدوں میں مجلد ہے۔ ہر جلد کی ضخامت دو، دو سو اوراق ہوگی، سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

شرح القانون للجیلانی — کتاب القانون کی چھٹی شرح جو قلمی صورت میں کتب خانہ دارالعلوم میں پائی جاتی ہے، وہ حکیم جیلانی کی شرح ہے۔ جو غالباً چھپ بھی چکی ہے، اس کی تین جلدیں ہیں۔ دو جلدوں کی ضخامت (۴۸۱) اوراق، جلد ثالث کی ضخامت (۲۹۳) اوراق، جلد خامس کی ضخامت (۱۰۳) اوراق، چوتھی جلد نہیں ہے۔

شرح موجز القانون للحکیم ارشد خان الدہلوی — کتاب القانون کی تلخیص علامہ قرشی (م ۶۸۷ھ) نے کی تھی، جس کا ذکر آچکا ہے۔ اس کا نام الموجز رکھا گیا، یہ تلخیص الموسوم بالموجز بھی کافی مقبول ہوئی، اور اس کی بھی بہت

سے علمار طب نے شرحیں لکھیں۔ ان میں ایک شرح علامہ اقصرائی (م ۱۰۷۱ھ) کے قلم سے ہے۔ اس کا بھی قلمی نسخہ موجود ہے۔ مگر چونکہ وہ طبع ہو چکی ہے، اس لیے اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔

اس تلخیص کی ایک دوسری شرح ایک ہندوستانی عالم طب کی جو غالباً ابتک نہیں چھپی ہے اور اس کا قلمی نسخہ کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں پایا جاتا ہے۔ ان ہندوستانی طبیب کا نام حکیم ارشد خان دہلوی (م ۱۲۳۰ھ) ہے۔ جو اپنے زمانہ میں حکیم شفائی کے نام سے مشہور تھے۔ اور فن طب سے بڑا شغف رکھتے تھے جن کا مطالعہ تحقیق اور نظر وسیع اور گہری تھی، اور یہ واقعہ ہے کہ اس شرح کے پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر ذہین اور وسیع المطالعہ تھے۔ یہ پوری شرح چار جلدوں میں ہے مگر کتب خانہ دارالعلوم میں اس کی صرف پہلی تین جلدیں ہیں۔ چوتھی جلد نہیں ہے۔ اس شرح کا نام انھوں نے "الفوائد الشفائیہ" تجویز فرمایا ہے۔ مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں۔

"اردت ان اکتب علیہ شرحا لعبارۃ مالفتہ وبیانات واضحۃ لیصیر القاری لہ مستغنیا عن جمیع الکتب المصنفۃ فی ھذا الفن وسمیتہ، بالفوائد الشفائیۃ" یعنی میں نے چاہا کہ اس کتاب کی ایک شرح سلیس اور عام فہم عبارت میں لکھ دوں تاکہ جو اس شرح کو پڑھ لے، وہ طب کی بقیہ تمام مصنفات سے مستغنی ہو جائے۔ اور میں نے اس کا نام الفوائد الشفائیہ رکھا۔

حکیم ارشد خان دہلوی دہلی میں پیدا ہوئے، یہیں نشو و نما پائی۔ اور اسی شہر میں تعلیم و تربیت سے آراستہ ہوئے اور شہرت حاصل کی لیکن جب احمد شاہ درانی دہلی آیا تو یہ اس زمانہ میں دہلی سے فیض آباد منتقل ہو گئے، فیض آباد میں نواب شجاع الدولہ نے ان کی آمد کو اپنے لئے اور اپنے دیار کے لئے غنیمت جانا اور کافی اعزاز و اکرام کا معاملہ کیا۔

فن طب پر انھوں نے متعدد کتابیں لکھی ہیں صاحب نزہۃ الخواطر نے لکھا ہے "شرح و تعلیقات علی الکتب الطبیۃ" اور چند کتابوں کے نام اور بھی دئے ہیں۔

۱۲۳۰ھ میں حکیم صاحب موصوف نے لکھنؤ میں وفات پائی۔ اور وہیں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ عمر کوئی اسّی سال پائی۔ موجودہ تین جلدوں کی ضخامت (۱۲۱۸) صفحات ہیں، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، سنہ کتابت چوتھی جلد کے اخیر میں ہوگی۔ جو اتفاق سے یہاں موجود نہیں۔ ان کے حالات کے لئے دیکھئے نزہۃ الخواطر ص ۴۲۴/ج ۷۔ شارح کی ایک دوسری تصنیف جراحۃ المعاندین کے نام سے ہے۔ اس پر ایک صاحب نے تنبیہ المجانین کے نام سے نقد کیا ہے، تنبیہ المجانین کا قلمی نسخہ بھی موجود ہے۔

شرح فصول بقراط لابن ابی صادق نیشاپوری۔ فصول بقراط نامی کتاب، کافی مشہور ہے اور طبی دنیا میں

ممتاز مقام رکھتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب مشہور حکیم بقراط (قبل مسیح ۳۵۷) کی طرف منسوب ہے۔ اس کتاب کی شرح پر متعدد علماء طب نے محنت کی ہے۔ اس کتاب میں سات مقالے ہیں اور ہر مقالے میں متعدد فصلیں ہیں، اور ہر فصل میں ایک بیماری اس کے آثار و علامات کا بیان ہے، پھر اس کی دواؤں اور ان کے خواص کی تفصیل ہے۔ بعض علماء کا بیان ہے کہ اس چھوٹے سے رسالہ میں حکیم بقراط کی تمام تصانیف کا نچوڑ آگیا ہے اور علم طب کا کوئی اصولی مسئلہ باقی نہیں رہ گیا ہے۔ اس کتاب کی شرح لکھنے والوں میں ابو القاسم عبدالرحمٰن بن احمد بن ابی صادق نیشاپوری (م ۴۷۰ھ) بھی ہیں، جو علوم طب میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ اور جالینوس کی کتابوں کے شائق تھے۔ اسرار و حکم کی جستجو ان کی فطرت میں داخل تھی۔ فصیح البیان اور بلیغ الکلام ملنے جلنے تھے۔ یہ وہی ہیں جن کا بیان ہے کہ ابن ابی صادق شیخ الرئیس بو علی سینا کے ساتھ رہ چکے ہیں۔ بلکہ ان سے باضابطہ درس لیا ہے۔ اس طرح یہ شیخ کے تلامذہ میں تھے۔

فن طب میں انھوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں ایک کتاب شرح فصول بقراط بھی ہے۔ یہ کتاب سات مقالوں پر مشتمل ہے۔ ہر مقالہ میں بیس پچیس فصلیں ہیں، اور ہر فصل میں الگ الگ بیماریوں اور ان کی دواؤں کا بیان ہے۔ اس طرح پورے طبی مسائل اس میں آگئے ہیں۔

شارح اپنے زمانے میں بقراط ثانی کے نام سے مشہور تھے۔ اس قلمی نسخہ پر سنہ کتابت ۷۰۰ھ درج ہے۔ درج ہے۔ ضخامت (۱۱۲) اوراق یعنی ۲۲۴ صفحات ہیں ہر صفحہ میں ۱۵ سطریں ہیں۔ حالات کیلئے دیکھئے عیون الانباء فی طبقات الاطباء۔ شارح نے اسّی سال سے زیادہ عمر پائی۔

الذخیرة فی المعالجات ۔ یہ کتاب مشہور طبیب ثابت بن قرہ حرانی (م ۲۸۸ھ) کی تصنیف ہے۔ طبقات الاطباء کے مصنف نے لکھا ہے کہ اپنے زمانہ میں علم طب میں یہ اپنا کوئی مماثل نہیں رکھتے تھے۔ ابتدا میں صرافی کا کام کرتے تھے۔ پھر علم کا شوق دامنگیر ہوا، تو صرافی چھوڑ کر پڑھنے لگے۔ اور اپنے وقت کے بڑے طبیب ہو گئے۔ اور ان کی کافی شہرت ہوئی۔ یہ پیدا حران میں ہوئے۔ ان کا سنہ پیدائش ۲۲۱ھ ہے۔ مگر پھر یہ بغداد منتقل ہو گئے، وہیں رہ کر پڑھا لکھا، اور فلسفہ اور علم طب میں کمال حاصل کیا۔ اور مختلف فنون میں بہت ساری کتابیں لکھی۔ منطق، ریاضی، علم نجوم، ہیئت وغیرہ سے بھی بڑی دلچسپی تھی۔ کئی زبانیں جانتے تھے اور ان زبانوں سے عربی میں ترجمہ کا ملکہ تامہ رکھتے تھے، سریانی زبان سے خصوصی شغف تھا۔

انھوں نے علم طب کے مختلف موضوع پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔ ان کتابوں میں ان کی ایک کتاب کا نام "الذخیرہ فی علم الطب" ہے۔ زیر بحث کتاب اس کا قلمی نسخہ ہے۔ مورخین لکھتے ہیں "عالم، حکیم، طبیب، برع فی الطب

والفلسفة، والّف فی انواع من العلم کالمنطق والحساب، والهندسة، والنجوم والهیئة، من تصانیفه الکثیرة الزخیرة فی علم الطب" (معجم المؤلفین ص۱۰۱ ج۳)

صاحب طبقات الاطباء نے لکھا ہے "لم یکن فی زمن ثابت من یماثله فی صناعة الطب ولا فی غیره وله تصانیف مشهورة بالجودة" (عیون الانباء)

یہ کتاب ہمارے کتب خانہ دارالعلوم میں "الذخیرہ فی المعالجات" کے نام سے درج رجسٹر ہے۔ اس کتاب میں اکتیس ۳۱ مقالات ہیں۔ علم طب سے متعلق تمام ضروری چیزوں کو لے کے ان مقالات میں جمع کردینے کی سعی کی ہے۔ ان مقالات میں تمام انسانی امراض اور ان کے علاج کا تذکرہ آگیا ہے۔ یہ نسخہ ۱۱۸۰ھ کا کتابت شدہ ہے۔ ہر صفحہ میں پندرہ سطریں ہیں۔ اور ضخامت ۳۰۴ صفحات ہیں۔ کاتب کا نام میر حسن ہے۔

کتاب المنصوری - کتاب المنصوری کا یہ قلمی نسخہ مشہور طبیب ابوبکر محمد زکریا رازی (م ۳۱۱ھ) کی تصنیف ہے۔ کتاب المنصوری انھوں نے امیر منصور بن اسحاق حاکم خراسان کے نام پر تصنیف کی —— اس کی عبارت بہت چست اور جامع مانع ہے۔ الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں۔ گویا اختصار کے ساتھ معانی کے تمام پہلوؤں کو سمیٹ لینا چاہا ہے۔ پوری کتاب دس مقالات پر منقسم ہے پہلے مقالہ میں طب کے فضائل و فوائد بیان کئے گئے ہیں، اور ساتھ ہی اعضائے انسانی کی شکل و صورت بیان کی گئی ہے۔ اور اس کی تحقیق کی ضرورت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دوسرا مقالہ مزاج انسانی کے پہچان و تعارف اعضاء بدن کی ہیئت پر مشتمل ہے۔ اس میں اخلاط کا بھی بیان ہے کہ کس وقت کون سا خلط غالب ہوتا ہے۔ اور اس کے کیا اثرات ہوتے ہیں۔ استدلال میں بڑی جامعیت ہے۔ تیسرا مقالہ غذاؤں اور دواؤں کی قوتوں کے بیان پر حاوی ہے۔ چوتھا مقالہ حفظان صحت پر ہے۔ پانچواں مقالہ زینت انسانی پر ہے۔ چھٹا مقالہ مسافروں کی تدبیروں کے بیان میں ہے۔ ساتواں مقالہ پھوڑے پھنسی اور زخموں کے سلسلہ کی دواؤں اور علاج پر مشتمل ہے۔ آٹھواں مقالہ زہریلے اثرات اور زہریلے جانوروں کے سلسلہ میں ہے۔ نواں مقالہ ان امراض پر مشتمل ہے جو کہ بدن انسانی میں پیدا ہوتے رہتے ہیں سر سے لیکر قدم تک کے تمام امراض کا تذکرہ ہے۔ اور دسویں مقالہ میں بخاروں کی پہچان اور ان کے علاج کا بیان ہے۔

ان مقالات میں ہر مقالہ متعدد فصلوں میں منقسم ہے، مجموعی طور پر کتاب بڑی جامع ہے۔ یہ مخطوطہ (۲۹۶) اوراق پر پھیلا ہوا ہے۔ گویا یہ چھ سو صفحات کی اچھی خاصی کتاب ہے۔ ہر صفحہ میں پندرہ سطریں ہیں۔ زیر نظر مخطوطہ ۱۰۸۰ھ کا کتابت شدہ ہے۔ مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے عیون الانباء فی طبقات الاطباء ص۳۱۷ ج۱۔

الطب الکلی — اس کتاب کا مصنف ایک مسیحی طبیب ہے۔ اس کا نام ابو سہل عیسیٰ بن یحییٰ الجرجانی (م ۴۰۱ھ) ہے۔ علم طب سے اس کو بڑا شغف تھا، علمی اور عملی دونوں اعتبار سے یہ طب کا ہو کر رہ گیا تھا۔ زبان پر قدرت تھی۔ عبارت سلیس اور فصیح لکھتا تھا۔ خط بھی اس کا پاکیزہ تھا۔ مصنفین کی صف میں یہ کافی شہرت رکھتا تھا۔ جرجان میں پیدا ہوا، اور وہیں نشو و نما کے دن گزارے۔ جب شعور بیدار ہوا تو بغداد جا کر تعلیم کی تحصیل میں مشغول ہو گیا، اور تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد خراسان جا کر بود و باش اختیار کر لی۔ وہاں کے سلطان کے دربار میں جگہ مل گئی، اور اس کا حاشیہ نشین بن گیا۔ عمر کم پائی، یعنی چالیس سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔ مگر پھر بھی کئی کتابیں اس نے لکھیں۔ اور اپنے زمانے کا مشہور طبیب کی حیثیت سے مقبولیت حاصل کی۔ یہ بوعلی سینا کا استاذ تھا۔ لیکن ابن سینا اپنے اس استاذ پر فوقیت لے گئے تھے، اور علم طب کی استاذ سے زیادہ خدمت کی۔

اس مسیحی مصنف کی کتابوں میں الطب الکلی نامی کتاب فن طب میں ایک عمدہ کتاب سمجھی گئی ہے۔ مصنف نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ میری خواہش ہے کہ اپنی اس کتاب میں طب سے متعلق تمام بنیادی مسائل اس طرح یکجا کر دوں کہ اس کا کوئی گوشہ تشنہ باقی نہ رہ جائے۔ تاکہ اس علم سے دلچسپی رکھنے والے اور اس فن کے طالب تمام کلیات طب سے اچھے واقف ہو جائیں۔ اور اس فن میں انھیں پوری بصیرت حاصل ہو جائے۔ ایسی بصیرت کہ اس کی مدد سے دوسرے جزئی مسائل پر خود حاوی ہو جائیں۔ اور پیش آمدہ جزئیات کا حل کرنا ان کے لئے سہل ہو جائے۔

یہ پوری کتاب دو مقالوں پر منقسم ہے۔ پہلے مقالہ میں طب کی بنیادی چیزوں اور ان کی ضرورت و اہمیت کا بیان ہے، اور دوسرے مقالہ میں امراض اور ان کے علاج و معالجہ کی تفصیل ہے۔ طرز بیان بڑی حد تک دلچسپ اور دلنشیں ہے۔ پہلے مقالے میں مصنف نے انتالیس ابواب قائم کئے ہیں۔ اور یہ ابواب (۷۹) اوراق یعنی ۱۵۸ صفحات میں پھیلے ہوئے ہیں۔ دوسرے مقالہ کی ضخامت (۱۷۱) اوراق ہیں۔ یعنی ۳۴۲ صفحات میں یہ مقالہ پھیلا ہوا ہے۔ اس مقالہ میں امراض اور ان امراض کی دواؤں کا بیان ہے۔ ہر ہر مرض کو الگ الگ کر کے بیان کیا گیا ہے۔ اور تمام اعضائے انسانی کی تفصیل الگ الگ دی ہے، کہ ان میں کیا کیا بیماریاں ہوتی ہیں۔ اور ان کا علاج کن دواؤں سے کیا جائیگا۔ الطب الکلی کا یہ قلمی نسخہ ۱۱۰۸ھ کا کتابت شدہ ہے۔ کتابت اچھی ہے، ہر صفحہ میں پندرہ سطریں ہیں۔ مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے الاعلام ج ۵ ص ۲۹۷۔ مصنف کی موت ۴۰۱ھ میں واقع ہوئی۔

المعالجات البقراطیہ — علم طب کا یہ مخطوط ابوالحسن احمد بن محمد الطبری (م ۳۶۶ھ) کا تالیف کردہ ہے۔ مصنف طبرستان کے رہنے والے تھے۔ بڑے عالم و فاضل تھے، علم طب سے بڑا لگاؤ تھا۔ اور اس فن میں مہارت

رکھتے تھے۔ امیر رکن الدولہ کے طبیب خاص تھے۔ ان کی اس کتاب المعالجات البقراطیہ کے متعلق طبقات الاطباء میں لکھا ہے "وھو من اجل الکتب وانفعہا" یعنی طب کی کتابوں میں ممتاز کتاب ہے۔ اور بہت نفع بخش ہے۔ اس کتاب میں امراض اور ان کے علاج کا ذکر بڑی جامعیت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ان کے حالات کے لئے دیکھئے عیون الانباء فی طبقات الاطباء ج ۱ ص ۳۲۱ - الاعلام ج ۲ ص ۱۱۸ - پوری کتاب دس مقالات پر مشتمل ہے۔ ہر مقالہ میں متعدد فصلیں ہیں۔ اور ہر فصل میں کسی نہ کسی بیماری اور اس کے علاج کا ذکر ہے۔ اس کی ضخامت ۳۰۰ اوراق ہیں۔ ہر صفحہ میں ۳۲ سطریں ہیں۔ کتابت غنیمت ہے۔ یہ قلمی نسخہ ۱۰۵۸ھ کا لکھا ہوا ہے۔

مجموعہ خمسہ رسائل سمرقندیؒ — نجیب الدین محمد بن علی بن عمر السمرقندی (م ۶۴۱ھ) ایک مشہور مصنف گزرے ہیں۔ جن کو علم طب میں بڑا دخل اور شغف تھا۔ یہ مجموعہ موصوف کا ہی تصنیف کردہ ہے۔ موصوف امام فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) کے معاصرین میں شمار ہوتے ہیں۔ تاتاریوں کا جب ہرات پر حملہ ہوا تو اور علماء کے ساتھ یہ بھی اس فتنۂ تاتار میں شہید ہو گئے۔

طبقات الاطباء میں لکھا ہے "فاضل بارع" انھوں نے مختلف فنون میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ علم طب میں بھی آپ کی بہت سی کتابیں ہیں۔ قرابادین کبیر اور قرابادین صغیر ان کی مشہور کتاب ہے۔ ان کے حالات کے لئے دیکھئے عیون الانباء فی طبقات الاطباء، ج ۲ ص ۳۱ -

یہ مجموعہ رسائل ۱۰۰ اوراق میں پھیلا ہوا ہے۔ ۱۰۴۰ھ کا کتابت شدہ ہے۔ گویا چار سو سال پہلے اس کی کتابت ہوئی ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۱ سطریں ہیں۔ کتابت عمدہ ہے۔ مصنف کی قرابادین کا قلمی نسخہ بھی کتب خانہ دار العلوم میں موجود ہے۔ جس کی ضخامت (۶۹) اوراق ہیں۔ اور ہر صفحہ میں ۲۱ سطریں ہیں۔ یہ قلمی نسخہ ۱۲۵۰ھ کا کتابت شدہ ہے۔

کتاب الادویۃ المفردۃ موسوم بہ مجربات ابن البیطار — ابو محمد عبد اللہ بن احمد المالقی النباتی (م ۶۴۶ھ) کی کتاب الادویۃ المفردۃ بڑی اہم کتاب ہے۔ یہ کتاب ہمارے کتب خانہ میں مجربات ابن البیطار کے نام سے درج رجسٹر ہے مصنف ابن البیطار کے نام سے علمی دنیا میں شہرت رکھتے تھے۔ مؤرخین ان کو امام النباتیین کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ مالقہ ایک شہر کا نام ہے۔ جہاں یہ پیدا ہوئے۔ اور جہاں ان کی تعلیم و تربیت ہوئی۔ ان کو مالقی وطن کی ہی نسبت کی وجہ سے لکھا جاتا ہے۔ اور نباتی اس لئے لکھتے ہیں کہ نباتات کے بہت بڑے عالم اور طبیب گزرے ہیں۔ جڑی بوٹیوں کی تحقیق و تفتیش اور ان کے تجربہ و مشاہدہ کا ایسا شوق تھا کہ وہ کبھی چین سے بیٹھنا نہیں جانتے تھے۔ بلاد روم اور دوسرے ممالک کا چکر لگایا کرتے، جس کا مقصد ایک ہی تھا کہ جڑی بوٹیوں کا علم رکھنے والوں سے ملاقات ہو۔ ان کے تجربات و مشاہدات سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اور ان کے ذریعہ نباتات کے فوائد معلوم کئے جائیں۔ ان کو یہ بھی معلوم کرنے کا شوق

تھا کہ کونسی جڑی بوٹی کس موسم میں لگائی جائے۔ اور اس موسم کے اس پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ پھر کون سی جڑی بوٹی کہاں اور کس ملک میں پائی جاتی ہے۔ اور اسکے کیا خواص ہیں۔

چنانچہ دوران سفر میں اپنے تمام لوگوں سے ملے جو جڑی بوٹیوں کا تجربہ اور علم رکھتے تھے۔ بلکہ ان کے ساتھ اچھا خاصا وقت گزارا۔ تاکہ ان کے تجربات سے پورا فائدہ حاصل ہو سکے۔ بطور خود جڑی بوٹیوں کے بونے، اگنے کو بھی دیکھا کرتے تھے۔ اور ان کی ماہیتوں کی تحقیق میں کافی وقت صرف کیا کرتے تھے۔

ابن البیطار مالقی ان منزلوں سے گزرنے کے بعد اپنے دور میں فن نباتات کے امام ہو گئے تھے۔ اور علم النباتات کے سب سے بڑے عالم کی حیثیت سے شہرت حاصل کر لی تھی۔ یہ اپنی خوش اخلاقی اور ملنساری میں بھی کافی مشہور تھے۔ جو ان سے ملتا، ان کا گرویدہ ہو جاتا، عوام و خواص ان کے مکارم اخلاق اور جود و کرم سے کافی متاثر تھے۔ دمشق سے باہر انھوں نے نباتات کا ایک باغ لگا رکھا تھا۔ جہاں نباتات کی پرورش کیا کرتے تھے

علم طب میں انھوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں کتاب الادویۃ المفردۃ کو خاص مقام حاصل ہے۔ اس قلمی کتاب میں مصنف نے اپنی پوری صلاحیت صرف کی ہے۔ اس کتاب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ مفرد دواؤں، ان کے فوائد و خواص سے ہر طبیب کے لئے واقف ہونا ضروری ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ دوا ایک جنس ہے، جس کی تین نوعیں ہیں۔ حیوانات، معدنیات اور نباتات۔ اس کتاب میں ان تینوں انواع سے بحث کی گئی ہے۔ زیر نظر قلمی نسخہ کی ضخامت (۱۳۲) صفحات ہیں۔ ہر صفحہ میں ۲۴ سطریں ہیں۔ کتابت اچھی ہے۔ یہ نسخہ ۱۲۳۱ھ کا کتابت شدہ ہے۔ ان کی وفات دمشق میں ۱۲۴۸ء میں ہوئی۔ مصنف عرصہ تک مصر کے دربار شاہی کا طبیب بھی رہا ہے۔ سلطان ملک الکامل ان کا بڑا قدردان تھا۔ پہلے اس کے پاس تھے۔ اس کے انتقال کے بعد قاہرہ آ گئے تھے۔ اور نجم الدین ایوب کے طبیب خاص بن گئے تھے۔ طبقات الاطباء میں ان کا نام اس طرح لکھا ہے "الحکیم الاجل العالم ابو محمد عبد الرحمن بن احمد المالقی النباتی یعرف بابن البیطار اوحد زمانہ و علامۃ وقتہ فی معرفۃ النبات وتحقیقہ"۔ حالات کے لئے دیکھئے عیون الانباء ص ۱۳۳/۲ اور اعلام ج ۴ ص ۱۹۲

شرح فصول بقراط جالینوس۔ فصول بقراط کی ایک تیسری شرح جالینوس کی طرف منسوب ہے۔ اس شرح کا قلمی نسخہ بھی کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں پایا جاتا ہے۔ طبی دنیا میں بقراط کے بعد جالینوس ہی کا نام آتا ہے۔ جالینوس کی پیدائش ۹۵ء کی ہے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ فن طب میں کوئی اس کے برابر نہیں گزرا ہے۔ اس نے اس فن میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں، اور اس فن کے حقائق اور اسرار بیان کئے ہیں۔ ان کا جملہ ہے "ولم یجیٔ بعد من الاطباء من ہو دون منزلتہ و متعلم منہ"۔ اس کی کل عمر ۸۷ سال تھی۔ جس میں ۱۷ سال ان کے بچپن اور پڑھنے میں گزرے، اور پورے ستر سال انھوں نے

بحیثیت معلم اور مصنف کے گزارا ۔ اس کے حالات کے لئے دیکھئے عیون الانبار فی طبقات الاطبار ص۱۷۱ ج۱ ۔

تحریم الدفن جالینوس ۔۔ ایک مختصر قلمی رسالہ "تحریم الدفن" کے نام سے ہے ، اور یہ بھی جالینوس (المتولد ۶۹۵) کی طرف منسوب ہے ۔ دیباچہ میں مصنف لکھتا ہے کہ میں نے اپنے اس رسالہ کو چار مقالوں میں مرتب کیا ہے ۔ پہلے مقالہ میں ان مریضوں کا تذکرہ ہے جن کو بے ہوشی کی وجہ سے مردہ سمجھ کر دفن کر دیا جاتا ہے ، حالانکہ وہ زندہ ہوتے ہیں ۔ ان کی حقیقی موت نہیں ہوتی ۔ دوسرے مقالہ میں ایسے مریضوں کا ذکر ہے جن کو درد القلب کی وجہ سے قرار دیدیا جاتا ہے حالانکہ ان پر بھی حقیقی موت طاری نہیں ہوتی ۔ تیسرے مقالہ میں ان لوگوں کا بیان ہے جن پر زیادہ غم یا زیادہ خوشی کی وجہ سے موت کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے ، حالانکہ وہ بھی مردہ نہیں ہوتے ۔ چوتھے مقالہ میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے ، جن پر زہریلی دواؤں کے استعمال کی وجہ سے موت کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے ۔ اور عوام و خواص اسے مردہ قرار دیتے ہیں ، حالانکہ حقیقتاً وہ مردہ نہیں ہوتے ۔

ان چاروں بیماریوں کی تفصیل اور ان کا علاج بتایا گیا ہے ۔ یہ رسالہ صرف بارہ ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے ۔ اور ہر صفحہ میں ۸ اسطریں ہیں ۔ ۱۱۶۰ھ کا کتابت شدہ ہے ۔ جالینوس کے حالات کے لئے دیکھئے عیون الانبار فی طبقات الاطبار ص۷۱ ج۱ ۔

●●

جناب کاظم علی خاں
(لکھنؤ)

کتب خانہ ناصریہ لکھنؤ کے چند اہم طبّی مخطوطات

لکھنؤ کے دیارِ علم و دانش میں ایسے کئی کتب خانے موجود ہیں جہاں فنِ طب کے بہت سے قدیم مخطوطات ملتے ہیں۔ محلہ دکھیا لکھنؤ میں واقع کتب خانۂ ناصریہ بھی ایک ایسا علمی مخزن ہے جس میں مختلف علوم و فنونِ اسلامیہ کی دس ہزار قدیم و نادر قلمی اور مطبوعہ کتابوں کا گراں قدر علمی سرمایہ دور دور سے آنے والے دانشوروں کو دعوتِ مطالعہ دیتا رہتا ہے۔ کتب خانۂ ناصریہ لکھنؤ میں مخطوطاتِ طب کا بھی ایک ایسا ذخیرہ محفوظ ہے جو اس علمی محفل میں شریک ہونے والے دانشوروں کے لیے دلچسپی کی شے ثابت ہو سکتا ہے۔ یہاں فارسی، عربی اور اردو کے کم و بیش تین درجن قدیم مخطوطاتِ طب اہلِ علم کو دعوتِ تحقیق دینے کے لیے موجود ہیں۔ ان میں قدیم ترین مخطوطہ سلخ محرم ۸۸۸ھ کا مکتوبہ ہے جس کی عمر آج ۱۴۰۴ھ میں ۵۱۶ سال ہو چکی ہے۔

کتب خانہ ناصریہ لکھنؤ کی داغ بیل ناصر الملت مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ کے حقیقی دادا مولانا مفتی سید محمد قلی خان صاحب (متوفی ۱۲۶۰ھ) نے ۱۲۶۰ھ سے قبل اپنی زندگی ہی میں ڈالی تھی۔ مفتی محمد قلی خان صاحب کے فرزند علامہ سید حامد حسین صاحب (متوفی ۱۳۰۶ھ) نے بھی اس کتب خانے کے علمی ذخیرے میں قابل قدر اضافے فرمائے تھے۔ علامہ حامد حسین صاحب کے فرزند ناصر الملت مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ (متوفی ۱۳۶۱ھ) جن کے نام نامی سے کتب خانۂ ناصریہ لکھنؤ کو موسوم ہونے کا شرف حاصل ہے اپنے بزرگوں کے وہ "فخر اسلاف" "خلف" تھے جو اپنے بزرگوں کے جمع کیے ہوئے اس علمی ذخیرے کو ایک نادر الوجود کتب خانے کا پیکر دینے میں

کامیاب ہوئے ناصر الملت کے بعد اُن کے فرزند سعید الملت مولانا محمد سعید صاحب قبلہ (متوفی ۱۹۶۷ء) نے اس کتب خانے کی توسیع و ترقی میں اہم خدمات سرانجام دیں۔ اب ۱۹۶۷ء سے کتب خانہ ناصریہ لکھنؤ کی تعمیر و توسیع کی ذمہ داری کا بار سعید الملت مرحوم کے فرزند روح الملت مولانا سیّد علی ناصر صاحب کے شانوں پر آگیا ہے اور سعید الملت کے سگے بھانجے مولانا سیّد مظفر حسین صاحب طاہر جرولی اس کام میں روح الملت کو اپنا پورا تعاون دے رہے ہیں۔

ہم نے اپنے مقالے کو سردست کتب خانے کے رجسٹر میں مندرج مخطوطاتِ طب تک ہی محدود رکھا ہے اور مطبوعاتِ طب پر روشنی نہیں ڈالی ہے۔ مقالے کے آخر میں ہم نے کتب خانۂ ناصریہ لکھنؤ کے غیر اہم مخطوطاتِ طب کی صرف نشان دہی کر دی ہے اور فقط اہم مخطوطات پر قدرے تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ مقالے میں ہم نے ہر مخطوطے کے عنوان کے بعد قوسین ( ) میں وہ نمبر بھی لکھ دیا ہے جس کے ماتحت وہ قلمی نسخہ کتب خانے کے مخطوطات کے رجسٹر میں درج ملتا ہے۔

۱۔ بازنامہ (۱) [مخطوطے پر اوراق کے نمبر سیاہ روشنائی کے علاوہ پنسل سے بھی درج ہیں اور ہم نے مقالے میں پنسل سے مندرج نمبروں کے حوالے دیے ہیں]۔

رجسٹر میں اس فارسی مخطوطے کا اندراج بہ عنوانِ "بازنامہ" ملتا ہے مگر پشتِ ورق ۱۵ کی عبارت سے انکشاف ہوتا ہے کہ کتاب کا نام "شکاریۂ ایلخانی" ہے۔ مخطوطے میں شکاری پرندوں اور درندوں کے خواص، اُن کے اعضا و جوارح اور اُن کے متعدد امراض و ادویات کا بیان ہے۔ ورق ۱۱ پر مصنف نے اپنے مآخذ کے حوالے دیے ہیں اور آگے اپنے مصادر کا اجمالی تعارف بھی کرایا ہے۔ نسخہ خاصا قدیم ہے اور عجب نہیں کہ یہ غیر مطبوعہ بھی ہو۔

یہ قدرے کرم خوردہ اور مجلد مخطوطہ فارسی زبان میں ہے۔ اس کی ضخامت بیاسی (۸۲) اوراق ہے۔ جلد کی ناپ "۱۰×"۶ (انچ) اور حوض کی ناپ "۷×"۴ ہے۔ مسطر کہیں ۱۱ سطری ہے اور کہیں ۱۲ سطری ہے۔ نسخہ خوش خط نستعلیق میں سیاہ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ کہیں کہیں شنگرفی روشنائی سے عنوانات اور خاتمے کی عبارتیں مرقوم ہیں۔ سر ورق پر مہریں بھی ثبت ہیں اور دستخط بھی ہیں۔ سر ورق پر ۱۱۹۲ھ، ۱۱۹۸ھ اور ۱۲۳۱ھ کے سنین مرقوم ملتے ہیں۔ ان شواہد سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ ۱۱۹۲ھ سے قبل تحریر ہوا ہوگا۔

رجسٹر کتب خانہ اور مخطوطے کے سرِ ورق پر مصنف کا نام موجود نہیں لیکن ورق ۹ کی پُشت نیز ورق ۱۰ کے مندرجات سے انکشاف ہوتا ہے کہ اس مخطوطے کے مصنف کا نام علی بن منصور الحلوائی ہے اور مصنف کے عہدِ شباب میں طغا [؟ طغان] تیمور خان حکمراں تھا۔ قاموس المشاہیر (جلد دوم۔ بدایوں طبع ۱۹۲۶ء ص ۴۵) سے پتا چلتا ہے کہ طغان تیمور خان ایلانی بادشاہوں کے اخلاف میں جُرجان کا حاکم تھا اور ۱۶ ذی قعدہ ۷۵۴ھ [مطابق دسمبر ۱۳۵۳ء] کو وہ قتل ہوا تھا۔ دیباچے میں حمد، نعت اور منقبت میں مصنف کے بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف علی بن منصور الحلوائی شیعہ اثنا عشری عقیدے کا پیرو تھا۔

۲۔ رسالۂ راحۃ الارواح و شفاء الاشباح (۱۲):

یہ مجلّد مگر ناقص الاوّل فارسی مخطوطہ اوسط درجے کے خط میں سیاہ روشنائی سے تحریر ہوا ہے۔ جلد کی ناپ ½۸ × ۵" ہے اور حاشیے کی ناپ ۶" × ۳" ہے۔ تعداد اوراق ۷۰ ہے۔ ترقیمہ نہ ہونے کے باعث مصنف، کاتب یا سنہ کتابت نامعلوم ہے۔ نسخے کے غیر مطبوعہ ہونے کا امکان ہے۔

مخطوطے کے جو اوراق دستیاب ہیں اُن میں سے پہلے ورق پر مندرج عربی عبارت سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ کسی محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں لکھا گیا تھا۔ اب اس مخطوطے کو کس محمد شاہ کے عہد کا مانا جائے یہ سوال اپنی جگہ برقرار ہی رہتا ہے۔

ابتدائی اوراق میں مصنّف کے بیانات سے پتا چلتا ہے کہ یہ علم طب کے سلسلے میں ایک مختصر رسالہ ہے جس میں مختلف امراض اور ان کی دواؤں کا بیان ہے۔ کتاب بہ تفصیل ذیل دس مقالوں پر مشتمل ہے۔

پہلا مقالہ امور طبیعی، غیر طبیعی اور امور خارج از طبیعت کے بیان میں ہے۔ دوسرے مقالے میں تشریح اعضا ہے۔ تیسرے مقالے کا موضوع صحت ہے۔ چوتھے مقالے میں اقسام مرض پر گفتگو کی گئی ہے۔ پانچواں مقالہ نفس کے بیان میں ہے۔ چھٹے مقالے میں امراضِ سر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ساتویں مقالے میں سینے سے زیرِ ناف تک کے امراض کا بیان ہے۔ آٹھواں مقالہ بقیہ اعضا کے بیان میں ہے۔ نویں مقالے میں مفردات ادویہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ دسواں مقالہ مرکبات کے بیان پر مشتمل ہے۔

۳۔ رسالۂ طب (۱۳): یہ مجلد فارسی نسخہ چھبیس (۲۶) اوراق پر مشتمل ہے۔ اس کی جلد کی ناپ "۸ × ۴½" ہے اور حوض کی ناپ "۴½ × ۳" ہے۔ اوسط درجے کے خط میں یہ سیاہ روشنائی سے لکھا ہوا ہے۔ فصلوں کے عنوان اور سرخیاں شنگرفی روشنائی میں ہیں۔ پشتِ ورقِ آخر سے اس کے مصنف و کاتب کا نام شمس الدین بن حسن بن شمس اللہ عاشق معلوم ہوتا ہے۔ مزید یہ انکشاف بھی ہوتا ہے کہ اس مخطوطے کی کتابت سلخ محرم ۸۸۰ھ کو مکمل ہوئی تھی۔

مخطوطے پر مولانا حامد حسین (متوفی ۱۳۰۶ھ) کی مہر ثبت ہے۔ بعض اندراجات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ قدیم قلمی نسخہ تفضیر حسن علی صاحب سے کتب خانۂ ناصریہ کو منتقل ہوا تھا۔ اس مخطوطے کا غیر مطبوعہ ہونا خارج از امکان نہیں۔ اس میں بعض مفردات و مرکبات کے خواص و فوائد کا حال کتب معتبرہ سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے جن میں غلے، گوشت، مچھلی، دودھ انڈے اور پھلوں کے خواص و فوائد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۴۔ سفینۂ خواص الدواب والطیور و دیگر مطالب (۱۴): اٹھارہ اوراق پر مشتمل یہ قدیم کرم خوردہ مجلد مخطوطہ عربی زبان میں ہے۔ یہ خطِ نسخ میں سیاہ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ عنوانات شنگرفی روشنائی میں ہیں۔ اس کی جلد کی "۹ × ۴½" ہے۔ اس میں ترقیمہ موجود نہیں۔ سنہ کتابت نامعلوم ہے۔ ورق اٹھارہ تک نثری متن ہے ورق ۱۹ سے عربی اشعار شروع ہوتے ہیں جن کی پیشانی پر شنگرفی روشنائی سے "للحائری عفی عنہ" درج ہے۔

مخطوطے کی شکل بیاض جیسی ہے۔ اس میں چوپاؤں اور پرندوں کے خواص کا ذکر ہے اور ان کے اعضائے جسم سے تیار ہونے والی دواؤں کا بیان ہے۔ احتمال ہے کہ نسخہ شاید غیر مطبوعہ ہے۔

جلد میں بعض دوسرے موضوعات پر بھی کچھ اجزا موجود ہیں جن میں پتھروں کے خواص اور ان سے بننے والی بعض دواؤں کا بھی ذکر شامل ہے۔

۵۔ رسالہ حدود الامراض (۱۰): عربی زبان کا یہ کرم خوردہ مجلد رسالہ نستعلیق خط میں سیاہ روشنائی سے تحریر ہوا ہے مگر ذیلی عنوانات شنگرفی روشنائی سے مرقوم ہیں۔ جلد کی ناپ "۸ × ۵" نیز حوض کی ناپ "۵½ × ۳" ہے۔ مسطر ۱۲ سطری ہے۔ اوراق کی تعداد ۲۴ ہے۔

اس قلمی کتاب کے کسی مطبوعہ نسخے کا پتا نہ چل سکا۔ حقائق اسرار الطب کے نام سے یہ رسالہ خدا بخش، آصفیہ، رضا، سبحانۃ اللہ اور مڈیکل میں بھی موجود ہے۔

مخطوطے کے ورق ۴ب پر ترقیمہ ہے جس سے اس نسخے کا مندرجہ ذیل مکمل نام معلوم ہوتا ہے:۔

"حدود الامراض سنجری مسمیٰ بحقائق اسرار الطب"

ترقیمے سے یہ بھی علم ہوتا ہے کہ یہ قلمی نسخہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ کو بمقام میرٹھ بہ خطِ کرم علی بن مہر علی تمام ہوا تھا۔ خاتمے پر سیاہ روشنائی کی مہر میں ہدایت علی کا نام ہے اور ۱۲۳۱ھ کا اندراج بھی واضح ہے۔ سرورق کے اندراج سے یہ اطلاع ملتی ہے کہ یہ مخطوطہ شعبان ۱۲۵۰ھ میں ذوالفقار علی مہدی پسر ہدایت علی کی معرفت خریدا گیا تھا۔

پشتِ سرورق کی عبارت بتاتی ہے کہ یہ رسالہ مسعود بن محمد السنجری کی تصنیف ہے۔ مصنف کا بیان ہے کہ وہ حکیم ہے اور وہ مولانا قاسم بن عراق بن جعفر کے ساتھ زندگی کا ایک بڑا حصہ گزار چکا ہے اس نے مولانا قاسم سے کافی استفادہ بھی کیا ہے اسی لئے مصنف نے اس کتاب کو مولانا قاسم کے نام معنون کیا ہے۔ قاموس المشاہیر (جلد اول طبع ۱۹۲۴ ص ۳۶) میں نجم الدین ابوالقاسم جعفر بن موید ساکن حلہ (عراق) متوفیٰ ۶۷۶ھ کا بھی ذکر ملتا ہے جو ابوالقاسم الحلی کے نام سے مشہور تھے۔ ممکن ہے ایسا ہو کہ مصنف نے جن مولانا قاسم کے نام یہ قلمی کتاب معنون کی ہے کہیں وہ مشہور شیعہ عالم ابوالقاسم الحلی ہی نہ ہوں۔ اس قیاس کی تصدیق مزید تحقیق ہی سے ہو سکے گی۔

طب سے متعلق یہ رسالہ تین فنون پر مشتمل ہے اور اس میں امراض، ادویہ اور طبی اصطلاحوں کا بیان ہے۔

۶۔ کتاب طب از قطب الدین (۲۱): فارسی زبان میں یہ مجلد مخطوطہ خاصا ضخیم اور قدیم ہے۔ اوراق کے نمبر مخطوطے پر درج نہیں ہیں۔ رکابوں کا پرانا طریقہ موجود ہے۔ جلد کی ناپ ۵/۲ x ۷/۲ ہے۔ حوض کی ناپ ۳ x ۶ ہے نیز مسطر ۱۳ سطری ہے۔ یہ اوسط نستعلیق خط میں ہے۔ متن کی روشنائی سیاہ ہے مگر عنوانات وغیرہ شنگرفی روشنائی میں ہیں۔ ورقِ آخر کی پشت پر مخطوطے کی تاریخ تکمیل ۱۶ جمادی رجب ۱۲۰۲ھ مرقوم ہے۔ فہرستِ کتب خانہ میں ۲۱۲ھ غلط درج ہوا ہے۔ کتاب علم طب کی تعریف، قواعدِ طب اور امراض و ادویہ وغیرہ کے بیان میں ہے۔ کتاب کے کسی مطبوعہ نسخے کا پتا نہ چل سکا۔

۷ مسئلہ استنشاق الھواء : رجسٹر کتب خانہ میں یہ مخطوطہ درج نہیں ہو سکا ہے۔ یہ قدیم کرم خوردہ اور مجلّد مخطوطہ عربی زبان میں ہے۔ یہ سیاہ روشنائی میں ہے اور اس کا خط نستعلیق مائل بہ شکستہ ہے۔ اس کی جلد "½ ۹ × "½ ۶ ہے، حوض "½ ۷ × "½ ۴ نیز مسطر ۲۲ سطری ہے۔ اس کے اوراق کی تعداد ۳۵ ہے۔

پشتِ ورق ۹ کے مندرجات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سالِ تالیف ۱۲۴۸ھ ہے اور اس کے مؤلف کا نام شیخ علی ہے۔ نظر بظاہر مخطوطے کی جز بندی اور جلد سازی میں اوراق کی ترتیب درست نہیں رہی ہے۔ اوراق کے نمبر اصل کاتب نے نہیں لکھے ہیں کسی نے بعد کو پنسل سے لکھے ہیں۔ کاتب رکابیوں کے پرانے طریقے پر کاربند ملتا ہے۔ اس جلد میں زیرِ بحث موضوع کے علاوہ چند اوراق ایک رسالے کی شکل میں الگ سے شامل ہیں۔ جن میں عنب الثعلب (INAB-US-SAALAB) کے سلسلے میں گفتگو ہے۔

اس مخطوطے میں ہوا اور اس کو ناک میں کھینچنے کے متعلق گفتگو ہے۔ نیز ہواؤں کے متعلق بھی کافی معلومات ہیں۔ اس میں ہواؤں کی آلودگی کے موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ہوا کی آلودگی سے پیدا ہونے والے امراض و علاج کا بھی بیان ہے۔

۸ رسالۂ چوب چینی وغیرہ از قاضی محمد یزدی بن کاشف الدین (۹) : زبان = فارسی مجلد و قدیم کرم خوردہ۔ جلد = "۱۲ × "۸۔ حوض = "۹ × "۵۔ مسطر = ۱۹ سطری۔ خوشخط کتابت۔ سیاہ روشنائی۔ کہیں کہیں شنگرفی روشنائی سے اقتباسات وغیرہ شاہ عباس صفوی کے عہد کی کی تصنیف۔ شاہ عباس صفوی کا دورِ حیات یکم رمضان ۹۷۸ھ سے ۲۴ رجادی الاول ۱۰۳۸ھ تک کی درمیانی مدت کو محیط تھا [بحوالہ قاموس المشاہیر جلد دوم ص ۵۵]

۹ رسالہ در ادویۂ مفردہ (۱۱) : زبان = فارسی۔ مجلد اور بہت زیادہ کرم خوردہ۔ جلد "۱۲ × "۸۔ حوض = "۹ × "½ ۴۔ مسطر = ۲۰ سطری۔ تعدادِ اوراق = ۱۰۔ ترقیمہ ندارد۔ مصنف، کاتب و سنہ کتابت نامعلوم

۱۰ علاج الامراض (۳۰) : [جلد پر نمبر ۳۰ مندرج ہے مگر رجسٹر کتب خانہ میں اندراج نہیں]۔ زبان = فارسی۔ تالیف حکیم شریف خان دہلوی۔ مجلّد و قدیم خط نستعلیق۔ متن کی روشنائی

سیاہ۔ عنوانات کی روشنائی شنگرافی۔ جلد= "۱۳×"۹۔ حوض "۹×"۵ ½۔ مسطر=۲۱ سطری۔ اوراق پوبجزون کا اندراج ہے۔ تعداد اوراق = ۳۰۲۔ پشتِ ورق ۳۰۲ پر ترقیمہ موجود ہے جس سے انکشاف ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ جمعہ ۱۴ ارجب ۱۲۴۵ھ کو مکمل ہوا تھا۔ اس کے مؤلف حکیم شریف خان دہلوی کا سنہ وفات ۱۲۳۱ھ ہے۔ [بہ حوالہ قاموس المشاہیر جلد دوم ص ۱۹] ہٰذا یہ نسخہ اپنے مؤلف کی وفات کے ۱۴ سال بعد کا مکتوبہ ہے۔ کتاب چونکہ چھپی ہوئی مل جاتی ہے لہٰذا مخطوطہ زیادہ اہم نہیں۔

اس کتب خانے میں متعدد ایسے نادر و قدیم مخطوطات موجود ہیں جو دنیا کے کسی دوسرے کتب خانے میں مشکل ہی سے ملیں گے۔ ان نوادر میں ابوجعفر بن حبیب بغدادی (متوفی ۲۴۵ھ) کی کتاب "المنمق" کا وہ قلمی نسخہ بھی شامل ہے جس کی کتابت وفاتِ مصنف سے بارہ سال قبل ۲۳۳ھ میں ہوئی تھی اور آج ۱۴۰۴ھ میں اس مخطوطے کی عمر ۱۱۷۱ سال ہو چکی ہے۔ تیسری صدی ہجری کی طرح کتب خانۂ ناصریہ لکھنؤ میں چھٹی، ساتویں، آٹھویں، نویں، دسویں، گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری کے مخطوطات کی تعداد بھی قابلِ لحاظ ہے۔

اس کتب خانے میں متعدد ایسی کتابیں بھی ملیں گی جن پر سلاطینِ سابق کی مہریں ثبت ہیں۔ ان حکمرانوں میں شاہ جہاں، اورنگ زیب، امجد علی شاہ اور واجد علی شاہ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

اس کتب خانے کے نوادر میں بعض قدیم مطلا و مذہب مخطوطات بھی شامل ہیں جو میناکاری کی صنعت کا قابلِ دید نمونہ ہیں۔

اس علمی مخزن میں بہت سی ایسی قلمی کتابیں بھی ہیں جن کی تصحیح بعض مشہور عالموں نے کی ہے۔

یہاں متعدد ایسی کتابیں بھی موجود ہیں جن پر بعض مشہور عالموں کے قلم کے اضافے یا حاشیے وغیرہ ملتے ہیں۔

اس کتب خانے میں ایسے قلمی کتابیں بھی ملتی ہیں جو نسخۂ مصنف سے نقل ہوئی ہیں۔

کتب خانۂ ناصریہ لکھنؤ کے مختصات میں وہ مخطوطات بھی شامل ہیں جو خود مصنف کے تصحیح کردہ نسخے سے منقول ہیں۔

یہاں ایسے مخطوطات بھی ہیں جن پر مصنف کے قلم کی تحریریں پائی جاتی ہیں۔

کتب خانۂ ناصریہ لکھنؤ کے علمی سرمائے میں بعض ایسے قدیم و نادر مخطوطات بھی شامل ہیں جو بہ خطِ مصنف لکھے گئے ہیں۔

پروفیسر حکیم سید محمد کمال الدین حسین ہمدانی
چیرمین شعبہ کلیات
اجمل خان طبیہ کالج، مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ

جلالی کلیکشن کے چند نادر طبی مخطوطات

جلالی ضلع علی گڑھ میں میرے جدامجد حکیم سید شاہ خیرات علی ہمدانی (۱۲۲۰ھ) کا جمع کردہ قدیم طبی کتب کا ایک گرانقدر ذخیرہ موجود ہے، جس میں چند اہم مخطوطات ایسے ہیں جو ہنوز طبع نہیں ہوئے۔ ان مخطوطات کا تعارف پیش خدمت ہے۔

۱۔ معدن تجربات :۔ یہ بزبان فارسی علم طب کی ایک جامع و مستند قرابادین ہے اور ضروریات مطب کے لحاظ سے ایک گرانقدر طبی کشکول ہے۔ یہ قدیم مستند طبی تصانیف کا ایک نادر خلاصہ اور بے نظیر لب لباب ہے۔ اس کتاب کا تعارف مصنف نے مقدمہ کتاب میں حسب ذیل الفاظ میں پیش کیا ہے۔

"اما بعد فقیر حقیر محمد مہدی بن محمد جعفر طبیب بن محمد حسن طبیب عرض میدارد کہ اکثر نسخہائے مرکبات وغیرہ از کتب معتبرہ و مجربات حکمائے قدیم و جدید متفرق بودند خواست کہ اینہارا جمع کردہ در سلک تحریر در آرد تا خلائق از منتفع شوند و محتاج بقرابادینات، و مرکبات بفضل ایزد کارساز صورت انتظام یافت۔ الخ

معدن تجربات کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کتاب مندرجہ ذیل مصنفین اور مصنفات سے ماخوذ ہے۔

اسمعیل جرجانی، بحر الجواہر، نفیسی، شیخ الرئیس، صاحب ذخیرہ صاحب مفتاح الطب، صاحب ریاض، صاحب تحفہ، میر مومن، جامع ابن بیطار، تقویم الصحۃ، صاحب الفاظ، حاوی، زبدہ، جامع بحر المنافع، صاحب مختار، عماد الدین محمود، کناش محمد زکریا، حکیم کمال الدین حسین شیرازی، قادری، حکیم محمد باقر، محمد بیگ یزدی طبیب، کامل الصناعت، قرابادین معصومی، تلانسی، غنی امتی،

جالینوس، تحفۃ المومنین، شفاء الاسقام، معالجات ابقراطیہ وغیرہ۔

مذکورہ مصادر و مراجع کی رو سے کتاب معدن تجربات کی طبی افادیت واضح ہو جاتی ہے نیز مصنف کتاب حکیم میر محمد مہدی کی مہارت فنی اور وسعت نظری بھی آشکار ہو جاتی ہے۔

کتاب معدن تجربات دو مقالوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقالہ اوّل چار رسالوں پر مشتمل ہے

رسالہ اوّل:۔ مقدمات و تراکیب ادویہ و طریق احراق و تکلیس و مدبر کردن و مشوی نمودن و کشتن فلزات وغیرہ۔ **رسالہ دوم:۔** در تحقیقات آسامی مرکبات بترتیب حرف تہجی۔ **رسالہ سیوم:۔** در تحقیقات آسامی الفاظ کہ مصطلح اطباء است۔ **رسالہ چہارم:۔** در تدبیرات مزور یہ وادویہ تمانیہ کثیر المنفعت۔

مقالہ دوم:۔ در مرکبات بترتیب حروف تہجی موسوم بہ مرکبات معدنی۔

خاتمہ:۔ یہ تین فصول پر مشتمل ہے۔

فصل اوّل:۔ در اوزان و مقادیر۔ **فصل دوم:۔** در بیان غذاہائے کہ مصطلح اطباء است۔ **فصل سوم:۔** در ابدال و مزاج و خواص ادویہ مفردہ بترتیب حروف تہجی۔

مذکورہ فہرست کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ علم الادویہ پر یہ ایک منتخب و مستند کتاب ہے اور جملہ قرابادینی موضوعات پر حاوی ہے۔ بالفاظ دیگر یہ کتاب علم الادویہ پر ایک انسائیکلوپیڈیا ہے۔

سنہ تصنیف:۔ اس کتاب کا اس کے نام معدن تجربات سے اخذ کیا گیا ہے۔ یہ اس کتاب کا تاریخی نام ہے جیسا کہ مصنف نے مقدمہ میں واضح فرمایا ہے ——— "برین کتاب کہ موسوم بر معدن تجربات و استخراج اعداد سال ہم از ان میگردد" الیس، اس بنا پر اس کتاب کا سن تصنیف ۱۱۷۰ھ/ ۵۶-۱۷۵۷ء ہے۔

کاتب و تاریخ کتابت:۔ اس نسخہ کے کاتب حکیم سید نقی علی ابن سید ہادی علی ساکن قصبہ جلالی ضلع علی گڑھ ہیں جیسا کہ ان کی تحریر سے واضح ہوتا ہے جو آخر کتاب میں ہے ———

"تمت تمام شد نسخہ معدن تجربات بید العبد المذنب سید نقی علی ابن سید ہادی علی جلالوی غفرلہ بنا بر پاس خاطر قبلہ و کعبہ سید تقی علی صاحب بتاریخ ۸ ربیع الاوّل ۱۲۶۱ھ فقط"۔

یہ نسخہ آگرہ میں نقل کیا گیا ہے جیسا کہ کاتب صاحب کے اس جملہ سے واضح ہوتا ہے ـــــــ

"کتاب معدن تجربات مرتبہ حکیم سید نقی علی ابن سید ہادی علی بپاس خاطر سید تقی علی برادر حقیقی ۸ اربیع الاول سنہ ۱۲۶۶ھ بمقام اکبرآباد (آگرہ) جمع کردہ صورت اتمام یافت۔

کیفیت :۔ اس کتاب کے عناوین اور ضمنی سرخیاں سرخ روشنائی سے لکھی گئی ہیں۔ قلم جلی اور کتابت معمولی ہے۔ کتاب کرم خوردہ ہے کہیں کہیں الفاظ اور جملے کرم خوردہ ہو کر غائب ہیں صفحہ ۱۷۵ تا ۱۹۲۔ بادامی کاغذ کا جوڑ لگا یا گیا ہے جس کی بنا پر ان صفحات کی عبارت ناقص ہے جسے دیگر نسخوں کی مدد سے مکمل کیا جا سکتا ہے جو ہندوستان کے دیگر کتب خانوں میں موجود ہیں۔

ضخامت :۔ یہ کتاب ۶۹۲ صفحات پر مشتمل ہے اس کی لمبائی ۱۰ ½ انچ اور چوڑائی ۷ ½ انچ ہے۔

معدن تجربات کے دیگر نسخے :۔

۱۔ معدن تجربات کا ایک مکمل نسخہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔ یہ نسخہ دو جلدوں میں مجلد ہے۔ جلد اوّل ۱ تا ۲۲۴ اوراق پر اور جلد دوم ۲۲۵ تا ۴۵۲ یعنی ۲۲۸ اوراق پر یعنی کل ۴۵۲ اوراق پر مشتمل ہے۔ یہ نسخہ بھی جگہ بہ جگہ کرم خوردہ ہے۔ میں نے اس نسخہ کو بنظر خود دیکھا ہے۔ اس کے کاتب رستم علی بلگرامی ہیں سنہ کتابت درج نہیں ہے۔ لیکن یہ نسخہ بارھویں صدی ہجری کا معلوم ہوتا ہے۔

۲۔ معدن تجربات کا وہ حصہ جو قرابادین سے متعلق ہے اور قرابادین معدن کے نام سے موسوم ہے کتب خانہ اجمل خاں طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں موجود ہے یہ ۲۵۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۔ معدن تجربات کا وہ حصہ جو ادویہ مفردہ سے متعلق ہے۔ اس کا ایک نسخہ مولانا آزاد لائبریری مسلم لائبریری یونیورسٹی علی گڑھ اور دوسرا نسخہ حکیم سید ظل الرحمٰن صاحب کے پاس موجود ہے۔

حکیم محمد مہدی اکبر آبادی نے معدن تجربات کے علاوہ علم ادویہ سے متعلق دو کتابیں اور تالیف فرمائی ہیں جو بصورت مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں موجود ہیں۔

۱۔ **مفردات ہندیہ (بزبان فارسی) :** اس کتاب میں آپ نے دواؤں کے افعال خواص بہ لحاظ حروف تہجی ترتیب دیے ہیں اس میں بعض ایسی ہندی جڑی بوٹیوں کے افعال و خواص بھی موجود ہیں

جو مفردات سے متعلق دیگر کتب میں نہیں ملا مثلاً اتالو، امل بید، ارنی، امرت پھل، پچنڈا، ارداس، راشا، بیدا سہاگن، بھجہ، سہدیوی وغیرہ۔ یہ مخطوطہ ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۔ **شرح ادویہ ہندیہ** (اسامی الادویہ): یہ رسالہ بھی فارسی زبان میں تصنیف کیا ہے اور یہ ادویہ متعارفہ پر حاوی ہے۔ اسمیں آپ نے ادویہ کے ہندی ناموں کی وضاحت فرمائی ہے اور ان کے فارسی مترادف نام بھی درج فرمائے ہیں اور یہ ادویہ کے خواص بھی اس میں درج ہیں۔ اسامی الادویہ کی تحقیق کے سلسلہ میں یہ ایک نادر رسالہ ہے۔

معدن تجربات، مفردات ہندیہ اور شرح ادویہ ہندیہ کے مطالعہ کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ حکیم محمد مہدی نے علم الادویہ پر تحقیق عمیق کی ہے اور جملہ متقدمین کی مستند کتب کا احاطہ فرمایا ہے۔ اور علم الادویہ سے متعلق ایک نادر ذخیرہ بزبان فارسی ان کتب میں پیش کر دیا ہے۔ ان کتب کے تراجم بزبان اردو بھی ضروری ہیں تاکہ اردو داں طلباء و اطباء بھی اس نادر ذخیرۂ علم الادویہ سے فیضیاب ہو سکیں۔

حکیم محمد مہدی نے علم طب پر مجموعی حیثیت سے ایک نہایت جامع اور ضخیم کتاب بنام "مخزن اسرار اطباء" بزبان فارسی تالیف فرمائی ہے جو علم طب کے مختلف شعبوں کلیات و معالجات وغیرہ پر مشتمل ہے اس کتاب میں بھی آپ نے جملہ متقدمین کی کتب سے استفادہ فرمایا ہے۔ کتاب کے نام سے سال ۱۱۰۲ھ اخذ کیا گیا ہے۔ اس کے نسخے آصفیہ اور خدابخش لائبریری میں موجود ہیں۔ آصفیہ کا نسخہ مکمل لیکن خدابخش کا نسخہ نامکمل ہے۔ خدابخش کے نسخے کا ہینڈ لسٹ نمبر ۵۰۰۱ اور کیٹلاگ نمبر ۱۰۰۱ ہے۔ اس پر حکیم مظفر حسین ابن مسیح الدولہ لکھنوی کی تحریر اور مہر "براعلائے دیں شد مظفر حسین" ۱۲۷۰ ثبت ہے۔ اوراق کی تعداد ۲۲۱ اور ہر صفحہ میں ۲۵ سطریں ہیں۔ اس کتاب کا ترجمہ بھی بزبان اردو ضروری ہے۔

۲۔ احوال الجواہر

جواہر و فلزات پر یہ رسالہ محمد بن منصور نے بزبان فارسی تصنیف کیا ہے۔ یہ رسالہ سلطان ابوالنصر حسن کی فرمائش پر لکھا گیا۔

منصور بن محمد کی ایک تصنیف کتاب التشریح کا ذکر ایڈورڈ جی براؤن نے اوبین میڈیسن میں کیا ہے (جس کا اردو ترجمہ حکیم سید علی احمد نیر واسطی نے طب عرب کے نام سے کیا اور یہ ترجمہ لاہور سے ۱۹۵۴ء میں شائع ہوا ہے) اس کے صفحہ ۱۲۱ پر منصور بن محمد کی کتاب التشریح کا ذکر موجود ہے جو ۱۳۹۶ء میں لکھی گئی۔

رسالہ احوال الجواہر ایک مقدمہ اور دو مقالات پر مشتمل ہے۔

مقدمہ :- در مواد اجسام معدنی و کیفیت تکون ایشان و امور متعلق بآن۔

باب اوّل :- در دُر۔ باب دوم :- در یاقوت۔ باب سوم :- در زمرد۔ باب چہارم :- در زبرجد۔ باب پنجم :- در الماس۔ باب ششم :- در عین الہر۔ باب ہفتم :- در لعل۔ باب ہشتم :- در فیروزہ باب نہم :- در بازہر (زہر مہرہ) و سائر احجار متکونہ در حیوانات۔ باب دہم :- در عقیق۔ باب یازدہم :- در اشباہ یاقوت باب دوازدہم :- در جزع باب سیزدہم :- در مقناطیس باب چہارم :- در سنبادہ (سنباذج) باب پانزدہم :- در دہنہ باب شانزدہم :- در لاجورد باب ہفدہم :- در مرجان باب ہشدہم :- در یشم (یشب) باب نوزدہم :- در بلور باب بستم :- در جست۔

خاتمہ :- در احوال جواہر متفرقہ و نسبت جواہر بایکدیگر۔

مقالہ دوم :- در فلزات و در دو ہفت باب است و خاتمہ

باب اوّل :- در طلا۔ باب دوم :- در نقرہ۔ باب سوم :- در مس۔ باب چہارم :- در قلعی۔ باب پنجم :- در اسرب۔ باب ششم :- در آہن۔ باب ہفتم :- در خارصینی۔

خاتمہ :- در مرکب از فلزات و نسبت اشیا بایکدیگر۔

ضخامت :- اوراق ۶۷۔ آخر چند اوراق غائب ہیں۔ لمبائی ۱۶ انچ، چوڑائی ساڑھے ۱۲ انچ قلم جلی اور عناوین سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ حاشیہ سنہری مخطوط دیدہ زیب ہے۔

تحقیق سے معلوم ہوا کہ رسالہ احوال الجواہر محمد بن منصور نے مآثر دولت عباسیہ سلطان ابونصر بہادر کی فرمائش پر لکھا۔ سلطان ابونصر حسن بیگ معروف بہ اوزون حسن وہ سلطان تھا کہ جس نے آق قوینلو خاندان کی بنا ڈالی جس کی حکومت $\frac{\text{۸۷۳ھ}}{\text{۱۴۶۸ء}}$ تا $\frac{\text{۸۸۲ھ}}{\text{۱۴۷۵ء}}$ جاری رہی (ملاحظہ ہو لغت نامہ دہخدا فارسی)۔

احوال الجواہر کا ایک مکمل مخطوط خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔ یہ نسخہ شفاء الملک حکیم مظاہر احمد صاحب کے کتب خانہ سے حاصل کیا گیا ہے۔ جن کی حسب ذیل تحریر اس نسخہ کے سرورق پر ہے۔

"تالیف سید الحکماء امیر صدر الدین محمد الشیرازی الشہید سنہ ۹۰۳ھ بن میر غیاث الدین منصور الشیرازی۔

والاستاذ الشہیر خاتم الحکمار غوث العلمار الامیر غیاث الدین منصور الشیرازی المتوفی ۹۴۸ھ یہ تحریر محل النظر ہے۔ اس نسخہ کے آخر میں صفحہ ۱۸ پر تحریر ہے:

اختتام۔ کتبہ علی سبیل الاستعجال ھذا الکتاب الموسوم بجواھر یوم الخمیس سنہ خمس وتسعمائہ ھجریہ من مصطفویہ علیہ السلام۔

اس تحریر سے واضح ہے کہ یہ نسخہ بروز جمعرات ۹۰۵ھ میں اختتام پذیر ہوا۔

احوال الجواہر، جواہر نفیسہ وفلزات کے متعلق ایک نہایت مختصر جامع اور مفید رسالہ ہے اس میں جواہر و فلزات کے احوال وخواص اور استعمالات پر روشنی ڈالی گئی ہے مزید برآں ان کے معدن کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ علم طب وطب کیمیاوی کی رو سے یہ رسالہ نہایت گرانقدر ہے اور علم طبقات الارض یا معادن جواہر و فلزات کے متعلق مصنف کے علم کو واضح کرتا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ اس کا ترجمہ زبان اردو میں شائع کیا جائے تاکہ طلبار واطبار کو اس سے فائدہ پہنچے۔

۳- فوائد المجربات

یہ رسالہ حکیم قاضی رحم علی صاحب ساکن بلرام تحصیل کاسگنج ضلع ایٹہ کا تالیف کردہ ہے۔ یہ رسالہ آپ نے نصرت خاں ومحمور خاں بنگش کی فرمائش پر بزبان فارسی تصنیف فرمایا اور متعدد کتب معالجات سے استفادہ فرمایا۔ آپ نے متعدد مشاہیر حکمار کے مجربات حاصل فرمائے اور ذاتی تجربات کے بعد جملہ مجربات کا اور اکثر امراض کے نسخے از سرتاپا ترتیب دیے۔

اس کتاب کے دیباچہ میں حکیم قاضی رحم علی صاحب ارقام فرماتے ہیں ——— امابعد عرض میدارد کہ بندہ ہیچمدان حکیم قاضی رحم علی ولد قاضی عتیق اللہ بن قاضی نصر اللہ از اولاد حضرت خواجہ جنید بغدادی متوطن قصبہ بلرام سرکار کول (علی گڑھ) مستقر الملک اکبرآباد (آگرہ) از حکمائے دہر وعلمائے صاحب علم وعاقلان صاحب عقل کہ نیز از چند سال بخدمت حکمائے شاہجہان آباد فیض اندوزی میداشت از سبب توجہ آن صاحبان چیزے دریں فن حصول نمودہ در وطن خود لبدمی سال آمدہ اشتغال مواظبت مینمودم واکثر موافق استعداد خود در علاج مرضان میکوشیدم ہمدران وقت از اوقات بخدمت خانصاحب بلند اقبال فخر النبال صاحب شجاع نالاقار معدن سخاد ظفر غمخوار

دردمندان از دل و جان خانم ہربان نصرت خان ولد خان صاحب دقبلہ حاتم زمانہ نیخ معمور خان بنگش سلمہ اللہ اتفاقیہ ملازمت نمودم ارشاد فرمود کہ چندے نسخہائے از مجربات حکمار متقدمین و متاخرین در دفع ہر مرض چیزے مختصر ترجمع باید نمود کہ وقت حاجت بکار آیند بموجب فرمائش آں والا منزلت ایں رسالہ راحقیر از کتب ہائے حکمائے مذکور راجع نسخہائے مجرب دیدہ و در تجربہ بندہ آمدہ بود وازیں رسالہ بر دو باب و چند فصل مرتب ساختہ و نام ایں رسالہ فوائد المجربات نہادہ۔

فہرست فوائد المجربات۔

باب اوّل :۔ در نبض و قارورہ - باب دوم :۔ در بیان امراض یہ پچاس فصول پر مشتمل ہے۔

مذکورہ کتاب کے خاتمہ پر حسب ذیل عبارت درج ہے :۔

تمام شد کتاب فوائد المجربات من تصنیف حکیم قاضی رحم علی بتاریخ دہم ماہ رجب المرجب ۱۲۵۶ھ ہجری بروز شنبہ بمقام قصبہ اٹیر در پلٹن مہاراج کرنل جاکوب صاحب بہادر۔

مذکورہ کتاب ۵۲ اوراق پر مشتمل ہے۔

یہ کتاب مطب کے طرز پر لکھی گئی ہے۔ اس میں امراض بدن انسانی سے متعلق مفید و مجرب نسخہ جات مشاہیر اطبار اور ان کے مصنفات سے حاصل کئے گئے ہیں۔ اور اس بنا پر ضروریات مطب کے لئے یہ ایک نہایت مفید اور گراں قدر انتخاب ہے۔ یہ کتاب زبان فارسی میں ہے اگر اس کا ترجمہ زبان اردو زبان میں شائع کیا جائے تو اردو داں طلبار اور اطبار دونوں کے واسطے مفید ہوگی۔

آخر میں صفحہ ۵۲ تا ۹۹ اوراق پر مشاہیر اطباء کے مجربات مختلف امراض کے متعلق درج ہیں جن اطبار کے مجربات کا انتخاب حکیم قاضی رحم علی صاحب نے فرمایا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

حکیم علوی خاں، حکیم ذکار اللہ خاں، حکیم میرن صاحب فیروز آبادی، مولوی صادق علی، حکیم محمد اعظم، حکیم وارث علی خاں دھولپوری، حکیم مظہر علی، حکیم امام بخش اکبر آبادی۔

اس بیاض کا آخر ناقص ہے۔ اس کتاب کے سرورق پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔

"جائزہ واقع تاریخ بست و چہارم ماہ رمضان المبارک ۱۲۷۷ھ ہجری مطابق چہارم ماہ اپریل ۱۸۶۱ء" اس عبارت کے ذیل میں نوازش حسین کی مہر ۱۲۷۷ھ کی ثبت ہے، جس کے ذیل میں دستخط میں

نوازش حسین عفی عنہ ۔ خط شکستہ ہے ۔ عناوین سرخ روشنائی سے اور باقی عبارت سیاہ روشنائی سے لکھی ہے ۔ تقطیع حسب ذیل ہے ۔

لمبائی ۸ ½ انچ ، چوڑائی ۶ انچ

چونکہ نسخہ کرم خوردہ ہے لہذا الفاظ کہیں کہیں غائب ہیں اور پڑھنے میں نہیں آتے ۔

۴۔ شافی الاوجاع

یہ مخطوطہ ناقص الطرفین ہے اس بنا پر مصنف کے نام کا علم نہ ہو سکا۔ یہ معالجات پر ایک نادر مستجر رسالہ ہے جس میں جملہ امراض انسانی کے اسباب و علامات اور علاج نہایت اختصار کے ساتھ مختلف خانوں میں پیش کئے گئے ہیں ۔ معالجات کے بیان میں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں غرباء اور امراء کے لئے علاجات جداگانہ درج کئے گئے ہیں ۔ حاشیہ سنہری کاورنگین کاغذ سبز اور عناوین سرخ ہیں ۔ تعداد اوراق ۴۵ پیمائش ۱۰×۸ انچ

۵۔ بیاض حکیم سید شاہ خیرات علی ہمدانی

یہ ایک ضخیم قلمی بیاض ہے جو حکیم سید شاہ خیرات علی ہمدانی ہی کی تحریر کردہ ہے ۔ اس میں حکمائے متقدمین کے معمولات و تجربات کا انتخاب ہے ۔ ہر صفحہ پر بعض نسخے سیدھے بعض ترچھے تحریر کئے گئے ہیں ۔ جملہ نسخہ بزبان فارسی تحریر کئے گئے ہیں ۔ اس بیاض پر سید شاہ خیرات علی ہمدانی الجلالوی کے دستخط مر ورق پر ہیں ۔ یہ بیاض آپ کے خاندانی اطباء حکیم سید بہاء الدین حسینی ، حکیم سید جعفر حسینی ، حکیم سید زائر حسینی ، حکیم سید شجاع الدین حسینی (اوّل) حکیم سید فخر الدین حسینی ، حکیم سید کمال الدین حسینی (اوّل) ، حکیم سید ضیاء الدین حسینی ، حکیم سید محمد ریاض الدین حسینی کے معمولات میں شامل رہی ہے اور اب آپ کے فرزندان حکیم سید محمد کمال الدین حسینی اور حکیم سید محمد شجاع الدین حسینی اس بیاض سے استفادہ کرتے ہیں ۔

۶۔ اصول علاج

یہ رسالہ حکیم سید بہاء الدین حسینی ابن حکیم سید شاہ خیرات علی ہمدانی رح کا تصنیف کردہ بزبان فارسی ہے ۔ آپ علم جفر میں بھی مہارت کامل رکھتے تھے ۔ حکیم واجد علی موہانی نے کتاب مطلع العلوم و مجمع الفنون بزبان فارسی میں آپ کی مدح فرمائی ہے ۔

••

جناب میر کرامت علی
حیدرآباد

آصفیہ کے مخطوطات

آندھرا پردیش گورنمنٹ اورینٹل مینسکرپٹس لائبریری اینڈ ریسرچ انسٹیٹیوٹ سابق میں اسٹیٹ آرکائیوز آندھرا پردیش کا ایک صیغہ تھا۔ ۱۹۷۵ء میں اس صیغہ کو ایک علیحدہ نظامت میں تبدیل کردیا گیا اور اسٹیٹ سنٹرل لائبریری (کتب خانہ آصفیہ) کے زائد از سترہ ہزار قیمتی و نادر مخطوطات ۷۔ ۸۔ ۵۔ کی تحویل میں دے دیئے گئے۔

حکومت آندھرا پردیش طب یونانی پر ایک کروڑ ۲۳ لاکھ ستر ہزار روپے سالانہ خرچ کرتی ہے۔

یہ سترہ ہزار مخطوطات ۷۴ فنون میں منقسم ہیں۔ ان میں طب یونانی پر زائد از ۵۰۰ مخطوطات اردو عربی و فارسی زبانوں میں ریسرچ اسکالرس کے استفادہ کے لیے دستیاب ہیں۔

طب یونانی کے مخطوطات کی زبان وار تعداد حسب ذیل ہے۔

عربی ۳۰۹، فارسی ۱۶۸، اردو ۱۱، اسطرح ۴۸۸ مخطوطات ہیں۔ اور فن جدید کے تحت تقریباً ۱۰۰ مخطوطات السنہ مذکورہ میں دستیاب ہیں۔ ان قیمتی و نادر مخطوطات میں سے چند مخطوطات کا اس مقالہ میں مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

۱۔ جوامع الجالینس و فصول بقراط مصنفہ حُنین بن اسحاق متوفی ۲۶۴ھ

ہماری اس لائبریری کا یہ سب سے قدیم نسخہ جو عربی زبان میں ہے۔ اس مخطوطہ کا نمبر ۶۸ طب یونانی ہے۔ یہ ماہ شعبان ۵۲۷ھ میں کتابت کیا گیا۔ اس میں دو رسالے ہیں۔ یعنی جوامع الجالینی

اور فصول بقراط۔ اس میں چند اوراق آب رسیدہ ہیں۔ یہ عربی میں واضح خط میں مکتوب ہے۔ یہ بڑا قابل قدر و تحقیق طلب نسخہ ہے جس سے استفادہ حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ ۸۷۷ سالہ یہ نسخہ ۲۱۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۔ خواص الادویۃ المفردہ (طب یونانی نمبر۔۶۶)

یہ نسخہ عربی زبان میں ہے۔ مخطوطہ کا پہلا صفحہ موجود نہیں ہے۔ غالباً یہ ابوالصلت امیہ بن عبدالعزیز الاموی المتوفی ۵۲۹ھ کی تصنیف ہے۔ یہ مخطوطہ انیون کی خواص سے شروع ہو کر یہ پر ختم ہوتا ہے یعنی یہ نسخہ بلحاظ حروف تہجی مرتب ہے۔ بخط حنظلہ بن عبداللہ ختنی الشیخ الامیر ولی الدین ابوالفضل یحیٰی بن المقلد بن سلطان بتاریخ ۲۱ صفر ۵۹۳ھ لکھا گیا۔ اس طرح طب یونانی کے جملہ مخطوطات جن کی تعداد ہمارے یہاں ۵۰۰ سے زیادہ ہے اس میں یہ مخطوطہ دوسرا قدیم نسخہ ہے جو ۸۱۱ سالہ قدیم ہے۔ اس مخطوطہ میں جملہ (۴۵) اوراق ہیں جن میں مفردہ ادویہ کے خواص بیان کئے گئے ہیں۔ اس کی قدامت ہی اس کی بڑی اہمیت ہے

۳۔ طبِ محمود شاہی، ترجمہ ویاگ بھٹ سنسکرت (طب یونانی نمبر۔۱۸۱)

یہ ایک نہایت ہی قیمتی قدیم و نایاب۔ نادر الوجود نسخہ بزبان فارسی ہے۔ اصل سنسکرت کتاب مسمّی "ویاگ بھٹ" کا فارسی ترجمہ ہے۔ اس کتاب کا دیباچہ وغیرہ نہیں ہے اور سن کتابت اور نام کاتب بھی نہیں ہے۔ البتہ باب دہم علاج زحیر یعنی پیچش کے مطالعے سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب ۹۷۳ھ سے قبل لکھی گئی ہوگی۔ اس طرح یہ کتاب ۴۲۱ سالہ قدیم ہے۔ اس کتاب کے تین حصے ایک ساتھ مجلد ہیں دوسرے حصہ کے پہلے صفحہ پر حکیم سید محب حسین صاحب کی حسب ذیل تحریر نوشتہ ہے۔

"باب دوم کتاب محمود شاہی ترجمہ ویاگ بھٹ طب محمود شاہی نادر الوجود ترجمہ ویاگ بھٹ از کتاب خانۂ محمود شاہ بہمنی حسب الحکم شاہ مذکور ترجمہ است"۔

یہ مخطوطہ خوش خط بہ جدول طلا ہے۔ اس میں چار مقالے ہیں۔ مقالہ اول وجہ تالیف

کتاب۔ دوم تشریحِ جسم۔ سوم ادویہ شناسی۔ چہارم تشخیصِ امراض۔ حصہ اول ورق نمبر ۱ تا ۱۱۵۔ حصہ دوم ۱۱۶ تا ۲۲۷۔ حصہ سوم ۲۲۸ تا ۳۴۰ ورق۔

۴۔ معالجاتِ بقراطیہ

اس کتب خانہ میں معالجاتِ بقراطیہ کے تین نسخے ہیں۔ نظامیہ طبیہ کالج حیدرآباد کے کتب خانہ میں معالجاتِ بقراطیہ کا ایک نسخہ ہے جس کا نمبر ۸۷۵ جملہ صفحات ۲۰۰، سنہ کتابت ۱۰۵۰ھ نام مصنف شیخ ابوالحسن احمد طبری ہے۔ منتظمین کتب خانہ N.T.C. کتاب کے اندرونی حصہ میں ایک پرچی پر نوٹ لکھا ہے، جس کا اقتباس حسب ذیل ہے۔

"یہ اپنی نوعیت کا نادر الوجود اور شاندار نسخہ ہے جس میں یونانی طریقۂ علاج کے بنیادی نظریات پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور اس کی اہمیت یوں ظاہر کی گئی ہے کہ ہندوستان بھر میں اس کے صرف تین نسخے ہیں۔ ایک اجمل خان طبیہ کالج علی گڑھ کے کتب خانہ میں اور ایک اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد میں اور ایک نظامیہ طبیہ کالج حیدرآباد میں۔"

اس سلسلہ میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہندوستان بھر میں اس کے صرف تین ہی نسخے ہیں، صحیح نہیں ہے، بلکہ ہمارے ہی کتب خانے میں یعنی O.M.L. میں اس کے تین نسخے ہیں۔ پہلا نسخہ مخطوطہ نمبر ۱۴ طب یونانی، بنام کناش معروف بہ معالجاتِ بقراطیہ، نام مصنف ابوالحسن احمد بن محمد طبری رکن الدولہ دیلمی المتوفی سنہ ۳۸۰ھ ہے۔ اس نسخہ پر سنِ کتابت اور نام کاتب نہیں ہے۔ جملہ صفحات ۶۷۲ ہیں۔ نسخہ نہایت خوش خط ہے۔

دوسرا نسخہ ۲۱۴ معالجاتِ بقراطیہ بقلم سید مصطفیٰ بہ عہد بہادر شاہ بادشاہ دہلی کتابت کی گئی۔ اس میں جملہ ۸۷۲ صفحات ہیں۔ کتاب پر ایک مہر حکیم سید محب حسینی خان بہادر سردار الحکما ر سنہ ۱۳۲۲ پائی جاتی ہے۔

تیسرا نسخہ ۸۴۴ بقلم ابن نفیس امیر ہے، جس کے جملہ ۱۰۴۸ صفحات ہیں سن کتابت سنہ ۹۵۲ھ ہے۔ اس طرح یہ نسخہ نظامیہ طبیہ کالج کے نسخہ سے ضخیم و قدیم ہے۔ اس مخطوطہ پر ایک مہر حکیم الممالک مسیح الدولہ بہادر سنہ ۱۱۷۲ھ پائی جاتی ہے۔ انڈین انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز

دہلی ۸۰-۱۹۷۹ء اور ۲۔ سنٹرل یونانی ریسرچ حیدرآباد نے اس کی فوٹو کاپی ۱۹۸۲ء میں حاصل کی ہے

۵۔ شفاء العلیل (نمبر مخطوط ۷۹)

یہ نسخہ فارسی زبان میں ہے۔ اصلاح مظفر بن محمد الحسینی شفائی نے یونانی مرکبات پر بڑی جامع کتاب مرتب کی ہے۔ اس کا سن تصنیف ۱۰۵۴ھ ہے یعنی یہ مخطوطہ ۳۵۰ سالہ قدیم ہے اس مخطوطہ میں ۲۳۳ صفحات ہیں۔

۶۔ جامع الاطبا (طب یونانی نمبر ۱۳۰ فارسی)

یہ کتاب بزبان فارسی بحکم شاہجہان شہنشاہ دہلی، حکیم نورالدین محمد عبداللہ عین الملک شیرازی نے تصنیف کی۔ کتاب ہذا کو انھوں نے چودہ فتوح پر تقسیم کیا ہے یعنی بجائے ابواب و فصول کے لفظ فتوح استعمال کیا ہے۔

چودھویں باب میں فارسی اور ہندی ادویہ کے نام مع تلفظ اعراب کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب سن ساتویں جلوس شاہجہان یعنی ۱۰۴۴ھ میں لکھی گئی۔ جملہ صفحات ۱۳۴ ہیں۔ صفحہ اوّل پر عباس علی کی مہر ۱۲۳۶ھ اور ایک دوسری مہر ۱۲۶۲ھ ثبت ہے۔

۷۔ مخزن اسرار الاطبا (مخطوطہ نمبر ۷۴۳/۷۴۴ دو جلد)

یہ کتاب حکیم محمد مہدی بن جعفر بن محمد حسن کی ۱۱۷۲ھ کی تصنیف ہے۔ ۲۳۲ سالہ قدیم ہے یہ ایک ضخیم نسخہ بزبان فارسی تختی کلاں پر مشتمل ہے اور ابتدا مقدمہ ہے۔ مقالہ اول چار ابواب و دس فصول پر مشتمل ہے۔

مقالہ دوم ایک مقصد دس فصول پر مشتمل ہے۔

مقالہ سوم گیارہ فصول پر مشتمل ہے اور خاتمہ تین فصول پر مشتمل ہے۔

اس کتاب میں حدود طب و موضوع، منفعت، اسباب مادی صحت۔ بیان ارکان۔ بیان ارواح، اخلاط و اعضا و تعریف اعضا و تقسیم اعضا۔ اعضاء المفردہ و مرکبہ۔ بیان مزاج۔ بیان ہوا

بیان اکل و شرب ۔ بیان حرکت و سکونِ نفسانی ۔ بیانِ نوم و بیداری ۔ بیان استفراغ ۔ علاماتِ مزاج ۔ بیان نبض و قارورہ ۔ تدبیر مولد ۔ تدبیر ماکول و مشروب ۔ تدبیر پیران و مسافران ۔ تدبیر لعاب دہان ۔ تدبیر حمام و جماع ۔ منفعت جماع و مضارِ افراطِ جماع ۔ اشکال وا وضاعِ جماع ۔ در احوال منی ۔ تدبیرِ فصد و حجامت ۔ تدبیر مسہل ۔ تدبیر حقنہ ۔ تدبیر شیاف ۔ تدبیر تکمید ۔ تدبیر اخراج جنینِ میت تدبیر سل و دِق ۔ تدبیر جراحت مثانہ برائے اخراجِ پتھری ۔ تدبیر دفع عزیز سموم وغیرہ وغیرہ ۔

بہر حال ایسے کئی عنوان پر یہ کتاب معلومات آفزا اور قابلِ تحقیق ہے ۔ یہ کتاب اصحاب علم و فنِ طب و ارباب تحقیق و تدقیق کو دعوت مطالعہ دیتی ہے ۔ یہ تذکرہ جلد اوّل نمبر ۳۴۳ کا تھا جس کے ۷۰ صفحات میں ہیں ۔ دوسری جلد نمبر ۳۴۴ پر دستیاب ہے ۔

تقویم الادویہ (یونانی مخطوطہ ۔ ۲۸۸)

مصنف محمد بن علی طبیب ۔ یہ کتاب خوش خط ہے ۔ اور پہلا صفحہ مطلّا ہے ۔ عربی زبان میں مفردات پر بڑی قابلِ قدر اور عمدہ کتاب ہے ۔ اس کتاب میں بشکلِ تقویم ادویہ کی بعنوانِ ذیل تفصیل بیان کی گئی ہے ۔

(۱) الادویہ (۲) التعریف (۳) الانواع (۴) المختار (۵) المزاج (۶) الاشربہ (۷) المنافع (۸) المضرات (۹) المصلحات (۱۰) الابدال ۔

مفردات کا حصہ ختم کرکے انھوں نے مختلف تقریباً تیس ۳۰ سے زائد اقسام کے لحوم پر نوٹ لکھا ہے ۔ مثلاً اونٹ ۔ گائے ۔ بکرا ۔ مرغ ۔ پرندے مچھلی وغیرہ ۔ اس کے بعد کی فصل میں شحوم یعنی چربی مختلف قسم کے چربی پر نوٹ لکھا ہے مثلاً سانپ ۔ شیر ۔ گدھا ۔ گائے ۔ مرغ ۔ مچھلی وغیرہ وغیرہ ۔ اس کے بعد کی فصل میں خبز کے اقسام بیان کی گئیں ہیں ۔

اس کے بعد البان یعنی مختلف قسم کے دودھ مثلاً عورت، اونٹ، بکری، گائے وغیرہ ۔ بعد کی فصل میں پانی کی اقسام بیان کئے گئے ہیں ۔ مثلاً سمندر کا پانی، چشموں کا پانی، آب جاری، بارش کا پانی، برف کا پانی ۔ نمک کا پانی، جڑی بوٹیوں کا پانی، شہد کا پانی، گوشت کا پانی، میووں کا پانی وغیرہ ۔ اس کے بعد ایک باب دیا گیا ہے جسمیں ادویہ مرکبہ مثلِ شربتیں، قرص، حبوب،

معروف ماسُوں، غرغرہ، معجونات، اطریفلات، مراہم، کحُول، ضماد، شیاف وغیرہ پر نوٹ لکھا گیا ہے۔ جملہ صفحات ۲۱۵ سن کتابت ندارد کاغذ اور طرز تحریر سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہ کتاب تقریباً ۲ سو سال قدیم ہے۔ کتاب پر ایک مہر ہے جسے میٹ دیا گیا ہے لیکن اس میں کندہ، سنہ ۱۲۵۱ھ پڑھا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس سے پہلے کی تصنیف ہے۔

یادگار رضائی (مخطوطہ نمبر ۱۶۴) طبع شدہ

حکیم رضا علی خاں بن حکیم محمود خاں حیدرآبادی نے یادگار رضائی تذکرۃ الہند لکھی جو نہایت ہی مفید اور اطباء کے لئے کارآمد ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے ادویہ ہندیہ از قسم حشائش نباتات و عقاقیر وغیرہ جو اطباء ہند یعنی جنھیں وید کہا جاتا ہے اور جو ان کو علاج میں استعمال کرتے ہیں ایک ایک جڑی بوٹی کو مخزن الادویہ کے طور پر بیان کیا ہے۔ یعنی پہلے دوا کا نام مع ماہیت پھر اس کے افعال اس کے خواص اس کی مقدار پھر اس کا بدل اور اگر ان دواؤں کا نام طب یونانی میں موجود ہو تو وہ نام بھی لکھ دیا ہے۔

مصنف نے اپنے خطبہ میں یہ وضاحت کی ہے کہ ان کے والد حکیم محمود بن حضرت اللہ نے ادویہ ہندیہ کو جو اُن کے تجربہ میں پہنچے تھے اُن کے تمام نام حالات و کیفیات خواص کو عربی میں متفرقاً بطور مسودہ لکھا تھا اسی لئے بعد وفات والد، مصنف نے اس کو بر عہد نواب اکبر علی خاں سکندر جاہ نظام حیدرآباد سنہ ۱۲۳۵ھ میں تحریر کیا اور اس کا نام تذکرۃ الہند یادگار رضائی رکھا اور اس کو تین تذکروں اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا۔ تذکرہ اول میں احوال بدن وغیرہ بطور طریقہ ہندیہ یعنی ویدک طریقہ کے لحاظ سے بیان کیا۔ تذکرہ دوم: فوائد و مضر اثرات ادویہ و اغذیہ وغیرہ۔ تذکرہ سوم: ادویہ و اغذیہ ہندیہ کے نام۔ ماہیات، مزاج، افعال و اصلاح و مضر و خواص بیان کئے گئے ہیں۔

یہ نسخہ طب یونانی م ۱۶۴ خوشخط نستعلیق۔ تختی کلاں۔ بخط محمد خورشید الدین سنہ ۱۲۵۷ھ میں حسب فرمائش نواب شرف الدولہ کتابت کیا گیا۔ جملہ اوراق ۳۲۸ ہیں۔ یہ کتاب پہلی بار سنہ ۱۲۸۲ھ، دوسری بار سنہ ۱۲۹۱ھ حیدرآباد میں چھپی۔ تیسری بار اپنی افادیت کے لحاظ سے بر بنائے عرضی مشاہیر حکماء مثل حکیم مقصود جنگ حکیم ابوالفدا حکیم اعظم صاحب بحکم فرمان نواب میر عثمان علی

خاں نظام حیدرآباد دو جلدوں میں بزبان مصنف یعنی فارسی میں نہایت عمدہ کاغذ پر شائع ہوا۔ تین بار یہ نسخہ حیدرآباد ہی میں چھپا لیکن اب یہ نسخہ حیدرآباد ہی میں نایاب نہ سہی کمیاب ضرور ہوگیا ہے۔ غالباً حیدرآباد کے چند مشہور کتب خانوں کے علاوہ اس کا دستیاب ہونا مشکل ہے۔ ہندوستان کی جڑی بوٹیوں پر جو ہندوستان کے مختلف صوبوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان پر جنوبی ہند کے ایک یونانی حکیم کی فارسی تحقیق و ترتیب نہایت حیرت انگیز اور انتہائی قابل قدر کارنامہ ہے۔ ہندوستانی دواؤں کا یا ویدک دواؤں کا بلحاظ مفردات یقیناً ایک۔ عمدہ انسیکلو پیڈیا کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس کا ہندوستان کی دوسری زبانوں میں ترجمہ ہونا چاہیئے۔

نیز مصنف علام نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ اس نے ہندی ادویہ کا صحیح تلفظ بھی لکھدیا ہے مثلاً صحیح تلفظ کے لئے اعراب کی وضاحت کی ہے۔ یونانی حکیم کا یہ شاندار کارنامہ ہے ——

سینکڑوں مخطوطات کا تذکرہ کرنا محال ہے۔ اس لئے چند مخطوطات کا تذکرہ کیا گیا اور چند اہم و نادر مخطوطات کے نام مع اسم مصنف و سن تصنیف بیان کئے جاتے ہیں تاکہ تحقیق کرنے والوں کو مخزن کا پتہ معلوم ہوجائے۔

آصفیہ (ONLRI) میں طب یونانی کے قدیم نایاب مخطوطات کی فہرست

مخطوطہ نمبر	زبان	نام کتب یعنی مخطوطہ	نام مصنف	سنہ تالیف تصنیف	کیفیت
۱۳	عربی	شرح قانون شیخ الرئیس ابو علی سینا	——	۷۱۴ھ	
۲۰	"	شرح قانونچہ	عبدالفتاح ابن سید اسمعیل الحسینی	۱۰۸۸ھ	
۶۶	"	خواص الادویۃ المفردہ	ابو الصلت امیہ بن عبدالعزیز	۵۹۲	قدیم نسخہ
۲۱۰	"	طب ابراہیمی	نامعلوم	۱۰۵۴ھ	
۲۲۶	"	عین الحیات	محمد بن یوسف طبیب	۹۳۹ھ	
۱۹۱	"	الکافی	عدنان بن نصر بن منصور شیخ موفق الدین ابونصر		
۳۱	فارسی	تحفۃ الاطباء منظوم	شیخ احمد تنوجی	۱۲۰۷ھ	سن کتابت

مخطوطہ نمبر	زبان	نام کتاب یعنی مخطوطہ	نام مصنف	سنہ تالیف تصنیف	کیفیت
۱۳۰	فارسی	جامع الاطباء	نفیس الملک نور الدین محمد عبداللہ		سن ۲ جلوس محمد شاہ بادشاہ
۳۰۹	"	دستور العلاج	———		سن ۱۹ جلوس عالمگیر میں مقابلہ کیا گیا کتاب اس سے قبل لکھی گئی۔
۳۵۷	"	رسالہ افیون	عماد الدین محمود بن مسعود طبیب	۱۰۹۵ھ	
۷۹	"	مختار الخلیل	مظفر بن محمد الحسینی الشفائی	۱۰۵۴ھ	
۴۴۷	"	طب فاروقی	فخر الدین طبیب	۱۱۸۰ھ	
۲۹۳	"	فوائد معدہ فی تدبیر ضعف معدہ	حکیم راضی خاں قطب الدین	۱۰۵۰ھ	ناقص الطرفین ہونے کے باوجود اسکی اہمیت یہ ہے کہ یہ مخطوطہ حسب الحکم اکبر مغل بادشاہ لکھا گیا
۴۷۷	"	فوائد الانسان منظوم کتاب	———	۱۰۴۰ھ	حسب الحکم شہنشاہ اکبر تصنیف کی گئی اور اسکا نام تجویز فرمایا گیا
۲۸۷	"	فرہنگ اودوزیر	نامعلوم	نامعلوم	معہ فوائد افضلی و رسالہ تلخ آثار از کتب خانہ شاہ اودھ و نیز حکیم مظفر حسین خان خلف حکیم مسیح الدولہ لکھنوی
۴۸۰	"	فرہنگ حکیم شہاب	حکیم شہاب		
۲۹۳	"	صحیفۂ فرہنگ	نامعلوم		

عہد مغلیہ کے چند طبی مخطوطات

مخطوطہ نمبر	زبان	نام کتاب	نام مصنف	سن تالیف یا تصنیف	کیفیت
۲۹۴	فارسی	فوائد معدہ فی تدبیر ضعف معدہ	حکیم راحمی خاں قطب العین	۱۰۵۰ھ	حسب الحکم اکبر بادشاہ تصنیف کیا گیا۔
۴۷۷	"	فوائد الانسان منظوم کمیاب	———	۱۰۴۰ھ	بحکم مغل شہنشاہ اکبر تصنیف ہوئی اور نام کتاب تجویز فرمایا گیا
۳۱	"	تحفۃ الاطبا	شیخ احمد قنوجی	۱۲۰۷ھ	
۱۳۰	"	جامع الاطبا	عین الملک نور الدین شیرازی		سن سات جلوس محمد شاہ میں لکھا گیا
۹۴	"	تجربات ناصری	———		مکتوبہ سن ۴۱ جلوس شاہ عالم

اس طرح تحقیق کرنے پر قطب شاہی۔ بہمنی۔ عادل شاہی اور آصفجاہی دور کے طب یونانی پر مخطوطات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

چند نادر مخطوطات جن کے ایک سے زائد نسخے دستیاب ہیں

۱۴	عربی	معالجات بقراطیہ	احمد طبری ابوالحسن		
۲۱۴	"	"	"	"	بعہد بہادر شاہ بادشاہ دہلی کتابت کی گئی اس پر حکیم محب حسن کی مہر ہے جس کا سن ۱۳۲۲ھ ہے
۸۷۷	"	"	بقلم ابن نفیس امیر	۹۵۲ھ	مخطوطہ پر مہر حکیم الممالک مسیح الدولہ بہادر ۱۱۷۲ھ دیکھی جا سکتی ہے۔

شرح فصول بقراط

۱۵	عربی	شرح فصول بقراط	از علی بن الحزم القرشی	۴۷۱ھ	
۷۰	"	"	امین الدولہ یعقوب بن اسحاق		

مخطوطہ نمبر	زبان	نام کتاب	تصنیف	سن تالیف یا تصنیف	کیفیت
۲۰۴	عربی	شرح فصول بقراط	عبداللطیف بن یوسف بغدادی		کمیاب

شرح قانون بوعلی سینا جس کو مختلف مصنفوں نے تصنیف کیا ہے

۱۹۹	عربی	شرح قانون بوعلی سینا	علی گیلانی		
۲۳۰	"	شرح قانون بوعلی سینا جلد رابع	"		
۲۳۱	"	"	"		
۲۳۲	"	"	"		
۲۳۳	"	"	"		
۱۳	"	"	محمد شیرازی علامہ قطب الدین	۹۸۷ھ	
۲۰۲، ۲۴۱، ۲۴۴	"	"	"	۱۱۰۵ھ	
۲۹۱، ۹۲۶، ۹۳۷	"	"	مصنف نامعلوم		

مختصر یہ کہ برسوں سے حیدرآباد طب یونانی کا مرکز رہا ہے جہاں کے حکما ہندوستان کے مشہور حکماء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ان حکماء کے کتب خانوں میں اور با ذوق و اہلِ علم حضرات کے یہاں صدہا قلمی و مطبوعہ کتابیں طب یونانی پر دستیاب ہیں۔ جو اہل زمانہ کی ناقدری کی وجہ سے اب تلف و برباد ہونے کے قریب ہیں۔ اس لئے میں اس سمینار میں ایک تجویز پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹری آف میڈیسن اینڈ میڈیکل ریسرچ، طب یونانی کے ریسرچ اور مخطوطات کی تصنیف و تالیف اور چھپوائی کے لئے ایک پراجکٹ اور مخطوطات کی خریداری کے لئے ایک کمیٹی قائم کرے۔

●●

جناب سید قاضی الاسلام (ٹونک)

ٹونک کے چند مخطوطات کا تعارف

ٹونک میں مختلف طبی خاندان تھے جنھوں نے کئی کئی پشتوں تک اس فن کی خالصتہً لوجہ اللہ خدمت کر کے غیر معمولی شہرت وعظمت حاصل کی۔

مولانا حکیم سید انور علی رامپوری، حکیم عابد علی کوثر خیر آبادی، حکیم عبدالعلی، حکیم سرور شاہ مسیح الملک، مولانا حکیم سید دائم علی خاں، علامہ حکیم سید برکات احمد، حکیم سید سعید احمد، مولانا حکیم سید محمد احمد برکاتی، حکیم امیر حسن بہاؤ، حکیم فدا احمد خاں حکیم مظفر علی، حکیم مولوی قاضی خیر زمان خاں، حکیم ظہیر الدین اور حکیم محمد یوسف خاں، کا شمار ایسے ہی اطبا اور حکما میں ہوتا ہے۔ جو نہ صرف مطب کے ذریعہ عوام الناس کی خدمت انجام دیتے تھے، بلکہ درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کا شغل بھی جاری رکھے ہوئے تھے۔

علامہ سید برکات احمد رحمتہ اللہ علیہ کا خاندان ٹونک کا معزز ترین طبی اور علمی خاندان تسلیم کیا جاتا تھا، اس خاندان کی علمی اور طبی خدمات ابا عن جدٍ بحمد للہ آج بھی چلی آرہی ہیں۔ آپ نے ٹونک میں تقریباً پچالیس پچاس سال مسلسل علم وحکمت اور درس وتدریس کی جس ذوق وشوق اور انہماک کے ساتھ خدمات انجام دی ہیں وہ اظہر من الشمس ہے۔

آپ کے تلامذہ کا بڑا حلقہ نہ صرف ہندوستان کے مختلف صوبوں، راجستھان، گجرات، یوپی، پنجاب، بہار اور کشمیر وغیرہ میں پھیلا ہوا ہے۔ بلکہ ہندوستان سے باہر بخارا، سمرقند، کوقند، ترمذ، تبت، کابل، قندھار اور کاشغر تک طالبان علوم اس آفتاب علم وحکمت سے اکتساب نور کر کے اپنے اپنے ملکوں، حلقوں اور مقامات میں ضیائے علم پھیلائے ہوئے ہیں۔ اب چند نادر طبی مخطوطات کا تعارف پیش ہے۔

خلاصتہ الطب، از حکیم علوی خاں۔ فارسی۔ صفحات ۳۴۰۔ اس کے سبب تالیف میں مصنف رقم طراز ہیں:

کمترین بندہ عبودیت التیام علوی خاں کہ خاطر فاتر راغب علم دارد بہنگام سیر نسخہ طبی دید کہ کتب مقررہ ترجمہ اکثر ادویہ را بعربی وفارسی و بعضے را بزبان ہندی نمودہ بنا برآں خواست کہ بحسب درک ناقص چناں کہ بسیر ہائے چشم ازیں گلزار ہمیشہ بہار اسم ہر ادویہ کہ منبع فیض انور را حاطہ جستجو در آید ترجمہ ہندی کردہ کتاب مقرر نماید کہ اول اسم ہر ادویہ بزبان ہندی و بعدہ تلفظ عربی وفارسی ویونانی وسریانی و ترکی بر ترتیب

حروف صورت منصیب باید تا طالبان این امور را وقت ضرورت آسانی تمام باشد۔

یہ کتاب چار مقالوں پر مشتمل ہے۔ مقالہ اول مشعر با پنج باب۔ مقالہ دویم در بیان اعملے کہ متعلق است بادویہ مفردہ مخصوصہ و استعمال بعضے ادویہ۔

فوائد نصاب المسمیٰ تلخیص الطب، از حکیم علی یار خاں جیو۔ صفحات ۴۹۔ یہ جس نظر نسخہ دوسری جلد معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ نسخہ فن دویم کے عنوان سے شروع ہے۔ فن دویم در امراض مختصر بعضو عضو با تمیس ابواب پر مشتمل ہے۔ ترجمہ این کتاب مستطاب فوائد نصاب کہ مسمیٰ بہ تلخیص الطب من تصنیف خان والاشان علی یار خاں جیو نہم صفر از جلوس والا عالی گوہر۔ مطابق یک ہزار دو صد و چہاردہ ہجری ۱۲۱۴۔

ترجمہ دولت نامہ (طب حیوانات)۔ اصل مصنف اور ترجمہ نگار کا نام کاتب نے درج نہیں کیا۔ کاتب قاضی شجاع الدین۔ یہ کتاب مہاراجہ ظالم سنگھ والی جھالاواڑ کی فرمائش پر تصنیف ہوئی۔ اوراق ۵۷ ہیں۔ یہ مخطوط دولت نامہ عہد فیروز شاہ ۶۸۰ کے عہد کا مصنفہ ہے۔ یہ مخطوط ۴۵ ابواب پر مشتمل ہے۔

باز نامہ۔ یہ مہاراجہ ظالم سنگھ کا تحریر کردہ ہے۔ کاتب قاضی شجاع الدین۔ ۲۵ فصلوں پر مشتمل ہے۔

••

جناب سید منظور الحسن برکاتی (ٹونک)

ذخیرہ ٹونک کے چند طبی مخطوطات

آج سے پون صدی قبل بہار کے ایک شہر میر نگر کے سیّد زادہ میر سید دائم علی صاحب چشمہ علم سے سیراب ہونے ریاست ٹونک تشریف لے گئے تھے جہاں علوم کی تحصیل و تکمیل کے بعد انھوں نے مستقل بود و باش اختیار کر لی تھی وہیں اُن کی شادی غازی ولی محمد صاحب پھلتی کی دختر فرخندہ سیرت سے عمل میں آئی۔ غازی ولی محمد صاحب مجاہد اعظم حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور جماعت مجاہدین کے امیر تھے جنھیں ریاست ٹونک کے دوسرے فرماں روا وزیر الدولہ نے مجاہدین کے قافلے کے ساتھ ٹونک بلاکر آباد کر لیا تھا۔ حکیم دائم علی صاحب نے اپنی لیاقت علمی، سیادت ذہنی اور عنایت الٰہی سے ریاست ٹونک کے چہارم فرماں روا نواب ابراہیم علی خاں خلیل کے طبیب خاص کے عہدے پر سرفرازی حاصل کی۔ اور ان کے صلب اور غازی صاحب کی دختر کے بطن سے وہ مہر منور طلوع ہوا جس کو دنیائے علم حکیم برکات احمد صاحب بہاری ثم ٹونکی کے نام سے جانتی ہے اور جس کے فیوض و برکات سے آج بھی دنیائے علم فیضیاب ہے اور اس کی زندہ مثال اُن کے سعید و فرید نبیرہ مولانا حکیم محمود احمد ہیں جو ہماری آج کی اس بزم میں علم طب کے درخشندہ کوکب بنے جگمگا رہے ہیں۔ پٹنہ اور ٹونک کا یہ رشتۂ وطنیت اس کے علمی و ثقافتی رشتہ ہی کی طرح مضبوط ہے اور آج ہم اس کی یاد کو از سرِ نو تازہ کر رہے ہیں۔ بہار کی مرز بوم سے اس فطری تعلق کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اگر میں یہ عرض کروں تو کوئی بے جا بات نہ ہوگی کہ ٹونک اور پٹنہ مسافت بعیدہ کے باوجود اپنی علمی و ثقافتی مماثلت کی وجہ سے ایک دوسرے سے اتنے قریب ہیں کہ یگانگت و محبت کے علایق اس اتحاد معنوی کو کبھی جدا نہیں ہونے دیں گے۔ بلکہ اس رشتۂ اتحاد کو مزید مستحکم و مضبوط بنانے کا سبب بنیں گے۔

علمی رشتہ اور وطنی نسبت کا یہ کرشمہ ہے کہ ایک بین الاقوامی ادارہ خدا بخش لائبریری پٹنہ

میں ایک عالم گیر شہرت کے حامل ادارہ عربک پرشین ریسرچ انسٹوٹ ٹونک کی طبی سوغات لیکر میں دور دراز کی مسافت طے کر کے پٹنہ حاضر ہوا ہوں اور تنہا نہیں آیا ہوں بلکہ ٹونک کے اصحاب علم وفضل کا وہ نایاب قافلہ بھی ہمراہ لیا ہوں جو عہد حاضر میں غنیمات زمانہ کہلائے جانے کے لائق ہے۔ میری مراد ہے اس سیمینار میں شرکت فرمانے والے ٹونک کے علماء وحکماء جناب سید ثنا مثنی الاسلام صاحب، قاضی شہر جناب مولانا حکیم محمد عمران خانصاحب اور جناب مولانا حکیم سید محمد احمد صاحب نیز مولانا محمد عمر خاں صاحب ندوی۔

یہ سب حضرات گرامی علم طب کے نمائندگان کی حیثیت سے یہاں تشریف فرما ہیں اور اپنے مقالات پیش فرما رہے ہیں۔

یہ علمی سوغات جو ہم ٹونک سے لائے ہیں چند طبی نوادر اور مخطوطات پر مشتمل ہے یہ نوادر زیادہ تر اس خزینۃ العلم سے متعلق ہیں جسے حکومت راجستھان نے عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹوٹ کے نام سے قائم کر رکھا ہے جو حکومت راجستھان کی علم دوستی کی بے نظیر مثال ہے اور جہاں ہزاروں مخطوطات وملفوظات ارباب علم کی ضیافت طبع کے لیے بڑے سلیقہ اور طریقہ سے محفوظ ہیں۔ مختلف علوم وفنون کے بے نظیر نسخے اس میں موجود ہیں۔ یہاں ان کے بارے میں کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ یہاں تو مجھے سیمینار کے موضوع کی مناسبت سے فن طب کے چند مخطوطات پر روشنی ڈالنا ہے۔

فن طب میں جو مخطوطات ہیں وہ قدامت اور ندرت کے لحاظ سے تو بیش بہا ہیں ہی لیکن ان میں چند مخطوطات ایسے ہیں جو نادر حواشی، منہیات اور مبضیات کی وجہ سے نایاب ہیں ان میں سے چند ایسے نسخے بھی ہیں جو گو طبع ہو چکے ہیں لیکن ان کے حواشی اور مخطوطات کے خالی صفحات پر حکماء عصر اور اطباء وقت کے سینہ بہ سینہ نسخے ان پر مرقوم ہیں جو بجائے خود ایک اہم ترین علمی نوادر ہیں اسی طرح دوسرے علوم وفنون کے بیشتر مخطوطات پر علماء وحکمائے وقت نے مطالعہ کتب کے دوران اپنے دست خاص سے طبی رموز ونکات سے متعلق حواشی اور تعلیقات درج کیے ہیں وہ بھی اپنی جگہ نادر اور اہم ہیں اگر ایسے تمام نسخے سے وہ تمام تعلیقات اور حواشی ایک علیحدہ مجموعہ کی شکل میں مرتب کر لیے جائیں تو طب کا ایک اہم ترین اور بیش بہا ذخیرہ مدون

ہو سکتا ہے اس لیے اس مقالہ میں منفرد مخطوطات کے علاوہ چند ایسے نسخے کی نشان دہی کی گئی ہے جو اگرچہ طبع بھی ہو چکے ہیں لیکن متذکرہ خصوصیات کے حامل ہیں:

۱- **اقوال الاطبا**، عربی - مولانا نجم الدین عمر بن الفتاحی کی فرمائش پر یہ کتاب تصنیف کی گئی ہے - کتاب ۲۹ ابواب پر مشتمل ہے - ہر باب میں خاص خاص امراض کے متعلق مختلف اطبا کے اقوال نقل ہیں۔ اور اُن کے مجوزہ نسخے۔

کتاب کا صحیح نام معلوم نہ ہو سکا، کیونکہ کتاب اطبا کے اقوال سے شروع ہو رہی ہے۔ غالباً اس وجہ سے اس کا نام اقوال الاطباء رکھ دیا گیا ہے۔ مصنف اور کاتب کا نام بھی درج نہیں ہے۔

۲- **تقویم الادویہ**، عربی مصنفہ محمد بن علی الاسفرائنی، دو ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ باب اول میں ادویہ اور اغذیہ سے بشکل مفردات بحث کی ہے - باب دوم میں مرکبات سے بحث کی ہے، اور ہر ایک دوا کے خواص، مصلحات، بدل، بدرقہ وغیرہ کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ یہ نسخہ ۱۰۹۱ھ کا مکتوبہ ہے۔

کاغذ بادامی سرخی مائل کرم خوردہ خط عربی۔ جدولیں شنجرفی ہیں۔

۳- **مباحث الاطبا**، عربی - حکیم درویش محمد بن حافظ حامد خاں، المعروف بہ مولانا نجم اللہ الصدیقی نے یہ رسالہ اپنے فرزند اسد علی از دلانا محمد نذیر خیرآبادی کے لیے تصنیف کیا ہے۔ ۱۲۱۹ھ تاریخ تصنیف ہے۔

اس کا نسخہ رضا لائبریری میں بھی ہے۔

۴- **شفاء المرض یا شفاء المریض** - شہاب الدین ناگوری کا مصنفہ ہے - ۱۶۸ ابواب پر مشتمل ہے - ہر باب کے تحت چند فصلیں ہیں - اخلاط اربعہ کی کیفیت و حالات دریافت کرنے کے اصول و قواعد اور شناخت کا تفصیل سے بیان ہے - حاشیے پر متن منظوم شکل میں تحریر ہے - آخر میں فرس نامہ ہے جس میں گھوڑوں کی بیماریوں اور ان کے علاج کا بیان ہے - **کتابت مایقرأ**۔

۵- **طب صدیقی** - شہاب الدین ناگوری کا منظوم رسالہ ہے - ۱۶ ابواب ہیں، کاتب شیخ **طالب ولد شیخ طیب** - سن کتابت ۱۱۰۲ھ ہے - کتاب کے آخر کی عبارت سے ظاہر ہے کہ سن تصنیف ۷۹۰ھ کے بعد ہے۔

۶- **احسن المجربات**، مرتبہ - حکیم احسن اللہ خاں ابن حکیم عزیز اللہ مشہور بہ مسیحائے زماں دہلوی کی تصنیف ہے - عربی فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا یہ نسخہ خود مصنف کا قلمی ہے - جو ایک طویل مقدمہ سے مزین ہے ابتداً ۱۲۷۳ھ میں حکیم صاحب نے اس کو مکمل کرنا چاہا تھا، چنانچہ مرزا غالب نے تاریخ تصنیف بھی کہہ دی تھی، لیکن بعض وجوہ کی بنا پر اس وقت یہ مکمل نہ ہو سکا اور ۱۲۸۸ھ میں اس کی ترتیب و تصنیف سے مصنف فارغ ہوئے۔

آخر سے ناقص ہے۔ نواب محمد علی خاں تیسرے فرماں روائے ٹونک نے اس کو دہلی سے حاصل کر کے اپنے کتب خانہ میں داخل کیا۔

۷۔ **شرح موارد الحکم** • فی علاج الامراض من الراس الی القدم (جلد ثانی) - اول حصہ قدرے آب رسیدہ ہے۔ کتاب کافی ضخیم مع حواشی کثیرہ ہے۔ جس میں ۳۶۰ اوراق ہیں۔ اس نام کا ایک نسخہ رضا لائبریری رام پور میں بھی ہے۔ جس کے شارح کلیم اللہ بن صبغۃ اللہ الطبیب ہیں۔

ترجمہ میں بیان کیا ہے کہ یہ نسخہ نواب احمد علی خاں کی فرمائش پر لکھا گیا ہے۔ رام پور میں اس کا نصف اول ہے۔ اور عربی فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں نصف آخر، دونوں مل کر مکمل نسخہ ہو جاتا ہے۔

رام پور کا نسخہ تیرہویں صدی ہجری کا مرقومہ ہے۔ اور ٹونک کا یہ نسخہ بارہویں صدی ہجری کا مکتوبہ ہے۔ اس میں ضروری حواشی بھی تحریر ہیں۔

۸۔ **منتخب الاطبا** • خیر اللہ الہ آبادی کا مصنفہ ہے۔ چند معتبر کتابوں سے معالجات و مجربات انتخاب کر کے اس رسالہ میں درج کر دیے گئے۔ یہ رسالہ ۲۶، ابواب پر مشتمل ہے۔ کاتب محمد حسین ہیں۔ سن کتابت ۱۲۸۷ھ۔

••

جناب محمد عمران خاں ٹونکی
(ٹونک)

ٹونک کے طبّی نوادر

اس وقت چونکہ ہندوستان کے مختلف علاقوں سے اطبا حضرات کی کافی تعداد یہاں موجود ہے، جن کے مفید اور اہم مقالوں سے اس وقت استفادہ کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ اس اہم موقع پر میں آپ حضرات کو دکھانے کے لئے چند نادر تحفے ساتھ لایا ہوں۔

دو کتابیں ہندوستان کے مشہور طبیب حکیم علوی خاں کے خود کے قلم سے ہیں۔ ان کا خط اور ان کے قلم کی پختگی آپ حضرات کو دکھاتا ہوں۔ ایک کتاب صحۃ الشفا خود حکیم ارزانی کے قلم سے لکھی ہوئی ہے۔ اسے بھی آپ دیکھ کر خوش ہوں گے۔ خط شکست کا بھی بہترین نمونہ ہے۔ ان کے علاوہ ان کتابوں کے ساتھ قدیم اطبا کے کچھ رسائل بھی شامل ہیں۔ جن کے ناموں کی تفصیل دی جا رہی ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان میں سے کون کون سے رسائل طبع ہو گئے۔ بہر حال ضروری معلومات پیش ہیں۔ باقی مشورہ اطبا حضرات دیں گے۔

ان میں مزید دو کتابیں خود میرے دادا صاحب کی تصنیف کردہ ہیں۔ جو اطبا حضرات کے لئے بہت مفید ہیں۔ ایک اردو میں ہے اور ایک فارسی میں۔ فارسی کا ترجمہ کیا جا سکتا ہے۔ ان دونوں کتابوں پر تفصیلی نوٹ تیار کیا گیا ہے۔

○ حکیم علوی خاں کے قلم سے لکھے ہوئے دونوں رسالوں کی تفصیل سن لیجئے۔

ان میں پہلا رسالہ کتاب جالینوس کا ایک مقالہ ہے جو فرق الطب پر ہے۔ جس کا حنین بن اسحٰق نے ترجمہ کیا تھا۔ یہ رسالہ ۱۰ ورق پر مشتمل ہے اور حکیم علوی خاں کے خود کے قلم سے نقل کیا ہوا ہے۔ اس رسالہ کے آخر میں تاریخ کتابت درج نہیں لیکن شامل دوسرے رسالہ میں کاتب کی صراحت اور تاریخ کتابت درج ہے۔ البتہ اس رسالہ کے ورق اوّل پر تین نوٹ اُسی دور کے اس طرح درج ہیں۔

"عنایت حضور" ـــــ "بخط حکیم علوی خاں مرحوم المخاطب بہ حکیم معتمد الملک"۔ اور "رسالہ مسائل طبّی بخط نواب علوی خاں المالک ہو اللّٰہ"۔

اس کے علاوہ والد صاحب مرحوم، قبلہ حکیم قاضی محمد عرفان خاں صاحب کے لکھوائے ہوئے دو نوٹ کتاب اور کاتب کے سلسلہ میں درج ہے

ابتداء: کتاب جالینوس فی فرق الطب ترجمہ حنین بن اسحٰق وھو مقالۃ واحدۃ، قال جالینوس ان قصد الطبیب التماس الصحۃ وغایتہ احراز الصحۃ و والطبیب مضطر الی ان یعلم الاشیاء التی تفید الصحۃ ۔ الخ ۔

اختتام: ویتوھمون ان بینہ وبین الورم الذی یسمونہ مرکبا فرقا دینسون قولھم الذی لایزالون یرفعونہ ۔

دوسرا اسطقسات پر ہے ۔ یہ رسالہ بھی حکیم علوی خاں کے قلم سے لکھا ہوا ہے اور ۲۰ ورق پر مشتمل ہے ۔ کتاب شروع کرتے ہوئے لکھا ہے کتاب فی الاسطقسات لجالینوس علی رای بقراط ترجمہ حنین بن اسحٰق ۔

ابتدائی عبارت اس طرح ہے: "قال جالینوس لما کان الاسطقس اقل جزء من عما ھو لہ اسطقس وکان الجزء الذی ھو اقل الاجزاء فیما یظہر للحس لیس ھو الجزء الذی ھو اقل الاجزاء فی الحقیقۃ" ۔ الخ ۔

اختتام: "فھذا ما اردناہ من شرح القول فی الاسطقسات علی رأی بقراط" ۔

ترقیمہ کاتب: تم کتاب جالینوس فی الاسطقسات علی رای بقراط ترجمہ حنین بن اسحٰق بحمد اللہ ومنہ بید عبد مولی العالم ابو امیر محمد ھادی ابن ھاشم فی عاشر شہر رجب سنہ ۱۱۴۳ھ"

○ اب حکیم ارزانی کی تصنیف نسخۂ الشفا کے سلسلہ میں نوٹ سن لیجئے ۔ یہ کتاب طبع ہوئی یا نہیں اور کہاں کہاں اس کے نسخے ہیں، میں تحقیق نہیں کرسکا ۔ اصل کتاب ۲۱۴ ورق پر مشتمل ہے ۔ اول و آخر میں کاتب کے قلم سے دو ایک ورق میں کافی یادداشتیں ہیں ۔ یہ پیش نظر نسخہ ہمارے خاندانی کتبخانہ سے متعلق رہا ہے ۔ آپ ملاحظہ فرمائیں گے تو خط کی پختگی کا اندازہ کرسکتے ہیں ۔ خط شکست پختہ کا بہترین نمونہ ہے ۔ الحمد للہ ہم لوگوں کو اس کے نقل کرنے کی توفیق بھی ہوئی ۔ حالانکہ اس خط کا پڑھنا بہت مشکل تھا ۔ لیکن والد صاحب مرحوم کی نگرانی میں اسے نقل کیا اور اس کی تکمیل ہوئی ۔

نقل بھی ساتھ میں موجود ہے۔ کتاب اس طرح شروع ہوتی ہے:

"ھذہ نسخہ شریفۃ من مجربات السید میر محمد مھدی المخاطب بحکیم الملک ارزانی وسمیتہا منتخبا لشفا۔ فی کتاب الرحمۃ لیس للطبیب ان یُبرِئ المریض علتہ لکن ان ینظر فی حال المریض فان وجد سبیلا الی العلاج عالج"۔ الخ

اختتام: "یدق وینخل ویحبب بقدر الحمصہ بماء قراح ویبلع و یشرب علیہ ماءً فاتر أمرۃ بعد اخریٰ"

ترقیمہ کاتب: تمت ھذہ النسخۃ الشریفۃ بید الفقیر الحقیر الاحقر محمد ابوسعید التمام المسمی والمخاطب حکیم علی خان۔ اکثر نسخہ کہ درین کتاب نوشتہ شدہ بخط اوست"۔

اس کتاب کے ساتھ مزید، مندرجہ ذیل قدیم رسائل شامل ہیں۔ اس وقت صرف فہرست دی جا رہی ہے۔ آئندہ انشاء اللہ تفصیلی نوٹ بھی تیار کرکے پیش کیا جائے گا۔

- (۱) کتاب الاکتفا بالدواء شرح خواص الاشیاء۔
- (۲) رسالہ شیخ الرئیس فی مسائل معدودہ۔
- (۳) رسالہ فی اصلاح الادویۃ المسھلہ من کتاب المنصوری۔
- (۴) مقالۃ فی النبض والقارورۃ۔ لمحمد بن زکریا الرازی
- (۵) رسالۃ فی الادویۃ القلبیۃ ۔ للشیخ
- (۶) رسالۃ فی اعمار الادویہ ۔۔ للاندلسی۔
- (۷) رسالۃ فی الاسامی ـــ نوح القمری

○ دادا صاحب کی دو کتابوں میں پہلی کتاب تدبیر الحوائل والصبیان فارسی ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حوامل اور بچوں سے متعلق جتنے امراض اور ان کی تدابیر ہو سکتی ہیں ان سب کا ذکر اس کتاب میں تفصیل سے کیا گیا ہے۔ حاملہ کو ابتدائے حمل سے لیکر وضع حمل تک جو امراض ہو سکتے ہیں اور اس سلسلہ کی جو تدابیر اطبا کرام نے اپنے تجربات کے بعد لکھا ہیں۔ ان

سب کو اس میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح وضع حمل سے لیکر جس عمر تک بچہ صبی کہلاتا ہے اس وقت تک کی تمام تدابیر، امراض، ان کے اسباب و علامات اور ان کا علاج مرضوں کے سلسلہ میں تمام تدابیر اور احتیاط کا اس کتاب میں ذکر ہے۔

موضوع کے لحاظ سے کتاب نہایت اہم اور نادر ہے حالانکہ ہمارے بزرگ اطباء نے بھی اس موضوع پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن جامعیت کے لحاظ سے یہ کتاب بڑی نادر ہے۔

کتاب کا اصل مخطوطہ مؤلف علام کے قلم کا لکھا ہوا کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

کتاب کے آخر میں مرض موتی جھرہ سے تفصیلی بحث کی گئی ہے جس کا ذکر چیچک کے ذیل میں مذکور ہے۔ اس مرض کی حقیقت کیا ہے۔ یہ مرض کیوں پیدا ہوا اور کب سے پیدا ہوا۔ اس کی تدابیر کیا ہیں۔ مؤلف علام نے اس سب باتوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور اس کی تدابیر بھی بتائی ہیں۔ بلکہ آپ کا اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ بھی ہے۔

○ دادا صاحب کی دوسری کتاب "نصاب الطب" منظوم اردو ہے، جو اپنی نوعیت کی واحد اور بڑی دلچسپ کتاب ہے۔ طب کے طلباء اور مبتدیوں کے لئے بہت ہی مفید اور نافع نظر آتی ہے۔ آپ اس کا مطالعہ کریں گے تو اس قابل نظر آئے گی کہ اسے طبی نصاب میں داخل کیا جائے۔ بلکہ اسی مناسبت سے اس کا نام بھی "نصاب الطب" رکھا گیا ہے۔

اس کے مرتب میر سید احمد حکیم قاضی عبدالحکیم صاحب ٹونکی المتوفی ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء ہیں۔ جو مرحوم کے مشہور طبیب حکیم علی حسن صاحب ٹونکی کے شاگرد رشید تھے۔ دادا کو اللہ تعالے نے دوسری صلاحیتوں کے علاوہ فارسی و اردو، نظم و نثر میں تصنیف و تالیف کا بھی بڑا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ طب میں بھی آپ کی کئی تصنیفیں ہیں، جن میں سے بعض کا تعارف برادر محترم حکیم سید محمد احمد صاحب ٹونکی نے اپنے مقالوں میں پیش کیا ہے۔

کتاب ہذا کی افادیت کے پیش نظر اگر یہ کہا جائے، تو زائد نہیں ہوگا کہ یہ کتاب نہ صرف طلباء اور مبتدیوں کے لئے مفید ہے بلکہ اطباء اور طب سے شغف رکھنے والے تمام حضرات کے لئے بھی اسی طرح مفید اور اہم ہے۔ اس لئے کہ اس میں طب کی اصطلاحات کو، طبی الفاظ کو اور مفردات و مرکبات کو اس بہتر انداز میں نظم کیا ہے کہ بعض اہم باتیں اسی طرح زبان زد ہو جاتی ہیں جو کوشش

کرنے پر بھی آسانی سے یاد رہیں۔

ابتدا میں مؤلف علام نے ایک مفصل مقدمہ شامل کیا ہے جس میں سبب تالیف بیان کیا گیا ہے اور اسی میں اسی بات کو ظاہر کیا گیا ہے۔ پھر علم حکمت کا مختصر بیان ہے۔ علم طب کے مبدا سے بحث کی ہے۔ علم طب کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ پھر اپنے تلمذ کا ذکر کر کے اپنے اساتذہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد نظم شروع ہوتی ہے۔

مقدمہ میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ مؤلف نے اس نظم میں نصاب الصبیان کا طرز اختیار کیا ہے۔ لیکن اسی طرز پر صرف ہدایات طبی، اقوال حکماء، مفردات اور دیگر وغیرہ ہی کو بیان کیا گیا ہے اور ہر باب میں چند مشہور و متعارف نسخے بھی نظم کئے گئے ہیں تاکہ ان کے اجزاء کو یاد رکھنے میں آسانی ہو۔

اس کتاب کو ترتیب دیتے وقت چونکہ حروف تہجی کی ترتیب کا لحاظ رکھا گیا ہے اس لئے حروف کی مناسبت سے اٹھائیس باب مرتب ہوئے۔ پھر ہر باب کے لئے علیحدہ بحر کا بھی انتخاب کیا گیا اور ابتدا باب میں، وزن کر کے بھی بتایا گیا ہے۔

اس وقت ہر باب میں سے کچھ اختصار کر کے نمونۃً کچھ اشعار پیش کئے جا رہے ہیں۔ جن سے مؤلف کی قادر الکلامی کے ساتھ ساتھ کتاب کی اہمیت کا اندازہ بھی سامعین کرام کو ہو سکے گا۔

باب الالف کی ابتدا کرتے ہوئے کتاب کو اس طرح شروع کیا گیا ہے۔

طب سے ہے مقصود علم و خدمت خلق خدا ٪ نے لٹف خرنے ایرون کا تقرب مدعا

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات ٪ یاد کر وزن رمل لے گوہر بحر حیا

اصطلاحات و مفردات کا ذکر کرتے ہوئے ایارج نیقرا کے لئے لکھتے ہیں:۔

ایلی اللہ و ایارج اشرف دمسہل دوا ٪ تلخ و نار فتو مسہل و مصلح ایارج فیقرا

اس کے بعد ہی بقراط کے حوالہ سے اس کا نسخہ بھی دیکھئے، کس قدر مختصر اور جامع انداز میں نظم کیا گیا ہے:۔

حب بلساں عود بلسان مصطگی اور بالچھڑ ٪ دار چینی ہے تگر کیسر صعاعف، الوا

اصطلاحات کے سلسلہ میں مزید چند شعر اس باب کے سن لیجئے:۔

معنی آتا ناسیا کے آیم و بہتر کتم ٪ یا معقد یاد دار الذہب دالماغرتا

لفظ یونانی ہے ایلاؤس یہی تو تیج ہے | ترجمہ اس کلمے کا رب ارحم عنایت کر خدا

اور سنئے :۔

اسکتان ہر دو لب نرج اجبتان بول پراز | ایلیبان اکل وجاع دایر دان مسیح وسا

باب الباء شروع کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

رعونت اور حمق میں مبتلا ہے کیوں تو اے حیران | علوم منطق و طب سیکھ یہ ہیں جوہر انسان
مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن | ہزج سالم مثمن کی تو کر تقطیع ہے آسان

اسی باب میں برشعثا کا نسخہ بحوالہ الشیخ الرئیس اس طرح لکھتے ہیں :۔

ہے بزر البنج و فلفل بیس کیسر پانچ افیون دو | ہے عاقر قرحا سنبل زعفران اک ہے شہد سر چنداں

باب التاء اس طرح شروع ہوتا ہے :۔

عروض و قافیہ سے گر نہیں ہے تو آگاہ | تری لیاقت علمی میں نقص ہے واللہ
مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن | یہ بحر کہتے ہیں مجتث اے سخن آگاہ

اسی باب میں تریاق اربعہ کا نسخہ اس طرح نظم کرتے ہیں :۔

پھاں بیدزر راوند و مر دو حب الغار | عسل سہ چند بنا رکھ بوقت کار نگاہ

باب الجیم اس نصیحت سے شروع ہوتا ہے :۔

اس وصیت پر کیا بقراط نے حکم عمل | حاملہ کو تو نہ دے دار وئے اسقاط حمل
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات | تو لعاب طب سے ہر دم یاد رکھ بحر رمل

اسی باب میں جوارش کے معنی اور جوارش مصطگی کا نسخہ کس بہتر انداز میں نظم کیا گیا ہے :۔

گر جوارش کو کہیں تازی تو یہ لفظ ہے | اس کے معنی ہیں سخی تذکرہ سے منتقل
یا جوارش ہے معرب لفظ ہاضم ترجمہ | اصل اس کا ہے گوارش ہے یہ قول منفصل
جیسے یہ نسخہ جوارش مصطگی کا مختصر | مصطگی رومی و ماء الورد و سکر یا عسل

باب الحاء میں کچھ نمونے دیکھئے :۔

مفردات ادویہ سے تو نہیں واقف ذرا | پھر کہو تسلیم حکمت کو تری کس نے کیا

نسخہ حب الشفا

نسخہ حب الشفا تخم دھتورہ زنجبیل   چینی کی ریوند عرب کا گوند جدوار خطا

نسخہ حب قوقایا

حب قوقایا یعنی حب سر نسخہ عجیب   صبر افتیمون حنظل مصطگی سقمونیا

نسخہ حب شبیار

حب شبیار رورفیق اللیل یہ ہے حب صبر   اس کا وجہ تسمیہ کھانا ہے مختص رات کا

تربد افتیمون و غاریقون ہلیلہ کابلی   عود ہندی اسطوخودوس دایارنج فیقرا

نسخہ حب اسکندریہ

حب اسکندر مجرب واسطے مصروع کے   ایارا گوگل ہے یک یک ربع جز سقمونیا

باب الدال اس نصیحت اور کلمئے سے شروع ہوتا ہے:۔

دو دھ مچھلی سرکہ چاول پائے انارکا جا نہ کر   تجربہ اس کے ضرر پر ہے دلیل معتبر

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات   ہے یہی بحر رمل گر شک ہے تو تقطیع کر

نسخہ دبید الورد

دار چینی حب بلسان نک طباشیر تگر   زعفران قسط وزرد اوند اذخر و غافث اگر

بابچھڑ تخم کشوث و کاسنی تخم کرفس   اسیل فوتہ مصطگی ورد عسل خالص مگر

باب الرا اس نصیحت سے شروع ہوتا ہے:۔

چرب سالم ترش و شیریں خشک و تر کھانے مچھا   کیونکہ ہے تکثیر الوان طبع کو حسرت فزا

دیودار اور روغن دیودار کے لئے لکھتے ہیں:

دیودار اک چوب قسم چیڑ روغن دیودار   ہے رسیلا تیل بادی موچ گٹھیا جوڑ کا

راہ کابل میں علی گیلانی اسی کا مخترع   فیل خاصہ سے گرے جس دم کر اکبر بادشاہ

دیودار و زرد چوب اصل سوس و دار بلد   روغن کنجد ہوا النرا آب شیریں انتہا

باب الصاد کی ابتدا سنئے :۔

پہلے کرو دقت مطلب شافی مطلق کی ثنا   دل میں پڑھ آیت سُبحانکَ لَاعِلمَ لَنَا

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن   یاد کرو وزن رمل پھر مجھے تقطیع سنا

باب العین کی نصیحت سنئے:۔

جس جگہ پانی مضر ہے اس کے ہیں اتنے مقام   میوہ، باسی منہ، ریاضت، اول و بعد طعام

اسی باب میں مفردات کی تشریح کے چند شعر سنئے:۔

عود ہے نام اگر لکڑی یہ خوشبو دار ہے   عود غرقی ہے سیہ، مائل بہ زردی عود خام
لکڑیاں لانبی میں عشبہ اور عرعر سرو کوہ   عوسج اک پھل سرخ قسم بیر ہے عناب نام
عشق پیچاں، عشقہ اور لبلاب ہے مشہور میں   عشق از حد درگذشتن در محبت والسلام

غرض اسی طرح حروف تہجی کی ترتیب پر ابواب قائم کر کے طبی اصطلاحات، مفرد الفاظ اور مرکب نسخے بیان کئے گئے ہیں۔ جس قدر اس وقت بیان کئے گئے وہ مشتے از نمونہ خروارے کافی ہیں۔

نصاب الطب کا اصل نسخہ، ناظم کتاب کا لکھا ہوا الحمدللہ محفوظ ہے۔ یہ کتاب ۳۶ مرکب نسخوں اور ۱۰۲۱ اشعار پر مشتمل ہے۔ سنہ ۱۳۱۱ھ کی تصنیف ہے اور ان دعائیہ اشعار پر اسے ختم کیا گیا ہے۔

الٰہی انت بالرحم المحقق   وانی بالخطیات المسلم
فاصلح سوء حالی واعف عنی   ذنوبی، ألمؤخر والمقدم

مؤلف کتاب نے اسی طرز پر ایک کتاب "احکام الصلوٰۃ" کے نام سے فقہ میں نظم کی تھی جو بہت مقبول ہوئی۔ ایک بار ہندوستان میں طبع ہوئی اور ایک بار پاکستان میں بھی۔ ابتدائی دور میں کرناٹک وغیرہ کے علاقوں میں داخل درس بھی رہی ہے۔ اس میں نماز کے احکام، "نصاب الطب" کی طرح بہت اچھے انداز میں نظم کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اس کی ایک مفصل شرح تیار کی۔ جس کا نام "کاشف الروایات" رکھا۔ اس میں احکام الصلوٰۃ میں ذکر کئے ہوئے تمام مسائل سے متعلق روایات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ شرح بھی مؤلف کے قلم سے لکھی ہوئی ہمارے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

جناب محمود فیاض (دھلی)

ٹونک کے کچھ مخطوطات

فرح نامہ جمالی: Ac. No. 2268 ابوبکر المطہر بن ابی القاسم بن ابی سعید الجمالی معروف بالیزدی نے یہ کتاب خود ان کے قول کے مطابق دس سال کی عمر میں تصنیف کی تھی۔ یہ کتاب نزہت نامہ کے مقابلہ میں تحریر کی اور فرح نامہ جمالی اس کا نام رکھا۔ اس کتاب میں سولہ مقالات ہیں۔ جن میں آٹھ مقالات کی مختصر فہرست بھی تحریر کی ہے۔ تاکہ پڑھنے والا اس کو آسانی سے پا سکے اور بقیہ آٹھ مقالات فہرست میں درج نہیں کئے ہیں۔ ان میں فلکیات اور تجربات سے متعلق مضامین ہیں۔ نسخہ قدیم اور نایاب ہے۔ اس کے کاتب محمد بن ابراہیم الہروی نے شعبان ۹۵۵ ہجری میں اس کو مکمل کیا۔

شرح فصول بقراط: Ac. No. 2226 حکیم ابو سہل سعید بن عبد العزیز النیلی نے یہ شرح اس طرز پر لکھی ہے کہ شرح فصول بقراط مصنفہ جالینوس کا اختصار ہو جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ابوبکر محمد بن زکریا رازی کے بیان کردہ نکات بھی آجائیں۔ ۱۱۶۵ھ سنہ کتابت ہے۔

فردوس الحکمۃ: ابو الحسن علی بن ربن الطبری کی تصنیف ہے۔ طبرستان میں پیدا ہوئے۔ پہلے یہودی تھے بعد میں مسلمان ہوئے۔ خلیفہ متوکل کے ندیموں میں سے تھے اسی کے زمانے میں یہ کتاب تصنیف کی۔ موصوف طب میں محمد بن زکریا رازی کے استاد تھے اور خود اپنے والد کے شاگرد۔ موصوف نے اس کتاب کو سات نوع پر مرتب کیا جس میں تین سو ساٹھ باب ہیں۔ سنہ کتابت تحریر نہیں ہے۔ کاتب کا نام کریم افضل لکھنوی ہے۔

بیاض نسخہ جات متفرقہ: فارسی۔ Ac. No. 2246۔ حکیم امام الدین خاں صاحب دہلوی کی بیاض ہے۔ موصوف نواب وزیر الدولہ بہادر والی ٹونک کے معالج خاص تھے۔ اس میں مختلف امراض سے متعلق نسخہ جات درج ہیں۔ اس کے علاوہ کشتہ جات وغیرہ کی تراکیب بھی ہیں۔ سنہ کتابت موجود نہیں ہے۔

تقویم الادویہ: عربی۔ Ac. No. 2211 محمد بن علی الطبیب الاسفرائینی اس کے مصنف ہیں۔ اس کتاب میں ادویہ و اغذیہ اور مفردہ کا بطور کل بیان کیا گیا ہے جو کہ باب اوّل پر مبنی ہے۔ باب ثانی میں ادویہ مرکب کا ذکر ہے۔ ہر دوا کے خواص، منافع، نقصانات، متبادل و مصلحات کا ذکر ہے۔ موصوف آٹھویں صدی کے عالم تھے۔ ۹۰۱ھ کا کا لکھا نسخہ ہے۔ کاتب کا نام نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وحید اشرف
شعبۂ عربی، فارسی و اردو دانشگاہ مدراس

گورنمنٹ کتبخانۂ مخطوطات مدراس
کے
کچھ اہم مخطوطات علم طب میں

مدراس میں فن طب کی طرف باقاعدہ توجہ حکیم احمد اللہ خاں کے ورود سے ہوئی جو دہلی سے منتقل ہوکر مدراس میں مقیم ہو گئے تھے۔ یہ زمانہ امیر الہند والاجاہ اول والا کا زمانہ تھا۔ حکیم احمد اللہ خاں یہاں شاہی طبیب کی حیثیت سے تھے۔ اسی زمانہ میں یہاں مغل شہزادہ میرزا علی بخت اظفری قید سلطانی سے فرار ہو کر ۱۲۱۲ھ میں مدراس آگیا تھا۔ وہ خود مختلف علوم و فنون کے ساتھ علم طب میں بھی اچھا دستگاہ رکھتا تھا۔ اس نے مدراس میں طبیبوں کا مذاق اڑایا ہے لیکن حکیم احمد اللہ کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ ان کے بارے میں وہ لکھتا ہے کہ وہ حکمت اور طبابت میں بے مثل ہیں۔ یہاں کے بعض اور اچھے اطبا کا بھی اس نے ذکر کیا ہے۔ ان کے علاوہ دہلی اور لکھنؤ کے بھی چند اچھے معاصر اطبا کا ذکر کیا ہے۔

علم طب میں حکیم احمد اللہ خاں کی کئی تصانیف ہیں۔ لیکن ان کے صرف چند رسالے راقم الحروف کی نظر میں آسکے جو گورنمنٹ کتبخانۂ مخطوطات مدراس میں محفوظ ہیں۔ کچھ کتابیں مخطوطات کی شکل میں دیوان صاحب باغ مدراس میں ہیں۔

حکیم احمد اللہ خاں کی چند تصانیف دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ جس موضوع پر لکھتے ہیں اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ اختصار سے کام لیتے ہیں۔ ان کا مطالعہ وسیع ہے اور متقدمین کی کتابوں پر ان کی نظر ہے۔ اس کے ساتھ حذاقت اور ذاتی تجربے نے ان کی تصانیف کو نہایت مفید بنا دیا ہے۔ مندرجہ ذیل رسالے اگرچہ مختصر ہیں لیکن نہایت جامع ہیں۔

(۱) نام مخطوطہ:- **شفاء المجدور** تعداد ورق ۲۶، فی صفحہ ۸ سطر، سائز ۹×۵½، فی سطر اوسطاً دس الفاظ، خط نستعلیق، خوشخط، کتاب کرم خوردہ ہے لیکن کسی فارسی داں طبیب کی مدد سے اب بھی لائق استفادہ ہے۔ کیٹلاگ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب خاص جسمانی امراض پر ہے لیکن یہ درست نہیں

ہے۔ یہ رسالہ صرف مرض چیچک پر ہے اور یہ نسخہ خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

مصنف لکھتا ہے کہ اس کتاب کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ طلبا اس موضوع پر دوسری کتابوں سے بے نیاز ہو جائیں۔ وہ لکھتا ہے:-

"میگوید فقیر بیچوان امیدوار عفو خداوند ہمہ دان کہ جدری از امراض عام کثیر الوقوع بود، ارادہ نمود کہ احتیاج طالبان از کتب دیگر بر دو رسالہ شفا ما مجدو رسمی بود، امید از جناب مجیب الدعوت آنکہ نزد ناظرین علم طب مرغوب و مقبول گردد"۔

یہ کتاب چند فصلوں پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل علامات و اسباب و اقسام جدری کے بارے میں ہے، دوسری فصل حصبہ کے بارے میں، تیسری فصل جدری اور حصبہ کے علاج کے متعلق ہے۔

چوتھی فصل میں یہ بتایا گیا ہے کہ جدری اور حصبہ میں مریض کے اعضاء مثل آنکھ، حلق، قلب، امعاء کو کس طرح سے ضرر سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

پانچویں فصل در قلع آثار جدری یعنی چیچک کے داغ کے علاج میں ہے۔ مصنف کہتا ہے کہ چیچک کا داغ مرض سے شفایاب ہونے کے بعد ایک سال تک علاج پذیر ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد قابل علاج نہیں۔

مصنف نے چیچک سے بچنے کے لئے جو طریقہ بتایا ہے وہ بالکل وہی ہے جو موجودہ دور میں چیچک کے ٹیکے کی شکل میں ہے۔ اس کتاب کو دیکھ کر یہ عبرت حاصل ہوتی ہے کہ اپنے علمی خزانوں کی طرف توجہ نہ دینے کے سبب ہم اس کے فائدوں سے کس قدر بے بہرہ رہ گئے اور یورپ والوں نے ان سے کتنا فائدہ اٹھایا ورنہ کم از کم چیچک کی ہلاکت سے بہت پہلے لوگوں کو بچایا جا سکتا تھا۔ مصنف لکھتا ہے کہ ٹیکہ کا طریقہ حفظ ما تقدم کے لئے حتمی ہے اور عقل سلیم اس کا انکار نہیں کر سکتی۔ یہاں مصنف کے الفاظ نقل کیے جاتے ہیں۔

"فاضل گیلانی در شرح قانون فرمودہ کہ اہل رساتیق را برای جدری معالجات مجرب است کہ قبول و انکار او از صنیعہ ارباب عقول سلیمہ نباشد مثل آنکہ چون جدری صبی یا صبیۂ ظاہر شود در پر از ہایتہ گردد دانہ ای از دانہ ہای او بیشگافند، مائیت او را بر باطن کف صحیح دیگر کہ جدری بازو بروز نکردہ قریب رسغ مالند و در آنجا چند سوزن می زنند تا کہ آن مائیت بر طوبات باطن جلد او مختلط شود پس بعد ساعات قلیل بر وحمی ظاہر میگردد و دراز جدری علامت قلیلی در آن موضع و در سائر بدن بروز میکند و بی خاطر صحت می یابد"۔

مصنف نے ایک تدبیر اور لکھی ہے، جو یہ ہے :-

"واز آن جملہ آنست کہ میگیرند عقت دادہ بر نج و میر سانند آنرا بہ بینی طفل مجدور و نیز پارچہ کہنہ بستہ برگردن طفل صحیح کہ ہنوز جدری نہ برآوردہ می آویزند پس از تپ میکند تپ خفیف و موافق عدد دانہ ہای برنج دانہ ہای جدری سلیم برمی آیند و در ایام قلیل صحت می یابد"

مذکورہ بالا دونوں طریقوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے نظریہ کے مطابق ٹیکہ کا طریقہ دیہاتوں میں زیادہ مفید ہے۔ دوسرے یہ کہ ٹیکہ اسکو لگانا چاہیے جس کو چیچک نہ نکلی ہو، یعنی جس کو ایک بار چیچک نکل چکی ہو وہ پھر چیچک کے خطرہ سے باہر ہو جاتا ہے۔ تیسرے گردن میں چاول لٹکانے سے چیچک کے دانے چاول کے مطابق ہوں گے۔ لیکن ان باتوں کی تصدیق اور اُن میں مزید اصلاح تجربہ سے کی جاسکتی تھی اور پہلے نظریہ پر عمل کرکے آج چیچک پر قابو پالیا گیا ہے۔

مصنف نے چیچک کی مختلف علامات اور ان کے علاج کے جو طریقے بتائے ہیں، وہ آج بھی نہایت مفید ہو سکتے ہیں کیوں کہ اگرچہ چیچک کا تقریباً خاتمہ ہو چکا ہے لیکن خسرہ اور اس کی دوسری شکلیں پائی جاتی ہیں اور یونانی طریقہ علاج اُن کے لیے زیادہ مفید ہو سکتا ہے۔

(۲) نام کتاب :- تحقیق البحران

مصنف حکیم احمد اللہ خاں - تعداد صفحات ۴۲ فی صفحہ ۱۳ سطر۔

سببِ تالیف یہ بتایا ہے کہ بحران کو طب میں نہایت درجہ اہمیت حاصل ہے اور اس موضوع پر مصنف کی نظر سے قدوۃ المتاخرین حکیم محمد ارزانی کی کتاب نظر سے نہیں گذری تھی اس لیے اس موضوع پر شرح و بسط کے ساتھ یہ رسالہ ترتیب دیا اور نواب محمد علی خاں امیر الامراء والاجاہ کے نام معنون کیا۔

(۳) نام کتاب رسالہ فی تحقیق النبض، مصنف حکیم احمد اللہ خاں

یہ رسالہ عربی زبان میں ہے اور جیسا کہ نام سے ظاہر ہے نبض پر ہے۔ اپنے موضوع پر نہایت جامع رسالہ ہے۔

(۴) نسخہ جات

تاریخ کتابت ۱۲۳۲ھ، صفحات ۱۶۴، سائز "۷×"۱۱، فی صفحہ ۱۹ سطر

کتاب کا اصل نام نہیں لکھا ہے۔ ورق ۲ پر اطریفل زمانی کے تحت لکھا ہے کہ "تالیف حقیر کہ مسمیٰ"

"باسم والد خود ساختہ" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف مشہور حکیم زمانی کے فرزند ہیں۔

اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ بہت سے اطبا کے مجربات اس کتاب میں جمع کیے گئے ہیں۔ ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔

حکیم میر محمد ہادی، حکیم فضل علی، حکیم نواب علوی خان، حکیم عماد الدین محمود، حکیم نواب معتمد الملک حکیم میر محمد ہادی پدر محمد ہاشم، حکیم کمال الدین حسین شیرازی، حکیم میر محمد ہاشم مصنف جامع الجوامع، حکیم نظام احمد تقی دکنی، حکیم احمد اللہ شاہ۔

(۵) **ریاض الطب**، مصنف محمد رضا الطبیب، تاریخ تصنیف ۱۰۹۶ھ (۱۶۸۰ء) تاریخ کتابت ۱۱۹۲ھ، صفحات ۱۵۰، فی صفحہ ۱۵ سطر۔

مصنف ابتدا میں لکھتا ہے کہ میں نے انھیں نسخہ جات کا ذکر کیا ہے جنکو تجربہ کے بعد نافع پایا ہے۔ اس میں سر سے پاؤں تک سبھی بیماریوں کا علاج بتایا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مصنف کے آخر عمر کی تالیف ہو سکتی ہے۔

(۶) **زبدۃ قوانین العلاج** مصنف محمد بن علاء الدین بن ہبۃ اللہ سبزواری صفحات ۱۹۰، فی صفحہ ۱۲ سطر ہے خط نستعلیق۔

یہ کتاب ۱۰۷۱ھ میں لکھی گئی۔ پیش نظر نسخہ ۱۱۰۱ فصلی میں مکمل ہوا۔ کتاب امراض و علاج پر ہے۔ ۱۴ ابواب پر مشتمل ہے۔

(۷) **تشخیص الامراض** مصنف لاری الموسوی، صفحات ۴۷۰، فی صفحہ ۱۷ سطر خط نستعلیق۔ اس میں بعض امراض کے اسباب و علاج بتائے گئے ہیں۔

(۸) **کتاب الطب** مصنف یونس بیگ، صفحات ۱۰۸، فی صفحہ ۱۷ سطر خط نستعلیق

مصنف کی تحریر کے مطابق ایسا معلوم پڑتا ہے کہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ (۱) تشریح الاعضاء مصور (۲) امراض و علاج (۳) آلات جراحی و طبابت۔ لیکن تیسرا حصہ اس مسودہ میں نہیں ہے۔ آخر کے صفحات بیاضی ہیں۔

مصنف کے دعوے کے مطابق یہ تنہا کتاب ایسی ہے جس میں یونانی، کلدانی اور لیٹن سے ترجمہ کیا گیا ہے اور متقدمین میں سے کسی نے بھی ان زبانوں کے مآخذ سے فائدہ نہیں اٹھایا ہے۔

(۹) جامع الفوائد:

مصنف یوشع بن طبیب، صفحات ۱۵۸، فی صفحہ ۱۲ سطر، خط شکستہ۔

یہ کتاب امراض و علاج میں ہے۔ مصنف خوشگو شاعر معلوم ہوتا ہے۔ ہر مرض کے علاج کے لئے پہلے جو نسخہ تجویز کرتا ہے اس کو رباعی یا قطعہ میں لکھتا ہے۔ پھر اُسے نثر میں بھی بیان کرتا ہے۔ غالباً مقصد یہ ہوگا کہ اُس کے نسخے زبان زد ہو جائیں۔ رباعیاں صاف اور رواں ہیں۔

(۱۰) خلاصۃ التجربات:

صفحات ۱۸۲، فی صفحہ ۱۰ سطر، خط نستعلیق

اس میں وہ نسخے دیئے گئے ہیں جو اطباء کے مجربات سے ہے ہیں اور سارے نسخے مرکبات ہیں۔

(۱۱) زبدۂ منظومہ:

صفحات ۴۸، فی صفحہ ۱۵ سطر، خط نستعلیق

یہ کتاب خواجہ محمد پارسا کے مزار کے جوار میں لکھی گئی۔ تاریخ کتابت یکشنبہ صفر ۱۰۷۷ھ پایان کتاب یہ ترقیمہ ہے:-

ہر کہ خواند دعا طمع دارم　　زانکہ من بندۂ گنہگارم

کتبہ العبد ناصر محمد بن خواجہ محمود دیوان الھرزی۔

گمان ہوتا ہے کہ ناصر محمد ہی اسکا مصنف ہے [۱]

یہ رسالہ بالخصوص آنکھ کی بناوٹ، حفاظت اور اس کی بیماریوں کے علاج میں ہے۔ کتاب منظوم ہے۔ مصنف نے کتاب کا مقصد یہ بیان کیا ہے تاکہ لوگ بالعموم اپنی آنکھوں کی حفاظت کر سکیں اور اگر آنکھ میں کوئی مرض لاحق ہو جائے اور فوری طور پر کوئی معالج دستیاب نہ ہو سکے تو ان دواؤں اور تدبیروں کو کام میں لائیں۔

منظوم لکھنے کا سبب یہ ہے کہ تاکہ لوگوں کو آسانی سے تدبیر و علاج زبان زد ہو سکے اس میں بعض ان امراض کے علاج بھی درج ہیں جن کے سبب آنکھوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ آخر میں یہ بھی بتایا ہے

---

[۱] فہرست مخطوطات، مدراس لائبریری میں اس کے مصنف کا نام شاہ علی بن سلیمان گیلانی لکھا ہے۔

کہ کن حالات میں آنکھ کے علاج میں توقف کرنا چاہیئے۔

(۱۲) جامع الاشیاء

مصنف نور محمد خراسانی و حکیم باقر حسین، صفحات ۲۰۸، فی صفحہ ۱۹ سطر

ملک ہند میں انگریزوں کو یہاں کے پھلوں، پھولوں، جانوروں وغیرہ کے جاننے کی خواہش ہوئی اور انگریزوں نے نواب غلام غوث خاں سے ایسی کتاب لکھنے کی فرمائش کی۔ نواب والاجاہ کے معتمد عظیم نواب معتمد خاں بہادر نے اس کام پر رضا صاحب المخاطب بحکیم باقر حسین خاں بہادر کے سپرد یہ کام کیا۔ انھوں نے کتاب لکھ دی مگر مرتب شکل میں نہ تھی۔ مواد بے ترتیب تھے۔ اسی درمیان ہی میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد یہ کام نور محمد خراسانی کے سپرد ہوا۔ انھوں نے اس کی ترتیب و تکمیل کی۔ کہیں کہیں کتاب میں حکیم باقر حسین نے سبزی گیاہ، پھلوں اور جانوروں کے طبی خواص بھی بیان کئے ہیں۔ مثلاً چوہے کے شکم کو چاک کرکے گرم گرم مار گزیدہ یا کژدم گزیدہ کے عضو گزیدہ پر لگا دیا جائے تو زہر کھینچ لیتا ہے۔

(۱۳) طب سراجی: مصنف حکیم کمال الدین

صفحات ۴۲، فی صفحہ ۱۲ سطر، نہایت کرم خوردہ ہے

۱۱۷۷ھ میں نواب انورالدین خاں کی خدمت میں لکھ کر یہ رسالہ پیش کیا گیا۔ یہ مختصر رسالہ عام بیماریوں کے علاج پر مشتمل ہے۔ اکثر ایک مرض کا ایک ہی علاج علامت کے مطابق بتایا ہے۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ مصنف نے وہی علاج بتایا ہوگا جو اس کے نزدیک سب سے زیادہ مؤثر تھا یا یہ کہ بے ضرر ہوگا۔

(۱۴) تحفۂ خانی:

مصنف محمود بن محمد عبداللہ بن عبید اللہ بن محمود، صفحات ۳۴، فی صفحہ ۲۲ سطر، خط نسخ۔

مصنف ۹۰۲ھ میں شیراز گیا جہاں جلال الدین دوانی سے کلام، حکمت اور حدیث پڑھی اور مولانا عماد الدین محمود سے طب سیکھی، خصوصاً اُن کتابوں کا نام لیا ہے جو انھوں نے استاد سے پڑھیں:

کلیات قانون، شرح موجز مولانا نفیس، ایضاح، مجرّ العلاج طاہر محمود سجزی، تشریح جالینوس۔

اس کتاب کو ابوالغازی سلطان سعید بہادر خاں کے نام سے معنون کیا ہے۔

(۱۵) طب فریدی: صفحات ۳۲۳، فی صفحہ ۱۵ سطر، خط نستعلیق

سرورق پر تاج الامراء نواب محمد علی والاجاہ کی مہر ہے۔ سرورق ہی پر کسی نے کتاب کا نام طب فریدی لکھ دیا ہے۔ ممکن ہے کتاب کے اندر کہیں یہ نام ہو۔

اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر مرض کا علاج مفردات سے کیا گیا ہے اور ایک ہی مفرد دوا کا اندرونی اور خارجی استعمال بتایا ہے۔

(۱۶) مختصر الطب:

صفحات ۱۸۸، فی صفحہ ۱۵ سطر، خط نسخ، نام کاتب احمد بن ابی بکر محمد الکاتب اس کی کتابت ۸۸۲ھ میں ہوئی۔ اس میں صحت کے اصولوں، بیماریوں کے اسباب اور علاج پر بحث ہے۔

••

جناب رئیس نعمانی ــــ لکھنؤ

کتب خانہ شبلی نعمانی دار العلوم ندوۃ العلماء کے طبی مخطوطات

کتب خانہ شبلی نعمانی میں مختلف علوم سے متعلق مختلف زبانوں کی موجودہ کتابوں کی تعداد تقریباً ایک لاکھ ہے، جن میں پونے چار ہزار خطی نسخوں کا گرانقدر ذخیرہ بھی شامل ہے۔ موجودہ مخطوطات کی زبان وار تقسیم اس طرح ہے: عربی مخطوطات ۲۰۰۶، فارسی مخطوطات ۱۵۱۷، اردو مخطوطات ۲۲۶ (کل تعداد ۳۷۴۹)۔

فارسی مخطوطات

مکررات کو حذف کرنے کے بعد فارسی زبان میں موجودہ مخطوطات طبیہ کی تعداد ۴۴ ہے جن کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: اول، ان کتابوں کے خطی نسخے جو طبع ہو چکی ہیں ان کی تعداد ۱۵ ہے۔ یہاں ان میں سے چند کا ذکر کرنا اس لئے ضروری ہے کہ مطبوعہ ہونے کے باوجود کمیاب ہیں۔ اس صورت میں اگر کوئی طبی ادارہ یا اسکالر ان میں سے کسی کو ایڈٹ کر کے شائع کرنا چاہے تو اس کو معلوم رہے کہ اس کا نسخہ کتب خانہ شبلی میں بھی موجود ہے اور بہرحال اس کا قوی امکان ہے کہ وہ نسخہ تمام مطبوعہ اور خطی نسخوں سے زیادہ صحیح ہو۔ ایسی کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱- اختیارات بدیعی از علی بن حسین انصاری معروف بہ زین العطار متوفی ۸۰۶ھ، مکتوبہ ۱۰۹۷ھ

۲- اختیارات قاسمی (طب قاسمی = طب فرشتہ) از محمد قاسم استرآبادی ثم ہندوستانی معروف بہ فرشتہ متوفی بعد ۱۰۱۵ھ، مکتوبہ ۱۰۷۹ھ

دوسری قسم میں وہ خطی نسخے شامل ہیں جو راقم کی معلومات موجودہ کی حد تک ہنوز کہیں طبع نہیں ہوئی ہیں، ان کی کل تعداد ۲۹ ہے۔ ان کے تین گروپ بنائے جا سکتے ہیں:

(الف) مجہول المؤلف اور غیر موسوم بیاضیں اور رسائل:

۱-۱۲ سفینہ طب - ۸۳ اوراق، مختلف سطور، نستعلیق خوش خط قبل ۱۳۳۰ھ۔ بگمان غالب اسد نسخہ

پر کسی باذوق شخص نے یہ عنوان مطلقاً بیاض کے معنی میں لکھ دیا ہے۔ یہ بیاض عبدالغفور شرر ندوی کے زیر استعمال رہی ہے۔ شرر کے ۱۳۲۰ھ کے دستخط اس پر موجود ہیں۔ عام طبی کتابوں کی ترتیب سے نسخے درج ہیں، لیکن زیادہ تر نسخے امراض باہ سے متعلق ہیں۔

ابتدا :۔ "اللہ۔ باب اول در صداع و شقیقہ و ......" انتہا :۔ "...... نسخہ حب الشفار ...... بقدر مزاج بخورند"۔

۳-۱۷ تجربات عمدۃ العصر ۔ ۲ اوراق، مختلف سطور، معمولی نستعلیق خط کسی عمدۃ العصر کی دو ورق کی بیاض ہے۔

ابتدا :۔ "بنا بر بواسیر مجرب است ......" انتہا :۔ "...... بیارد خراطین ...... آزمودہ است"

۴-۱۸ رسالہ ...... ۔ ۱۰۷ اوراق، ۱۵ سطور، معمولی نستعلیق خط قبل ۱۲۹۲ھ ۔ شروع میں بغیر کسی عنوان کے امراض سر کے نسخے ہیں، پھر ۴ فصلوں میں امراض چشم و گوش و دہان و بینی کا علاج درج ہے۔ آخری (پانچویں) فصل کا عنوان ہے "در امراض سینہ تا بزانو" مولف نے خود کو مولوی امیر علی کا شاگرد لکھا ہے۔ کتاب میں مولوی امیر علی کے علاوہ ۱۵ اور دوسرے علماء و اطباء کے نام بھی ملتے ہیں جن کی بیاضوں سے یہ نسخے ماخوذ ہیں۔ ان میں مولوی احمد جونپوری، سلامت علی خان جونپوری، تراب علی وغیرہ وغیرہ شامل ہیں ۔ رسالہ آخر سے ناقص ہے۔

ابتدا :۔ "برای دفع درد سر و تپ و نزلہ و ......" انتہا ۔ "...... ایضاً پوست خشخاش ......"

۴-۱۹ رسالہ ...... ۔ ۸۹ اوراق، ۱۱ تا ۱۵ سطور، نستعلیق شکستہ آمیز خط، عام طبی کتابوں کی ترتیب کے مطابق ۲۰ ابواب پر مشتمل ہے ۔ آخر میں کاتب نے لکھا ہے "تمام شد نسخہ شفائی خانصاحب" لیکن حکیم مظفر بن محمد شفائی اور حکیم فضل علی شفائی کے جو کتب و رسائل میری دسترس میں تھے اس کے ابواب و عبارات ان سے نہیں ملتے۔ (ممکن ہے حکیم شفائی شاہجہاں پوری ثم حیدرآبادی متوفی ۱۲۵۷ھ کا کوئی رسالہ ہو)

ابتدا :۔ "باب اول در امراض سر و دماغ و ......" انتہا :۔ "...... حصبہ و جدری ...... و علاج اقسام دیگر در کتب مبسوط است"۔

۵-۲۰ رسالہ ...... ۔ ۱۷ اوراق، ۱۸ سطور، نستعلیق طفلانہ ۱۲۶۴ھ ۔ ۱۲ فصلوں پر مشتمل ہے۔ ۹ فصلیں عام طبی کتابوں کی ترتیب کے مطابق، باقی تین فصلوں میں جراحات، دفع زہر، اور متفرق دواؤں کا بیان ہے۔

ابتدا :- "فصل در امراض راس یعنی درد سر و سرسام و ..." انتہا :- "... برای قوت باہ و ... از سلطان سکندر راست"

۶-۲۱ رسالہ ..... ۵۷ اوراق، ۲۰ سطور، نستعلیق شکستہ آمیز خط۔ طبی کتب کی عام ترتیب کے مطابق ۱۹ ابواب پر مشتمل ہے۔ آخر میں متفرق نسخے ہیں۔

ابتدا :- "باب اول در امراض راس: صداع حار، گل بنفشہ ..." انتہا :- "... صندل صاف ... باریک نمودہ غازہ سازند"

۷-۲۲ رسالہ ..... ۷ اوراق، ۱۱ سطور، نستعلیق شکستہ آمیز خط۔ کسی کتاب یا رسالے کا اول و آخر سے ناقص صرف درمیانی حصہ ہے۔

ابتدا :- "..... نوع دیگر برای عنین نوشتہ شد فی الحال تماشہ بیند ..."

انتہا :- "..... کہ از کار رفتہ باشد ..... از ترشی و بادی پرہیز کند ..."

۸-۲۳ مطب ..... ۱۴۸ اوراق، مختلف سطور، نستعلیق شکستہ آمیز خط۔ ابواب و فصول کی سرخیوں کے بغیر ورق ۱۰۵ تک عام طبی کتابوں کی ترتیب ہے، اس کے بعد غیر مرتب، مختلف امراض کے نسخے درج ہیں۔ آخر سے ناقص ہے۔

ابتدا :- "صداع حار سازج کہ از گرمی آفتاب و ... پیدا شود ..." انتہا :- "..... امراض دماغی بلغمی، منضج دھند ..."

۹-۲۴ نسخہ ہای متفرقہ ۲۱ اوراق، مختلف سطور، نستعلیق شکستہ آمیز خط۔

ابتدا :- "نسخہ معجون دافع بلغم و رطوب ..." انتہا :- "..... برزیستن اینقدر نباید مردن"

۱۰-۲۵ یادداشتہای پراگندہ ۳ اوراق، مختلف سطور، معمولی نستعلیق خط۔

ابتدا :- "ترکیب قایم کردن سیماب ..." انتہا :- "..... نسخہ برای جریان ...... از ترشی و بادی پرہیز نماید"

(ب) معروف اطبا کی بیاضیں اور معمولات مطب

۱-۲۶ انتخاب بیاض عبدالحی - ۲۳ اوراق، ۱۷ تا ۲۰ سطور، نستعلیق شکستہ آمیز خط قبل ۱۳۲۱ھ انتخاب کرنے والے نے اپنا نام نہیں لکھا، سرورق پر "انتخاب از بیاض حکیم عبدالحی مدظلہ" لکھا ہے۔ حکیم

عبدالحی ۱۳۴۱ھ تک بقید حیات تھے۔

ابتدا :- "صداع حار : پوست بار تمر ہندی ....." انتہا :- "..... شراب گندھک آمیختہ چوں رن سازند"

۲-۲۷ بیاض عبدالحی - ۱۳۲ اوراق ، مختلف سطور ، نستعلیق و شکستہ آمیز خط قبل ۱۳۴۱ھ - مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے والد حکیم سید عبدالحی حسنی رائے بریلوی متوفی ۱۳۴۱ھ کی خود مولف کی دست نویس بیاض ہے۔ اس کی غیر منظم ترتیب میں مجربات حکیم قدرت اللہ و امیر اللہ ، رسالہ عطری خان ، بیاض نواب صدیق حسن خان قنوجی اور بالخصوص حکیم محمد اعظم خان رامپوری متوفی ۱۳۲۰ھ کی کتاب محیط اعظم سے مدد لی گئی ہے۔ حکیم عبدالحی کے اپنے بعض مجربات بھی شامل ہیں :

ابتدا :- "انتخاب از تجربات حکیم قدرت اللہ و امیر اللہ ....." انتہا :- "..... در امراض ..... ایں ہمہ ادویہ اسہال میکنند"

۳-۲۸ بیاض مجربات - ۵۵ اوراق ، ۱۷ سطور ، نستعلیق خوش خط - یہ اصلاً حکیم مولوی امجد علی (کاکوروی متوفی ۱۳۲۳ھ ؟) کی بیاض ہے جس میں انھوں نے اپنے اساتذہ اور دیگر اطباء کے مجربات جمع کئے تھے ، یہ بیاض غیر مرتب تھی ، بعد میں حکیم امجد علی کے ایک عزیز شاگرد حکیم چودھری قیام الدین نے استاد کے حکم سے اس کو مرتب کیا ، موجودہ نسخہ آخر سے ناقص ہے اور امراض الرأس سے امراض مثانہ تک پر مشتمل ہے۔

ابتدا :- "الحمد لولیہ والصلوۃ علی نبیہ ..... اما بعد بندۂ مسکین ..... بگویم کہ ....."

انتہا :- "برای قرص فقیب ..... حبوب بقدر کنار دشتی ....."

۴-۲۹ مطب حکیم حیدر حسین - ۲۲۶ اوراق ، ۱۴ تا ۱۸ سطور ، نستعلیق شکستہ آمیز خط - حکیم حیدر حسین نقوی رائے بریلوی متوفی ۱۲۵۷ھ کے معمولات مطب کا غیر مرتب مجموعہ ہے - آخر کے ۵ اوراق میں کسی دوسرے طبیب کے متفرق نسخے درج ہیں۔

ابتدا :- "معجون برای کثرت احتلام و سوء مزاج حار ....." انتہا :- "..... معجون سنگدانہ ..... مقدار شربت ۹ ماشہ"

۵-۳۰ مطب حکیم محمود خان - ۱۰۰ اوراق ، ۱۷ تا ۲۰ سطور ، نستعلیق شکستہ آمیز خط - مسیح الملک

حکیم اجمل خاں کے والد حکیم محمود خاں بن حکیم محمد شریف دہلوی جو خود بھی معروف طبیب تھے، ان کے معمولات مطب کا آخر سے ناقص مجموعہ ہے۔ غالباً اصل بیاض کے چند ابتدائی اوراق ہیں۔

ابتدا :- "۱- برای نزلہ حار و درد سرو ....." انتہا :- "..... ۱۲۶- روغن برای فالج، قسط، فلفل ....."

۶-۳۱ معمولات حکیم یعقوب - ۹ اوراق، ۱۸-۱۹ سطور، نستعلیق شکستہ آمیز خط - حکیم محمد یعقوب کشمیری ثم لکھنوی متوفی ۱۲۸۶ھ کے معمولات مطب کا مختصر سا مجموعہ ہے۔ حکیم یعقوب صاحب جھوائی ٹولہ لکھنؤ کے معروف طبیب تھے اور تیرہویں صدی ہجری کے نصف آخر کے اکثر اطبائے لکھنؤ کے استاد تھے

ابتدا :- "روغن برای درازی مو و ....." انتہا :- "..... جب سل ..... درد ہن دارند"

(ج) مرتب و منضبط تالیفات :

۱-۳۲ تحفۃ الاطبا (فن چہارم) ۱۷۰ اوراق، ۱۷ سطور، معمولی نستعلیق خط ۱۱۹۱ھ - یہ شیخ احمد گنوجی متوفی بعد ۱۱۲۸ھ کی ضخیم منظوم طبی تالیف "تحفۃ الاطبا" کا صرف ربع چہارم ہے، اس میں ۶ باب ہیں:

۱- ذکر اجناس حمیات ۲- در اورام و بثور ۳- در امراضی کہ بر ظاہر جلد و سایر اعضا پدید آید ۴- در آنچہ تعلق بہ زینت دارد ۵- فی علل الاظافیر ۶- در کسر و خلع -

ابتدا :- فن رابع در امراضی کہ مخصوص بعضو دون عضو باشد' فن رابع ز چار فن کتاب متضمن بود بچند ابواب

انتہا :- "..... آمد اندر و لم ز غیب سرور رنج کردم ز نظم شافی دور"

۲-۳۳ ترجمۂ رسالۂ ابن سینا - ۳۹ اوراق، ۱۵ سطور، نستعلیق خوشخط ۱۱۹۹ھ - یہ شیخ الرئیس ابو علی حسین بن عبداللہ ابن سینا متوفی ۴۲۸ھ کے عربی رسالے "دفع المضار الکلیۃ عن الابدان الانسانیۃ" کا فارسی ترجمہ ہے مترجم مجہول ہے اور یہ ترجمہ شیخ حسین انصاری کے معلوم ترجمے سے الگ اور اس سے بہتر ہے۔ رسالے کا موضوع آب و ہوا، ماکولات و مشروبات، حرکت و سکون، احتباس و استفراغ وغیرہ کے مضر اثرات سے بچنے کی تدابیر ہے -

ابتدا :- "افتتاح سخن سزاوار بنام حکیمی است کہ ....." انتہا :- "..... واللہ عاقبۃ الامور وصلی اللہ علی ..... اجمعین"

۳۴-۳ خلاصۃ الطب - ۷۶ اوراق ۱۴-۱۵ سطور، نستعلیق شکستہ آمیز خط ۱۲۲۰ھ - حکیم احمد اللہ کرتپوری ثم دہلوی ثم لکھنوی متوفی بعد ۱۱۷۷ھ کی تالیف ہے - دو بابوں اور ایک ضمیمے پر مشتمل ہے۔ پہلا باب اسباب ستۂ ضروریہ سے متعلق ۶ فصلوں میں منقسم ہے دوسرا باب " حفظ صحت اعضای رئیسہ از سر تا پا" سے تعلق رکھتا ہے اس میں ۱۶ فصلیں ہیں۔ ضمیمہ اناج، روئی، پھل اور گوشت کی مختلف قسموں اور مسالہ جات کے بیان میں ہے جو ۹ فصلوں پر مشتمل ہے -

ابتدا :- " حمد نامتناہی و مدح کماہی مراحدی را است کہ از بحت احدیت متجلی گشتہ ... "

انتہا :- " ... نمک اقسام است ... و چسپیدگی بلغم بزداید و دہن را صاف نماید "

۳۵-۴ شفاء الصبیان - ۵۹ اوراق، ۱۴ سطور، معمولی نستعلیق خط ۱۲۶۸ھ - حکیم محمد اکبر ارزانی متوفی ۱۱۳۰ھ کی تالیف ہے - کتاب دو مقالوں پر مشتمل ہے - پہلے مقالے میں ۶ فصلیں ہیں جن کا موضوع تدبیر حمل سے ایام شیر خوارگی تک ہے - دوسرے مقالے میں ۵۴ فصلیں ہیں اور ان کا موضوع " امراض اطفال و علامات و معالجات آن " ہے -

ابتدا :- " این رسالہ از بیماری طفلان مرتب گشت ... " انتہا :- " ... و بقولی پرہیز شش ماہ از ... کہ مبادا ... شکم عارض شود "

۳۶-۵ صحۃ الانسان - ۱۸ اوراق، ۲۰-۲۱ سطور، معمولی نستعلیق خط - کسی انگریزی رسالے کا فارسی ترجمہ ہے جو انگریزی نہ جاننے والے عیسائی لڑکوں کی تعلیم کی غرض سے ترتیب دیا گیا ہے - مؤلف اور مترجم دونوں کا احوال اور اصل رسالے کا نام معلوم نہ ہو سکا - یہ رسالہ ۱۹ فصلوں پر مشتمل ہے جن میں مختلف قسم کے ورموں اور زخموں کے علاج بیان کئے گئے ہیں -

ابتدا :- " الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی خیر المنجبین ... " انتہا :- " ... و از صفراو ... اکثر زیادہ حدت میکند، واللہ اعلم بالصواب "

۳۷-۶ طب صدیقی - ۶۷ اوراق، ۱۱ تا ۱۴ سطور، معمولی نستعلیق خط ۱۱۸۳ھ - حکیم ابوبکر صدیقی ناگوری متوفی بعد ۱۰۲۴ھ کی منظوم تالیف ہے - کتاب ۱۱۹ عنوانات پر مشتمل ہے - دیباچے کے بعد نعت رسول اور منقبت خلفائے راشدین رضی ہے، اس کے بعد امراض کی مہینوں سے نسبت کا ذکر ہے، پھر عام طبی کتابوں کی ترتیب پر امراض و معالجات نظم کئے گئے ہیں، آخر میں امراض اطفال کا ذکر ہے - معالجات سب

کے سب ویدک طب سے ماخوذ ہیں۔

ابتدا :- "گشایم زبان را بحمد حکیم
کہ او ہست خلاق عرش عظیم
..."

انتہا :- "... دہد یک نملولہ با بش اگر
زوبیہ نماند بہ تن او اثر"

۷-۲۸ طب مصطفوی (مقالہ چہارم) ۱۰۶ اوراق، ۱۹ سطور، معمولی نستعلیق خط۔ حکیم غلام مصطفی متوفی ...... کی تالیف ہے۔ یہ اس کتاب کا مقالۂ چہارم ہے، جس کو مؤلف نے ۲۸ کتابوں پر تقسیم کیا ہے، پھر ہر کتاب میں ابواب کی تقسیم ہے۔ پہلی کتاب امراض سر کے بیان میں ہے، اس میں ۲۰ ابواب ہیں۔ دوسری کتاب امراض چشم سے متعلق ہے اور اس میں ۱۲ اباب ہیں۔ زیر نظر نسخہ صرف اسی کتاب دوم کے باب سوم کے آغاز تک ہے۔ تمام ابواب میں مزید ذیلی تقسیم فصل کے عنوان سے کی گئی ہے۔ زبان مؤلف کے ہندوستانی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

ابتدا :- "المقالۃ الرابعۃ من طب مصطفوی فی المعالجات و در ایں مقالہ ہشت کتاب اند..."

انتہا :- "...باب سوم (از کتاب دوم) در امراض طبقہ نحیفہ لطیفہ عنبیہ کہ ...."

۸-۲۹ قرابادین اسلمی - مولانا حکیم عبدالحی حسنی کے دادا کے چچازاد بھائی حکیم سید محمد اسلم حسنی نصیر آبادی متوفی ۱۲۷۶ھ کی تالیف ہے۔ آخر سے ناقص ہے۔

ابتدا :- "(آسو) پوست نسیل پوست کنار صحرائی..." انتہا :- "... حرف الشین .... (شربت) کیوڑہ .... موافق ترتیب شربت سازند...."

۹-۴۰ طب کیمیا و کیمیای با سلیقا - یہ دو رسالوں کے ترجمے کا مجموعہ ہے جو عام طور پر کیمیای باسلیقا کے نام سے فہرستوں میں درج ہے۔ یہ دونوں رسالے کسی دوسری زبان سے پہلے عربی میں ترجمہ ہوئے تھے، پھر فارسی میں ترجمہ کئے گئے۔ پہلے رسالے کا مؤلف براکسوس ہے اور دوسرے کا فردلیوس ہے۔ مترجم کا نام زین العابدین طباطبائی ہے جو مشہد سے ہجرت کرکے ہندوستان آگیا تھا اور ۱۱۸۸ھ کے بعد وفات پائی۔ یہ فارسی ترجمہ تین اجزاء پر مشتمل ہے۔ پہلے جزو میں ایک مقدمہ اور چار مقالے ہیں جن میں امور طبیعہ سے بحث کی گئی ہے، دوسرے جزو میں معالجات جزئیہ و کلیہ بیان ہوتے ہیں، تیسرا جزو جو مترجم نے ذخیرہ اسکندری سے اقتباس کرکے اضافہ کیا ہے اکاسیر و تریاقات وغیرہ کے متعلق ہے۔

ابتدا :۔ "سپاس و ستائش بیرون از حد فہم و حواس ..... مر آفریدگار مبدع ..... رواست ..."

انتہا :۔ "..... و این است آخر کتاب ..... کہ در اواسط ۱۱۸۸ باتمام رسانید"

۱۰-۴۱ گنج باد آورد صاحب قرانی - ۱۳۷ اوراق، ۱۰ تا ۲۰ سطور، نستعلیق شکستہ آمیز خط - نواب امان اللہ خان حسینی کابلی ثم ہندوستانی ملقب بہ خانزمان فیروز جنگ، متخلص بہ امانی متوفی ۱۰۴۶ھ کی گرانقدر تالیف ہے - اس کی ترتیب میں مولف نے چند دیگر کتابوں کے علاوہ پانچویں صدی ہجری سے دسویں صدی ہجری تک طب کے موضوع پر فارسی اور عربی میں لکھی جانے والی ان تمام کتابوں سے استفادہ کیا ہے جو سلطنت مغلیہ کے کتب خانے میں موجود تھیں ماٰخذ کی مجموعی تعداد ۱۰۹ ہے - مؤلف نے جملہ طبی علوم کا استقصا کرنے اور متقدمین کی دستیاب کتابوں کے تمام مطالب کو ملخصا یکجا کرنے کی کوشش کی ہے - اس کے قریب ۲۰۰ عنوانات کی فہرست کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ علوم طبیہ اور بالخصوص علم الادویہ کے باب میں یہ کتاب ایک انسائکلوپیڈیا کا درجہ رکھتی ہے - پیش نظر نسخہ اس کا صرف ابتدائی حصہ ہے اور اس میں بھی کئی جگہ درمیان سے اوراق غائب ہیں - مکمل کتاب میں ۵۰۰ سے کم اوراق نہیں رہے ہوں گے -

ابتدا :۔ "گنج باد آورد حکمت ترکیب ہیولائی انسانی است کہ نقد روای او نفس روان است ..."

انتہا :۔ "..... ایضاً از حکیم شرف الدین شیرازی قرص جہت استسقای طبعی و ثمی ....."

۱۱-۴۲ مفتاح الخزائن (رسالہ سوم) ۳۰ اوراق، ۲۱ سطور، معمولی نستعلیق خط ۱۱۳۸ھ - علی بن حسین انصاری شیرازی معروف بہ زین العطار متوفی ۸۰۶ھ کی تالیف ہے - موجودہ رسالے کا موضوع اور ترتیب تقریباً وہی ہے جو اسی مؤلف کی دوسری کتاب "اختیارات بدیعی" کے مقالہ دوم کی ہے -

ابتدا :۔ "الحمد للہ رب العالمین ..... بدانکہ این رسالہ سوم است از مفتاح الخزائن ....."

انتہا :۔ "..... دو درہم چار قیشادا قطیبا باشد، مخول باید، خواہ دار و چشم باشد خواہ مرہم"

۱۲-۴۳ منتخب الاطبا - ۱۱۶ اوراق، ۱۵ سطور، معمولی نستعلیق خط قبل ۱۳۳۰ھ - خیر اللہ الہ آبادی متوفی ۱۰۵۸ھ کی تالیف ہے - پوری کتاب ۲۹ ابواب پر مشتمل ہے - پہلا باب در شناختن نبض، دوسرا در شناختن قارورہ، تیسرا در معالجات تپ و لرزہ، اس کے بعد مختلف اعضا کے امراض اور ان کے علاج کا ذکر ہے - آخری باب جانوروں کے علاج پر ہے - یہ نسخہ ناقص الآخر ہے - پہلا ورق بھی غائب ہے -

ابتدا :۔ "بنا بر آن بست و نہ باب ترتیب دادہ بہ منتخب الاطبا موسوم ساختم ....."

انتہا: "... بیاز و لبلیو و سند ہی و انگوزہ و نمک سیاہ ...."

۱۳-۴۴ منتخبات حیدری - ۱۳۱ اوراق، ۱۰ سطور نستعلیق خوش خط قبل ۱۲۳۱ھ - غازی الدین حیدر شاہ اودھ متوفی ۱۲۴۳ھ کی یہ ترتیب بیاض تھی جس کو حکیم محمد علی لکھنوی نے ۱۲۲۷ھ میں مرتب کر کے کتابی شکل دی۔ زیادہ تر نسخے قوت باہ سے تعلق رکھتے ہیں جس کا امرائے اودھ کو خاص شوق تھا۔ کتاب کے آخر میں ۴ ورق کا ایک رسالہ بعنوان "رسالہ در باب نسخہ جات مجربات" ملحق ہے جو غالباً خود حکیم محمد علی کے مجربات کا مجموعہ ہے۔ اس کے خاتمے پر کسی مجہول مؤلف کا ایک ایک ورق کا رسالہ از راق طبی بھی منقول ہے۔

ابتدا:- "حمد بیحد و ثنای لاتحصی و لاتعد شایان حضرت حکیم علی الاطلاق کہ ..."

انتہا:- "... تبغیب گاو را خشک کردہ و نیم برشت نمودہ بخوانند یک ہفتہ ملازمت نمایند"

عربی مخطوطات

اس کتب خانہ میں مکررات کو حذف کرنے کے بعد طب کے موضوع پر عربی کے ۱۹ مخطوطات ہیں ان کو دو قسموں میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ اول ان کتابوں کے خطی نسخے جو شائع ہو چکی ہیں، ان کی تعداد ۸ ہے۔ دوسری قسم میں وہ کتابیں داخل ہیں جن میں کچھ یقیناً اور کچھ بگمان غالب ہنوز غیر مطبوعہ ہیں۔ اور یہ تین نوع کی ہیں۔

(الف) ناشناختہ رسائل و کتب:

۱-۲-۵۳ رسالۃ فی الحمیات - ۱۸ اوراق، ۱۵ سطور معمولی نستعلیق خط۔

ابتدا: "الفصل فی اقسام الحمی و معنی المشتعریرۃ ... فاعلم ان الاجناس الاولیۃ الحمی ثلاثہ ....."

انتہا: وقد یعالج الحمی الیومیۃ الحادثۃ منہا بالفصد ایضاً۔

۲-۲-۵۴ رسالۃ فی الحمیات - ۱۶۲ اوراق، ۱۵ سطور معمولی نستعلیق خط، آخر سے ناقص۔

ابتدا:- "فصل، اعلم ان الحمیات الخلطیۃ علی خمسۃ اقسام ... القسم الاول الدمویۃ ..."

انتہا:- "... واذا اجتمع الحمی البلغمیۃ مع الصداع الصفراوی و وجع القلب کذلک ..."

۳-۲-۵۵ رسالۃ فی الطب - ۱۴۰۲-۲۸۰۱۶ × ۲۸ سی ایم سائز، ۱۹ اوراق، ۲۱ سطور معمولی نستعلیق

خط اوّل اور آخر سے ناقص۔

ابتدا:۔ "... فی سقی السموم من خاف ان یسقی سمّاً فیجب ان یحترز من الاغذیۃ والاشربۃ الخالیۃ الطعوم ...."

انتہا:۔ "وربما کفی فیہ استعمال الملح والخل ..."

۴-۲-۵۶۔ شرح علی الفن الاول والثانی من الکتاب الرابع من القانون لابن سینا ۲۰٫۴×۱۲٫۶ سی ایم سائز، ۱۲۰ اوراق، مختلف سطور، معمولی نستعلیق خط، آخر اور وسط سے ناقص (کتبخانہ شبلی میں موجود شروح قانون سے نہیں ملتی)۔

ابتدا:۔ "الفن الاول من الکتاب الرابع من کتب القانون کلام کلی فی الحمیات ..."

انتہا:۔ "... قولہ البول اللطیف ... والا لما کانت تندفع من ذاتہا، ولذلک اذا کان البول یکون الدم ..."

۵-۲-۵۷۔ کتاب فی الطب۔ ۱۶٫۴×۲۶٫۱ سی ایم سائز، ۱۰۰ اوراق، ۱۵ سطور، معمولی نستعلیق خط، درمیان اور آخر سے ناقص، خطبۂ الکتاب غیر مکتوب۔

ایک مقدمہ اور ۶ حدیقوں پر مشتمل ہے۔ مقدمے کا عنوان مؤلف نے "فی تعریف الطب وتقسیمہ وضبط موضوعاتہ" لکھا ہے۔

الحدیقۃ الاولیٰ میں نظری مباحث ہیں یہ ۴ دوحات پر منقسم ہے اور ہر دوحہ چند لوحات پر تقسیم ہے۔ الحدیقۃ الثانیہ کے دو دوحات اور متعدد لوحات میں عملی مباحث ہیں۔ الحدیقۃ الثالثہ ادویہ واغذیہ کے بیان میں ہے اس میں بھی ۲ دوحے اور ہر دوحے میں متعدد لوحات ہیں۔ الحدیقۃ الرابعۃ کا عنوان "فی امور ینبغی ان یزاول الطبیب فیہا فی اسبابہا وعلاماتہا وادویتہا" ہے۔ اس میں ایک مقدمہ اور ۶ دوحات ہیں اور ہر دوحے میں متعدد لوحات ہیں۔ جن میں امور طبیعیہ، قوانین علاج، احکام کلیہ مفردات، کیفیات اخلاط، بخار، ریح، امراض مرکبہ، اسباب ستہ ضروریہ، سقطہ، کسر، خلع، جراحات وحرکات، سموم، لسع، حرق، غرق اور تشریح اعضا کا بیان ہے۔ الحدیقۃ الخامسۃ کا موضوع "فی تشریح الاعضاء الآلیۃ وامراضہا واسبابہا وعلاماتہا ومعالجتہا" درج ہے۔ اس میں ۱۲ دوحات، اور ہر دوحے میں متعدد لوحات ہیں۔ الحدیقۃ السادسہ

نسخے میں موجود نہیں الحدیقۃ الثالثہ کا آخری حصہ بھی غائب ہے۔

ابتدا:- "...اما المقدمۃ ففی تعریف الطب وتقسیمہ وضبط موضوعاتہ..."

انتہا:- "...ولب حب القرطم والبسلق وورقۃ الکدیث [دمرقۃ] الھرم والدجاج..."

(ب) معروف اطباء کے رسائل:

۱-۲-۵۸ رسالۃ فی الحمیات:- ۱۶۰۷ × ۲۶۰۸ سی ایم سائز، ۶ اوراق، ۱۵ سطور، معمولی نستعلیق خط، اول سے ناقص۔ مرزا علی شریف بن محمد زمان اللکھنوی المتوفی ۱۲۳۱ھ کی تالیف ہے۔

ابتدا:- "...اعلم أنہ یسقی فی الیوم الاول من الغب اللازمۃ والدائرۃ حلیب..."

انتہا:- "...ایضاً یلزم من السادس فی کل مسھل لتقویتھا المحدۃ"

۲-۲-۵۹ رسالہ فی الطب: ۱۶۰۰ × ۲۶۰۸ سی ایم سائز، ۵ اوراق، ۱۵ سطور، معمولی نستعلیق خط، کسی غیر معلوم شخص نے حکیم محمد شریف خان الدہلوی المتوفی ۱۲۲۲ھ کے معمولات مطب اوراق کے حواشی علی شرح "الاسباب والعلامات" سے چند غیر مرتب معالجات جمع کئے ہیں۔

ابتدا:- "فی الاول الیوم حلیب... حب القرع من درھمین الی ثلثۃ دراھم..."

انتہا:- "...اللھم اغفرہ (واجعل) سعیہ مشکورا۔ عبدہ فقط۔"

۳-۲-۶۰ رسالۃ فی الطب: ۱۶۰۷ × ۲۶۰۸ سی ایم سائز، ۱۲ اوراق، ۱۵ سطور، معمولی نستعلیق، خط ۱۲۶۰ھ۔ حکیم درویش محمد بن عالم خان الرامپوری المتوفی ۱۲۳۳ھ کی تالیف ہے جو حکیم نجم اللہ الصدیقی کے نام سے مشہور تھے۔ یہ حکیم صاحب کے کسی بڑے رسالے کا صرف آخری حصہ ہے، لیکن اپنے موضوع و مشتملات کے اعتبار سے بجائے خود ایک رسالہ ہے۔ یہ رسالہ چار فصول پر مشتمل ہے: ۱- فی امور یجب استحضارھا قبل المداوات ۲- فی قانون ترکیب الادویۃ ۳- فی تصرفات الطبیب عند المداواۃ والمعالجات ۴- فی قوانین اوزان الادویۃ

ابتدا: "...خاتمہ رسالۃ فی الادویۃ المرکبۃ وما یتوقف علیھا وفیھا فصول..."

انتہا: "...سفوف تقطیر البول من ضعف المثانہ وبرودتھا... وینحل۔"

مرتب و مدون اور غیر مطبوعہ اہم کتابیں

۱-۲-۶۱ خزینۃ العلاج:

حکیم عبدالکریم خان المخاطب بمرزا خان بن حکیم محمد یوسف خان المتوفی بعد ۱۲۰۲ھ کی قابل قدر تالیف ہے۔ مؤلف کا حال کسی کتاب میں نہیں ملا۔ دیباجۃ الکتاب میں مؤلف نے بیان کیا ہے کہ وہ بچپن سے اپنے والد کی خدمت میں علم طب حاصل کرتے رہے نیز اہل کمال کی کفش برداری میں عمر صرف کرتے رہے ہیں ——— ——— اور اہل کمال کی تقلید کے شوق نے ہی ان سے یہ کتاب تالیف کرائی ہے۔

خزینۃ العلاج کتاب کا تاریخی نام ہے جس سے معلوم ہوا کہ حکیم صاحب کی وفات ۱۲۰۲ھ کے بعد ہوئی ہوگی۔

خزینۃ العلوم کے مآخذ یہ ہیں: القانون، الاسباب والعلامات، شرح الاسباب والعلامات، الموجز، شروح الموجز، المغنی، تذکرۃ الھادیہ، تحفۃ المومنین، تالیف شریف، قرابادین قادری، معدن تجربات اور مجموعۃ بقائی۔ کتاب کی ترتیب میں مؤلف نے جدت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جس کی طرف دیباچے میں یہ اشارہ کیا ہے۔ "وباعتبار العبارات وتجدید الترتیب لایزعمون خالیاً من الحداثۃ والغرابۃ"۔

کتاب ایک مقدمے، چار فصلوں اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔ مقدمے کا عنوان مؤلف کے لفظوں میں "فی المبادی التی وجب تقدم ذکرہا" ہے۔ فصول کے عناوین اس طرح ہیں:۔

الفصل الاول منہ مشروح للادویۃ والاغذیۃ المفردۃ التی کلہا مندرجۃ فی ہذا المختصر باسمائہا الیونانیۃ والعربیۃ والفارسیۃ والہندیۃ علی ترتیب حروف التہجی سے بیان افعالہا الکلیۃ وطبایعہا ومقدار شربتہا بکمال الاختصار۔

الفصل الثانی مشتمل علی بیان اقسام الاغذیۃ وانواع الادویۃ الموصوفۃ بافعالہا الکلیۃ التی یحتاج الیہا فی معالجۃ جمیع الامراض فی کل حال۔ اس فصل کے ذیلی عنوانات یہ ہیں:۔ المعدلات، المنضجات، الملینات، المسہلات، منقیات الراس، المعطسات، المدمعات، منقیات الرحم، المقیئات، المدرات، المعرقات، القابضات، الرادعات، المحللات، المرخیات، منضجات الاورام، المفجرات، المدملات، الملحمات، المسخنات، المرطبات، المبردات، المجففات، المجلیات، الملطفات، المغلظات،

المفتحات، المقطعات، المزلقات، المذریات، المغشیات للریاح، المفتتات للحدۃ، المفرحات، المخدرات، المسکرات، المنومات، مسکنات الوجع، حابسات نزف الدم للاعضاء الباطنۃ، منقیات الجراحات والقروح، المانعات لصعود الابخرۃ الی الدماغ، الجذابۃ للمواد من الدماغ الی الاسفل فی الباشونج۔

الفصل الثالث مشتمل علی معالجۃ الامراض لکل واحد منہا مشتملا بقواعد کلیۃ وادویۃ مخصوصۃ مع تعریفہ او اسباب ونبذ من علامتہا الفارقۃ عن الغیر۔ اس میں سر سے پاؤں تک اعضا کے متعلق ۲۰ ذیلی عنوانات ہیں۔

الفصل الرابع محتوی علی اصلاح بعض الاعضا بالادویۃ الی افضل احوالہا عیز ما کان المریض، علی الترتیب المرعی فی الفصل الثانی بروز الاسنان ومجلیاتہا ..... والمسودات الشعر ومبیضاتہا ....

خاتمے میں متفرق فوائد ہیں جن میں الطیور والحشرات والھوام، معرفۃ الاوزان، معرفۃ العقیمۃ والحبلی وغیرہ موضوعات شامل ہیں۔

پیش نظر نسخہ ۱۸×۲۹۰۵ سی ایم سائز پر معمولی نستعلیق خط میں ۱۲۴۹ھ سے قبل کا لکھا ہوا ہے۔ اوراق کی تعداد ۲۶۷ ہے، ہر صفحے میں ۱۸ سطور ہیں۔ نسخے پر حسین محمد علوی کی ۱۲۴۹ھ اور اس سے قبل کی مہریں ثبت ہیں۔ آخر کا ایک آدھ ورق غائب ہے۔ کتب خانۂ شبلی میں موجود مراجع کی حد تک اس کا دوسرا نسخہ مکشوف نہیں۔

ابتدا: "الحمد للّٰہ الذی خلق المو الید بتجلیات قدرتہ واودع فیہا الخواص والتاثیرات لاشرف مخلوقاتہ....."

انتہا: "ومنہا معرفۃ الحاملۃ بالذکر والانثی.... وایضاً اللبن الذی یحلب من ضرع ذات الذکر یکون غلیظا لزجا..."

۲-۲-۶۲۔ السبع الثوابت

مؤلف نے اپنا نام خیر اللّٰہ لکھا ہے، کتاب کی تاریخ تالیف سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کی وفات ۱۱۱۹ھ کے بعد واقع ہوئی ہے۔ نزہۃ الخواطر وغیرہ میں بارہویں صدی ہجری کے خیر اللّٰہ نام کے

جن علماء کا ذکر آیا بظاہر یہ ان کے علاوہ کوئی خیر اللہ ہیں۔ کتاب کا نام خود مؤلف نے "السبع الثوابت" رکھا ہے اور کسی "السبع السیارات" کے مقابلے میں اس کو تالیف کیا ہے۔ خاتمے پر مؤلف نے ابن الحاجب کا ایک شعر لکھا ہے "ھذا الشعر الذی ختمت بہ کثیر امن رسائلی"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے اور بھی کئی رسالے لکھے تھے۔

یہ کتاب ۷ ابحاث پر مشتمل ہے:۔ ۱۔ فی تعریف الصداع و... ۲۔ فی تحقیق معنی الدواء ۳۔ فی تعریف الخلط و... ۴۔ فی مقدار الاخلاط ۵۔ فی بیان اعضاء المرکبۃ والمفردۃ ۶۔ فی تحلل القحف والیافوخ ۷۔ فی بیان سن الکھولۃ وزیادۃ التحلیل۔ درمیان کتاب میں جابجا معروف طبیب و مصنف علاء الدین علی ابن حزم القرشی المتوفی ۶۸۷ھ کی آراء کا ابطال کیا ہے۔

پیش نظر نسخہ ۱۲×۱۸ سی ایم سائز پر معمولی خط نسخ میں ۱۱۱۹ھ کا لکھا ہوا اور بظاہر مسودہ مؤلف ہے۔ کئی جگہ متن کی عبارات قلم زد کر کے حاشیے پر مؤلف کے قلم سے تصحیح ہے اور اسی خط میں پہلے صفحہ پر "مصنفہ الفقیر خیر اللہ" لکھا ہوا ہے۔ بظاہر نسخہ وحید ہے۔

ابتدا:۔ "الحمد للہ الذی ارسل رسولہ الی الخلق شاھدا و بشیرا و نذیرا وآتاہ الحکمۃ.... اما بعد فھذہ ابحاث قراتہ فی علم الطب وسمیتہ بالسبع الثوابت..."

انتہا: "... رسالتی تبقی واننی اکسی ثوب الفناء وکل شیئی فان"

۳-۲-۶۳ المنھل الروی فی طب النبوی

مؤلف کا نام زیر نظر نسخے یا کسی اور مصدر سے معلوم نہ ہو سکا۔ اور یہ جلال الدین سیوطی کی اسی نام کی کتاب سے یقینی طور پر الگ ہے جس کا ذکر کشف الظنون ج ۲ اور ہدیۃ العارفین ج ۱ میں آیا ہے۔ سیوطی کی کتاب کی ابتدا کی جو عبارت کشف الظنون میں نقل ہوتی ہے وہ اس کتاب کی ابتدا کی عبارت سے نہیں ملتی۔ علاوہ بریں اس کتاب کے مؤلف نے اس موضوع پر دوسرے مؤلفین کا ذکر کرتے ہوئے سیوطی کا ذکر "شیخنا" کے لفظ کے ساتھ کیا ہے۔ درمیان کتاب میں قال ابن القیم اور قال الذہبی کی طرح قال السیوطی کئی جگہ لکھا ہے۔ مؤلف نے دیباچے میں بھی ذکر کیا ہے کہ وہ خود بھی اسی موضوع پر ایک دوسری مفصل کتاب تالیف کر چکا ہے۔

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس کتاب کا موضوع وہ احادیث ہیں جن میں طبی فوائد و نکات کی طرف اشارے پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ کتاب اس موضوع پر مرتب کی جانے والی عام کتابوں سے ممتاز ہے

جس کا اندازہ اس کے مضامین کے عنوانات سے ہوتا ہے جو بالترتیب حسب ذیل ہیں۔

الحث علی تعلیم الطب ۔ ذکر ابتداء الطب ۔ ذکر الارکان الاربعة والاخلاط والمزاج ۔ ذکر الاعضاء ۔ ذکر تکوین الاعضاء من المنی ۔ ذکر العظام والمفاصل ۔ ذکر العصب والعضل ۔ ذکر العروق ۔ ذکر الاعضاء الرئیسة والخادمة ۔ ذکر الحواس وغیرها ۔ تدبیر المسکن والهواء ۔ تدبیر الماکول والمشروب ۔ تدبیر الحرکة والسکون البدنیین ۔ تدبیر الحرکة والسکون النفسانیین ۔ تدبیر الاحتباس والاستفراغ ۔ القول فی الحمام ۔ القول فی الجماع ۔ القول فی العلاج ۔ تناول المریض ما تحمی عنه ۔ ذکر الحجامة والفصد والاسهال والقیء ۔ ذکر الادویة والاغذیة وهو مرتب علی حروف الهجا ۔ القول فی علاج الاعضاء المختصة الصداع ، الفالج ۔ النزلة والزکام ۔ وجع الاسنان ۔ وجع الصدر ۔ ذات الجنب ۔ الاستسقاء ۔ وجع البطن ، الاسهال ۔ دود البطن ۔ عرق النساء ۔ عرق الکلیة ۔ الباسور ۔ الباه فی ذکر ما لا یختص منها : الحمی ، السل والجرح والحکة ونحو ذلک ، القروح والبثور والجذام ۔ التنبیه فی ذکر الجدری ۔ ذکر ما تمیل فی العین ۔ الزینة وقطع الرائحة الکریهة ونحو ذلک ۔ السموم وعلاجها ۔ نوع الهوام وعلاجها وطردها ۔ عضة الکلب ۔ الغیل ۔ الطاعون والوباء ۔ ذکر الطبیب ۔ فضل المریض وعیادته ۔ هل التداوی افضل ام ترکه فی النهی عن التداوی بالنجاسات فی الطعام المزورة ۔ فی الحمیة ۔

ان سب موضوعات کے لیے مؤلف نے احادیث فراہم کی ہیں اور ان کے مطالب لکھے ہیں ۔ اس طرح کی کتابوں میں اکثر ضعیف بلکہ جعلی حدیثیں رسول معصومؐ سے منسوب ہوا کرتی ہیں ۔ مؤلف کی تلاش بہرحال قابل داد ہے۔

ابتدا: "الحمد للہ الذی اعطی کل نفس هداها وعلمها منافعها ومضارها...."

انتہا: "....وقال السوادی : حب الرشاد یولد الرطوبة ، والماء الحار یرخی المعدة ، والاهلیلج یرق المعدة ۔ بل ، ان تقعد علی الطعام بشهوة ، وتقوم وانت تشتهیه ۔ واللہ سبحانه وتعالی علم"

حکیم حافظ سید خورشید علی

(حیدرآباد)

سالارجنگ میوزیم

نادر طبی مخطوطات

سالارجنگ میوزیم کے منتخب مخطوطات کی ایک تفصیلی فہرست جس میں انیس عربی مخطوطات اور اسی قدر فارسی مخطوطات، اسی طرح جملہ (۳۸) مخطوطات شامل ہیں اہم مقالہ کے آخر میں پیش کر رہے ہیں۔ ہم ان اڑتیس کے منجملہ چند اہم مخطوطات کا تفصیلی ذکر کریں گے تاکہ جو حضرات ان مخطوطات کو اشاعتی پروگرام میں شامل کرنے میں سہولت ہو۔

عربی مخطوطات میں ہماری نظر سب سے پہلے طبی رسائل کے ایک مجموعے پر پڑتی ہے جس کا نمبر طب عربی/۲۴ ہے، اور جو (۱۶۶) ورق پر مشتمل ہے۔ یہ مجموعہ چھ نادر رسائل پر محتوی ہے، جن میں نہایت مختصر مگر جامع انداز میں مسائل طبیہ پر بحث کی گئی ہے۔ مخطوطہ تقریباً بے نقط خط نسخ شکستہ میں لکھا گیا ہے اور تاریخ کتابت ۴۵۷ھ م ۱۰۶۵ء ہے، اور کاتب کا نام محمد بن عبد المجید لکھا ہے۔ اس مخطوطے کے سرورق پر کئی ایک اطبائے سابقین کے آٹوگراف اور مہریں موجود ہیں، جو کسی زمانے میں اس نسخے کے مالک رہے ہوں گے، چنانچہ محمد بن ہبۃ اللہ شیرازی جو ایک مشہور طبیب گزرا ہے اس نے اپنے قلم سے یہ عبارت لکھی ہے: "من مستملكات العبد المذنب الى النهاية الحسيب محمد بن هبة الله بن لطف الله بن لقمان الطبيب المعروف باختيار الشيرازي"۔ مخفی مبادا کہ سالارجنگ میوزیم میں محفوظ تاریخ والے مخطوطات میں یہ سب سے قدیم ترین نسخہ ہے۔ یوں دیگر اس سے بھی قدیم مخطوطات موجود ہیں مگر ان پر تاریخ ثبت نہیں، صرف رسم الخط سے ان کی قدامت پہچانی جا سکتی ہے۔ مذکورہ

چھ رسائل کی تفصیل اس طرح ہے:-

(۱) بدن الانسان وتشریح الاعضاء البسیطۃ ومرضھا وصحتھا واسبابھا (۲) تشریح الأعضاء المرکبۃ وأمراضھا وعلاجھا (۳) الاطلیۃ (۴) الأمراض المتفرقۃ وعلاجھا (۵) الحمّٰی (۶) التریاقات

اب ہم ہر رسالہ کی ابتداء سے کچھ عبارات نقل کریں گے تاکہ طرز بیان کے سمجھنے میں سہولت ہو اور اہمیت واضح ہو جائے:-

(۱) پہلا رسالہ "بدن الانسان" اس طرح شروع ہوتا ہے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رب أنعمتَ فزدْ، الطب علم یعرف منہ أحوال بدن الانسان من جھۃ ما یصحّ ویزول عنھا لیحفظ الصحۃ حاصلہ ولیستردّ زائلہ، فان قلت: الطب قسمان علمی وعملی، وقد جعلت کلھما علماً قلنا المراد بالعلمی العلم بالعمل، فیدخل فی الحدّ، وفی مباحثہ أربع فصول، الفصل الأول فی الامور الطبیعیۃ، وفیہ مسائل.... الفصل الثانی المرض والسبب والدلیل، وفیہ ثلاثۃ مباحث..... الفصل الثالث فی حفظ الصحۃ وفیہ ثلاثۃ أبحاث ... الفصل الرابع فی المعالجات، والأصل فیہ ثلاثۃ - طوالت سے بچنے کے لئے ہم نے اس کے ترجمہ سے گریز کیا ہے۔ اگر ضرورت سمجھی جائے تو ترجمہ پیش کیا جائے گا۔ اس رسالہ کے آخر میں دماغ کے ذریعہ علاج کا بیان ہے۔

(۲) دوسرا رسالہ "تشریح الأعضاء المرکبۃ وامراضھا وعلاجاتھا" کی ابتداء اس طرح ہوتی ہے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بعد حمد اللہ والصلوٰۃ علی رسول اللہ نذکر تشریح الاعضاء المرکبۃ وأمراض کل عضو بأسبابھا وعلاماتھا وعلاجاتھا، ولنبتدء بالدماغ، وھو جسم متخلخل، شکلہ قریب من المثلث بحیث یکون قاعدتہ قدّام، ویستدقّ الی أن ینتھی، فھو فی العرض ینقسم الی ثلاثۃ أقسام، ویسمی بطون الدماغ، ثم ینقسم فی الطول إلی قسمین لیکون المجموع ستۃ اقسام، والأعصاب تنبت منہ إلا أن الجزء المقدّم من الدماغ ألین، ومنہ عصب الحس، والجزء المؤخر أصلب ومنہ عصب

الحرکۃ - میں سمجھتا ہوں کہ عربی عبارت کا ترجمہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، فاضل مصنف نے اعضاء مرکب میں سب سے پہلے دماغ کا ذکر کیا ہے۔ عبارت مندرجہ بالا میں دماغ کی ہیئت ترکیبی بیان کی گئی ہے، پھر ایک ایک کرکے دماغ کے امراض اور ان کی علامتیں اور اسباب پھر علاج بیان کیا ہے۔

(۳) تیسرا رسالہ "اطلیہ" پر مشتمل ہے، جو اس طرح شروع ہوتا ہے، طلاء للحاک: ماء الکرفس والخل ودھن الورد، ویلقی علیہ شئی من مرداسنج، یضرب ویطلی بہ ویغسل بدقیق الحمص - طلاء للبھق الاسود: بزر الفجل عشرۃ دراھم، کندش درھمین، قسط درھمین یطلی بالخل بعد الاستفراغ والحجامۃ - اس طرح کے کئی قسم کے طلاء، ضماد اور مرہم بیان کئے گئے ہیں۔

(۴) چوتھے رسالے میں متفرق امراض کا ذکر ہے جیسے قرحۃ المثانہ، مثانہ اور گردے کی پتھری، ورم قضیب وخصتین، حبس البول، ادرار البول، بواسیر رحم کے امراض وغیرہ، پھر ان سب کا علاج تجویز کیا ہے۔ بعد ازاں ضبط تولید کے لئے نسخہ بیان کیا ہے جو آج کے زمانے کی اہم ضرورت ہے۔ اور بالخصوص اہل ہند کے لئے

(۵) پانچواں رسالہ "بخار" کے بیان پر مشتمل ہے، ابتداء میں حمد و صلاۃ، اور بخار کی تعریف اور کیفیت بیان کرنے کے بعد یہ لکھا ہے: والحمی ثلاثۃ اقسام، حمی یوم وحمی خلط وحمی دق، لأن جمیع ما (فی) البدن ثلاثۃ: الروح والخلط والعضو، فان تعلقت الحرارۃ أولاً بالروح فھی حمی یوم، وان تعلقت بالخلط فھی حمی خلط، وإن تعلقت بالعضو فھی حمی دق ومثل ذلک بالحمام، فان فیہ ثلاثۃ اشیاء: الھواء والماء والحیطان، فالھواء کالروح والماء کالخلط، والحیطان کالعضو، ویمکن تعلق الحرارۃ أولاً بکل واحد وسرایتھا الی الآخرین ـــــــ اس طرح بخار کی تین اقسام اور ان اقسام کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھانے کے بعد ان اقسام پر تفصیلی بحث کی ہے اور ان کا علاج [illegible] ضمناً اسی بیان میں نزلہ، کھانسی، مرض سل، امراض قلب، امراض معدہ، استسقاء، امراض گردہ، مرض جذام، برص بہق، سرطان اور اسی قسم کے کئی ایک امراض [illegible] کرنے کے بعد ان کا علاج تجویز کیا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ یہ رسالہ گرانقدر طبی معلومات کا خزانہ ہے۔

(۶) اس مجموعے کا چھٹا اور آخری رسالہ تریاقات پر مشتمل ہے، مگر افسوس یہ ہے کہ یہ رسالہ آخر میں ناقص ہے، اس کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الترياق الفاروق: اجلى الادوية المركبة للسموم والنواهش والكلب الكلب والامراض البلغمية والسوداوية والرياح الخبيثة والفالج والسكتة والصرع واللقوة والرعشة والجنون والجذام خاصة والبرص۔ یعنی سب سے پہلے تریاق فاروق کا ذکر کیا ہے، اور اس کو امراض بلغمی اور سوداوی اور فالج مرگی جیسے عسیر العلاج امراض کے لیے، اور خاص طور پر مرض جنون اور جذام کے لیے مفید بتایا ہے۔ اس نسخہ میں شہد کے علاوہ جملہ (۶۵) اجزا شامل ہیں، جن کی تفصیلی ترکیب کا ذکر ہے۔

اس کے علاوہ تریاق صغیر، اطریفل کبیر، معجون انوش دارو جو ایک ہندوستانی مقوی قلب دوا ہے و نیز معجون فلاسفہ جو شہرۂ آفاق معجون ہے، اور معجون نوتنجی جو سوء ہضم کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ معجون النجاح امراض سوداوی کے لئے، اور اسی طرح مختلف قسم کے جوارشات کے مکمل اصلی نسخے بیان کئے ہیں، جو اس قابل ہیں کہ موجودہ مروجہ نسخوں سے ان کا تقابل کیا جائے، موجودہ نسخوں میں اگر کچھ کمی بیشی ہے تو ان کی اصلاح کر لی جائے، کیونکہ نسخہ جب تک کامل نہ ہوگا اس کا اثر بھی پائیدار اور کامل نہ ہوگا۔ لہذا احقر کی طب یونانی کے ارباب حل و عقائد سے درخواست ہے کہ اس قدیم ترین نسخہ کو تحقیقی پروگرام میں شامل فرما لیا جائے تو مقصد کے حصول میں ممد و معاون ثابت ہوگا۔ اور اس طرح متعدد مذکورہ پیچیدہ اور لاعلاج سمجھے جانے والے امراض کا کامیاب علاج دریافت کیا جا سکتا ہے۔

فارسی مخطوطات میں سب سے قدیم ترین نسخہ "ترجمۂ منہاج البیان فیما یستعملہ الانسان" ہے

جس کو خود مصنف یعنی مترجم نے ۶۷۹ھ/۱۲۸۰ء میں لکھا تھا، اصل عربی نسخہ منہاج البیان جو یحییٰ بن عیسیٰ بن جزلہ المتوفی ۴۹۳ھ/۱۱۰۰ء کی تصنیف ہے وہ بھی ہمارے ہاں محفوظ ہے، لیکن ہر دو نسخوں میں تھوڑا سا نقص ہے، عربی نسخے کے آخر میں ایک صفحہ کے مقدار عبارت متروک ہے اور فارسی نسخہ اگرچہ مترجم کے قلم سے لکھا ہوا ہونے کی حیثیت سے اہم ہے، اور اس کو ایک مالک نے ساڑھے تین ہزار دینار میں فروخت کیا تھا جیسا کہ آخری صفحہ پر تحریر سے معلوم ہوتا ہے، مگر اس کے شروع میں، عربی نسخہ کو ملا کر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پچیس ورق کم ہیں۔ اگرچہ دونوں نسخوں کو ملا کر عبارت کی بجا بجائی کر لی جا سکتی ہے مگر اس کو ہم نظر انداز کرتے

ہیں کیوں کہ اصل عربی نسخہ طبع ہو چکا ہے۔ اور ایک انتہائی اہم نسخے کا یہاں ذکر کریں گے جو تحقیق اور ترجمہ کے لئے زیادہ بہتر ہوگا۔

مزید چند نادر طبی مخطوطات

عربی

کتاب الحمیات: (طب/۸۴، کیٹلاگ نمبر: ۲۲۵۷) مصنف: اسحاق بن سلیمان الاسرائیلی المتوفی ۳۲۰ھ/۹۳۲ء، ورق: ۱۶۷، کاتب: محمد بن اسرائیل الطبیب، تاریخ کتابت: ربیع الثانی ۱۲۴۲ھ م ستمبر ۱۸۳۲ء۔ ورق ب/۴۳-۴۴، اور ب/۴۵-۴۶، اور ب/۴۸-۴۹ پر جسم انسانی کے خاکے بنائے گئے ہیں۔

الطب الکلی: (طب/۶، کیٹلاگ نمبر: ۲۲۶۳) مصنف: ابو سہل عیسیٰ بن یحییٰ بن ابراہیم المسیحی المتوفی ۳۹۰ھ/۱۰۰۰ء تقریباً، یہ حکیم بو علی سینا کا استاد تھا، ورق: ۲۱۴، کتاب چالیس ابواب پر مشتمل ہے، کاتب: سلطان محمد ولد آقا عبد الکریم سوداگر، تاریخ کتابت: ۲۵ صفر ۱۱۵۴ھ م یکم مئی ۱۷۴۱ء، یہ نسخہ حکیم محمد ساق کے لئے لکھا گیا تھا۔ بخط نستعلیق شکستہ۔

مقالۃ فی الفصد: (طب/۳۶/۲، کیٹلاگ نمبر: ۲۳۱۸) ورق: ۶، مصنف: امین الدولہ ابو الحسن ہبۃ اللہ بن صاعد التلمیذ، المتوفی ۵۶۰ھ/۱۱۶۵ء، یہ مقالہ دس ابواب پر مشتمل ہے۔ کاتب، حسین بن محمد العطا الکی الرفاعی الحسینی الحصکفی۔ تاریخ کتابت: غرہ ربیع الاول ۸۷۳ھ م ستمبر ۱۴۶۸ء۔

کتاب الرحمۃ فی الطب والحکمۃ: (طب/۳۰، کیٹلاگ نمبر: ۲۳۳۲)، ورق (۵۲)، مصنف: محمد مہدی ابن علی بن ابراہیم الصنبری الیمنی المہجی الہندی المتوفی ۸۱۵ھ/۱۴۱۲ء، کاتب: بنہان بن قاسم الکاظمی الشیرازی، تاریخ کتابت: ۶ رشوال ۱۳۶۶ھ م ۱۸ جولائی ۱۹۵۶ء۔ بخط نسخ چھوٹی تقطیع۔ مختصر مفید رسالہ

شفاء الاسقام ودواء الآلام: (طب/۴۷، کیٹلاگ نمبر: ۲۳۳۳)، ورق: ۲۰۸، مصنف: خضر بن علی بن الخطاب المعروف بہ حاجی پاشا المتوفی بعد ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء۔ کتاب

دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اوّل = نظری، حصہ دوم = عملی، جس میں چار مقالات ہیں۔ کاتب: محمد فاضل العطار الطباطبائی
تاریخ کتابت: ۱۱۳۸ھ / ۱۷۲۶ء، رسم الخط: نسخ خفی، مفردات و مرکبات، امراض عامہ، امراض خاصہ
اور ان کے علاج کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ (خدا بخش میں موجود ہے)۔

کتاب الکحل: (طب: ۵/۱، کیٹلاگ نمبر ۲۳۴۲)، ورق: ۶۸، مصنف: نور الدین
علی المتطبب المصری، نسخہ اواخر گیارہویں صدی۔

کتاب الکحل: (طب: ۵/۲، کیٹلاگ نمبر: ۲۳۴۳) ورق: ۴۱، مصنف:
فتح الدین ابو الفتح بن القاضی جمال الدین عثمان بن ہبۃ اللہ۔ کتاب ستّرہ ۱۷ ابواب پر مشتمل ہے۔ نسخہ:
اواخر گیارہویں صدی ہجری

العقائد الرفیعۃ: (طب: ۱/۵، کیٹلاگ نمبر: ۲۳۴۶) ورق: ۳۹۹،
مصنف: محمد رفیع بن مومن القزوینی، نسخہ بارہویں صدی ہجری، بہایت ضخیم اور بڑی تقطیع والی کتاب
ہے جو ایک مقدمہ، تین باب اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں دو ۲ بیان ہیں اور باب اوّل میں چار بیان،
اور باب دوم میں تین فصل، باب سوم میں بیس ۲۰ مقالات اور خاتمہ دو فصلوں پر مشتمل ہے۔

معیار الاطباء: (طب: ۸/۱، کیٹلاگ نمبر: ۲۳۴۹) ورق: ۳۶۴، مصنف
احمد سعید امروہوی، بہایت ضخیم کتاب ہے جو ایک مقدمہ اور چار مقاصد پر مشتمل ہے۔ پھر ہر مقصد میں کئی ابواب
اور ہر باب میں کئی فصلیں ہیں۔ نسخہ: اوائل تیرہویں صدی ہجری۔

کتاب الازرق فی الطب: (طب / ۷۲، کیٹلاگ نمبر: ۲۳۵۴) اورق: ۱۶۳،
کاتب: علی بن ابوبکر الجنید بن عمر، تاریخ کتابت: ۲۴ شوال ۱۰۶۶ھ / ۲۶ جولائی ۱۶۵۶ء۔

کتاب خواص الحشائش ومنافع الحیوان: (طب / ۱۲۰، کیٹلاگ نمبر ۲۳۶۰)
ورق: ۷۲، منسوب بہ جالینوس۔ مترجم کا نام ندارد۔

بلغۃ الطبیب ونزہۃ الادیب: (طب / ۱۲۰، کیٹلاگ نمبر: ۲۳۶۰)،
ورق: ۴۲/ب تا ۹۹/ب، مصنف: حکیم بدر الدین محمد بن القاسم الحریری المرادی، کاتب: ابو البقاء
بن وہبان بن ابراہیم۔ تاریخ کتابت: ۲۷ شوال ۷۶۹ھ / ۱۹ فروری ۱۳۸۱ء (کتاب خواص الحشائش)
۱۷ ذی الحجہ ۶۸۱ھ / ۱۶ فروری ۱۲۸۳ء (کتاب بلغۃ الطبیب) یہ نسخہ (۱۸) رنگین تصاویر پر مشتمل ہے۔

منہاج البیان فیما یستعملہ الانسان: (طب/۹۲، کیٹلاگ نمبر: ۳۶۱)

ورق: ۲۰۷، مصنف: ابو علی یحییٰ بن عیسیٰ بن جزلہ المتوفی ۴۹۳ھ/۱۱۰۰ء، انتساب: مقتدی باللہ خلیفہ عباسی (۴۶۷ھ/۱۰۷۵ء تا ۴۸۷ھ/۱۰۹۴ء)۔ اس کا فارسی ترجمہ ۶۷۹ھ/۱۲۸۰ء میں محمد بن محمد بن الرضی الطبیب نے کیا تھا۔ خود مترجم کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ میوزیم کے شعبۂ مخطوطات میں محفوظ ہے۔ ملاحظہ ہو طب فارسی نمبر ۵۴ (خدا بخش میں موجود ہے)

الفتح فی التداوی من جمیع الامراض والشکاوی: (طب/۵۵، کیٹلاگ نمبر: ۲۳۷۱)، ورق: ۸۹، مصنف: ابو سعید ابراہیم المغربی، نسخہ: اواخر بارہویں صدی ہجری، امراض کا مختصر اور آسان طریقۂ علاج بیان کیا ہے، اور ادویہ اور اس کے خواص بطور جدول لکھے گئے ہیں۔ (خدا بخش میں موجود ہے)۔

(فارسی)

تجربات المجربات غیاث شاہی: (طب/۳۱، کیٹلاگ نمبر: ۳۹۹۴)، ورق: ۱۲۷، مصنف: سعد اللہ نظامی زنجانی، بزمانۂ غیاث الدین خلجی سلطان گجرات (۸۷۳-۹۰۶ھ/۱۴۶۹-۱۵۰۰ء) کتب دس فصلوں پر مشتمل ہے جو کفایۂ مجاہدیہ اور الفاظ الادویہ اور اختیارات بدیعی کا خلاصہ ہے۔

رسالۂ طب: (طب: ۲/۱، کیٹلاگ نمبر: ۴۰۳۰) ورق: ۳۴ مصنف: محمد بن علی الطبیب شاگرد قطب محمد آدم ہجنی کی ذات نظام الدین علی شیر متوفی ۹۰۶ھ/۱۵۰۰ء کے دور میں ہوئی۔

تحفۃ الصفویۃ: (طب/۳۳، کیٹلاگ نمبر: ۴۰۳۱)، ورق: ۶۸، مصنف: محمد علی بن محمد موسیٰ، انتساب: سلطان محمد شاہ صفوی (۹۸۵-۹۹۴ھ/۱۵۷۷-۱۵۸۶ء)، کاتب: سید محمد اسماعیل، تاریخ کتابت: شعبان ۱۲۵۳ھ م نومبر ۱۸۳۶ء۔

رسالۂ شرفیہ: (۲۸۰/۷، کیٹلاگ نمبر: ۴۰۳۲) ورق: ۵۴، مصنف: محمد سمیع بن محمد امین طباطبا، زمانۂ کتابت: اوائل گیارہویں صدی ہجری، اس رسالہ میں صحت کے اصول، امراض کا علاج اور خاص طور پر سفر کرنے والوں کے لئے نصیحتیں ہیں۔

اختیارات قطب شاہی: (طب/۱۳، کیٹلاگ نمبر: ۴۰۳۵)، ورق: ۴۱۹، مصنف: میر مومن بن علی الحسینی الاسترابادی، بزمانۂ سلطان محمد قلی قطب شاہ (گولکنڈہ)

۹۸۹-۱۰۲۰ھ / ۱۵۸۱-۱۶۱۱ء کاتب: محمد مومن المعروف بہ عرب شیرازی، نستعلیق خوشخط، مطلا مذہب
اس کا دوسرا نسخہ بھی موجود ہے۔

میزان الطبائع قطب شاہی: (طب/۳۶۶، کیٹلاگ نمبر: ۱۰۳۷، ورق: ۱۲۷، مصنف: تقی الدین محمد بن صدر الدین علی۔ انتساب: سلطان محمد قطب شاہ (گولکنڈہ) ۱۰۲۰-۱۰۳۵ھ / ۱۶۱۳-۱۶۲۶ء تاریخ کتابت: ۱۱۴۵ھ / ۱۷۳۲ء، بمقام حیدرآباد۔ بیش بہا نسخہ جات و تجربات کا ذکر ہے۔ دوسرا نسخہ بھی ہے۔

ریاض عالمگیری: (طب: ۲۲۱/۱، کیٹلاگ نمبر: ۴۰۶۳)، ورق: (۶۴)۔ مصنف: ابن محمد رضا شیرازی، زمانۂ تصنیف: (۱۰۸۰-۱۰۹۰ھ / ۱۶۷۰-۱۶۸۰ء)، کاتب: محمد بازید، تاریخ کتابت: ۵ر محرم ۱۱۴۵ھ م ۱۰ر جون ۱۷۳۲ء، بمقام اورنگ آباد، (خدا بخش میں بھی موجود ہے)۔

مختصر در طب: (طب: ۲۳۱، کیٹلاگ نمبر: ۴۰۶۸)، ورق: ۱۲، مصنف: ہاشم طبیب، تاریخ کتابت: ۱۹ر رمضان ۱۰۷۱ھ م ۸ر مئی ۱۶۶۱ء۔

مجرب الشفاء (علوم سریہ) (۲/۷۷، کیٹلاگ نمبر: ۴۰۷۶)، ورق: ۲۲، مصنف: محمد عثمان گجراتی، کاتب: شیخ محمد شریف بن شیخ انبیا رہانسوی، تاریخ کتابت: ۸ر صفر ۱۱۱۳ھ م ۲۵ر جون ۱۷۰۱ء بمقام حیدرآباد۔ اس کتاب کے اندر ہندوستانی جڑی بوٹیوں سے علاج معالجے کے مختلف نسخہ جات کا ذکر ہے۔

کفایۃ الاطباء: (طب: ۱۹۳، کیٹلاگ نمبر: ۴۰۷۸)، مصنف حکیم ابجی بن حسام الدین جمنی، یہ نسخہ صرف (۱۳) کتاب پر مشتمل ہے جس میں (۳۹) ابواب کا ذکر ہے، جب کامل نسخہ (۲۰) کتاب پر مشتمل ہے۔ یہ نسخہ ۳۴۹ ورق اور ۳۵ کے درمیان ناقص ہے۔

مادۃ الشفاء: (طب/۲۱۷، کیٹلاگ نمبر: ۴۱۳۴)، ورق: ۲۸۲، مصنف: رضا بن حکیم حضرت اللہ، کاتب: غلام محمود، برائے حکیم وزیر علی، تاریخ کتابت: ۲۵ر رجب ۱۲۷۳ھ م ۲۱ر مارچ ۱۸۵۷ء۔

بدائع الاسرار: (طب/۲۳، کیٹلاگ نمبر: ۴۱۳۶)، ورق: ۳۱، مصنف: احمد المتطبب اللاہجی الحسینی۔ تاریخ کتابت: ۲۴ر شوال ۱۲۵۹ھ م ۲۸ر نومبر ۱۸۴۳ء،

اس کتاب میں چائے، کافی، تمباکو کے فوائد و نقصانات وغیرہ کا تفصیلی تذکرہ ہے۔

قوت لایموت: (طب/۱۸۳، کیٹلاگ نمبر: ۴۱۳۷)، ورق: ۸۸،
مصنف: سید فضل علی الملقب بہ شفائی خان معتمد الملک المتوفی سنہ ۱۲۵۶ھ م سنہ ۱۸۴۰ء، یہ کتاب مصنف نے مہاراجہ چندولال بہادر وزیر اعظم حیدرآباد کی خدمت میں پیش کی تھی مصنف کا تعلق شاہجہاں پور سے ہے جو حیدرآباد منتقل ہو کر راجہ صاحب کے درباری حکیم مقرر ہوئے۔ یہ حکیم احسان اللہ خان بہادر کے شاگرد تھے۔ کتاب سات فصلوں پر مشتمل ہے، مختلف امراض کے پرہیز اور مختلف غذاؤں کے فوائد بتائے گئے ہیں۔

سراج الطب: (طب/۱۴۰، کیٹلاگ نمبر: ۴۱۳۹)، ورق: ۲۳۱، چھوٹی تقطیع حمائل سائز، مصنف: اشرف علی بن رجب علی عظیم آبادی۔ انتساب: سراج الملک المتوفی سنہ ۱۲۶۹ھ / ۱۸۵۳ء وزیر اعظم حیدرآباد بزمانہ ناصر الدولہ آصف جاہ چہارم۔ کتاب (۱۲) ابواب پر مشتمل ہے۔ کاتب: بخط مولف و امین المؤلف میر منور علی، تاریخ کتابت: ۴ رجب سنہ ۱۲۵۹ھ م ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۴۳ء۔

اسرار مسیحا: (طب/۱۶، کیٹلاگ نمبر: ۴۱۴۰)، ورق (۲۸)، مصنف: مسیح الزماں خان بن حکیم محمد ماہ خان بن صالح خان المخاطب بہ مسیح الدولہ بہادر حکیم الممالک، انتساب: ناصر الدولہ آصف جاہ رابع، اس کتاب میں سبزیوں، میوہ جات، خوردنی غلہ جات، گوشت وغیرہ کے طبی فوائد بیان کئے گئے ہیں۔

مجموعہ رسائل: (طب/۲۲۲، کیٹلاگ نمبر: ۴۱۹۳) من کتاب المجربات شامل ہے۔ جو (۸) ورق پر مشتمل ہے۔ اس میں مختلف امراض کے لئے مجرب ادویہ کا تذکرہ ہے، خط شکستہ، تاریخ کتابت: ۲۰ رجب سنہ ۱۲۰۵ھ م ۲۵ مارچ سنہ ۱۷۹۱ء۔ سرورق سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عماد الملک مبارز خان المتوفی سنہ ۱۱۳۷ھ م سنہ ۱۷۲۴ء کی تصنیف ہے۔

نوٹ: علاوہ ازیں شعبہ مخطوطات میں کئی ایک مجامیع موجود ہیں۔ جن کے تتبع و تلاش کے لئے وقت درکار ہے۔

جناب محمود حسن قیصر امروہوی
علیگڑھ

مولانا آزاد لائبریری میں علم طب کے چند نادر مخطوطات

میں ان چند مخطوطات کے بارے میں مختصر آعرض کروں گا جو ہمارے فاضل محقق حکیم ظل الرحمان صاحب کی نظر سے اوجھل رہ گئے ہیں۔

۱۔ **المعالجات البقراطیہ** (عربی)۔ اس کا مؤلف شیخ الرئیس ابن سینا کا استاد ابوالحسن احمد بن محمد الطبری ہے۔ اس کا سنہ وفات ۳۲۰ اور ۳۶۶ھ کے درمیان دائر ہے۔ اس مخطوطہ کی کوئی تفصیل تو مجھے نہیں بیان کرنی ہے اس لئے کہ اس کے نسخے کثیر تعداد میں ملتے ہیں البتہ مولانا آزاد لائبریری کا جو نسخہ ہے وہ صرف اس لحاظ سے اہم ہے کہ ۱۰۹۰ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اور مکمل ہے۔ اس بنا پر اگر اس کا تحقیقی ایڈیشن شائع ہو تو اس نسخے سے تصحیح و مقابلہ میں مدد ملے گی۔[1]

۲۔ دوسرا اہم مخطوطہ کتاب المائۃ فی الطب[2] ہے جس کا مؤلف ابوسہل عیسیٰ بن یحییٰ المسیحی (متوفی ۳۹۰ھ یا ۴۰۱) ہے جس کے بارے میں یہ امر محقق ہے کہ وہ شیخ الرئیس ابن سینا کا استاد تھا۔ اس نسخہ کا کاتب محمد بن علی القطب الشیرازی ہے جس نے ۱۰۶۶ھ میں اس کو نقل کیا اور مہذب الدین عبدالرحیم بن علی حامد الدمشقی معروف بہ دخوار متوفی ۶۲۸ھ/۱۲۳۰ء کے مکتوبہ نسخہ سے اس کی تصحیح اور مقابلہ کیا۔ یہ دخوار ایک فاضل طبیب تھا جس نے دمشق میں نشوونما پائی۔ اس کی تصانیف میں مختصر کتاب الحاوی فی الطب، مختصر کتاب الاغانی، مقالۃ فی الاستفراغ اور شرح تقدمۃ المعرفہ کے نام ملتے ہیں (معجم المؤلفین ۵: ۲۰۹)

یہ ترقیمہ حسب ذیل ہے جس سے اس نسخہ کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

"قد حرر ھذا الکتاب الف و ستہ و ستین (۱۰۶۶) محمد بن علی القطب الشیرازی و نقل اکثرہ من النسخۃ التی کتب فحاشیتھا "بلغت مقابلتہ) وتصحیحھا فی مجالس آخرھا السابع

---

[1] اس کا پہلا حصہ طبع ہو چکا ہے [2] صحیح نام "عبدالرحیم" ہے (الاعلام ج ۳ ص ۳۴۷، معجم المؤلفین ج ۵ ص ۲۰۹)

والعشرين من شعبان سنة تسع وستين وستمائة والنسخة المقابل بها بخط الشيخ الحكيم الفاضل العلامة مهذب الدين عبد الكريم المعروف بالدخوار وقرأها على ابن مطران وقرأ ابن مطران كتاب المائة على ابن النقاش وقرأ ابن النقاش على امين الدوله وقرأه امين الدوله ابن التلميذ على عبد الله الحاجری وقرأه الحاجری علی الشيخ الرئيس ابن سينا قدس الله روحه وقرأه الرئيس على مؤلفه ابی سهل المسيحی"

دفع المضار الكليه عن الابدان الانسانيه

صحت ابدان پر ایک بڑا مفید رسالہ ہے۔ اس کے مؤلف کا نام پورے متن میں اول سے آخر تک کہیں مذکور نہیں البتہ دیباچہ میں سبب تالیف کے تحت مؤلف کا حسب ذیل بیان ملتا ہے:

"والعبد خان الشيخ الجليل احمد بن محمد السهل .... وهو ممن عرف بعلو الهمة وسمو الارومة ومحبة العلوم الحقيقية والاخذ منها بالحظ الاوفر وارتباط المبرزين فيها وتحصيلهم عنده من حيث كانوا واحدا بعد واحد امرنی ان اعمل كتابا فی دفع المضار الكلية عن الابدان الانسانية"

اس عبارت سے اولاً کتاب کا عنوان (تاملی) معلوم ہوجاتا ہے۔ ثانیاً یہ کہ مؤلف نے اس کو احمد بن محمد السہلی کے حکم سے لکھا۔ اس عنوان کو لیکر جب ہم نے کشف الظنون (حرف د) کی طرف رجوع کیا تو اس میں اس عنوان کے تحت مؤلف لکھتا ہے "شیخ الرئیس ابن سینا الفہ للوزیر احمد بن محمد السہلی"۔ صاحب کشف الظنون کا یہ بیان خود ابن سینا کے بیان سے بالکل مطابق ہے جو ابن ابی اصیبعہ (۲: ۴) اور قفطی: ۴۱۷ دونوں نے نقل کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

ثم مات والدی وتصرفت بی الاحوال ـــــ ودعتنی الضرورة الی الارتحال عن بخاری والانتقال الی كركانج وكان ابو الحسين السهلی المحب لهذه العلوم بها وزيرا۔

اس کا ترجمہ یہ ہے: میرے باپ کے انتقال کے بعد جب حالات نے کروٹ لی تو بخارا چھوڑ کر میں گرگانج آیا۔ یہاں ابوالحسین السہلی نے جو ان علوم کا شیدائی تھا۔ میری سرپرستی کی۔

اس کے بعد حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اس کا مؤلف ابن سینا ہے جس نے ابوالحسین السہلی کے حکم سے اس کو لکھا جیسا کہ اس کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔

بروکلمان (۱: ۶۴۲) کے سامنے معلوم نہیں اس کا کونسا نسخہ تھا یا کونسی مطبوعہ فہرست تھی کہ اس نے اس کا مؤلف ابو جعفر علی بن محمد الغافقی متوفی ۵۶۰/۱۱۶۵ کو لکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بروکلمان جہاں اور متعدد اغلاط کا شکار ہوا ہے اور اس نے مطبوعہ فہرستوں کے بیان پر اعتماد کر کے بطور خود کوئی تحقیق نہیں کی تو یہ اس کے لئے ممکن تھا۔ اور جس طرح اس کو فہرستوں میں کوئی بیان ملا اسی طرح درج کر دیا۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں غافقی کا نام کہیں کاتب یا مصحح وغیرہ کی حیثیت سے آیا ہو اور کیٹلاگر نے اس کو مؤلف سمجھ لیا ہو۔ لیکن یہ امر بالکل مستبعد ہے کہ اس عنوان کی دو کتابیں ہوں۔ اس لئے کہ یہ ایسا عنوان ہے جو مشترک نہیں ہو سکتا۔ یہ رسالہ حسب ذیل سات مقالوں پر مشتمل ہے:

المقالة الاولى	فی تعدیه انواع الخطا	ورق ۱ ب - ۱۰ الف
المقالة الثانیه	فی الهواء	ورق ۱۰ الف - ۱۷ ب
المقالة الثالثه	فی الحمام	ورق ۱۷ ب - ۲۴ ب
المقالة الرابعه	فی الطعام	ورق ۲۴ ب - ۳۵ ب
المقالة الخامسه	فی المشروبات	ورق ۳۵ ب - ۴۴ ب
المقالة السادسه	فی الحرکات الکثیرة	ورق ۴۴ ب - ۵۰ الف
المقالة السابعه	فی امر الاستفراغ	ورق ۵۰ ب - تا ختم

اس کے اوراق کی کل تعداد ۵۱ ہے یعنی ۱۰۲ صفحات؛ سائز ۷×۱۳، ۱۱×۸ سم مسطر: ۹۔ خط نستعلیق خفی صاف اور روشن۔ ابتدا

الحمد للہ حق حمدہ والصلوٰۃ علی رسولہ وغیرہ

کشف الاشکالات (عربی)

یہ کتاب نفیس بن عوض الکرمانی کی شرح الاسباب والعلامات کے مشکل مقامات کی شرح ہے جو ایک ہندی عالم اور طبیب محمد ہاشم بن حکیم محمد احسن بن خدا افضل کی کاوش قلم کا نتیجہ ہے۔ افسوس ہے کہ اس بلند پایہ فاضل کے ذکر سے کتب تراجم یکسر خاموش ہیں۔ صرف دیباچہ سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے یہ کتاب ۱۱۸۴/۱۷۷۰

میں مکمل کی۔ اس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا زمانہ بارھویں صدی ہجری رہا ہے۔ کتاب کا عنوان کشف الاشکالات تاریخی عنوان ہے جس سے ۱۱۸۴ سال تصنیف برآمد ہوتا ہے۔ جیساکہ حسب ذیل عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔

وسمیتہا بکشف الاشکالات لانہا یکشف بمانیہ من للشکالات ومن العجائبات ان ینکشف من ھذا تاریخ اتمام تلک الرسالۃ عن قیاس السنۃ المقدسہ الھجریہ المصطفویہ۔

دیباچہ کی عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تالیف مؤلف کے ریعان شباب کی تالیف ہے۔
اس کے اوراق کی کل تعداد ۱۳۸ ہے۔ سائز ۲۱×۱۱، ۲۹×۱۷؛ سطر ۲۳ نستعلیق صاف و پاکیزہ اوراق مصفح یہ کاغذ دبیز۔ نسخہ مکمل۔ تاریخ کتابت ۱۲۶۸ھ

ابتدا: الحمد للہ الذی ھدانا صراط المستقیم وھو نعیم عطانا فیہ تمامہ العمیم

ابتداء متن: بسم اللہ الرحمن بحث فی امراض الراس لما شرع المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ فی امراض الراس۔

اس کا دوسرا نسخہ اس لائبریری کے سبحان اللہ کلکشن میں نمبر $\frac{616}{3}$ کے تحت محفوظ ہے جس کا کاتب نقل رسول ہے اور سنہ کتابت ۱۲۶۱

تیسرا نسخہ بانکی پور میں ہے جس کی تاریخ کتابت مذکور نہیں۔

••

جناب حسان نگرامی
لکھنؤ

نیشنل بوٹانیکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لکھنؤ میں

اہم طبی مخطوطات

انسٹی ٹیوٹ کی لائبریری میں فارسی اور عربی کے ۳۵ طبی مخطوطات ہیں جن میں ۱۴ اہم مخطوطات ایسے پائے گئے ہیں جن پر یا تو اب تک کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا اور اگر ہوا بھی ہے تو منظر عام پر نہیں آسکا ہے۔ ذیل میں ہم ایسے مخطوطات پر تعارفی نوٹ پیش کر رہے ہیں:

۱۔ **معالجات بقراطیہ**: علاج و معالجہ سے متعلق اس کتاب کو علامہ ابوالحسن احمد بن محمد[۲] طبری نے تصنیف کیا تھا خط نسخ میں اس کی کتابت محمد امین ولد محمد باقر نے ۱۰۹۸ھ میں کی ہے۔ دو جلدوں اور ۲۳½ × ۱۲ سنٹی میٹر سائز کے ۹۸۸ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں ۱۰ مقالات شامل ہیں اگرچہ تمہیدی عبارت میں ۲۰ مقالات کا تذکرہ ہے مگر فہرست میں صرف ۱۰ مقالات کے عنوانات دیئے گئے ہیں اور یہی ۱۰ مقالے دونوں جلدوں میں مذکور ہیں۔

آغاز: "الحمد للہ المنفرد بوحدانیتہ الخ ثم انی رایت الاوائل من افاضل الاطباء" سے ہوتا ہے اور کتاب کا اختتام "تمت المقالة العاشرة من الکناش المعروف بالمعالجات البقراطیہ بعون اللہ وحسن توفیقہ فی العشر الاخیر من شہر رمضان المبارک لعام ثامن وتسعین والف من الہجرۃ النبویہ" پر ہوتا ہے۔ فن معالجات پر انتہائی اہم کتاب ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر اس کتاب کے اردو میں ترجمہ کا کام سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن کے زیر نگرانی جاری ہے۔ کتاب کا لائبریری کارڈ نمبر BUQ-MOA / AN/615 (1195-96) ہے۔

۲۔ **کتاب المغنی**: ادویہ مفردہ سے علاج پر مشتمل ضیاء الدین ابن بیطار ۱۲۴۸ء نے اسے تصنیف کیا تھا۔ کتاب ۳۰ × ۲۱ سائز کے ۲۴۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ کاتب کا نام معلوم

نہیں ہوسکا۔ خط نستعلیق میں لکھی گئی ہے۔ ۳۰ بابوں پر مشتمل کتاب میں سر سے پیر تک کے جملہ اعضا کے امراض کے علاج کا تذکرہ بڑے اچھے انداز میں کیا گیا ہے

ابتدا : "الحمد للہ الذی انزل لکلّ داءٍ دواء" ہے اور اختتام "عن المکان الّذی فیہ" پر ہوتا ہے۔ مخطوطہ اگرچہ کرم خوردہ ہے تاہم پڑھا جاسکتا ہے موضوع اور انداز بیان کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس پر تحقیقی کام کی ضرورت ہے۔ لائبریری کارڈ نمبر ۷۰۰ ہے۔

۳ - زبدۃ الطب : تشریح اور معالجات پر مشتمل ابو ابراہیم اسمٰعیل جرجانی کی شاہکار تصنیف ہے۔ ۲۹ × ۱۶ سنٹی میٹر سائز کے ۴۶۵ صفحات کی اس کتاب کی کتابت خط نستعلیق میں عطاء اللہ نے ۱۰۹۸ھ میں کی ہے۔ کتاب کا آغاز "بسم اللہ الخ فاعلموا ان مبنی علم الطب ومدارہ علی معرفۃ حالۃ بدن الانسان" سے اور اختتام "فان زاد المرض فینبغی ان یراد الدواء" کی عبارت پر ہوتا ہے۔ کتاب جامع ہے۔ اس پر کام کی ضرورت ہے۔ لائبریری کارڈ نمبر ABU - ZAB $\frac{AM}{615}$ (7006) ہے۔

۴ - المنصوری : ابوبکر محمد بن زکریا رازی (۸۶۰ - ۹۳۲ء) کی ۲۴۴ سے زائد تصنیفات کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے۔

زکریا رازی کی تقریباً ۱۰ کتابوں کے ترجمے لاطینی اور انگریزی زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ اگرچہ اس کی بیشتر کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ تاہم اس کی بہت سی کتابیں جن میں "المنصوری حفظ الصحۃ للاصحاء موجودۃ دردھا مفقودہ" اور "رسالۃ فی الجدری والحصبۃ" اب بھی طباعت کی محتاج ہیں۔

ذیل میں ہم عربی زبان کے ایک اہم طبی مخطوط کتاب المنصوری پر تبصرہ پیش کر رہے ہیں۔ ۲۶ × ۱۳ سنٹی میٹر سائز کے ۲۸۵ صفحات پر مشتمل اس مخطوط کی کتابت خط نستعلیق میں ۱۱۸۱ھ میں محمد علی نے کی ہے۔

مخطوط کی عبارتِ ابتدائی : الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین القد الحکیم ابوبکر محمد بن زکریا الرازی لامیر منصور بن اسحٰق بن اسمٰعیل بن احمد صاحب خراسان۔ سے پتہ چلتا ہے کہ اس کتاب کو رازی نے حاکم خراسان منصور بن اسحٰق کی ایما پر تصنیف کیا تھا۔

دس مقالات پر مشتمل اس مخطوط میں فن طب کے جملہ موضوعات سے متعلق ایجاز و اختصار کے ساتھ بڑی عالمانہ بحث کی گئی ہے۔ اگرچہ اختصار غالب ہے تاہم چھوٹے چھوٹے مختصر جملے زبردست فنی

اہمیت کے حامل ہیں۔

پہلا[1] مقالہ ۴۴ فصلوں پر مشتمل ہے۔ اس میں طب کے مبادیات اور جسم انسانی کے تمام اعضا کی تشریح سے بحث کی گئی ہے۔ علیحدہ علیحدہ عنوانات کے ذریعہ تمام اعضا کی شکل و وضع کا تذکرہ آسان اور نام فہم انداز میں کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ مخطوطہ کے ص۱ تا ص۵۵ پر محیط ہے۔

دوسرا[2] مقالہ ۱۹ فصلوں پر مشتمل ہے اس میں مزاج طبعی اور غیر طبعی کی علامات اور تمام اعضا کی طبعی و غیر طبعی علامات مختصر مگر بیحد جامع انداز میں تحریر کی گئی ہیں۔ ص۵۶ تا ص۷۷

تیسرا[3] مقالہ ۲۴ فصلوں پر مشتمل ہے اس میں ادویہ اور اغذیہ کے ذیل میں تمام حبوب و بذور جملہ اقسام شراب، لحم، اعضا حیوانات، روغنیات، خوشبوئیات، میوہ جات کوامخ و صبوغ کو مختصر طور سے بیان کیا گیا ہے۔ اعضاء حیوانات، دودھ اور انڈوں کا تذکرہ انفرادی خصوصیت کا حامل ہے (ص۷۸ تا ص۱۳۷)

چوتھا[4] مقالہ ۱۰۵ فصلوں پر مشتمل ہے۔ حفظان صحت کے زریں اصولوں سے بحث کرتا ہے۔ تمام جسمانی افعال کے طبعی حدود کے ساتھ ساتھ اعتدال سے تجاوز سے پیدا شدہ نقصانات اور تمام اعضاء کی حفظ صحت سے متعلق تدابیر علیحدہ علیحدہ عنوانات کے تحت تفصیل سے لکھی گئی ہیں۔ مقویات و مضعفات اعضا کا تذکرہ بیحد افادیت سے بھرپور ہے (ص۱۳۸ تا ص۱۶۶)

پانچواں[5] مقالہ ۲۵ فصلوں پر مشتمل ہے۔ اس مقالہ میں زینت سے متعلق بڑی خوبصورتی سے تذکرہ کیا گیا ہے۔ تمام اعضاء زینت خاص طور سے بالوں کے رکھ رکھاؤ سے متعلق بیان انتہائی جامع ہے، اعضاء زینت میں پیدا ہونے والے عوارض کے ازالہ کی تدابیر کافی تفصیل سے تحریر کی گئی ہے۔ (ص۱۶۷ تا ص۱۹۵)۔

چھٹا[6] مقالہ ۲۰ فصلوں پر مشتمل ہے۔ اس میں سفر سے متعلق ہدایات، پیدل چلنے کے نقصانات اور موسمی اثرات سے تحفظ کے طریقے بیان کیے گئے ہیں (ص۱۹۶ تا ص۲۱۰)۔

ساتواں[7] مقالہ ۲۵ فصلوں پر مشتمل ہے۔ اس میں زخموں اور جراحتوں کے علاج کے طریقے بیان کیے گئے ہیں۔ ہڈیوں کے کسر و خلع، جبیرہ باندھنے کی تدابیر، فصد، علق وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے (ص۲۱۱ تا ص۲۳۵)

آٹھواں[8] مقالہ ۵۵ فصلوں پر مشتمل ہے۔ اس میں تمام سموم حیوانی، معدنی و نباتاتی

کی علامات و علاج سے بحث کی گئی ہے۔ زہریلی ادویہ کی اصلاحات کے طریقے بھی تحریر کیے گئے ہیں۔ (ص ۲۳۶ تا ص ۲۶۳)۔

نواں (۹) مقالہ ۸۹ فصلوں پر مشتمل ہے۔ اس مقالہ میں سر سے پیر تک کے جملہ امراض کے اسباب، علامات اور علاج کو مختصر طور پر لکھا گیا ہے۔ (ص ۲۶۴ تا ص ۳۲۵)۔

دسواں (۱۰) مقالہ ۲۸ فصلوں پر مشتمل ہے جس میں حمیات کی جملہ اقسام، علامات اور بحران کی علامات و علاج کا تفصیل سے تذکرہ کیا گیا ہے (ص ۳۲۶ تا ص ۳۸۵)۔

کتاب کا اختتام "وقد انتہی علی جمیع المقالات وتم ھذا الکتاب وللہ الحمد وکتبہ محمد علی فی عام ۱۱۸۱ھ بعون اللہ" پر ختم ہوتا ہے۔ زیر بحث مخطوطہ کا لائبریری کارڈ نمبر ABU - MAN/ $\frac{A.M}{615}$ (7008) ہے۔ اگرچہ مخطوطہ کے صفحات کہیں کہیں کرم خوردہ ہیں، تاہم بحیثیت مجموعی مخطوطہ بہتر حالت میں ہے۔

اگرچہ لابر المنصوریم کے نام سے لاطینی زبان میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ تاہم کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اگر انگریزی میں بھی اس کا ترجمہ کیا جائے تو جدید سائنس کے دور میں طب قدیم کی ایک اہم کتاب منظر عام پر آئے گی اور اس طرح طب یونانی کی افادیت کے بہت سے روشن پہلو سامنے آئیں گے۔

●●

ڈاکٹر تنویر احمد علوی (دہلی)

طبی مخطوطات مخزونہ خانقاہ ابوالخیر

خانقاہ ابوالخیر شاہجہاں آباد (دہلی) کی ممتاز خانقاہوں میں سے ہے۔ یہیں حضرت شاہ غلام علی اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے مزارات مقدس ہیں۔ یہ درگاہ چتلی قبر سے ترکمان دروازہ کی جانب آگے بڑھنے والی سڑک کے ایک گوشہ میں واقع ہے ــــ اس کے سجادہ نشین و متولی حضرت زید ابوالحسن فاروقی النقش بندی ہیں جو اپنے علم و فضل کے اعتبار سے مغتنمات روزگار میں سے ہیں۔ خانقاہ میں واقع اس کتب خانے کی عمارت ابھی نئی بنی ہے اور اس کی بیاض پیشانی پر مزین کتبہ فیہا کتب قیمہ سے آراستہ ہے۔

قرابادین ذکائی اور قرابادین شفائی کے دو قلمی نسخے اس کتابخانہ کے قلمی مخزونات میں شامل ہیں جن کا تعارف ذیل میں کیا جاتا ہے:

قرابادین ذکائی محررہ ۱۲۶۱ھ تقطیع $\frac{10\times6}{4}$ ہے، اوراق ۲۲۲۔

آغاز ایں رسالہ ایست نافع کہ بندۂ کمترین و گوشہ نشین و مسکین ذکاء اللہ ابن اسحٰق ابن اسماعیل الطبیب المشہور فی دیار الدہلی، الطبیب خاقان محمد بقا خاں غفر اللہ لہ و لہما و احسن اللہ لہ و لہما در صدد جمع و تالیف و حیز تہذیب و ترتیب در آمدہ نسخہ مجربیہ جد بزرگوار و والد نامدار کہ در قرابات جسیم و مطولات عظیم و بیاضہائے متفرق بداد کہ آں را بر یاد می داد دریں سفینہ خالی از جبیبہ نہاد و نام آں را بہ تلفظ ذکائیہ منتخب از مجموعہ بقائیہ بر طبق الہام خداوند علام بر افواہ خواص و عوام درداد۔

قرابادین شفائی تقطیع $\frac{8\times5\frac{1}{2}}{4}$ ہے مسطر بارہ سطری متن ۱۶۲ اوراق پر مشتمل ہے نشانات شمار موجود نہیں۔ اسی ورق پر اس کا اختتامیہ تحریر ہے۔

"تمام شد کتاب قرابادین طب فرمائی حکیم شفائی بستم ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۶۸ھ روز سہ شنبہ پیر اسوج برائے (ماہ) جیٹھ سمبت ۱۹۰۹ بکرمی تمام شد کار من نظام شد فقط"

اس کے نیچے ہلکی سرخ روشنائی سے مالک اجودھیا پرشاد عطار ساکن شاہجہاں آباد محلہ چھپر والہ بعد ازاں زیریں سطر میں یہ شعر درج ہے

نوشتہ بماند سیہ بر سفید　　نویسندہ را نیست فردا امید

نیز ایودھیا پرشاد و دیالگ رام ۔ کے دستخط ہیں اور ان سے پیشتر یہی نام لکھے گئے ہیں ۔

آغاز: این کتاب نسخہ مستغرقہ عجائب و غرائب مجرب است نوشتہ شد ۔ اس میں کل ۲۴ نسخے ہیں ۔ مناسبہ موشوقہ معقول علیہا حکمائے متقدمین و متاخرین ۔ منتخب و مترجم نمودہ باین ــــ منتظم کردہ تا کتاب جامع از سائر قرابادینات باشد در ترتیب حروف تہجی مرتب ساختہ مامول کرم کرام آنکہ چوں بر سہو اطلاع یابند برقم شفقت اصلاح فرمایند ۔

اس سے پیشتر ۱۲ اوراق طب اکبری کی فہرست مضامین سے متعلق ہیں ۔

اس میں شک نہیں کہ فن طب شریف ترین ہے اور اس کے ساتھ ذہن انسانی کے بیچ لطیف اکتسابات وابستہ رہے ہیں ۔ مخطوطوں سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے طبیب فلسفہ و منطق تو عام طور پر جانتے ہی تھے عربی اور فارسی میں بیشتر درجہ فضیلت رکھتے تھے ۔ نیز فن موسیقی اور دوسرے متداول سلسلہ ہائے علمیت سے بھی وہ گہری دلچسپی اور واقفیت رکھتے تھے ۔ فن دواسازی کے اکتسابات کو تو انھوں نے خاص آرٹس کے درجہ میں لا کھڑا کیا تھا اور یہ ان کی علمی دیانت تھی کہ اس فن کا ارتقاع اپنی کوششوں سے انھوں نے ایسی اونچی محراب پر سجایا جہاں اس ہر ایک کا ہاتھ پہنچنا مشکل ہے پھر بھی وہ اسے طب یونانی کہتے رہے ۔

آگے چل کر سبب تالیف کے سلسلہ میں مصنف نے لکھا ہے کہ میرے دل میں یہ جاگزیں ہوئی کہ میں ایک ایسا نسخہ کجامع الفوائد ترتیب دوں جو اس خاص فن سے متعلق کتب طبیہ اور صحت ... پر حاوی ہو ۔

اس کے بعد مؤلف نے اس کا اظہار کیا ہے کہ اس فن کے رسائل معتبرہ میں اسباب علامات مع الکلیات مذکور ہیں لیکن جیسا کہ کتاب نفیس اختساب شرح اسباب العلامات و المعالجات میں بتوضیح ان کا ذکر آیا ہے کہیں اور نہیں ہے ۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ شرح اسباب فنی قدر و قیمت اس دور میں مؤلف مترجم کی نگاہ میں کیا وہ اس مجموعہ کو کثیر النفع کہتا ہے اور کمال متانت و اعتبار سے ... قرار دیتا ہے ۔

بایں ہمہ اس نے دلائل زائدہ کو اپنے یہاں شامل نہیں کیا اور ان میں سے گویا بعض دلائل کو ترک کرنا اور درست تصور کیا اور بعض مواضع میں اضافہ و ایزد درمیں جملہ لوازمات قرار دیا ۔

اپنے ان اضافی ماخذ کے ذیل میں صاحب ترجمہ نے قانون اقسرائی، سدیدی، موجز، ذخیرہ اور کتاب مجاہدیہ کا ذکر کیا ہے ۔ اس سے علمی اور فنی نقطہ نظر سے جو فائدے مترجم نے اٹھائے ہیں وہ اپنی جگہ پر ہیں ۔ بڑی بات یہ ہے کہ اس نے ترجمہ اور اضافوں کے متعلق اپنے طریق رسائی کی وضاحت کر دی ہے ۔

••

ذخیرۂ سہسرام

(۱)

حکیم انیس الزماں

مفید المعالجین کو سہسرام کے مولوی حکیم حسن علی ولد حکیم یار محمد مرحوم بن حکیم غلام علی بن حکیم حکیم محمد مسعود نے ۱۲۷۷ ہجری میں مرتب کیا اور سہسرام ہی کے محمد علی ولد حکیم سراج مرحوم نے ۲۹ رجمادی الاوّل ۱۲۸۲ ہجری میں دوشنبہ کے دن کتابت تمام کی۔ صفحات ۱۹۸، کتابت خط نسخ میں۔ عنوانات سرخ روشنائی سے۔

کتاب کی زبان سادہ فارسی ہے۔ البتہ کہیں کہیں ہندوستانی زبان کے الفاظ بھی استعمال ہو گئے ہیں۔ مثلاً علاج شقاق ایڑی، علاج ایریں وچھاجن، علاج جراحت تیغ و تبر و گولی، علاج سوختگی زبان از چونہ، دو قدری پار جرلیپ نمودہ، موافق ناصور پٹی ساختہ وغیرہ۔ بعض دواؤں کے نام بھی ہندی یا مقامی ہیں مثلاً دوب، ہلدی، برگ کنگھی وغیرہ۔

مؤلف نے بسم اللہ سے شروع کر کے حمد و نعت کے چند جملے لکھے ہیں اور اس بیت پر ختم کیا ہے۔

ای شافی امراض شفا می بخشا　　　　ایں درد مرا جز کرمت نیست دوا

مفید المعالجین درحقیقت مؤلف کی طبی یادداشتوں کا مجموعہ ہے۔ لکھتے ہیں۔ ازآنجا کہ بر نسخہا حاصل شدہ بود و ہم اصرار و افادۂ بعض احباب داعیۂ بیشی نظر داشتم ہمچناں گزاشتن دریغ می آمد در ۱۲۷۷ھ یک ہزار دو صد ہفتاد و ہفت ہجری بہ عرق ریزیہای تمام فراہم آوردہ بہ مفید المعالجین موسوم گردانیدم و بر شش تشخیص مرتب ساختم۔

تشخیص اوّل در بیان نبض، تشخیص دوم در بیان بول، تشخیص سوم در بیان معالجات، تشخیص چہارم در مرکبات، تشخیص پنجم در طریق و دستور استعمال و ساختن و تصعید و احراق و غسل بعض ادویہ مفردہ و مرکبہ، تشخیص ششم در امتحان بعض ادویات۔

منابع و مراجع کے ضمن میں لکھتے ہیں۔ تفصیل اسامی کتب مستنبط منہا ۱۔ مجربات سجادیہ کہ ثانی افلاطون و بوعلی استاذی مولوی حکیم مہر علی صاحب از بیاض استاذ الاستاذ حکیم غلام سجاد فراہم آوردہ بنام آں

آں مبرور مغفور موسوم گردانیدہ اند ۲۔ دستور العمل مسیح ثانی استاذی مولوی غلام جیلانی مصنف صاحب ۳۔ مجربات حکیم راحت علی ۴۔ علاج الابدان ۵۔ مجربات التداوی ۶۔ ذخیرہ خوارزم شاہی ۷۔ موجز القانون ۸۔ شرح اسباب ۹۔ سدیدی ۱۰۔ رسالہ جنینی ۱۱۔ کفایہ منصوری ۱۲۔ مجربات عجیب ۱۳۔ مجربات احسانی ۱۴۔ منتخب الاطبار ۱۵۔ مغنی العلاج ۱۶۔ طب اکبر ۱۷۔ مفرح القلوب ۱۸۔ میزان طب ۱۹۔ قرابادین نادری ۲۰۔ قرابادین شفائی ۲۱۔ رسالہ ترجمہ جالینوس ۲۲۔ مجموعۃ الصنائع ۲۳۔ سردار الفوائد۔ ۲۴۔ نسخ الحماقت ۲۵۔ رسالہ نار افرنجیہ ۲۶۔ قرابادین بقائی ۲۷۔ تحفۃ المومنین ۲۸۔ مخزن الادویہ ۲۹۔ طب یوسفی ۳۰۔ رسالہ تریاق اکبر ۳۱۔ رسالہ تریاق فاروق ۳۲۔ معالجات النبوی ۳۳۔ رسالہ جعفری ۳۴۔ رسالہ علاج الصبیان ۳۵۔ قرابادین کبیر۔

حکیم حسن علی مرحوم نے ۱۹۸ صفحہ کی مفید المعالجین میں مذکورہ ۳۵ کتابوں کا نچوڑ قلمبند کر دیا ہے۔ نبض اور بول پر کافی توجہ مبذول کی ہے۔ کئی صفحے نبض کے نقشے کے ساتھ تحریر کئے ہیں اور اسی طرح بول کے موضوع کو قارورہ کے شیشے کی تصویر اور اس میں بول کی کیفیت کی نشاندہی بھی کی ہے۔ یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ انسانی اور حیوانی بول کی تفریق کے گر بھی بتائے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں (۱۲۸۶ ہجری) طبیب بھی عوام کی آزمائش سے گذرتا تھا۔

مرض کا نام دیگر نسخہ تحریر کیا گیا ہے۔ شاذ و نادر ہی مرض کی علامات قلمبند کی گئی ہیں اور اگر کسی جگہ یہ نیک کام کیا بھی گیا ہے تو بہت اختصار سے جہاں جہاں ضرورت محسوس کی گئی ہے وہاں وہاں تصویریں بھی بنا دی گئی ہیں۔ مثلاً عرق نمک کشید کرنے کا طریقہ اور نقشہ، عطر گلاب اور عطر کیوڑہ کا طریقہ تصویر کے ساتھ۔

تشخیص ششم کے تحت دواؤں کی پہچان کے طریقے: دلچسپ ہیں مثلاً مشک کی پہچان کے متعلق لکھتے ہیں: آنچہ در نافہ باشد ریسمان را بہ سوزن اوّل از نافہ گذرانیدہ پس از وسط سیر بگذرانند۔ اگر بوی سیر نہ دہد خالص است۔

فوائد المبتدی: حکیم رحمت اللہ صاحب (م ۱۱۸۵ھ) نے اپنے بیٹوں کے لئے مرتب کیا تھا جن کے نام یہ ہیں حکیم سراج علی، حکیم مراد علی، حکیم یاد علی اور حکیم زاہد علی۔ یہ ہر ایک فرزند اپنے اپنے دور کے نامی گرامی طبیب گزرے ہیں اور اپنے شہر کے علاوہ راجہ مہاراجاؤں کے دربار میں رہ کر عوام کو فائدہ پہنچاتے رہے۔

ناچیز کے پاس جو نسخہ ہے اس کے کاتب و مالک زاہد علی ولد حکیم رحمت اللہ یعنی میرے جد امجد تھے۔

فوائد المبتدی جس کی تاریخ اختتام ۱۲۶۴ فصلی ہے اور جو ۱۰۴ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے چار مقالوں پر مشتمل ہے :-

مقالہ اوّل میں ۶ فصل، مقالۂ دوم میں ۲۲ فصل، مقالۂ سوم میں ۷ فصل اور مقالۂ چہارم میں دو فصلیں تحریر کی گئی ہیں۔ ان فصلوں کے کچھ موضوع یہ ہیں (۱) چاروں خلطوں کی علامتیں اور خواص (۲) سال کی چاروں فصلیں (۳) مفصودہ رگیں (۴) امراض کے درجات (۵) دواؤں کے درجات (۶) بعض مفرد دواؤں کی خاصیت۔

فوائد المبتدی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں بعض ضروری الفاظ اور اصطلاحات کے معنی بھی دے دیئے گئے ہیں۔

فوائد المبتدی کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکیم رحمت اللہ مرحوم نے اس کتاب کو لکھنے میں کسی اور کتاب کی مدد نہیں لی تھی۔ نسخوں سے پتہ چلتا ہے کہ ذاتی تجربے میں آئے ہوئے تھے۔

بیاض مثلث: حکیم بدرالدین صاحب نے اپنے ذاتی تجربہ میں جو نسخے آئے اور آخر عمر تک معمول مطب رہے ان تمام نسخوں کو بیاض مثلث میں ۲۹۰ صفحات پر مشتمل بزبان فارسی درج کیا ہے۔ اس کا اختتام ۱۳۳۰ میں ہوا۔

حکیم بدرالدین صاحب کے تین لڑکے تھے۔ ایک حکیم ہوئے جن کا نام حکیم عبدالوحید تھا۔ ———— وہ دور حکیم اجمل صاحب کا تھا چنانچہ حکیم بدرالدین صاحب نے ———— حکیم عبدالوحید صاحب کو حکیم اجمل خاں صاحب کی شاگردی میں دہلی بھیجا وہاں سے وہ فارغ ہوئے۔ اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ حکیم بدرالدین صاحب زیادہ تر راجہ صاحب امبیکا پور میں مہاراجہ کے دربار میں طبیب بن کر رہے اور مہاراجہ کے ساتھ ساتھ تمام سلطنت میں رہنے والوں کے معالج رہے۔

کتاب کی تحریر شروع سے آخر تک خوشخط ہے۔ طغریٰ بسم اللہ کے نیچے یہ لکھتے ہیں فہرست کتاب مثلث کہ ہر نسخہ اش نایاب است فصل در امراض راس سے شروع کر کے فصل ایک سے فصل ۱۱۲ پر ختم کیا ہے جس میں تمام امراض ہیں کتابت بہت عمدہ کی ہے۔ روشنائی چاول والی استعمال کی ہے۔

حکیم محمد ابراہیم خاں سعیدی

(۲)

مفید المعالجین: مفید المعالجین کو سہسرام کے مشہور نثار و شاعر اور متعدد کتابوں کے مصنف مولانا حکیم حسن علی ابن حکیم یار محمد نے ۱۲۲۲ھ میں تصنیف فرمایا اور سہسرام ہی کے مولوی حکیم ابو صالح محمد سعید خاں سہسرامی ابن شفاعت علی خاں نے دو جلدوں میں مرقوم فرمایا۔ جلد اوّل کی کتابت یکم محرم الحرام ۱۳۴۵ھ یوم دوشنبہ کو تمام ہوئی اور جلد دوم کی کتابت ۲۴ ربیع الآخر روز دوشنبہ ۱۳۴۵ھ کو اختتام پذیر ہوئی۔ جلد اوّل کے کل صفحات ۲۴۹ جلد دوم کے صفحات ۱۳۹۔

کاتب نے اس کتاب کو خط شکستہ میں تحریر کیا ہے۔ جلد اوّل میں عام عبارت اور عنوانات سبز روشنائی سے نمایاں کئے گئے ہیں۔ کتاب کی زبان فارسی ہے۔

بیاض حکیم علی الزماں خاں سہسرامی: تصنیف کا آغاز ۱۶ صفر المظفر ۱۳۱۶ھ سے ہوا اور اختتام یکم ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ کو ہوا۔ مرقومہ حکیم رشید الزماں بن حکیم علی زماں خاں ۱۹۳۵ء۔

حروف شکستہ زبان فارسی، کہیں کہیں بعض الفاظ اردو کے بھی آ گئے ہیں۔ روشنائی سیاہ اور سبز، کاغذ پرانا اور رولدار۔

کتاب کے دو جز ہیں۔ ۲۲ صفحات کا پہلا جز نسخہ جات پر مشتمل ہے اور ۰ صفحات کا دوسرا جز اور دوسرا معالجات پر۔ پیش لفظ یہ ہے:۔

باید دانست کہ ہمہ نسخہ جات بر صدہا مریضان آزمودہ است، خطا ہرگز ہرگز نہ کند بشرطیکہ تشخیص صحیح و درست بود و ہمہ نسخہ جات مذکور در ماغی اند کتابی نیست شاید وہم بگذرند کہ کتابی نسخہ جات اند ہرگز ہرگز نیست

بیاض حکیم شمس الدین سہسرامی: شکستہ حالت میں ایک قلمی بیاض میرے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہے جس کا تفصیلی مطالعہ ابھی نہیں کیا جا سکا ہے۔ البتہ اس کے ایک صفحہ پر ذیل کی عبارت ہے:۔

"الحمد للہ والمنۃ کہ نسخہا متفرقاتی من مجربات حکیم ابراہیم صاحب و حکیم یعقوب صاحب و عبد الحمید صاحب عظیم آبادی بر ترتیب حروف تہجی از دست عاصی خادم الاطبار محمد شمس الدین عفا عنہ بتاریخ بستم ماہ ذی الحجہ یوم جمعہ مبارک ۱۲۸۳ھ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم رقم گردیدہ"۔ راقم الحروف کا خیال ہے کہ یہ بیاض حکیم مولوی شمس الدین سہسرامی یعنی برادر خرد مولوی حکیم بدر الدین سہسرامی کی نوشتہ ہے۔

ڈاکٹر معین الدین اعظمی حیدرآباد

اورینٹل لائبریری حیدرآباد میں اہم طبی عربی مخطوطات

اورینٹل مینسکرپٹ لائبریری اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ حیدرآباد، جو پہلے آصفیہ لائبریری کے نام سے موسوم تھا، یہاں ۳،طبی قلمی نسخے موجود ہیں۔

۱۔ **اساس الطب/جامع الشفاء:** مصنف کا نام ہے جالینوس۔ دوسری صدی عیسوی میں حنین بن اسحاق[۱] (۱۳۱-۲۰۱ھ) نے اس کا عربی میں ترجمہ کیا تھا۔ کتاب ۳۶۹ صفحات پر مشتمل ہے ہر ورق پر سترہ سطریں ہیں۔ (اورینٹل مینسکرپٹ لائبریری اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں اس کا نمبر ۴۲ ہے)۔ اس میں اور کئی مشہور حکیموں کے رسائل بھی ہیں جو بہت کمیاب، نایاب اور اہمیت کے حامل ہیں جیسے (۲) زکریا رازی (۳) طاہر بن ابراہیم السجزی (۴) محقق الطوسی (۵) محمد الخجندی (۶) ابو سہل عیسیٰ (۷) ابن یحییٰ المسیحی۔

اس کتاب کو حکیم سید محب حسین افسر الاطبا حیدرآباد نے جامع الشفاء سے تعبیر کیا ہے۔ کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس کے مصنف و مترجم سے ہو سکتا ہے۔ نیز اس سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ ہندوستان کے ایک طبیب کو یہ نسخہ امیر کابل سے ۲۰۰۰ یعنی اگیارہویں صدی کے آغاز میں ملا تھا۔

جالینوس نے اپنے اس رسالہ میں انسانی جسم کو لاحق ہونے والے مختلف امراض کو بیان کیا ہے۔

۲۔ **جوامع الکحالین:** مصنف کا نام بقراط ہے (۴۶۰-۳۷۷ ق۔م) اور مترجم کا نام حنین بن اسحاق ہے۔ کتاب ۲۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر ورق پر ۱۴ سطریں ہیں (اورینٹل مینسکرپٹ لائبریری اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں یہ کتاب نمبر ۶۸ طب کے اندر درج ہے) مترجم کا نام موجود نہیں ہے مگر دوسرے مقالہ میں لکھا ہے کہ "المقالۃ الثانیہ من فصول بقراط نقل حنین بن اسحاق" یعنی فصول بقراط کا دوسرا مقالہ حنین بن اسحاق کا ترجمہ کردہ ہے۔ گویا ساری کتاب حنین کی ترجمہ کی ہوئی ہے۔

فصول بقراط کی اور شرحیں ہیں جیسے علامہ قرشی، امین الدولۃ نصرانی اور عبد اللطیف بغدادی کی ان کا نمبر ۱۵، ۱۷۰، اور ۲۰۴ ہے۔

---

(۱) عیون الانباء فی طبقات الاطباء ج ۱ ص ۱۸۴ مقالات شبلی ج ۶ ص ۱۴

اس کتاب میں آنکھوں کے امراض کا بیان ہے۔ کتاب کئی مقالوں پر منقسم ہے ہر مقالہ میں مختلف ابواب ہیں۔ جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کحال آنکھ کے ڈاکٹر کو کہتے ہیں اور جوامع کے معنی شامل کے ہیں۔ یعنی آنکھ کے ڈاکٹروں کی رائیں جمع کی ہیں۔

۳۔ عین الحیات:۔ مصنف کا نام محمد بن یوسف الهروی ہے (۹۴۹ھ) کتاب ۱۰۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ پر ۱۱ سطریں ہیں (یہ کتاب نمبر ۲۶ طب کے تحت درج ہے) مصنف نے اس کو ۹۳۹ھ میں تصنیف کیا، طب کی مشہور کتابوں سے ماخوذ ہے جیسے ابن سینا کی القانون' التذکرہ' ابن جزلہ کی المنهاج' ابن ہبل کی المختارات۔ کتاب چند مقاصد پر مشتمل ہے پہلے مقصد میں حرارت طبیعیہ کی تحقیق ہے۔ دوسرے مقصد میں ان چیزوں کا بیان ہے جو حرارت طبیعیہ کو طاقت بخشتی ہیں اور عمر دراز کرتی ہیں۔ اس میں پھل ترکاری اور مختلف قسم کے پرندوں کے خواص اور فوائد و نقصانات بیان کیے ہیں اور ان کو ابجدی طریقہ سے ترتیب دیا ہے یا بیان کیا ہے۔ تیسرے مقصد میں ان چیزوں کو بیان کیا ہے جو عمر کو کم کرتی ہے ان میں ۴۵ چیزوں کا ذکر ہے۔ قدیم حکماء جیسے جالینوس، حنین بن اسحاق کے اقوال سے استدلال کیا ہے۔ جماع کے فوائد و نقصانات سے خاص طور پر بحث کی ہے اس طرح یہ کتاب زندگی کے لیے چشمہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

۴۔ مجموعة الرسائل الطبية:۔ یہ کتاب آٹھ مشہور اطباء کے رسائل پر مشتمل ہے جیسے بوعلی سینا، ابوبکر زکریا رازی اور مسعود بن محمد سنجری۔ مگر کس نے ان کو جمع کیا ہے یہ معلوم نہیں۔ یہ کتاب ۲۱۵ صفحات پر مشتمل ہے ہر صفحہ پر ۱۵ سطریں ہیں (اس کتاب کا نمبر اندراج ۲۴ ہے)۔

پہلا رسالہ بوعلی سینا (۹۸۰-۱۰۳۷) کا ہے جو رسالہ فوائد کے نام سے جانا جاتا ہے اس کا دوسرا نام تدارک انخطار بھی ہے۔ یہ ۵۳ صفحات پر مشتمل ہے اس کو ابوالحسن احمد بن محمد السہلی کے حکم سے جمع کیا گیا۔

مذکورہ رسالہ سات مقالوں پر مشتمل ہے۔ چھٹے مقالہ میں جنسی امراض و امور سے بحث کی ہے۔ اس رسالہ میں ان چیزوں کا ذکر ہے جو صحت کے لیے مفید و مضر ہیں۔

دوسرا رسالہ ابوبکر محمد بن زکریا رازی کا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ احمد بن سہل البلخی کا ہے۔ تیسرے رسالہ کا نام حفظ الادویہ دعلیها واحراتها ہے۔ اس میں ۲۰ ابواب ہیں۔ دواؤں کا ذکر ابجدی طریقہ پر کیا ہے۔ چوتھے رسالہ کا نام حقائق اسرار الطب ہے جو مسعود بن محمد السنجری کا ہے جس کو قاسم بن عراف بن جعفر کے لیے تصنیف کیا گیا تھا۔ یہ رسالہ ۱۰۹ صفحوں پر مشتمل ہے اور تین فن پر منقسم ہے۔ ہر فن میں چند قسمیں ہیں تیسری قسم میں دواسازی کے طریقہ کا ذکر ہے۔

پانچواں رسالہ بقراط کا ہے جو رسالہ بقراطیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کا مترجم کون ہے معلوم نہیں۔
اس میں بقراط نے بہت سے امراض کی نشانیاں اور علامتیں بتائی ہیں اور بتایا ہے کہ کس قسم کی علامت کے بعد آدمی کتنے دنوں تک زندہ رہ سکتا ہے۔ یہ رسالہ چھپ گیا ہے۔

چھٹا رسالہ الشیخ بو علی سینا کا ہے جو رسالہ الهندبائیہ کے نام سے موسوم ہے۔

۵۔ الکافی فی صناعۃ الطب :۔ مصنف کا نام ابن العین زربی ہے (۵۴۸ھ م) آپ فن طب میں بہت ماہر تھے۔ اور اس زمانے کے امراء و حکام آپ سے طبی مشورہ کرتے تھے۔ ابن ابی اصیبعہ نے عیون الانباء فی طبقات الاطباء[1] میں ان پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔[2] الکافی ان کی مشہور کتابوں میں سے ہے۔ یہ کتاب ۲۰۸ صفحوں پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ پر ۲۶ سطریں ہیں۔ آپ نے آنکھ، ناک، کان، بال اور جنسی امراض سے بحث کی ہے۔
آخیر میں بخار کی قسموں اور اس کے اسباب و علاج کا ذکر کیا ہے۔ مرض کی تحلیل و تفصیل اور پھر علاج بہت محققانہ انداز میں بیان فرماتے ہیں۔

۶۔ معتمد الادویۃ المفردۃ :۔ مصنف کا نام عمر بن یوسف ہے آپ یمن کے بادشاہوں میں سے ہیں ۶۹۵ھ میں آپ کی وفات ہو گئی۔
یہ کتاب ۲۹۷ صفحوں پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ پر ۲۸ سطریں ہیں (۸۱ فن طب اس کا اندراج نمبر ہے)۔ یہ کتاب ابن بیطار مغربی اور دوسرے اطباء کی کتابوں کا خلاصہ ہے۔ جیسے ابن جزلہ کی المنہاج اور زہراوی کی ایدال جیسا کہ مصنف خود مقدمہ میں فرماتے ہیں "اختصرت هذا الكتاب من كتب جمعت ... میں نے اس کتاب کو ان کتابوں سے جمع کیا ہے جن میں تفصیل و اطناب تھا وسميته بكتاب المعتمد في الادوية المفردة"۔
اس کتاب میں مصنف نے غذاؤں اور دواؤں کے فوائد و نقصانات کا ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں "انتهى المقصود من كتاب المعتمد المختص من كتاب الجامع لقوى الاغذية والادوية"
کتاب ابجدی طریقہ پر مرتب ہے "ورتبته على ترتيب حروف المعجم ليكون اقرب متناولا و افهم"
مثال کے طور پر اگر دودھ اور گوشت کے فوائد و نقصانات یا خواص کو دیکھنا ہے تو لبن اور لحم میں دیکھنا ہو گا۔
یہ کتاب اس لحاظ سے بید مفید ہے کہ اس میں سبھی قسم کی غذاؤں کے خواص و فوائد ہیں اور یہ کہ کون سی چیز کس قسم کے مرض میں مفید ہے۔

۱۔ کناش / المعالجات البقراطیۃ :۔ مصنف کا نام ابوالحسن احمد بن محمد الطبری ہے۔ اس کتاب

(۱) ج ۲ ص ۱۰۴ (۲) اور بتایا ہے کہ فن طب میں ان کا کیا مقام تھا حکام کے یہاں ان کی کیا منزلت تھی اور ان کی کتنی مؤلفات ہیں

کے دو نسخے ہیں ایک کا نمبر ۱۴۲ ہے جو خط نسخ میں خوشخط لکھا ہوا ہے۔ یہ ۶۷۰ صفحوں میں ہے ہر صفحہ پر ۲۹ سطریں ہیں۔ دوسرے نسخے کا نمبر ۲۱۴۳ ہے جو نستعلیق عادی میں لکھا ہوا ہے۔ یہ ۷۰۸ صفحوں پر مشتمل ہے۔ کتاب کا دوسرا نام المعالجات البقراطیہ بھی ہے۔ کتاب کے آخر میں فرماتے ہیں "تمت المقالۃ العاشرۃ من الکناشی المعروف بالمعالجات البقراطیۃ"۔

مصنف حاکم وقت رکن الدولہ دیلمی (۳۸۰ھ) کے حکیم و معالج رہے ہیں۔ اور اپنے زمانہ کے بقراط و جالینوس شمار کئے جاتے تھے۔ آپ ابو ماہر موسیٰ بن سیار کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ مصنف نے اس کتاب کو بقراط کے طریقہ علاج پر لکھا ہے۔ فرماتے ہیں "واسلک فیہ سبیل البقراط فی صحۃ المعالجۃ" یعنی علاج کے سلسلہ میں میں نے بقراط کا طریقہ اختیار کیا ہے۔

ابن اصیبعہ تحریر فرماتے ہیں[1] کہ کناش جو المعالجات البقراطیۃ کے نام سے جانی جاتی ہے بہت نفع بخش کتابوں میں سے ہے۔ کتاب دس مقالوں پر منقسم ہے۔ ہر مقالہ میں ۳۰ سے لے کر ۵۲ باب ہیں۔

پہلے مقالہ میں ان چیزوں کا بیان ہے جن کا ایک طبیب کو جاننا ضروری ہے۔ دوسرے مقالہ میں سر کے امراض سے بحث کی ہے۔ تیسرے مقالہ میں باطنی امراض کو بیان کیا ہے۔ چوتھے مقالہ میں آنکھ کے امراض کو بیان کیا ہے۔ پانچویں میں ناک اور کان کے امراض کو بیان کیا ہے۔ چھٹے میں منھ اور دانت کے امراض کو بتایا ہے۔ ساتویں مقالہ میں سینہ اور دل کے طریقہ تنفس کو بتایا ہے۔ آٹھویں میں معدہ اور شکم کے امراض کو بیان کیا ہے۔

۲۔ المغنی: ابو الحسن سعید بن ہبۃ اللہ (م ۴۹۰ھ) ص ۳۱۰، کتاب کا نمبر ۴۷۔

عباسی خلیفہ المقتدی بامر اللہ (۴۶۷ھ-۴۸۷ھ) کے لیے تصنیف کی گئی۔ مقدمہ میں فرماتے ہیں: "جب میں نے اپنے مخدوم و آقا کا روشن و تابناک زمانہ اور عظیم فضائل و مناقب دیکھا تو خیال ہوا کہ ان کے لیے طب میں ایسی کتاب تصنیف کروں جس میں امراض اور ان کے اسباب و علل کے جاننے کا طریقہ اور علاج ہو۔

سر اور قلب کے امراض، جلدی امراض، بخار کی مختلف قسموں کا بیان اور ان کے علاج پر روشنی ڈالی ہے۔ مرض کے ذکر کے بعد اسباب و علامات اور آخر میں علاج بتاتے ہیں۔

۵۰

---

(۱) دائرۃ المعارف للبستانی ج ۱ ص ۲۹۲

پروفیسر محمد حسن رضوی علیگڑھ

مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ

کے

طبی مخطوطات

مولانا آزاد لائبریری میں طبی مخطوطات مسلم یونیورسٹی کلکشن کے علاوہ ذخیرہ جات جواہر میوزیم، سبحان اللہ، حبیب گنج، احسن، عبدالحیٔ، آفتاب، سلیمان، قطب الدین، منیر عالم، شیفتہ، عبدالسلام پر مشتمل ہیں۔ زبان کے اعتبار سے تعداد یہ ہے:

عربی (۲۰۱)، فارسی (۲۶۶)، اردو (۴) = کل ۴۷۱ طبی مخطوطات

(مقالے سے متعلقہ اقتباس)

مقالہ نگار کے مقالہ کا بقیہ حصہ سدید الدین گازرونی (۹۷۷ھ)، ابوبکر محمد بن زکریا الرازی، برھان الدین نفیس بن عوض الکرمانی، علی بن العباس المجوسی، ابو ساحل عیسی بن یحیی المسیحی، محمد بن محمد یوسف العلاقی، نجیب الدین محمد بن علی السمرقندی (م ۶۱۹ھ)، بو علی سینا، منصور بن محمد بن احمد بن یوسف، یوسف بن محمد بن یوسف الطبیب، ضیاء الدین عبداللہ ابن بیطار المخوجی، شیخ داؤد بن عمر الانطاکی کے احوال پر مشتمل ہے۔

اے۔ حبیب خاں (دہلی)

ہمدرد انسٹی ٹیوٹ کے چند اہم طبی مخطوطات

ادارہ تاریخ و تحقیق طب کی لائبریری کے چند اہم اور نادر مخطوطات پیش کرنے سے پہلے اس ادارے کے بارے میں ایک تعارفی نوٹ پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ معلوم ہو جائے کہ انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹری آف میڈیسن اینڈ میڈیکل ریسرچ کب عالم وجود میں آیا۔ اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں اور کن مفید شعبوں پر مشتمل ہے۔

اس ادارے کا سنگ بنیاد ہمارے محبوب رہنما اور ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم مرحوم پنڈت جواہر لال نہرو نے ۱۵ر نومبر ۱۹۶۲ء میں دہلی سے تقریباً پندرہ کلومیٹر کے فاصلے پر تغلق آباد جیسے تاریخی مقام پر رکھا۔ ادارے کے وسیع پروجکٹ میں سب سے پہلے لائبریری اور میوزیم کی عمارت تیار ہو جانے پر ۱۱ر فروری ۱۹۷۰ء کو ہماری وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے لائبریری اور میوزیم کا افتتاح فرمایا۔

یہ انسٹیٹیوٹ ایک وسیع اور کثیر المقاصد پروجکٹ ہے جس میں لائبریری اور میوزیم کے علاوہ فارمیسی کالج، یونانی میڈیسن کالج، ریسرچ لیبوریٹریاں، ڈرگ فارم، ہربیریم، ہمدرد پبلک اسکول، ہمدرد ایجوکیشنل سوسائٹی، مجیدیہ ہوسپیٹل، پرنٹنگ پریس وغیرہ شامل ہیں۔ یہ عظیم پروجکٹ جناب حکیم عبد الحمید صاحب کی اولو العزمی، جہد مسلسل اور عمل پیہم کا زندہ اور تابندہ شاہکار ہے۔ ادارے کے تمام شعبوں میں گذشتہ ۱۲ سال کے قلیل عرصہ میں جو ترقی ہوئی ہے اس کا اعتراف ہر ابن البصیرت نے کیا ہے۔

ادارے کا کتب خانہ بھی جناب حکیم صاحب کے ذاتی گرانقدر اور نایاب مخطوطات اور قیمتی مطبوعات سے قائم ہوا جو حکیم صاحب نے ادارہ کو بطور عطیہ عنایت فرمائے۔ انسٹیٹیوٹ کے کتب خانہ میں ابتک تقریباً چالیس ہزار کتابوں اور رسائل کا قابل قدر ذخیرہ جمع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ فن یونانی طب کے چار سو نادر مخطوطات عربی اور فارسی میں جمع ہو چکے ہیں جو ادارہ کی لائبریری کو دوسری لائبریریوں

ممتاز کرتے ہیں۔ ان میں چند اہم اور نادر مخطوطات کا ذکر اس مختصر وقت میں کیا جا سکتا ہے :-

(۱) **الکافی فی الطب (عربی)**: یہ نادر و نایاب کتاب محمد المازندرانی متخلص بہ امانی کی علمیہ ناز تصنیف ہے۔ اصلاً یہ کتاب مصنف نے چھ جلدوں میں لکھی ہے لیکن I.H.M.M.R. کی لائبریری میں اس کی تین جلدیں موجود ہیں (جلد ۴-۵-۶) جلد ۴ اور ۵ میں سر سے پاؤں تک واقع ہونے والے امراض، ان کی علامتیں اور اسباب وعلل بیان کئے ہیں۔ پھر امراض لاحقہ کے معالجات تحریر کئے ہیں۔ یہ دو جلدیں امراض جزئیہ وکلیہ وعامہ کا بسیط وجامع انسائیکلوپیڈیا ہیں۔ جلد چھ آخری جلد ہے جس پر کتاب الکافی ختم ہوتی ہے۔ یہ جلد علم السموم سے متعلق ہے اس میں سمیات اور ان کے اثرات سے بچاؤ کے زود اثر طریقے اور علاج لکھے ہیں۔ کتاب الکافی کی یہ آخری تین جلدیں صرف I.H.M.M.R. کی لائبریری میں موجود ہیں کسی اور لائبریری میں محمد المازندرانی کی اس کتاب کی موجودگی کسی کیٹلاگر نے ظاہر نہیں کی۔ اس اعتبار سے کتاب الکافی کا یہ نسخہ گویا دنیا میں واحد نسخہ کہا جا سکتا ہے۔ اس نسخے کی کتابت وسجاوٹ بھی نہایت عمدہ اور دیدہ زیب ہے، ہر صفحہ طلائی جدولوں سے آراستہ ہے اور ہر جلد کے شروع کے دو صفحے خاص طور پر طلائی لوح اور گلکاری سے مزین ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ مصنف نے کسی شاہی کتاب خانے کے لئے خاص اہتمام سے اپنی نگرانی میں لکھوایا ہے۔ چنانچہ بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ حکیم مسیح الزماں خان اور حکیم جعفر علی خان کے کتب خانوں میں رہا۔ ان دونوں کا تعلق اورنگ زیب عالمگیر اور مہاراجہ جے سنگھ والیٔ جے پور کے درباروں سے تھا۔ ممکن ہے کہ اس کتاب کی جلد ۱-۲-۳ بھی کسی پرائیویٹ کلکشن یا غیر مشہور لائبریری میں موجود ہوں: لیکن ہم کو تلاش وجستجو کے باوجود کتاب الکافی کی ابتدائی تین جلدوں کا سراغ نہیں مل سکا۔ اگر تینوں جلدیں بھی مہیا ہو جائیں تو یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہمارے اطباء کرام اور محققین اس پر مقالے لکھیں اس طرح اس نادر اور گرانقدر کتاب کی افادیت سامنے آجائے گی اور طالبان علم وفن محمد مازندرانی کی پوری کتاب سے استفادہ کر سکیں گے۔

I.H.M.M.R. کے مرسبہ مخطوطہ جلدوں کی تفصیل اس طرح ہے۔

(۱) الکافی جلد چہارم مکتوبہ ۱۰۴۷ھ جمادی اوّل بخط عبداللطیف حیدرآبادی۔ اس جلد کا ترقیمہ مصنف نے خود لکھا ہے۔

(۲) الکافی جلد پنجم مکتوبہ ۱۰۵۰ھ نقل از نسخہ مصنف کاتب عبداللطیف حیدرآبادی۔

اس جلد کا ترقیمہ کاتب نے لکھا ہے۔

(س) الکافی جلد ششم مکتوبہ ۱۳۰۳ھ منقول از نسخہ مصنف کاتب محمد مقیم المازندرانی ۔اس جلد کا ترقیمہ بھی کاتب نے لکھا ہے۔

(۲) **شفاء الصالح** (قرابادین، فارسی) :۔ شفاء الصالح فارسی زبان میں حکیم محمد صالح خاں بن حاجی محمد طاہر بیگ شیرازی کی معتبر و مستند تالیف ہے۔ جناب حکیم علی کوثر چاند پوری نے اپنی تالیف "اطباء عہد مغلیہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ وہ حکیم فتح اللہ شیرازی کے بھائی تھے اور عہد شاہجہانی میں (۱۰۴۷ھ/۱۶۳۷ء) شیراز سے ہندوستان آئے۔ اپنے زمانہ کے مشہور و مقبول اطباء میں ان کا شمار تھا۔ ان کے معاصرین اور بعد کے اطباء کرام نے قرابادین شفاء الصالح سے استفادہ کیا ہے اور اس کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔

حکیم محمد صالح خاں اگرچہ اصلاً شیرازی تھے لیکن ان کی زندگی کا بیشتر حصہ ہندوستان میں گزرا اس لیے ہندوستان ان کا دوسرا وطن بن گیا۔ انہوں نے باشندگانِ ہند کے امراض کا علاج ہندوستان میں پیدا ہونے والی ادویہ سے کیا اور دوسرے اطباء کو بھی یہ مشورہ دیا کہ وہ یہاں کی دواؤں سے ہندوستانی باشندوں کا علاج کریں کیونکہ مزاج اور آب و ہوا کے لحاظ سے وہی ان کے لیے مفید اور پر اثر ثابت ہوتی ہے۔

شفاء الصالح کی موجودگی کا ذکر کسی کیٹلاگر نے نہیں کیا اس لیے اس کتاب کی ندرت و اہمیت مسلم ہے۔ I.H.M.M.R. کی لائبریری کا یہ خطی نسخہ ۲۹×۲۲ سنٹی میٹر سائز کے ۲۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتابت پختہ اور خوشنما ہے۔ سنہ کتابت مرقوم نہیں ساندازاً تیرہویں صدی ہجری کا مرقومہ ہے۔

(۳-۴) **تعلیم العلاج اور اختیارات ظفر خانی** (فارسی) یہ دونوں کتابیں عہد اورنگ زیب عالمگیر کی مشہور و معروف طبیب ظفر یار خاں خلف مجد الدین افلاطون کی اہم اور معتمد تالیفات ہیں۔

تعلیم العلاج محمد شاہ بادشاہ کے آٹھویں سنہ جلوس (۱۱۴۰ھ/۱۷۲۷ء) میں مرتب ہوئی اور اسی بادشاہ کے نام سے معنون ہے۔ ظفر یار خاں حکیم علوی خاں معتمد الملک کے معاصر تھے لیکن ان کی قرابادین تعلیم العلاج حکیم علوی خاں کی قرابادین جامع الجوامع محمد شاہی سے پہلے مرتب ہو چکی تھی اس لیے عہد محمد شاہی کے اطباء میں ظفر یار خاں کو کچھ تقدم حاصل ہے۔ چنانچہ حکیم علوی خاں نے اپنی قرابادین

جامع الجوامع میں متعدد نسخہ جات تعلیم العلاج سے نقل کیے ہیں۔

میڈیکل لائبریری I.H.M.M.R. میں تعلیم العلاج کا مکمل خطی نسخہ موجود ہے یہ نسخہ (۶۳۴) صفحات پر مشتمل ہے۔ خط شکستہ ہے لیکن ملا کرکے پڑھا جاسکتا ہے جس سے بہ آسانی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

حکیم ظفر یار خاں کی دوسری کتاب اختیارات ظفر خانی بھی ہماری میڈیکل لائبریری میں موجود ہے جو بخط نستعلیق (۸۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ تعلیم العلاج اور اختیارات دونوں کا شمار نادر بھی کتابوں میں ہوتا ہے۔ احمد منزوی اور ریاض شاہ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

اختیارات ظفر خانی کا ایک خطی نسخہ دار العلوم دیوبند کی لائبریری میں بھی موجود ہے۔

(۵) **سرّ العلاج** (فارسی):۔ مؤلف کتاب حکیم ہدایت اللہ بارہویں صدی ہجری کے ایک نامور طبیب حاذق تھے۔ انہوں نے یہ تالیف بطرز قرابادین مرتب فرمائی اور کافی مدت کے تجربات و معالجات کے بعد اطباء حاذق کے مجربہ نسخوں کے ساتھ اپنے مجربات بھی لکھے ہیں۔ حکیم ہدایت اللہ کی قرابادین کے معتبر اور مستند ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ان کے معاصرین اور بعد کے جید اطباء نے ان کی قرابادین سرّ العلاج سے استفادہ کیا ہے اور وہ اسکو ایک لائق اعتماد و استناد ماخذ سمجھتے ہیں۔

اس قرابادین میں اصول حفظ صحت تشخیص امراض اور کامیاب معالجات کا تفصیلی بیان ہے معالجات میں ادویہ مفردہ کے ذریعہ علاج کرنے کی تاکید کی ہے اور اس کو قابل اطمینان بتایا ہے۔

یہ قرابادین ۱۱۴۱ھ / ۱۷۲۸ء میں مرتب ہوئی۔ اس میں کوئی ترقیمہ یا خاتمہ نہیں ہے اس لیے سال کتابت اور کاتب کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ کسی کیٹلاگر نے سرّ العلاج کی موجودگی ظاہر نہیں کی۔ اس بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ I.H.M.M.R. کی لائبریری کا یہ نسخہ واحد نسخہ ہے۔ سرّ العلاج کا یہ مخطوطہ ۲۱۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتابت اندازاً بارہویں صدی ہجری کے اواخر کی معلوم ہوتی ہے۔ سائز اس نسخہ کا ۲۰×۸ سنٹی میٹر ہے۔

(۶) **عین الشفاء** (فارسی):۔ عین الشفاء طبیب کامل و حاذق میر درویش حسینی نقشبندی کی ضخیم و جامع قرابادین ہے اس نادر و مستند قرابادین میں بہت سے متعارف امراض کے لیے مجرب علمی نسخے سالہا سال کے آزمودہ اور زود اثر فراہم کئے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی روحانی علاج کے لیے تیر بہدف عملیات بھی لکھے ہیں۔

میر بابلنے چھوٹے بڑے امراض کے لیے جو نسخہ جات جمع کئے ہیں ان سے اکثر کچھ لکھا گئوں

لکھا ہے کہ وہ خود ان کے پُر تاثیر اور مفید ہونے کا تجربہ کر چکے ہیں ۔ یہ دسویں صدی ہجری کے ایک درویش صفت حکیم تھے ۔ انہوں نے صرف خدمت عوام کے لیے پیشہ طبابت اختیار کیا تھا۔ شاہی درباروں سے کوئی رابطہ قائم نہیں کیا ۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ جو طبیب شاہی درباروں اور امرائے وقت سے وابستہ ہوتے ہیں وہ عوام الناس اور غریب لوگوں کی خدمت نہیں کر سکتے ۔ وہ اکثر و بیشتر جڑی بوٹیوں اور مفرد ادویہ سے علاج کرتے تھے ۔ اور مرکب دواؤں کے مقابلہ میں مفرد دواؤں کے استعمال کو زیادہ مفید اور اطمینان بخش سمجھتے تھے ۔ بہر حال قرابادین عین الشفاء اپنے مقصد اور غرض و غایت کے اعتبار سے بہت عمدہ اور جامع قرابادین ہے آج بھی ہمارے ہندوستانی اطباء اس سے خاطر خواہ استفادہ کر سکتے ہیں ۔

I.H.M.M.R. کے اس مخطوطہ کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ ہندوستان یا بیرون ہند کی کسی لائبریری میں اس کی موجودگی ثابت نہیں ہوئی ۔ یہ قرابادین ۲۶×۲۰ سائز ۱۰۵۱ صفحات پر مشتمل ہے ۔ کتابت صاف ستھری ہے ۔ سنہ کتابت اور کاتب کا نام مرقوم نہیں ۔

(۷۔۸) مسیح الملک حکیم ارشد خاں شفائی دہلوی کی دو اہم تالیفات

(۱) شرح کلیات قانون (عربی) :- شیخ الرئیس ابو علی سینا کی کتاب القانون کے حصہ کلیات کی صاف اور سلیس عربی میں حکیم ارشد شفائی نے یہ شرح لکھی ہے ۔ جو اب تک طبع نہیں ہوئی اور بہت نادر و کمیاب ہے ۔ اس شرح کا ایک نسخہ خدا بخش لائبریری میں اور ایک ہمارے یہاں ہے ۔

اس مخطوطہ کی اہمیت اس اعتبار سے کچھ زیادہ ہے کہ دہلی کے ممتاز و معروف طبیب حکیم محمود خاں مرحوم نے مصنف کے اصل نسخہ سے اس کو نقل کیا ہے اور مدت دراز تک اُن کے مطالعہ میں رہا ۔ اسی لیے اس کی صحت پر پورا اعتماد کیا جا سکتا ہے ۔

(۲) مطب حکیم شفائی خاں (فارسی) :- مسیح الملک حکیم شفائی خاں بن عبد الشافی خاں متوفی ۱۲۳۱ھ/۱۸۱۵ء کے معمولات و تجربات کا یہ نادر و اہم ترین مخطوطہ بھی I.H.M.M.R. کی لائبریری میں محفوظ ہے ۔ یہ مخطوطہ بھی تاحال شائع نہیں ہوا اور صرف اسی لائبریری میں موجود ہے کسی اور لائبریری میں اس کی موجودگی نہیں پائی جاتی ۔ اگر ہمارے ریسرچ اسکالرس اس مخطوطہ پر کام کریں اور اسی کو تشریحات اضافی کے ساتھ مرتب کر کے طبع کرائیں تو یہ علم طب کی ایک بڑی خدمت ہوگی ۔ ••

ڈاکٹر ملک محمد ادریس خاں (دہلی)

طبیہ کالج دہلی کے اہم طبی مخطوطات

عربی و فارسی کے اہم طبی مخطوطات جو اس کتابخانہ کی زینت ہیں درج ذیل ہیں:

عربی مخطوطات

۱۔ المعجون فی الطب (الحسن الفیلسوف): اس پر حکیم اجمل خاں کا لکھا ہوا حاشیہ بھی ہے۔
۲۔ شرح القانون (محمود ابن مسعود) ۳۔ فوائد ملکیہ (غیاث الدین شیرازی) ۴۔ منافع الاعضاء (عبداللہ ابن الفتح) ۵۔ الشامل فی الصناعتہ الطبیہ (علامہ ابی نعیم) ۶۔ قاموس الطبیہ (شیخ مدین بن عبدالرحمٰن) ۷۔ طب عربی (علاء الدین) ۸۔ قاموس الطب (بقراط کی کتاب کا عربی ترجمہ) ۹۔ معالجات ایلاقی (سید محمد بن یوسف ایلاقی) ۱۰۔ کتاب دیاسقوریدوس فی الادویہ ۱۱۔ رسالہ معالجات ۱۲۔ حیلۃ البرء (جالینوس) ۱۳۔ ۲ غلوقن (جالینوس)۔

فارسی مخطوطات

۱۔ کنز الادویہ فی علم الطب (برہان الکمال بن محمد صالح) ۲۔ مجربات حکیم علوی خاں (حکیم علوی خاں) ۳۔ مطب فیروز شاہی ۴۔ رسالہ نبض و قارورہ ۵۔ مجمع الطب (نواب سید الملک) ۶۔ مختصر الفوائد ۷۔ رسالہ تشریح الاعضاء ۸۔ مبادی التشریح ۹۔ دستور العلاج (حکیم محمد قاسم علی)

●● (مقالہ سے متعلقہ حصہ کی تلخیص)

جناب محمود فیاض (دہلی)

طبیہ کالج دہلی کے کتابخانہ کا ذخیرہ اس اعتبار سے توجہ طلب ہے کہ اس کی بیشتر کتابوں پر خود حکیم اجمل خاں کے حاشیے لکھے ہوئے ہیں۔

اس کتابخانہ میں جامع الکبیر کا ایک نسخہ محفوظ ہے، جامع الکبیر کے اس نسخہ کا پہلا حصہ ۹۳۲ھ میں لکھا گیا اور دوسرے حصہ کی کتابت بعد میں ہوئی۔ اس نسخے میں ادویہ کے نام ان کے فوائد و نقصانات ان کی اصلاح، استعمال کی مقدار، ان کی تاثیر اور ان کا بدل تحریر کیا گیا ہے۔ اس کتاب کو مختلف ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جس میں دیاسقوریدوس اور جالینوس کے علاوہ بھی دوسرے اطباء اور حکماء کے اقوال جمع کئے ہیں۔ ماہرین طب کے اقوال ان کے تجربات متقدمین اور متاخرین کے مشاہدات اور ان کے نتائج کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس نسخے کے کاتب کا نام شہاب الدین ہے، جس نے اس کو ۱۲ رمضان المبارک ۹۹۴ھ میں مکمل کیا۔ (اقتباسات)

خدابخش لائبریری کی تازہ مطبوعات

۱- علی گڑھ تحریک : سید حامد کا خطبہ خدابخش Rs. 5/-

۲- ہندوستانی مسلمان عصری دستاویزات کے آئینے میں: پہلی جلد علیگڑھ تحریک Rs.50/-

۳- ہندوستانی مسلمانوں کے مسائل از سید حامد Rs. 30/-

۴- رسائل کے دفینوں سے اردو ادب کی بازیافت : چھٹی جلد: خوشتر منگر دہلی کے ماہنامہ 'زبان' (۱۹۲۶-۱۹۲۸) کی مکمل عکسی اشاعت تفصیلی اشاریہ کے اضافہ کے ساتھ)
اسلام، تاریخ ہند، تاریخ و تنقید زبان و ادبیات اردو، ناولٹ، طویل افسانے، مختصر افسانے، ایسے، نکات طارموزی، نظمیں، غزلیں، رباعیات، مکاتیب مشاہیر، تذکرہ مشاہیر، تصاویر مشاہیر، تذکرۂ رسائل، تذکرہ کتب و اخبار علمیہ جیسے موضوعات پر نو سو صفحات پر پھیلی ہوئی تحریروں کا قیمتی مرقع۔ Rs. 50/-

۵- تذکرہ کاملان رامپور (حافظ احمد علی خاں شوق) : روہیل کھنڈ کے مشاہیر اور روہیلوں کی تہذیبی تاریخ کا اہم ماخذ ہے۔ Rs. 50/-

۶- برصغیر میں نادر طبی مخطوطات (روداد طب سیمینار، خدابخش لائبریری کے پہلے جنوب ایشیائی علاقائی سیمینار کی مکمل روداد، اہم طبی مخطوطات پر تفصیلی مقالات اور برصغیر کے مختلف نجی و سرکاری ذخیرہ کتب میں محفوظ اہم و غیر مطبوعہ طبی مخطوطات کا تعارف اور ان کی جامع فہرست۔ Rs.50/-

بیان ملکیت سہ ماہی خدا بخش لائبریری جرنل اور دیگر تفصیلات
مطابق فارم نمبر ۴، قاعدہ نمبر ۸

۱۔ مقام اشاعت : خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ ۴

۲۔ وقفہ اشاعت : سہ ماہی

۳۔۴۔ پرنٹر و پبلشر کا نام : محبوب حسین

قومیت : ہندستانی

پتا : رمنا روڈ، پٹنہ ۔۴

۵۔ ایڈیٹر کا نام : عابد رضا بیدار

قومیت : ہندستانی

پتا : ڈائرکٹر خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ ۔۴

۶۔ ملکیت : خدا بخش لائبریری، پٹنہ ۔۴

میں محبوب حسین اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات میرے علم و یقین کے ساتھ درست ہیں۔

دستخط پبلشر : محبوب حسین

۲۵ فروری ۱۹۸۹ء

Khuda Bakhsh Library
JOURNAL

45

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
Patna